محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری پیاری سنتیں

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سنتِ حبیب

چوبیس گھنٹے کی زندگی کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک اور نورانی طریقوں اور اعمال پر
مشتمل ایک نایاب کتاب جسے پڑھ کر دلوں میں سنتوں کے اپنانے کا شوق پیدا ہوگا



تالیف

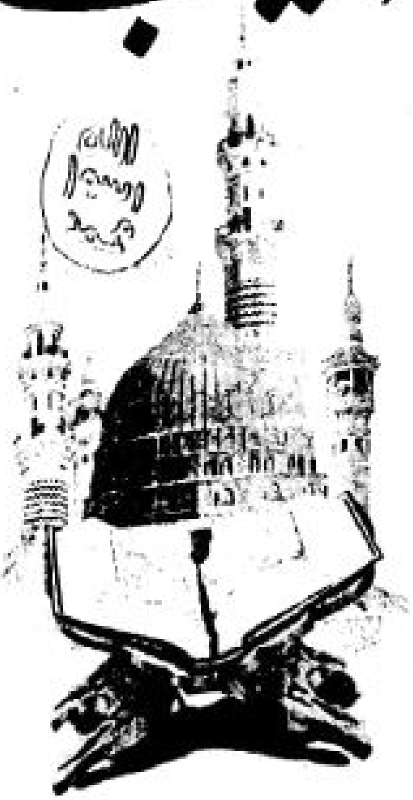
اختر حسین بہاولپوری

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ صدیقیہ

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری پیاری سنتیں

سنتِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



تالیف

اختر حسین بہاولپوری

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مکتبہ صدیقیہ

بیرون تبلیغی مرکز رائے ونڈ

فہرست مضامین

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتساب

مالک کون و مکان، خالق ارض و سماء کا شکر ادا کرتے ہوئے جس
نے سید الاولین والآخرین ﷺ پر ''فاتحہ سے والناس'' تک قرآن
پاک اتارا اس ''سنتِ حبیب ﷺ'' کو منسوب کرتا ہوں جناب
والد ماجد صاحب حفظ اللہ تعالیٰ اور اپنے ماموں ملک عبدالرزاق بھٹہ
مرحوم و مغفور اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھر دے اور بالخصوص اپنی پیاری
امی جان کے نام جن کی تہجد سے صبح تک کی دعا صرف میرے لئے ہوتی
ہے اور ویسے بھی دن بھر ان کے سب سے زیادہ الفاظ میرے لئے دعائیہ
کلمات ہوتے ہیں۔ جو کہ میرے لئے دنیا و آخرت میں سب سے قیمتی
متاع ہیں۔الحمد للہ علی کل حال۔

اختر حسین بہاولپوری

تأثرات

حضرت مولانا شفیق احمد خان قاسمی بستوی صاحب دامت برکاتہم
استاذ حدیث جامعہ خدیجۃ الکبریٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم. اما بعد! احقر نے مولانا اختر حسین صاحب بہاولپوری کی تصنیف لطیف ''سنت حبیب'' کو جستہ جستہ دیکھا اور اس کی ترتیب کو نہایت عمدہ پایا، حقیقت میں ہر مؤمن کی زندگی ایک شاندار و کامیاب زندگی جب ہی بن سکتی ہے جبکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے مطابق گذاری جائے، اب ہماری زندگی کے شب و روز اور اس کے معمولات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے درست سانچے میں، سنتوں کے درست علم کے بعد ہی ڈھل سکتے ہیں، اس موضوع پر حضرت عارف باللہ ڈاکٹر عبدالحئی عارفی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ''اسوۂ رسول اکرم''، مفتی ارشاد احمد قاسمی کی ''شمائل کبریٰ'' نہایت قابل تحسین کتب ہیں اور انہیں کے نہج پر بلکہ حسن منہج پر یہ پیش نظر کتاب مولانا اختر حسین صاحب بہاولپوری نے تصنیف فرمائی ہے جو کہ مدلل اور باحوالہ ہونے کی وجہ سے نہایت مستند حیثیت کی کتاب ہے، انداز نہایت سادہ، دلچسپ اور آسان ہے، امید واثق ہے کہ اس کتاب سے عامۃ المسلمین کو اور بالخصوص سنتوں پر عمل کا شوق رکھنے والوں کو بہت فائدہ پہنچے گا۔

اور آخر میں عرض کروں گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں ہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر ہم اللہ کی محبت اس کا قرب، اور اس کی رضا، حاصل کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ

ہم سب کو سنتوں پر عملی پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

میرے شیخ عارف باللہ حضرت حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ نے کیا خوب کہا ہے:

نقش قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس کتاب کو نافع عام بنائے اور اس کو حسن قبول سے نوازے اور مصنف موصوف کے لئے بہترین صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

والسلام

خیر اندیش

شفیق احمد بستوی

خادم حدیث، جامعہ خدیجۃ الکبریٰ

محمد علی سوسائٹی، کراچی

۱۰/ذی قعدہ ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲/دسمبر ۲۰۰۶ء

اظہار تشکر و عرض

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد!

اللہ تعالیٰ کا کروڑہا کروڑ شکر ہے کہ اس نے سنتوں کے اس مجموعے کو (دریا کو کوزے میں بند کرنے کی) توفیق عطا فرمائی ہے۔ الحمد للّٰہ رب العالمین۔

دنیا میں ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ جس سے محبت ہو تو اس کی خدمت میں ہدیہ پیش کرے۔ اور بحیثیت مسلمان ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں ہدیہ پیش کرے اس ہدیہ کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ سرور کونین ﷺ کی تعلیمات مبارک پر عمل کیا جائے اور اس کی اشاعت و تبلیغ کی جائے۔

اس موضوع پر قلم اٹھانے کے لئے احتیاط کی بھی بہت زیادہ ضرورت ہے تا کہ ہر کس و ناکس غلط سلط باتیں اور تعلیمات نہ پھیلائے۔

میری پرانی خواہش تھی کہ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات مبارک، سنن مبارک جمع کروں، جو جامع ہو اور مختصر بھی ہو اور ہر موضوع کو احاطہ کئے ہوئے ہو۔ جب شمائل کبریٰ چھپی تو خوشی کی انتہا نہ رہی۔ میں نے سوچا اسی طرز پر ہو، حوالوں کے ساتھ ہو، جامع ہو۔ الحمد للہ یہ شمائل کی تلخیص بھی ہے اور ثم الحمد للہ اس کے ساتھ مفید اور کثیر کافی شافی وافی اضافہ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ (آمین)

یہ بات عرض کرنے کی ہے۔آج مسلمانوں میں انتشار، عدم سکون اور بے چینی صرف اور صرف اس وجہ سے ہے کہ مسلمانوں نے سرکار دو عالم ﷺ کی تعلیمات مبارک بالخصوص سنت کو پس پشت ڈال دیا ہے۔آج بھی مسلمانوں کا تنزلی سے عروج پر جانے ذلت سے عزت میں جانے اور پریشانی و بے چینی کو راحت، سکھ و خوشی و خوش نصیبی کا علاج صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے حبیب مصطفی ﷺ کی اتباع ہے۔ جو اتباع کرے گا، مالک سموات وارضین اس کو دنیا و آخرت میں چمکائیں گے، جس طرح خالق کائنات نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو چمکایا۔

اسی کے ساتھ یہ بھی عرض کردوں کہ سنت کا مفہوم بہت وسیع ہے آج کا مسلمان بعض اوقات پٹڑی سے اُتر کر یہ کہتا ہے کہ کیا ہوا سنت ہی تو ہے" یا پھر بعض سنتوں کو مستحب" کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے۔افسوس صد افسوس!

کیا یہ حضور ﷺ سے حب رسول ﷺ یا عشق رسول ﷺ ہے۔ غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہمارا یہ عمل سنت کی توہین تو نہیں ہے؟

بہر کیف سنت کا اطلاق مستحب پر اور مستحب کا اطلاق سنت پر ہوتا ہے۔علامہ شامی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے۔

جیسے تاجدار مدینہ ﷺ نے مثلاً گھوڑے پر سواری کی اب اگر کوئی امتی اس نیت سے گھوڑے پر سواری کرے تو اسے اجر ملے گا ان شاء اللہ، ٹوپی پہنے اس نیت سے کھانا کھائے اس نیت سے تو یقیناً اجر کا مستحق ہوگا اب یہ سارے کام تو ویسے بھی کرتے ہیں تو کیوں نہ اس نیت سے کریں کہ رحمت للعالمین ﷺ نے یہ کام سر انجام دیئے ہیں (میں بھی اس لئے کر رہا ہوں) تو پھر یہ بندہ مبارک باد کا مستحق ہے اور خوش قسمت ہے۔

چنانچہ سنت کے معاملے میں علمائے کرام سے رابطہ اور معلوم کرنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ عوام بعض اوقات غلو کا شکار ہو جاتے ہیں۔علمائے کرام جانتے ہیں کہ سنت

کیا ہے۔

مثال کے طور پر حدیث شریف سے قبر پر ایک مرتبہ ٹہنی گاڑنا ثابت ہے اور وہ بھی ایک صحابی سے ،لیکن ادھر عوام کا یہ حال ہے کہ جب تک مرنے والے کی قبر پر ٹہنی گاڑ نہ دیں ،انہیں چین نہیں ملتا۔ گویا اس عمل کو واجب کی طرح اہمیت دے دی گئی ہے۔ یہی معاملہ اور بھی دینی معاملات کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے۔

یہاں ناسپاسی ہوگی کہ ان کو بھول جاؤں جن کے بارے میں عربی کا مقولہ "رب أخ لم تلده والده" وہ حضرات ہیں محترمی نصیر احمد پشتین سلمہ۔ محترمی مغیرہ سلمہ محترمی قاصد آفریدی بن گل خان سلمہ محترم عالم زیب چغرزئی سلمہ اور محترمی سمیع اللہ سلمہ پنجگوری اور جناب سید حبیب علی اور محترم بدر صاحب۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم میں برکت عطا فرمائے اخلاص عطا فرمائے حقیقت یہ ہے کہ یہ کام بھی انہیں حضرات نے کیا صرف تعاون نہیں کیا بلکہ عملی طور پر بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔

مولانا محمد رفیق زمزمی صاحب نے اس کتاب کو چھاپنے کا مشکل مرحلہ طے کیا۔ جو الحمد للہ پہلے سے ہی اس نبوی تعلیمات کی اشاعت میں رات ودن مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ تبلیغ سعی قبول فرمائے اور اللہ تعالیٰ اخلاص عطا فرمائے۔ ان کے مکتبہ کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین

آخر میں اپنے مالک وخالق کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے مجھے میری والدہ محترمہ کی دعاؤں کی برکت سے اس عظیم کام کی سعادت عطا فرمائی۔ الحمد لله على كل حال. اللهم لك الحمد ولك الشكر۔

انتباہ: سنت کے معاملے میں کچھ افراط وتفریط پائی جاتی ہے۔ جیسے نہی ونفی کو ایک سمجھنا یا سنت ،مستحب اور آداب کو ایک سمجھنا۔ تو اس معاملے میں علماء کرام سے رہنمائی کے بغیر کوتاہیاں...... ہوتی ہیں جن سے بچنا چاہیے۔

ایسے موقع پر اپنے عظیم محسنین کو بھول جانا ظلم وزیادتی ہوگا۔ ویسے تو دارالعلوم

کراچی کے اولیٰ سے آخر تک کے اساتذہ محسن ہیں اور رہے اکابر اساتذہ کرام خصوصاً سابعہ اور دورہ حدیث شریف کے اساتذہ کرام تو ان کے کیا کہنے! بہرحال میرے ابتدائی محسن جو کہ جناب حضرت مولانا محمد یوسف کرخی صاحب مدظلہ جو اپنی ذات میں انجمن اور ہرفن مولا ہیں اور جناب حضرت قاری حبیب اللہ صاحب مدظلہ ان دونوں حضرات کی ترغیب و اکرام کی وجہ سے دارالعلوم میں رک گیا ورنہ اولیٰ ہی میں چھوڑنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ ان محسنوں نے اکرام وغیرہ کرکے سمجھایا تو الحمدللہ رک گیا۔ پھر دوسرے محسن حضرت مولانا محمد شفیع اللہ صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا حسین قاسم صاحب مدظلہ جن کی پرمغز نصیحت اور مؤثر درس کنقش فی الحجر ثابت ہوئے جنہیں نہیں بھلا سکتا اور شاید یہ بھی ہو کہ اول الذکر اور ثانی الذکر اپنے احسانوں کو بھول چکے ہوں لیکن مجھے ان کا احسان یاد ہے اور ان شاء اللہ یاد رہے گا۔

علاوہ ازیں جن کے احسان نے رخ ہی بدل دیا، زاویہ نگاہ ہی تبدیل ہوگیا وہ جناب حضرت مولانا اعجاز احمد صمدانی صاحب مدظلہ اور جناب حضرت مولانا احسان کلیم صاحب مدظلہ ہیں۔ میرا حال یہ تھا کہ سادسہ تک پڑھنا نہ پڑھنا برابر تھا اس کے بعد انہوں نے ایسا جگایا کہ غفلت پلٹ کر بھی نہیں آئے گی ان شاء اللہ۔ حق تعالیٰ مجدہ انہیں صلہ و بدلہ عطا فرمائے۔ ان کے احسانوں کا بدلہ کہاں ادا کرسکتا ہوں؟ الا یہ کہ دعا کروں جو کہ کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا ان شاء اللہ۔ دعا میں یہ حضرات لازمی جزو بن چکے ہیں۔ مولائے کریم ان سب حضرات کو بہترین صلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

اختر حسین بہاولپوری

جامعہ دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

اسوۂ رسول ﷺ کی تفصیل اور اس کا وسیع مفہوم

خیال رہے کہ صرف رسول اللہ ﷺ کا عمل اسوۂ حسنہ نہیں ہے بلکہ آپ کے اقوال، احوال، آپ کے پاکیزہ اخلاق و عادات خواہ ان کا تعلق طبعی اور بشری امور سے کیوں نہ ہو سب امت کے لئے اسوۂ حسنہ ہے ترجمان السنہ میں ہے (جس طرح) آپ ﷺ کا ہر قول اور آپ کا ہر عمل سب حدیث کا جزء ہے اس طرح اسوہ رسول صرف عمل کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ آپ کا قول و فعل جو کچھ بھی ہے وہ سب اُمت کے لئے نمونہ ہے، کچھ نماز، روزہ حج اور زکوۃ پر ہی موقوف نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اس بارے میں اسوہ ہے اسی طرح فصل، خصومات امت کے نظم و نسق اور دیگر ضروریات میں بھی اسوہ ہے حتیٰ کہ خوش طبعی، ہنسی، مسکراہٹ کے انداز میں بھی۔ قرآن کریم نے کسی ادنیٰ تفصیل کے بغیر تمام امور میں آپ کی ذات کو اسوہ کہا ہے۔

خیال رہے کہ بعض ناواقف حقیقت حضرات نے رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدس کو صرف عبادات میں اسوہ تسلیم کیا ہے باقی حیات طیبہ کے احوال و عادات کو اسوہ ہونے سے خارج کر دیا، یعنی اس میں آپ ﷺ نمونہ عمل نہیں ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ معاشرتی امور میں عادات و ماحول میں عرب کے تابع تھے، وہاں کا عرف و رواج جو تھا اسی کی رعایت کرتے تھے۔ مثلاً آپ ﷺ داڑھی رکھتے تھے، چونکہ وہاں کا ماحول تھا۔ آپ ﷺ ٹوپی پہنتے تھے چونکہ ٹوپی کا رواج تھا۔ خلاصہ یہ کہ یہ

امور ماحول اور رواج کے طور پر تھے اس لئے امور مذکورہ وغیرہ کی اتباع ضروری نہیں!
یہ بہت بڑی باعث شقاوت غلط فہمی ہے آپ ﷺ نے تو ماحول اور رواج کی مخالفت کی ہے ماحول تو کفر اور شرک کا تھا، ظلم وتشدد اور لوٹ مار کا تھا، زنا اور بے حیائی کا رواج تھا، مشاعرے اور قمار بازی کا دور دورہ تھا، ننگے اور برہنہ طواف کرنے کا عام رواج تھا۔ تو کیا آپ ﷺ نے اس ماحول کی موافقت کی؟ اس جاہلیت کے طور طریقہ پر اپنے کو ڈھالا؟ ہرگز نہیں!! اسے تو کوئی بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ معلوم ہوا کہ آپ کے اطوار وطریقے جن کا تعلق گو بشری وطبعی امور سے ہو تعلیم وتربیت ربانی کے ماتحت ہونے کی وجہ سے قابل عمل اور مشعل راہ ہیں اسی وہم فاسد اور زعم باطل کو رد کرتے ہوئے ترجمان السنۃ میں مذکور ہے۔ قرآن کریم نے کسی ادنیٰ تفصیل کے بغیر تمام امور میں آپ ﷺ کی ذات کو اسوہ کہا ہے اور کوئی معمولی سے معمولی اشارہ بھی اس کی طرف نہیں کیا کہ نماز، روزہ، یا عبادت کی تشریح کے سوا بقیہ امور میں آپ کی ذات اسوہ نہیں ہے۔ (ترجمان السنۃ: ص ۱۶۴)

نبی ﷺ کی ذات تمام امور میں اسوۂ حسنہ ہے

سرکار دو عالم ﷺ کی پوری زندگی امت کے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ امام غزالی رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَىٰ فرماتے ہیں:

"اِعلم اَن مِفتَاح السَّعادَةِ اِتباعُ السنةِ والاقتداء بِرَسولِ اللّٰه صَلى اللّٰه عليه وسَلم فِي جَمِيْعِ مصادره وَمَوَارِدِهِ وَحَركاتِه وَسكناتِه حَتىٰ فِي هيئة اكلِه وقيامِه ونومِهٖ وكَلامِه لَسْتُ اَقُولُ ذٰلكَ فِي العِبَادَاتِ فَقَط لاوجه لاهمال السننِ الوَارِدَة فِيها بَل ذَلكِ فِي جميع امورِ العاداتِ فبذالك يَحصُل الاتباعُ المُطلق."

(جاننا چاہئے کہ سعادت کی کنجی تمام امور میں رسول اللہ ﷺ کی حرکات و

سکنات میں حتی کہ کھانے پینے، سونے، اٹھنے اور کلام کرنے میں بھی، عبادات کے علاوہ میں آپ کی عادت طیبہ کے چھوڑنے کی کوئی وجہ نہیں، اسی لئے میں صرف عبادات میں منحصر نہیں کرتا، بلکہ تمام عادات واحوال میں بھی کمال اتباع اسی سے حاصل ہوگی)۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ مزید اتباع کامل کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لباس اور بشری امور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع مطلوب وفلاح کا باعث ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"فعلَيكَ اَنْ تَلبسَ السَّرَاوِيلَ قَاعدًا وتتعمم قَائمًا وتبدأ بِاليمين فى تنعلكَ وَتَاكل بِيَمِينك."

ترجمہ: "پس سنت کی اتباع تم پر لازم ہے کہ تم پاجامہ کو بیٹھ کر پہنو اور عمامہ کھڑے ہوکر باندھو، جوتا اولاً دائیں پیر میں پہنو، اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔" (اربعین: ص ۵۸)

ظاہر ہے کہ یہ عبادات کے متعلق نہیں ہیں، بلکہ عادات وشمائل سے متعلق ہیں، جولوگ آپ کی اتباع کو تمام امور میں نہیں مانتے بلکہ صرف عبادات میں محصور مانتے ہیں وہ دراصل اس دروازے سے نفس کی آزادی چاہتے ہیں اور اپنے آپ کو ایک عظیم سعادت سے محروم کرنا چاہتے ہیں چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"لان ذلك يغلق عليك بابا عظيما من ابواب السعادة."

ترجمہ: "عادات واطوار میں سنت کا ترک سعادت عظیمہ سے محرومی کا باعث ہے۔" (اربعین: ص ۵۸)

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ اسلام صرف آپ کی رسالت کی تصدیق کا نام نہیں، جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری اطاعت کا عہد بھی نہ کرے اس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا ہے۔ (زاد المعاد: ۳/۵۵)

خلاصہ یہ ہوا کہ بلا سنت و اسوۂ رسول ﷺ کے اسلام معتبر نہیں، اتباع کامل سے مسلمان کامل ہو سکتا ہے۔

سنت اور اس کی تعریف: سنت لغت میں عادت کو کہتے ہیں اور شریعت میں اسے کہتے ہیں جو نبی پاک ﷺ سے قولاً یا فعلاً یا تقریراً منقول ہو۔ (جامع الرموز)

محقق ابن ہمام رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سنت کے مفہوم کو خلفاء راشدین تک وسیع کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "وَسُنَّتُہُ الطَّرِیْقَۃُ الدِّیْنِیَّۃُ مِنْہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَالْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ."

علامہ شامی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بھی اسی طرح حضرات خلفاء کے اقوال وافعال کو بھی سنت قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں: "اِنْ کَانَ مِمَّا وَاظَبَ عَلَیْہِ الرَّسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوِ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ مِنْ بَعْدُ فَسُنَّۃٌ."

(الشامی: ۱/۷۰)

یعنی جس پر نبی پاک ﷺ نے یا حضرات خلفاء راشدین نے مواظبت فرمائی ہو (یعنی سنت موکدہ کی صورت میں)۔

سنت اور حدیث ایک دوسرے کے مترادف ہے، جو مفہوم سنت کا ہے وہی حدیث کا بھی ہے، علامہ عبدالحیٔ فرنگی محلی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ''ظفر الامانی فی مختصر الجرجانی'' میں سنت کی تعریف لکھتے ہیں۔ "اِنَّ السُّنَّۃَ تُطْلَقُ عَلٰی قَوْلِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَفِعْلِہٖ وَسُکُوْتِہٖ وَطَرِیْقَۃِ الصَّحَابَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ" یعنی سنت کا اطلاق آپ ﷺ کے تمام اقوال و عادات پر ہوتا ہے حتیٰ کہ صحابہ کے طریقے کو بھی سنت کہا جاتا ہے چنانچہ طحطاوی علی المراقی میں سنت کی تعریف مرقوم ہے۔ "مَا فَعَلَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ وَاحِدٌ مِّنَ الصَّحَابَۃِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ." (ص۵۱)

چونکہ وہ بھی سنت ہی سے ماخوذ ہوئے ہیں لہٰذا اس اعتبار سے آپ نے جو فرمایا

ہے کہ عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِی تم پر میری سنت لازم ہے۔ تمام امور میں اخلاق و عادات میں بھی ہم اتباعِ سنت کے مکلف و مامور ہیں۔ طحطاوی میں ہے۔ "فَاِنَّ سُنَّۃَ اَصْحَابِہٖ اَمَرَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ بِاِتِّبَاعِھَا." آپ ﷺ نے صحابہ کی اتباع کا حکم دیا ہے۔ (طحطاوی: ص ۵۱)

سنت اور اس کے اقسام:

سنت کی دو قسمیں ہیں ① سنن ہدیٰ ② سنن زوائد۔

سنن ہدیٰ وہ سنت ہے جسے نبی پاک ﷺ نے کیا ہو اور من حیث العبادۃ ہو جیسے جماعت، اذان، اقامت، اسی طرح سنن صلوۃ وصیام وحج وغیرہ اور اس کا ترک باعث کراہت وملامت ہو۔

سنن زوائد وہ سنت ہے جو آپ کے اخلاق وعادات سے متعلق ہو، جیسے لباس و نوم وغیرہ کے سنن۔ اس کا بجالانا باعث ثواب ہے مگر ترک باعث کراہت نہیں۔
(ماخوذ از شرح وقایہ وشامی: ۱/۷۰)

سنن زوائد یعنی کھانے پینے، سونے جاگنے میں آپ کی عادت طیبہ کو اختیار کرنے والا، سنت پر عامل کہلائے گا جو بڑی سعادت وخوش نصیبی کی بات ہے، مگر ترک گناہ کا باعث نہیں، اس زوائد کے نام سے یہ غلط فہمی نہ ہو کہ ان امور میں سنت کا طریقہ اختیار کرنا عبادت نہ ہوگا۔ ہرگز نہیں! یہ بھی عبادت میں داخل ہے۔ چنانچہ ان امور کو عبادت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "اِنَّ السُّنَّۃَ ھِیَ الطَّرِیْقَۃُ الْمَسْلُوْکَۃُ فِی الدِّیْنِ فَھِیَ فِیْ نَفْسِھَا عِبَادَۃٌ" سنت کا مفہوم دین کا طریقہ اختیار کرنا ہے وہ فی نفسہ عبادت ہے، لہٰذا سنت کے مطابق کھانا، پینا، سونا جاگنا وغیرہ سارے امور عبادت ہیں اور ان پر ثواب ہوگا۔ کیوں نہیں ان کے بغیر تو کمال اتباع سے بہرہ یاب نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ قاضی عیاض مالکی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے شفاء میں لکھا ہے۔

"اُصُوْلُ مَذْھَبِنَا ثَلٰثَۃٌ اَلْاِقْتِدَاءُ وَ اِخْلَاصُ النِّیَّۃِ فِیْ جَمِیْعِ

الْاَعْمَالِ.'' (الشفاء: ۲/۲۹)

مذہب کی بنیاد تین امر ہیں نبی پاک ﷺ کی اقتداء اخلاق واعمال میں، اور اخلاص نیت تمام اعمال میں، اسی طرح شفاء کی عبارت ھو الاقتداء کی شرح میں لکھتے ہیں ''اَیْ فِیْ جَمِیْعِ اَقْوَالِہٖ وَاَفْعَالِہٖ وَاَحْوَالِہٖ.'' (۲/۲۹) ۔

ترکِ سنت کے متعلق: خیال رہے کہ سنن ہدیٰ جسے سنن عبادت بھی کہا جاتا ہے یعنی وہ سنن جو عبادات سے متعلق ہیں اور آپ ﷺ نے انہیں دوام کے ساتھ ادا فرمایا ہے وہ واجب کی طرح ہے۔ جسے سنت موکدہ سے موسوم کیا گیا اس کا ترک باعث گناہ و ملامت ہوگا اس کے تارک کو تارک سنت اور مخالف سنت قرار دیا جائے گا جیسے تراویح اور نماز کی سنن راتبہ وغیرہ۔

اور جن میں آپ ﷺ سے دوام منقول نہیں اس کا تارک نہ باعث گناہ ہوگا اور نہ قابل ملامت، جیسے چاشت کی نماز، نفل اوابین وغیرہ، البتہ کرنے والا ثواب عظیم کا مستحق ہوگا۔ (ماخوذ از شامی وغیرہ)

امور عبادت کی سنتوں کے ترک کو امام غزالی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے کفر خفی یا حماقت جلی قرار دیا چنانچہ وہ اربعین میں اس کے ترک پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اَمَّا فِی الْعِبَادَاتِ فَلَا أَعْرِفُ لِتَرْكِ السُّنَّةِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَجْهًا اِلَّا كُفْرٌ خَفِيٌّ اوحُمْقٌ جَلِيٌّ.''

تَرْجَمَہ: ''بلا عذر ترک سنت کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی سوائے یہ کہ کفر خفی یا حماقت جلی کہا جائے۔''

پھر اس کی وجہ لکھتے ہیں:

''بیانه ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اذا قال فضل صلاۃ الجماعة علی الفرد بسبع وعشرین درجة فکیف تسمع نفس المومنین بترکها من غیر عذر، نعم یکون السبب

فی ذلك اما حمق او غفلة بان لا يتكر فی هذا النفاوت العظيم ومن يستمحق غيره اذ اثر واحدا علی اثنين كيف لا يستمحق نفسه اذا اثر واحدا علی سبع وعشرين لا سيما فما هو عماد الدين ومفتاح السعادة الابديه.“

(اربعین: ص ۶۲)

ترجمہ: ”اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ باجماعت نماز تنہا نماز سے ۲۷ گنا زائد ہے تو مومن کا دل بلا عذر کیسے اس کے چھوڑنے کو گوارا کرے گا ہاں حماقت و جہالت و نادانی ہو دوسری بات ہے، بایں طور کہ وہ اس فرق عظیم میں غور و فکر نہ کرے، اور جو شخص دوسرے کو اس وقت احمق سمجھتا ہو جب کہ وہ ایک کو دو پر ترجیح دے تو کیسے وہ خود اپنے آپ کو احمق نہ سمجھے گا جب کہ وہ خود ایک کو ستائیس پر ترجیح دیتا ہو خصوصاً ان امور میں جن کا تعلق بنیاد دین اور سعادت ابدیہ کی کنجی سے ہو۔“

خلاصہ یہ کہ عبادت میں سنت کا ترک اس کے تہاون اور غفلت دین کی غمازی کر رہا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ کس قدر قبیح امر ہے۔ ”اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا۔“

اسی طرح امور عادیہ میں سنت کا ترک مذموم ہے جن پر آپ ﷺ نے دوام برتا ہو مثلاً کھانے کے متعلق منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ دائیں ہاتھ سے کھانا تناول فرمایا، جوتے کے متعلق منقول ہے کہ آپ ﷺ ہمیشہ دائیں پیر میں اولاً پہنتے تھے اس کے خلاف کسی روایت میں اس کا ثبوت نہیں ہے کہ آپ نے صرف بائیں ہاتھ سے تناول فرمایا ہو یا اولاً بائیں پیر میں جوتا پہنا ہو، لہٰذا امت سے بھی اس کا عمل اور دوام مطلوب ہوگا، بلا عذر اس کے ترک کی اجازت نہ ہوگی، اس کے خلاف کرنے والا تارک سنت ہوگا، گو اس کا گناہ سنن موکدہ کے مثل نہ ہوگا اسی وجہ

سے تو بائیں ہاتھ سے کھانے پر گرفت کی گئی ہے اس کے برخلاف وسنن عادیہ جن میں دوام منقول نہیں مثلاً ثرید کھانا، عجوہ کھجور کھانا، جبہ پہننا، تو ان امور کو سنت کی نیت سے بجالانے والا ثواب پائے گا، اور عامل سنت ہوگا، مگر نہ بجالانے والا تارک سنت اور خلاف سنت کا ارتکاب کرنے والا نہ ہوگا اور نہ اس پر کوئی ملامت ہے۔ اسی طرح جس پر دوام تو ہو مگر دوام مطلوب و مراد نہ ہو بلکہ ماحول، معاشرہ کے اعتبار سے ہو، مثلاً کھجور کھانا، جو کی روٹی کھانا کہ اکثر و بیشتر آپ کی غذا کھجور اور جو کی روٹی تھی، اسی طرح آپ ﷺ ازار تہبند باندھنے کے عادی تھے، خفین استعمال فرماتے تھے سنت کی نیت سے اس پر عمل کرنے والا ثواب پائے گا، تاہم یہ اتباع اور حبِ رسول ﷺ کی واضح علامت ہے جو دارین کی سعادت عظمیٰ کا باعث ہے آپ ﷺ سے جو منقول ہو خواہ اس پر عمل کرنے کا دوام ثابت نہ ہو تب بھی اس پر عمل کرے تو یہ دونوں جہاں کی خوش نصیبی ہے اور آخرت میں شفاعت و رفاقت رسول ﷺ کا باعث ہے۔ "اللھم وفقنا لاتباع سنۃ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔"

ایک وہم اور اس کا ازالہ: خیال رہے کہ اتباع سنت کے متعلق یہ نہ سوچے کہ روایت ضعیف ہے۔ کیونکہ فضائل کے سلسلے میں محدثین اور فقہاء کرام نے ضعیف روایتوں پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے، اس میں ضعیف موثر نہیں ضعیف کا تعلق رواۃ سے ہے نہ کہ آپ ﷺ کی سنت سے۔ چنانچہ تدریب الراوی میں ہے "اذا رأیت حدیثا باسناد ضعیف فلک ان تقول ھو ضعیف بھذا الاسناد ولا تقل ضعیف المتن." (قواعد علوم، ص ۵۸)

یعنی جب تم کسی حدیث کو اسناد ضعیف کے ساتھ دیکھو تو تم یہ کہہ سکتے ہو کہ اس اسناد کے اعتبار سے ضعیف ہے لیکن یہ نہ کہو کہ یہ متن ضعیف ہے۔

امام غزالی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ کسی محدث نے ہفتہ یا بدھ کے دن پچھنا لگوالیا تھا، اور ایک حدیث میں جو سنداً ضعیف ہے اس میں ہے کہ جو شخص ہفتہ یا

بدھ کے دن پچھنا لگوائے اور اسے برص کی بیماری ہو جائے تو اپنے سوا کسی پر ملامت نہ کرے، انہوں نے ضعیف سمجھ کر پرواہ نہ کی، چنانچہ انہیں برص کی بیماری ہوگئی اور بہت پریشان ہوئے خواب میں سرکار دوعالم ﷺ کی زیارت ہوئی، انہوں نے اس برص کے متعلق آپ ﷺ سے عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو نے کیوں ہفتہ کے دن پچھنا لگوایا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ راوی ضعیف تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بات تو میری نقل کر رہا تھا۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! میں توبہ کرتا ہوں، چنانچہ آپ ﷺ نے صحت کی دعا فرمائی وہ اچھے ہوگئے۔ (اربعین: ص ٦٣)

محدثین وفقہاء وغیرہ نے کہا کہ حدیث ضعیف پر عمل کرنا فضائل وترغیب و ترہیب میں جائز اور مستحب ہے، تاوقتیکہ موضوع نہ ہو۔ قواعد علوم حدیث میں ہے:

"فیعمل به فی فضائل الاعمال." (ص ٥٧)

ترجمہ: "فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کیا جائے گا۔"

ابن ہمام رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب فتح القدیر نے لکھا ہے: "الاستحباب يثبت بالضعيف دون الموضوع." (فتح: ص ٥٨)

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الملہم میں ارباب علم حدیث کا اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ فضائل وغیرہ میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا درست ہے۔

(فتح مقدمہ: ص ٥٨)

بد دینی کے زمانہ میں سنتوں پر عمل کرنے والا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اختلاف اُمت کے وقت میری سنتوں پر عمل کرنے والا ایسا ہوگا جیسا کہ ہاتھ میں چنگاری لئے رہنے والا۔ (کنز: ١/١٦٤)

فائدہ: مطلب یہ کہ لوگ جب دینی امور میں اختلاف پیدا کریں گے خواہشات کے تابع ہوں گے۔ دینی امور سے ہٹ کر بددینی کو اختیار کر رہے ہوں گے۔ ایسے

وقت سنتوں پر عمل کرنا مشکل ہوگا۔ ماحول کے خلاف ہونے کی وجہ سے شدید پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کہ بسا اوقات زندگی دشوار ہو جائے گی۔

چنانچہ جہاں پردے کا ماحول نہیں بے پردگی حد درجہ رائج ہے۔ وہاں پردہ کا اختیار کرنا بسا اوقات پریشانیوں کا باعث ہو جاتا ہے۔ جہاں قطع لحیہ کا رواج عام ہو وہاں ڈاڑھی رکھنا باعث ملامت طعن وتشنیع ہو جاتا ہے جہاں خلاف سنت لباس کا ماحول ہو وہاں مسنون ومشروع لباس پر قائم رہنا کس قدر دشوار ہو جاتا ہے۔ جو حضرات ایسے ماحول میں سنت وشریعت پر باقی ہیں ان کو اس کا تجربہ اور احساس ہوگا۔

شہری زندگی میں تو آج یہ پیش گوئی پوری ہو رہی ہے۔

آج سنت کے مطابق شادی کرنا کس قدر مشکل ہے۔ اگر کوئی کرنا چاہے تو ماحول سے وہ کس درجہ مقابلہ کر کے پریشان ہو جاتا ہے کتنی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے کتنے خلاف طبع امور کو برداشت کرنا پڑتا ہے صاحب عمل ہی اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

حیرت اور افسوس ہے ماحول بالکل الٹ گیا ہے۔ ایسے حضرات کو سہولت و آسانی اور راحت ملنی چاہئے کہ صحیح اور درست اور محمود راستہ پر چل رہے ہیں۔ اللہ ہی ایسے ماحول بد سے حفاظت فرمائے۔ (آمین)

اتباع سنت پر عمل کرنے کی تاکید وترغیب:

❶ ﴿وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی﴾

ترجمہ: ''اور نہ وہ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں ان کا ارشاد نری وحی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔'' (بیان القرآن)

❷ ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

(احزاب آیت ۲۸

ترجمہ: ''تم لوگوں کے لئے رسول اللہ ﷺ (کی ذات) میں عمدہ

نمونہ ہے اور ہمیشہ رہے گا۔" (بیان القرآن)

❸ ﴿وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾

(الحشر آیت ۷)

ترجمہ: "اور رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز (کے لئے) سے تم کو روک دیں (اور بالعموم الفاظ یہی حکم ہے افعال اور احکام میں بھی) تم رک جایا کرو۔"

❹ ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء آیت ۸۰)

ترجمہ: "جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔" (بیان القرآن)

❺ ﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝﴾

(احزاب آیت ۷۱)

ترجمہ: "اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔" (بیان القرآن)

❻ ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾

(آل عمران آیت ۳۱)

ترجمہ: "آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کرنے والے اور بڑی عنایت کرنے والے ہیں۔"

اتباع سنت کی اہمیت وفضیلت: اللہ تعالیٰ نے کامیابی اور فلاح اور اپنی محبوبیت کا راز آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ میں رکھا ہوا ہے جو شخص بھی آپ کے لائے ہوئے طریقوں پر چلے گا۔ اسے فلاح اور محبوبیت کی زندگی نصیب ہوگی اور اسی

نورانی اور بابرکت زندگی میں دنیا و آخرت کے مسائل حل ہوں گے اور گویا دنیا کی زندگی جنت کا گہوارہ بنے گی اتباع سنت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا اور زمین سے آسمان تک اور فرش سے عرش تک اٹھا کر نجوم ہدایت بنا دیا اور آسمانوں و زمینوں ہواؤں اور دریاؤں کے تمام نظام کو انہیں کے لئے مسخر کر دیا۔ یہاں تک کہ جنگل کے درندے بھی اپنے بچوں کو ہاتھوں اور منہ میں اٹھا کر اصحاب النبی ﷺ کے لئے جنگل خالی کرنے پر آ گئے یہ سارا اتباع نبی پاک ﷺ کی برکت سے ممکن ہوا اتباع نبی ﷺ کے اس بارے میں چند احادیث تبرک کے لئے پیش خدمت ہیں۔

❶ "عن ابی هریره رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه واله وسلم کل امتی یدخلون الجنة الا من ابی قیل من ابی قال من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی فقد ابی." (بخاری)

ترجمہ: "حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے میری ساری امت جنت میں داخل ہو جائے گی مگر جس نے انکار کیا پوچھا گیا کہ انکار کون کرے گا آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔"

❷ "عن ابی هریره رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالٰی علیه واله وسلم ما امرتکم به فخذوه وما نهیتکم عنه فانتهوا" (ابن ماجه: ص۲)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ میں حکم کروں تم اسے پکڑو اور جن سے منع کروں پس تم ان سے باز آؤ۔"

۳ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا یومن احدکم حتی یکون هواه تبعًا لما جئت به."

(شرح السنہ: ۱/۳)

ترجمہ: "کہ مؤمن نہیں بن سکتا تم میں سے کوئی جب تک اس کی خواہش اس دین کے تابع نہ ہو جائے جسے میں لے کر آیا ہوں۔"

۴ "عن ابی هریره رضی اللّٰه تعالٰی عنه مرفوعا قال من تمسك بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهید."

(مشکوة: ص ۶۳)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھا اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔"

۵ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب اللّٰه وسنة رسوله" (موطا امام مالک مشکوة: ص ۶۶)

ترجمہ: "کہ تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے اگر انہیں کو تھامے رہو گے کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔"

۶ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھ قسم کے لوگ ہیں جن پر میں لعنت بھیجتا ہوں ان میں ایک التارك لسنتی کہ میری سنت چھوڑنے والا ہے۔ (مستدرک حاکم: ۱/۳۲)

۷ "عن انس رضی اللّٰه تعالٰی عنه من أحیٰی سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنة" (کنز: ۱/۱۰۰)

ترجمہ: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری سنت کو زندہ کیا

اس نے میرے ساتھ محبت کی اور جس نے میرے ساتھ محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔"

❽ "عن عائشه رضی اللّٰه تعالٰی عنها من تمسك بالسنة دخل الجنة" (کنز: ۱/۱۰۰)

ترجمہ: "آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری سنت کو مضبوطی سے پکڑ لیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔"

❾ "عن ابن مسعود رضی اللّٰه تعالٰی عنه المتمسك بسنتی عند اختلاف امتی كانه تقابض علی الجمر" (کنز: ص۱۰۰)

ترجمہ: "حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری امت کے اختلاف کے زمانے میں سنت کو مضبوطی سے پکڑ لیا وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے آگ کی چنگاری ہاتھ میں لے لی۔"

❿ شرعۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری سنت کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ چار باتوں سے اس کا اکرام کرے گا۔

❶ نیک لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا کر دے گا۔

❷ فاجر لوگوں کے دلوں میں ہیبت ڈال دے گا۔

❸ رزق وسیع کر دے گا۔

❹ دین میں پختگی پیدا کر دے گا۔ (بحوالہ شمائل)

مختلف صحابہ کرام اور اسلاف امت کے اتباع سنت کے احوال وواقعات:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مدینہ سے مکہ مکرمہ جاتے تو ایک درخت کے نیچے آرام فرمایا کرتے تھے کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ کو یہاں آرام فرماتے دیکھا تھا۔ اس لئے میں

بھی آپ ﷺ کی اتباع کرتا ہوں۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی بے حد اتباع کرتے تھے۔ جس مقام پر آپ ﷺ نے نماز پڑھی تھی وہاں نماز پڑھتے ایک درخت کے نیچے آپ ﷺ نے آرام فرمایا تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس درخت کی بڑی نگہداشت کرتے اور اسے پانی دیا کرتے تھے تاکہ وہ خشک نہ ہو جائے۔ (کنز العمال)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت شامہ بن ساحق کنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روم بھیجا وہ فرماتے ہیں کہ میں ہرقل روم کے دربار میں پہنچا اور بے خیالی میں سونے کی کرسی پر بیٹھ گیا اچانک مجھے خیال آیا کہ کرسی پر بیٹھا ہوں فوراً اتر گئے۔ ہرقل روم ہنسنے لگا اور کہا کہ ہم نے کہا کہ ہم نے تمہارا اکرام کیا تھا اور تم اتر گئے میں نے جواب میں کہا کہ:

"انی سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ینھی عن مثل ھذا" (کنز: ۸۵/۷)

ترجمہ: "میں نے آپ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے اس سے منع کیا ہے۔"

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب غصہ آئے تو اگر کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ اور اگر بیٹھے ہو لیٹ جاؤ۔ غصہ جاتا رہے گا۔ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ باغ میں پانی دے رہے تھے ایک شخص نے ایسی حرکت کی کہ نالی کی پال ٹوٹ گئی اور پانی باہر نکل کر بہنے لگا حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غصہ آیا مگر فوراً آنحضرت ﷺ کا ارشاد یاد آگیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہیں کیچڑ اور پانی میں بیٹھ گئے سارے کپڑے لت پت ہو گئے مگر آپ ﷺ کے ارشاد گرامی کی تعمیل میں تاخیر برداشت نہیں کی۔ (مسند احمد: ۱۵۲/۵)

آنحضرت ﷺ کی تعلیم ہے کہ اگر کھانے کی کوئی چیز زمین پر گر جائے تو

اس کو چھوڑ دے نہیں کہ یہ کفران نعمت ہے شیطان اس سے خوش ہوتا ہے تم شیطان کو خوش مت کرو بلکہ نوالہ گر گیا ہے تو اس کو اٹھا کر کھالو اور مٹی لگ گئی ہے تو اسے صاف کر کے باقی کھالو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شاہی دربار میں نوالہ اٹھایا تو کسی نے اعتراض کیا تو فرمایا أأترك سنة حبيبي لهولاء الحمقاء۔

حضرت ابویزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ سے کھانے اور عورتوں کی خواہش ختم کرنے کی دعا کروں مگر یہ سوچ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا نہیں کیا تو میں ایسا خلافِ سنت کام کیوں کروں (پھر ایسا نہ کیا) لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے دل کی بات پوری فرما دی اب یہ حالت ہے کہ عورت سامنے آئے تو اتنی بھی پرواہ نہیں کرتا کہ یہ دیوار ہے یا عورت۔

حضرت ابوبکر شبلی کا اتباعِ سنت: ابولحیب احم بن مقاتل بنزاعی فرماتے ہیں کہ میں ابوبکر شبلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بیٹھا ہوا تھا (وہ ان کی وفات کے وقت موجود تھے) جعفر خیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان سے ان کی وفات کا حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ شبلی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زبان بند ہوگئی ماتھے پر پسینہ آگیا تو اشارے سے مجھے وضو کرنے کو کہا میں نے وضو کرایا مگر داڑھی کا خلال بھول گیا اس پر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر میری انگلیاں اپنی داڑھی میں داخل کر کے خلال کیا یہ سن کر جعفر رحمہ اللہ تعالیٰ رو پڑے اور کہنے لگے کہ اس شخص کا کیا کہنا کہ جس سے علم نزع میں جبکہ ان کی زبان بند تھی اور جبین عرق آلود تھے وضو میں خلال تک نہ چھوٹا۔

امام احمد بن حنبل کا اتباعِ سنت: حضرت امام احمد کو اتباعِ سنت کا اس قدر اہتمام تھا کہ جب وہ پچھنا حمام سے لگواتے تو حمام کو ایک دینار سونے کا دیتے اس لئے کہ جب آپ ﷺ نے جب پچھنا لگوایا تو ابوطیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حمام کو ایک دینار دیا تھا۔

حضرت جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی کا واقعہ: ایک مرتبہ ایک شخص نے جلیل القدر ولی حضرت جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی کے پاس ۲ ماہ قیام فرمایا ایک دن وہ رخصتی کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ حضرت جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی حسب عادت اس کے کمرے میں تشریف لے گئے اور اس کے لئے سامانِ رخصت باندھ رہے تھے یہ شخص بڑا حیران ہوا کہ یہ کس قدر عجیب متواضع اور منکسر المزاج لوگ ہیں کہ اتنے بڑی شہرت کے اور بڑے مرتبے کے باوجود میری خدمت میں مصروف کار ہیں۔ رخصتی کے وقت حضرت جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی نے پوچھا کہ کس لئے آنا ہوا تھا اس نے کہا میں نے سنا تھا کہ آپ بہت بڑے ولی اور صاحب کرامت بزرگ ہیں مگر میں نے یہاں کوئی بزرگی نہیں دیکھی حضرت جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی نے پوچھا کہ کیا آپ نے کوئی خلافِ سنت عمل بھی دیکھا ہے اس نے کہا نہیں اس پر فرمایا یہی بزرگی اور اصلی کرامت ہے۔ کہ ہمارا کوئی عمل سنت کے خلاف نہ ہو۔

اتباعِ سنت کی اہمیت واہتمام پر اسلاف واکابرین امت کے اقوال:

❶ امام مالک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ:

"ان السنة مثل سفينة نوح من ركبها نجى ومن تخلف غرق" (شمائل: ص ۴۳)

تَرجَمہ: "سنت کی پیروی حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام کی کشتی کی طرح ہیں جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو رہ گیا وہ غرق ہوگیا۔"

❷ امام اوزاعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی نے اللہ تعالیٰ کی خواب میں زیارت کی اور فرمایا کہ اے عبد الرحمٰن امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو۔ میں نے عرض کیا یا اللہ تعالیٰ آپ کے فضل وکرم سے کرتا ہوں پھر میں نے کہا اے رب مجھے اسلام پر موت نصیب فرما تو ارشاد خداوندی ہے وعلى السنة اور سنت پر موت آئے اس کی بھی دعا کرو۔ (شمائل: ص ۴۴)

❸ حضرت فضیل بن عیاض رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں:

"لأن العمل اذا کا ن خالصا غیر صواب لم یقبل و کذلك اذا کان صوابا غیر خالص فانی نص ان یکونی لوجه الله والصواب ان یکون علی السنة" (تفسیر الکبیر: ۱/۲۴۳)

تَرجَمَہ: "یعنی جو عمل خالص ہو مگر صواب (سنت کے مطابق) نہ ہو تو وہ مقبول نہیں ہوتا عمل تو وہ مقبول ہوتا ہے جو خالص ہو اور سنت کے مطابق ہو۔"

❹ حضرت سفیان ثوری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں کہ:

"لا یستقیم قول و عمل و نیت الا بموافقة السنة"

(تلبیس ابلیس: ص۹)

تَرجَمَہ: "کوئی بھی قول اور عمل اور نیت ٹھیک نہیں جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے مطابق نہ ہو۔"

❺ حضرت عمر بن عبد العزیز رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے ایک مرتبہ کسی کو خط لکھا "میں تجھے وصیت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی اور اسکے حکم پر چلنے کی اور جو باتیں اہل بدعت نے نکالی ہیں انہیں ترک کرنے کی اہل بدعت نے یہ باتیں اس وقت نکالیں جبکہ سنت کا اجر عمل میں آچکا تھا یہ لوگ سنت کو پیچھے ڈال کر پیروی کرنے سے مستغنی ہو گئے پس تجھ پر سنت کی پیروی لازم ہے بیشک یہ اللہ کے حکم سے تجھے گمراہی سے بچائے گا۔ (ابوداؤد شریف)

❻ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ:

"من تهاون بسنتی عوقب بحرمان الفرائض." (تفسیر عزیزی)

تَرجَمَہ: "جس نے سنت کو ہلکا سمجھا اور اس کے ادا کرنے میں سستی کی تو اس کو فرائض سے محرومی کی سزا ملے گی۔"

صفات قدسیہ

تعارف ربانی حدیث قدسی: صحیح بخاری میں بروایت حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیث مروی ہے جو حضور اکرم ﷺ کے اکثر اخلاق کریمہ کے لئے جامع ہے اور ان میں سے کچھ صفات عالیہ قرآن کریم بھی موجود ہے۔

❶ ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا﴾

ترجمہ: ''اے نبی بے شک ہم نے آپ کو حق پر گواہ بنا کر بھیجا فرمانبرداروں کو بشارت دینے والا اور گمراہوں کو عذاب سے ڈرانے والا ہے۔''

❷ ﴿اَنْتَ عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ﴾

ترجمہ: ''آپ میرے خاص الخاص بندے اور رسول ہیں۔''

❸ ﴿سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ﴾

ترجمہ: ''میں نے آپ کا نام متوکل رکھ دیا۔ کیونکہ ہر معاملے میں آپ مجھ پر توکل کرتے ہیں۔''

❹ ﴿لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ﴾

ترجمہ: ''نہ آپ درشت خو ہیں اور نہ سخت دل ہیں۔''

❺ ﴿وَلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ﴾

ترجمہ: ''نہ بازاروں میں شور شغب کرنے والے ہیں۔''

❻ ﴿وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ﴾

ترجمہ: ''برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے۔''

❼ ﴿وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَغْفِرُ﴾

ترجمہ: ''بلکہ معاف فرماتے اور درگزر کرتے ہیں۔''

گویا آپ قرآن حکیم ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ﴾ برائی کا بدلہ بہت عمدہ طریقہ پر دیا کرو۔ پر عمل پیرا ہیں۔

● ۸ ﴿وَلَا يَقْبِضُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ﴾

ترجمہ: ''اللہ آپ کو اس وقت تک وفات نہیں دے گا جب تک گمراہ قوم کو آپ کے ذریعے سیدھے راستے پر نہ لے آئے۔''

یعنی جب تک یہ لوگ۔ ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' پڑھ کر سیدھے مسلمان نہ ہو جائیں۔

● ۹ ﴿وَيَفْتَحُ بِهٖ اَعْيُنًا عُمْيًا﴾

ترجمہ: ''آپ کو اس وقت تک وفات نہیں دے گا جب تک کافروں کی اندھی آنکھوں کو بینا نہ فرمادے۔''

● ۱۰ ﴿وَاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا﴾

ترجمہ: ''اور بہرے کان اور پڑے پڑے دلوں کو کھول دے۔''

بعض روایتوں میں یہ صفات بھی مزید بیان کی گئی ہے۔

● ۱۱ ﴿اُسَدِّدُهٗ بِكُلِّ جَمِيْلٍ﴾

ترجمہ: ''ہر عمدہ خصلت پر آپ کی تسدید یعنی درستی کرتا رہوں گا۔''

● ۱۲ ﴿وَاَهَبُ لَهٗ كُلَّ خُلُقٍ كَرِيْمٍ﴾

ترجمہ: ''ہر اچھی خصلت آپ کو عطا کرتا رہوں گا۔''

● ۱۳ ﴿وَاَجْعَلُ السَّكِيْنَةَ لِبَاسَهٗ وَشِعَارَهٗ﴾

ترجمہ: ''میں اطمینان کو آپ کا لباس اور شعار (بدن سے چمٹے ہوئے کپڑوں کی طرح) بنادوں گا۔''

● ۱۴ ﴿وَالتَّقْوٰى ضَمِيْرَهٗ﴾

ترجمہ: ''پرہیزگاری کو آپ کا ضمیر یعنی دل بنادوں گا۔''

۱۵ "وَالْحِكْمَةَ مَعْقُوْلَهُ."

تَرجَمَہ: "حکمت کو آپ کی سوچی سمجھی بات بنا دوں گا۔"

۱۶ ﴿وَالصِّدْقَ وَالْوَفَاءَ طَبِيْعَتَهُ﴾

تَرجَمَہ: "سچائی اور وفاداری کو آپ کی طبیعت بنا دوں گا۔"

۱۷ ﴿وَالْعَفْوَ وَالْمَعْرُوْفَ خُلُقَهُ﴾

تَرجَمَہ: "معافی اور نیکی کو آپ کی عادت بنا دوں گا۔"

۱۸ ﴿وَالْعَدْلَ سِيْرَتَهُ وَالْحَقَّ شَرِيْعَتَهُ وَالْهُدٰى اِمَامَهُ وَالْاِسْلَامَ مِلَّتَهُ﴾

تَرجَمَہ: "انصاف کو آپ کی سیرت حق کو آپ کی شریعت ہدایت کو آپ کا امام اور دین اسلام کو آپ کی ملت کا درجہ دوں گا۔"

۱۹ ﴿اَحْمَدُ اِسْمُهُ﴾

تَرجَمَہ: "آپ کا نام (لقب) احمد ہے۔"

۲۰ ﴿اَهْدِیْ بِهٖ بَعْدَ الضَّلَالَةِ﴾

تَرجَمَہ: "آپ ہی کے ذریعے میں لوگوں کو گمراہی کے بعد سیدھا راستہ دکھا دوں گا۔"

۲۱ ﴿وَاُعلِمُ بِهٖ بَعْدَ الْجَهَالَةِ﴾

تَرجَمَہ: "جاہلیت تامہ کے بعد میں آپ کے ذریعے علم وعرفان لوگوں کو عطا کروں گا۔"

۲۲ ﴿وَاَرْفَعُ بِهِ الغمالة﴾

تَرجَمَہ: "آپ ہی کے ذریعے میں اپنی مخلوق کو پستی سے نکال کر بام عروج تک پہنچاؤں گا۔"

۲۳ ﴿وَاُسَمِّیْ بِهٖ بَعْدَ نَكِرَةٍ﴾

ترجمہ: ''آپ کی بدولت اپنی مخلوق کو جاہل و ناشناس حق ہونے کے بعد بلندی عطاء کروں گا۔''

۲۴ ﴿وَاُکْثِرُ بِهٖ بَعْدَ الْقِلَّةِ﴾

ترجمہ: ''آپ کی ہدایت کی بدولت آپ کی متبعین کی کم تعداد کو بڑھا دوں گا۔''

۲۵ ﴿واغنی بِهٖ بَعْدَ الْعَیْلَةِ﴾

ترجمہ: ''لوگوں کے فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جانے کے بعد میں آپ کے ذریعے ان کی حالت کو غنا (فراغت) میں تبدیل کر دوں گا۔''

۲۶ ﴿وَاُاَلِّفُ بِهٖ بَیْنَ قُلُوْبٍ مُخْتَلِفَةٍ وَاَهْوَاءٍ مُتَشَتِّتَةٍ وَاُمَمٍ مُتَفَرِّقَةٍ﴾

ترجمہ: ''اختلاف رکھنے والے دلوں پراگندہ خواہشات اور متفرق قوموں میں آپ ہی کے ذریعے الفت پیدا کروں گا۔''

۲۷ ﴿وَاَجْعَلُ اُمَّتَهٗ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾

ترجمہ: ''میں آپ کی امت کو بہترین امت قرار دوں گا جو انسانوں کی ہدایت کے لئے ظہور میں آئے گی۔''

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ.

آپ ﷺ کے بعض عوارض بشریت کے ظہور کی حکمت: حضور ﷺ کو بھی مثل دوسرے انسانوں کے شدائد جھیلنے کا اتفاق ہوا ہے تاکہ آپ کا ثواب بہت زیادہ ہو اور درجات بلند ہوں چنانچہ آپ کو مرض بھی لاحق ہوا اور درد وغیرہ کی بھی شکایت ہوئی اور آپ کو سردی و گرمی کا بھی اثر ہوا۔ اور بھوک پیاس بھی لگی۔ اور آپ کو (موقع پر) غصہ بھی آیا اور انقباض بھی ہوا اور آپ کو ماندگی اور خستگی بھی ہوئی۔

اور کمزوری و بیماری بھی ہوئی اور سواری پر سے گر کر خراش بھی آئی۔ اور جنگ احد میں کفار کے ہاتھ سے آپ کے چہرہ اور سر مبارک میں زخم بھی ہوا اور کفار طائف نے آپ کے قدم مبارک خون آلودہ بھی کیا آپ کو زہر بھی کھلایا گیا۔ اور آپ پر جادو بھی کیا گیا۔ آپ نے دوا بھی کی پچھنے بھی لگوائے جھاڑ پھونک کا بھی استعمال کیا۔ اور اپنا وقت پورا کر کے عالم بالا سے ملحق ہو گئے اور اس دار الامتحان والبلاء سے آزاد ہو گئے، اگر یہ جسمانی تکلیف نہ ہوتی تو شاید کوئی آپ پر الوہیت کا شبہ کرتا۔

اس کے علاوہ آپ کے تمام حالات و واقعات زندگی سبق آموز ہیں تا کہ مصائب میں آپ کی امت کے لئے تسلی کا سبب ہو کہ جب سید الانبیاء ﷺ کو بھی تکلیف پہنچی تو ہم کیا چیز ہیں؟ اور یہ عوارض مذکورہ صرف آپ کے عنصری جسد شریف پر بوجہ مشارکت نوعی کے طاری ہوتے تھے۔ رہا آپ کا قلب مبارک سو وہ تعلق بالتخلق سے منزہ و مقدس اور مشاہدہ حق میں مشغول تھا۔ کیونکہ آپ ہر آن، ہر آن لحظہ اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے اللہ تعالیٰ ہی میں مستغرق اور اللہ تعالیٰ ہی کی معیت میں تھے حتیٰ کہ آپ کا کھانا، پینا، پہننا حرکت و سکون بھولنا خاموش رہنا سب اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے اور اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے تھا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى﴾

ترجمہ: ”اور آپ نفسانی خواہش سے کچھ نہیں بولتے یہ سب وحی ہی ہے جو آپ پر نازل کی جاتی ہے۔“ (نشر الطیب)

رفیق و تواضع: آپ ﷺ بے تمیزی کی بات پر صبر فرماتے اور اپنے گھر میں آ کر گھر والوں کے کام کا انتظام فرماتے اور چادر اوڑھنے میں بہت اہتمام فرماتے کہ اس میں ہاتھ اور پیر ظاہر نہ ہوں۔

قرآن پاک کا ختم: آپ ﷺ تین دن سے قبل قرآن شریف ختم نہ کرتے تھے۔ (ابن سعد)

معاہدہ: حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میں نے وہ معاہدہ کیا ہے کہ جس شخص کو میں (بددعا) دوں یا لعنت کروں وہ (بددعا) اس شخص کے حق میں گناہوں کا کفارہ رحمت و بخشش اور قرب کا ذریعہ بنادی جائے۔ (زادالمعاد)

فکر مند ہوتے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اور نبی کریم ﷺ جب فکر مند ہوتے تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرمایا کرتے۔ "سبحان اللّٰہ العظیم." اور جب زیادہ گریہ زاری اور دعا کا انہماک بڑھ جاتا تو فرماتے۔ "یا حی یا قیوم." (ترمذی)

ایک روایت میں ہے کہ غم کے وقت اکثر آپ ریش مبارک پر ہاتھ لے جایا کرتے کبھی انگلیوں سے اس میں خلال فرماتے اور فرماتے:

"حسبی اللّٰہ ونعم الوکیل."

ترجمہ: "میرے لئے اللہ رب العزت کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔"

درس گاہ رُشد و ہدایت: اگر کوئی شخص کھڑے کھڑے کسی بات کا سوال کرتا تو آپ اس کو ناپسند فرماتے اور تعجب سے اس کی طرف دیکھتے۔

اگر کسی مسئلہ کے بیان میں حضور انور ﷺ مصروف ہوتے اور قبل اس کے کہ سلسلہ بیان ختم ہو کوئی شخص دوسرا سوال پیش کر دیتا تو آپ اپنی تقریر کو بدستور جاری رکھتے معلوم ہوتا گویا آپ نے سنا ہی نہیں۔ جب گفتگو ختم کر لیتے تو سائل سے اس کا سوال معلوم کرتے اور اس کا جواب دیتے۔

آپ جب مجلس میں بیٹھتے تو دونوں پاؤں کھڑے کر کے ان کے گرد ہاتھوں کا

حلقہ بنا کر بیٹھتے اور ویسے بھی آپ کی نشست ایسی ہیئت سے ہوا کرتی تھی اور یہ سادگی اور تواضع کی صورت ہے بعض اوقات آپ چارزانوں بھی بیٹھتے تھے۔ اور بعض اوقات بغل میں ہاتھ دے کر اکڑوں بھی بیٹھتے تھے۔

آپ نے تین چیزوں سے اپنے آپ کو بچا رکھا: آپ نے تین چیزوں سے اپنے آپ کو بچا رکھا تھا۔ ① ریا سے ② کثرت کلام سے ③ بے سود بات سے اور تین چیزوں سے دوسرے آدمیوں کو بچا کر رکھا تھا۔

تین چیزوں سے دوسروں کو بچا کر رکھا: ① کسی کی مذمت نہ فرماتے ② کسی کو عار نہ دلاتے ③ نہ کسی کا عیب تلاش کرتے۔

جب کسی امر پر تعجب فرماتے: جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو ہاتھ کو لوٹتے اور آپ جب بات کرتے تو اپنے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو بائیں ہتھیلی سے متصل کرتے۔ یعنی اس پر مارتے اور جب آپ کو غصہ آتا تو ادھر سے منہ پھیر لیتے اور کروٹ بدل لیتے اور جب خوش ہوتے تو نظر نیچی کر لیتے (یہ دونوں امر نا شِیء حَیَا سے ہیں) اکثر ہنسنا آپ کا تبسم ہوتا اور اس میں دندان مبارک جو ظاہر ہوتے تو ایسے معلوم ہوتے جیسے بارش کے اولے۔

آپ کا سکوت چار امور پر: آپ کا سکوت چار امور پر مشتمل ہوتا۔ ① حلم اور ② بیداری مغزی اور ③ انداز کی رعایت اور ④ فکر۔

آپ گھر میں تشریف لاتے تو دعا پڑھتے: آپ گھر میں تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَفَانِیْ وَاٰوَانِیْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ اَسْاَلُكَ اَنْ تُجِیْرَنِیْ مِنَ النَّارِ ط"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے کبھی میز پر کھانا تناول نہیں فرمایا۔ نہ چھوٹی طشتری میں کھایا۔ نہ آپ کے لئے کبھی چپاتی پکائی گئی آپ کھانا چمڑے کے دستر خوان پر تناول فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

حضور اقدس ﷺ کو بونگ کا گوشت پسند تھا۔

آپ نے فرمایا پٹھے کا گوشت بہترین ہے۔ (شمائل ترمذی)

اور سرخاب فلفل اور مصالحے بھی کھاتے تھے آپ نے خرمائے نیم پختہ فرمائے خشک اور حیس (کھجور اور گھی اور پنیر کا مالیدہ بھی) کھایا ہے۔

آپ خرما تر کر کے اس کا زلال اور دودھ اور پانی سب ایک ہی پیالہ میں پیا کرتے تھے۔ یہ پیالہ لکڑی کا موٹا سا بنا ہوا تھا اور اس میں لوہے کے پتر لگے تھے۔

(ابن سعید)

ایک ہاتھ سے پانی پینے کو بھی منع فرماتے۔ (زادالمعاد)

آپ ﷺ اکثر چادر لپیٹا کرتے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

آپ اپنے کرتے کا گریبان کھول لیا کرتے اور اور سینہ اطہر صاف نظر آتا۔ اور اسی حالت میں نماز پڑھ لیتے۔ (شمائل ترمذی)

کبھی آپ چادر اس طرح اوڑھتے کہ چادر کو سیدھی بغل سے نکال کر الٹے کاندھے پر ڈال لیتے۔

آپ ﷺ سفر میں ہوتے یا حضر میں ہمیشہ بوقت خواب آپ کے سرہانے سات چیزیں رکھی رہتیں۔ تیل کی شیشی، کنگھا، سرمہ دانی، قینچی، مسواک، آئینہ اور ایک لکڑی کی چھوٹی سی سیخ جو سر کے کھجانے میں کام آتی تھی۔ (زادالمعاد)

جب داڑھی مبارک میں تیل لگاتے تو داڑھی کے اس حصہ سے شروع فرماتے جو گردن سے ملا ہوا ہے۔ سر میں تیل لگاتے تو پہلے پیشانی کے رخ سے شروع فرماتے۔ (زادالمعاد)

علامت ایمان: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کو اپنے ماں باپ اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میری محبت نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی ستر سے بھی کچھ اوپر شاخیں ہیں ان میں سب سے اعلیٰ اور افضل تو "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کا قائل ہونا یعنی توحید کی شہادت دینا ہے اور ان میں ادنیٰ درجہ کی چیز اذیت اور تکلیف دینے والی چیزوں کا راستے سے ہٹانا ہے اور حیا ایمان کی ایک اہم شاخ ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ایمان کیا ہے آپ نے فرمایا جب تم کو اپنے اچھے عمل سے مسرت ہو اور برے کام سے رنج اور قلق ہو تو تم مومن ہو۔ (معارف الحدیث، مسند احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حیا اور شرم ایمان سے پیدا ہوتی ہے اور ایمان کا نتیجہ جنت ہے۔ اور بے حیائی اور فحش کلامی درشتی فطرت سے پیدا ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ دوزخ ہے۔ (مسند احمد، ترمذی)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا حیا اور شرم ایک دوسرے سے وابستہ ہیں جب ان میں سے ایک اٹھا لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھا لیا جاتا ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب ان میں سے ایک چھین لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہو جاتا ہے۔

(شعب الایمان)

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: کوئی ہے ایسا شخص جو ان باتوں پر عمل کرے یا کم از کم لوگوں ہی کو بتا دے جو ان پر عمل کریں؟ میں بولا یا رسول اللہ میں حاضر ہوں آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور یہ پانچ

باتیں شمار فرمائیں۔

❶ اللہ تعالیٰ جو تمہاری تقدیر میں لکھ چکا ہے اس پر راضی رہنا بڑے بے نیاز بندوں میں ہو جاؤ گے۔

❷ فرمایا حرام باتوں سے دور رہنا بڑے عبادت گزار بندوں میں شمار ہوگا۔

❸ اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرتے رہنا مومن بن جاؤ گے۔

❹ جو بات اپنے لئے چاہتے ہو وہی دوسروں کے لئے پسند کرنا کامل مسلمان بن جاؤ گے۔

❺ اور بہت قہقہہ نہ لگانا کیونکہ یہ دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خط لکھا اور اس میں درخواست کی کہ آپ مجھے کچھ نصیحت اور وصیت فرمائیں لیکن بات مختصر اور جامع ہو بہت زیادہ نہ ہو تو حضرت اُمّ المومنین نے ان کو یہ مختصر خط لکھا۔

''سلام ہو تم پر اما بعد! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے۔ جو کوئی اللہ کو راضی کرنا چاہے لوگوں کو اپنے سے خفا کر کے تو اللہ تعالیٰ مستغنی کر دے گا اس کو لوگوں کی فکر اور بردباری سے اور خود اس کے لئے کافی ہوگا اور جو کوئی بندوں کو راضی کرنا چاہے گا اللہ کو ناراض کر کے تو اللہ اس کو سپرد کر دے گا لوگوں کے۔'' والسلام

(ترمذی، بخاری)

اعمال صالحہ کی وجہ سے لوگوں میں اچھی شہرت: اعمال صالحہ کی وجہ سے لوگوں میں اچھی شہرت اللہ کی ایک نعمت ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا ارشاد ہے ایسے شخص کے بارے میں جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے اور اس کی وجہ سے لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں؟...... اور ایک اور روایت میں ہے کہ

پوچھنے والے نے یوں عرض کیا ایسے شخص کے بارے میں جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے اور اس کی وجہ سے لوگ اس سے محبت کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا یہ تو مومن بندہ کی نقد بشارت ہے۔ (صحیح مسلم)

اسی طرح اگر کوئی شخص نیک عمل لوگوں کے سامنے اس لئے کرتا ہے کہ لوگ اس کی اقتدا کریں اور اس کو سیکھیں تو یہ بھی ریا نہ ہوگا بلکہ اس صورت میں اللہ کے اس بندے کو تعلیم و تبلیغ کا بھی ثواب ملے گا۔

بہت سی حدیثوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے بہت سے اعمال میں یہ مقصد بھی ملحوظ ہوتا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقت اخلاص نصیب فرمائیں اپنا مخلص بندہ بنائے اور ریا سمعہ جیسے مہلکات سے ہمارے قلوب کی حفاظت فرمائیں اللھم امین (معارف الحدیث)

دولت دنیا کا مصرف: حضرت ابوکبشہ انماری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ تین باتیں ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں اور ان کے علاوہ ایک اور بات ہے جس کو میں تم سے بیان کرنا چاہتا ہوں پس تم اس کو یاد کرلو۔ جن تین باتوں پر میں قسم کھاتا ہوں ان میں سے ایک تو یہ ہے۔

1. کسی بندہ کا مال صدقہ کی وجہ سے کم نہیں ہوتا۔
2. اور دوسری بات یہ ہے کہ نہیں ظلم کیا جائے گا کسی بندہ پر ایسا ظلم جس پر وہ مظلوم بندہ صبر کرے مگر اللہ اس کے عوض اس کی عزت بڑھا دے گا۔
3. اور تیسری بات یہ ہے کہ نہیں کھولے گا کوئی بندہ سوال کا دروازہ مگر اللہ تعالیٰ کھول دے گا اس پر فقر کا دروازہ۔ (جامع ترمذی)

سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یمن کے لئے وہاں کا قاضی یا عامل بنا کر روانہ فرمایا تو ان کو رخصت کرتے وقت (ایک

طویل حدیث میں) آپ نے چند نصیحتیں اور وصیتیں ان کو فرمائیں اور ارشاد فرمایا:
''اے معاذ! شاید میری زندگی کے اس سال کے بعد میری تمہاری ملاقات اب نہ ہو ...... یہ سن کر معاذ آپ کے فراق کے صدمے سے رونے لگے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر کر اور مدینہ کی طرف رخ کر کے فرمایا: (غالباً آپ خود بھی آبدیدہ ہو گئے تھے اور بہت متاثر تھے) مجھ سے بہت زیادہ قریب اور مجھ سے تعلق رکھنے والے وہ سب بندے ہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں (اور تقویٰ والی زندگی گزارتے ہیں) اور جو بھی ہوں اور جہاں کہیں بھی ہوں۔'' (معارف الحدیث، مسند احمد)

حضور اکرم ﷺ کا مکتوب تعزیت معاذ بن جبل کے بیٹے کی وفات پر:

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
اللہ کے رسول (ﷺ) کی جانب سے معاذ بن جبل کے نام!

تم پر سلامتی ہو میں تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں حمد و ثنا کے بعد اللہ تمہیں اجر عظیم عطا فرمائیں صبر کی توفیق دے اور ہمیں اور تمہیں شکر ادا کرنا نصیب فرمائے اس لئے کہ بے شک ہماری جانیں، ہمارا مال ہمارے اہل و عیال اور ہماری اولاد (سب) اللہ بزرگ و برتر کے خوشگوار عطیے اور رعایت کے طور پر سپرد کی ہوئی چیزیں ہیں۔ جن سے ہمیں ایک معین مدت تک فائدہ اٹھانے کا موقع دیا جاتا ہے اور مقررہ وقت پر ان کو اللہ تعالیٰ (واپس) لے لیتا ہے، پھر ہم پر فرض عائد کیا گیا جب وہ دے تو ہم شکر ادا کریں اور جب وہ آزمائش کرے (اور ان کو واپس لے لے) تو صبر کریں تمہارا بیٹا بھی ان ہی خوشگوار نعمتوں اور سپرد کی ہوئی عاریتوں میں سے (ایک عاریتی عطیہ) تھا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے قابل رشک اور لائق مسرت نفع پہنچایا اور اب اجر عظیم رحمت و مغفرت اور ہدایت کا عوض دے کر لے لیا۔ بشرطیکہ تم صبر کرو، لہٰذا تم صبر و شکر کے ساتھ رہو۔ دیکھو تمہارا رونا دھونا تمہارے اجر کو ضائع نہ کر دے کہ پھر تمہیں پشیمانی اٹھانی پڑے اور یاد رکھو کہ رونا دھونا

کچھ نہیں لوٹا کر لاتا اور نہ ہی غم واندوہ کو دور کرتا ہے اور جو ہونے والا ہے وہ تو ہو کر رہے گا اور جو ہونا تھا وہ ہو چکا سلامتی ہو تم پر فقط۔ (ترمذی، حصن حصین)

جامع اور اہم نصیحتیں اور وصیتیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے میرے رب نے ان نو باتوں کا خاص طور پر حکم فرمایا ہے کہ!

❶ ایک اللہ سے ڈرنا خلوت میں اور جلوت میں۔

❷ عدل وانصاف کی بات کہنا غصہ میں اور رضامندی میں (یعنی ایسا نہ ہو جب کسی سے ناراض اور اس پر غصہ ہو تو اس کی حق تلفی اور اس کے ساتھ بے انصافی کی جائے اور جب کسی سے دوستی اور رضامندی ہو تو اس کی بے جا حمایت اور طرف داری کی جائے بلکہ ہر حال میں عدل وانصاف اور اعتدال کی راہ پر چلا جائے)۔

❸ اور حکم فرمایا میانہ روی اختیار کرنے کا، غریبی وناداری اور فراخ دستی اور دولت مندی دونوں حالتوں میں۔

❹ اور مجھے یہ حکم فرمایا کہ میں ان اہل قرابت کے ساتھ رشتہ جوڑوں اور ان کے حقوق قرابت اچھی طرح ادا کروں جو مجھ سے رشتہ قرابت توڑیں اور میرے ساتھ بدسلوکی کریں۔

❺ اور یہ کہ میں ان لوگوں کو بھی دوں جنہوں نے مجھے محروم رکھا ہو اور میرا حق مجھے نہ دیا ہو۔

❻ اور یہ کہ میں ان لوگوں کو معاف کروں جنہوں نے مجھ پر ظلم کیا ہو اور مجھے ستایا ہو۔

❼ مجھے حکم دیا ہے کہ میری خاموشی میں تفکر ہو۔

❽ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میری گفتگو ذکر ہو۔

❾ مجھے حکم ہے کہ میری نظر عبرت والی نظر ہو۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے میرے محبوب دوست صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں کا خاص طور سے حکم فرمایا:

❶ مساکین اور غرباء سے محبت رکھنے اور ان سے قریب رہنے کا۔

❷ اور آپ نے حکم فرمایا کہ دنیا میں ان لوگوں پر نظر رکھوں جو مجھ سے نیچے درجے کے ہیں۔

❸ کہ میں اپنے اہل قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کروں اور قریبی رشتہ کو جوڑوں۔

❹ کسی آدمی سے کوئی چیز نہ مانگوں۔

❺ میں ہر موقع پر حق بات کہوں اگرچہ وہ لوگوں کے لئے کڑوی ہو۔

❻ کہ میں اللہ کے راستے میں کبھی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں۔

❼ میں کلمہ لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ کثرت سے پڑھا کروں کیونکہ یہ سب باتیں اس خزانے سے ہیں جو عرش کے نیچے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن حساب کے لئے بارگاہِ الٰہی میں جب پیشی ہوگی تو آدمی کے پاؤں اپنی جگہ سے سرک نہ سکیں گے جب تک اس سے پانچ سوال نہ کر لئے جائیں۔

❶ اوّل یہ کہ اس کی پوری زندگی اور عمر کے بارے میں کہ کن کاموں میں گزاری۔

❷ اور دوسرے اس کی جوانی (اور جوانی قوتوں کے بارے میں) کہ کن مشاغل میں جوانی اور اس کی قوتوں کو بوسیدہ اور پرانا کیا؟

❸ تیسرے مال و دولت کے بارے میں کہ کہاں سے اور کن طریقوں اور کن راستوں سے اس کو حاصل کیا؟

❹ اور اس دولت کو کن کاموں اور کن راہوں میں صرف کیا؟

⑤ پانچواں سوال یہ ہوگا کہ جو کچھ معلوم تھا اس کے بارے میں کیا عمل کیا۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

اسم اعظم: اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسم اعظم ان آیتوں میں موجود ہیں۔

① "والهكم اله واحد لا اله الا هو الرحمن الرحيم" اور دوسری سورۃ آل عمران آیت نمبر۲ "الٓمٓ الله لا اله الا هو الحي القيوم"۔ (جامع ترمذی، ابوداؤد)

② "يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ."

③ "يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ."

④ "لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ."

⑤ "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ."

⑥ "وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ." (حصن حصين)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا اور ایک بندہ وہاں نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے اپنی دعا میں عرض کیا اے اللہ! میں تجھ سے اپنی حاجت مانگتا ہوں بوسیلہ اس کے کہ ساری حمد وستائش تیرے ہی لئے سزاوار ہے کوئی معبود نہیں تیرے سوا تو نہایت بڑا مہربان اور بڑا محسن ہے زمین اور آسمان پیدا کرنے والا ہے میں تجھ سے مانگتا ہوں اے ذوالجلال والاکرام! اے حی وقیوم! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اس اللہ کے بندے نے اللہ کے اس اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا کی ہے اگر اس وسیلہ سے اللہ سے دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے اور جب اس کے وسیلہ سے مانگا جائے تو عطا فرماتے ہیں۔ (سنن ابی داؤد، ترمذی)

ہر نیک عمل ذکر اللہ میں داخل ہے: امام تفسیر وحدیث حضرت سعید بن

جبیر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ صرف تسبیح وتہلیل اور زبانی ذکر میں منحصر نہیں بلکہ ہر عمل جو اللہ تعالی کی اطاعت میں کیا جائے وہ بھی ذکر اللہ میں داخل ہے۔ بشرطیکہ نیت اطاعت کی ہو۔ ان میں دنیا کے تمام کاروبار داخل ہیں اگر ان میں شرعی حدود کی پابندی کا دھیان رہے کہ جہاں تک جائز ہے کیا جائے اور جس حد پر پہنچ کر ممنوع ہے اس کو چھوڑ دیا جائے تو یہ سارے اعمال جو بظاہر دنیوی کام ہیں وہ بھی ذکر اللہ میں شامل ہوں گے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر حال میں اللہ تعالٰی کا ذکر کیا کرتے تھے اور فرمایا کہ بعض اوقات میں چارپائی پر لیٹے ہوئے اپنا وظیفہ پورا کر لیتی ہوں۔ (کتاب الاذکار للنووی)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ جن گھروں میں اللہ تعالٰی کا ذکر ہوتا ہے ان کو آسمان والے ایسا چمکدار دیکھتے ہیں۔ جیسے زمین والے ستاروں کو چمکدار دیکھتے ہیں۔

توبہ واستغفار کا بیان

یومیہ استغفار: اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ دن میں ستر مرتبہ پڑھنا سنت ہے (طحاوی: ص ۳۶۶)

دن میں سو مرتبہ استغفار پڑھنا سنت ہے۔ (حاکم: ۲/۴۵۷)

آپ ﷺ وفات سے قبل ہی اس کلمہ کا التزام فرماتے تھے۔

"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ." (سبل الهدى: ص ٦٢)

نماز کے بعد استغفار: نماز سے فارغ ہونے کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھنا سنت ہے (ابوداؤد: ص ۲۱۲)

استغفار: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ استغفار کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی ایک نشست میں شمار کر لیتے تھے کہ آپ سو سو دفعہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے۔ "رب اغفر لی وتب علی انك انت التواب الغفور ط۔"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر آدمی خطا کار ہے (کوئی ایسا نہیں ہے جس سے کبھی کوئی خطا یا لغزش سرزد نہ ہوئی ہو) اور خطا کاروں میں وہ بہت اچھے ہیں جو خطا وقصور کے بعد مخلصانہ توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ گناہ کر کے استغفار کرے (یعنی سچے دل سے اللہ سے معافی مانگے) پھر وہ اگر دن میں ستر مرتبہ بھی پھر وہی گناہ کرے (تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک) وہ گناہ پر اصرار کرنے والوں میں نہیں۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جس بندے نے ان الفاظ کے ذریعے اللہ کے حضور میں توبہ واستغفار کیا تو وہ بندہ ضرور بخش دیا جائے گا۔ اگرچہ اس نے میدان جنگ سے بھاگنے کا گناہ کیا ہو۔ وہ یہ ہے۔ "استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ."

(جامع ترمذی، ابوداؤد)

استغفار کی برکات: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جو بندہ استغفار کو لازم کرے (یعنی اللہ تعالیٰ سے برابر اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہے) تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے مشکل

اور تنگی سے نکلنے اور رہائی پانے کا راستہ بنا دے گا۔ اور اس کی فکر اور ہر پریشانی دور کر کے کشادگی اور اطمینان عطا فرما دے گا۔ اور اس کو ان طریقوں سے رزق دے گا جن کا اس کو خیال وگمان بھی نہ ہوگا۔ (سنن ابوداؤد، معارف الحدیث)

بار بار گناہ اور بار بار استغفار کرنے والے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کسی بندے نے گناہ کیا پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: اے میرے مالک مجھ سے گناہ ہو گیا مجھے معاف فرما دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہوں پر پکڑ بھی سکتا ہے اور معاف بھی کر سکتا ہے؟ میں نے اپنے بندہ کا گناہ بخش دیا۔ اور اس کو معاف کر دیا...... اس کے بعد جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رکا رہا اور کسی وقت پھر کوئی گناہ کر بیٹھا اور پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے میرے مالک ومولیٰ مجھ سے اور گناہ ہو گیا تو مجھے معاف فرما دے اور میرے گناہ بخش دے! تو اللہ تعالیٰ نے پھر ارشاد فرمایا: کیا میرے بندہ کو یقین ہے کہ اس کا کوئی مالک ومولیٰ ہے جو گناہ معاف بھی کر سکتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے؟ میں نے اپنے بندہ کو بخش دیا جو اس کا جی چاہے کرے۔ (صحیح بخاری، مسلم)

مرنے والوں کے لئے سب سے بہترین تحفہ استغفار (دعا مغفرت):

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قبر میں مدفون مردہ کی مثال بالکل اسی شخص کی سی ہے جو دریا میں ڈوب رہا ہو اور مدد کے لئے چیخ وپکار کر رہا ہو وہ بے چارہ انتظار کرتا ہے ماں باپ یا بھائی بہن یا کسی دوست آشنا کی طرف سے دعا مغفرت کا تحفہ پہنچے جب کسی طرف سے اس کو دعا کا تحفہ پہنچتا ہے تو وہ اس کو دنیا ومافیہا سے زیادہ محبوب ہوتا ہے اور دنیا میں رہنے بسنے والوں کی دعاؤں کی وجہ سے قبر کے مردوں کو اتنا عظیم ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے جس کی مثال پہاڑوں سے دی جا سکتی ہے اور مردوں کے لئے زندوں کا ہدیہ ان

کے لئے دعائے مغفرت ہے۔ (شعب الایمان، معارف الحدیث)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت میں کسی مرد صالح کا درجہ ایک دم بلند کیا جاتا ہے تو وہ جنتی بندہ پوچھتا ہے کہ اے پروردگار! میرے درجہ اور مرتبہ میں ترقی کس وجہ سے اور کہاں سے ہوئی؟ جواب ملتا ہے کہ تیرے واسطے تیری فلاں اولاد کی دعا مغفرت کی وجہ سے۔ (مسند احمد، معارف الحدیث)

حضرت ابودردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ عام مومنین اور مومنات کے لئے ہر روز ۲۵ یا ۲۷ مرتبہ اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت کی دعا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے ہو جائے گا جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور جن کی برکت سے دنیا والوں کو رزق ملتا ہے۔

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَات."

سید الاستغفار: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: سید الاستغفار (سب سے اعلیٰ استغفار) یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرے:

"اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ وَاَبُوْءُلَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ اَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ."

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے دل کے یقین کے ساتھ دن کے کسی بھی حصہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا عرض کی اور اسی دن یا رات شروع ہونے سے پہلے اس کو موت آئی تو وہ بلاشبہ جنت میں جائے گا۔

صلوٰۃ استغفار: حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جس شخص سے کوئی گناہ ہو جائے پھر وہ اٹھ کر وضو کرے پھر نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور معافی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دیتا ہے اس کے بعد آپ نے قرآن مجید کی آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ﴾

(آل عمران، ۱۴/۴، ترمذی)

حج و عمرہ

حج کی فرضیت: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس سفر حج کا ضروری سامان ہو اور اس کو سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک پہنچا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر یا نصرانی ہو کر مرے اور وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ کی طرف سے بیت اللہ کا حج فرض ہے ان لوگوں پر جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔

(جامع ترمذی، معارف الحدیث)

عمرہ کی حقیقت: حج کی طرز کی ایک دوسری عبادت اور بھی ہے یعنی عمرہ جو سنت موکدہ ہے جس کی حقیقت حج ہی کے بعضے عاشقانہ افعال ہیں اس لئے اس کا لقب حج اصغر ہے۔ (حیوۃ المسلمین)

حج اور عمرہ کی برکت: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج اور عمرہ ساتھ ساتھ کرو دونوں فقر و محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح سونار اور لوہار کی بھٹی لوہے اور

سونے چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے۔ اور حج مبرور کا صلہ تو بس جنت ہی ہے۔

(جامع ترمذی)

نبی ﷺ کا ارشاد ہے حج اور عمرہ کے لئے جانے والے خدا کے خصوصی مہمان ہیں۔ وہ خدا سے دعا کریں تو خدا قبول فرماتا ہے اور مغفرت طلب کریں تو بخش دیتا ہے۔ (طبرانی)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ خدا ہر روز اپنے حاجی بندوں کے لئے ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے جن میں ساٹھ رحمتیں ان کے لئے ہوتی ہیں جو بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں چالیس ان کے لئے جو نماز پڑھتے ہیں اور بیس ان کے لئے جو صرف کعبہ کو دیکھتے رہتے ہیں۔ (بیہقی)

نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا جس نے پچاس بار بیت اللہ کا طواف کر لیا وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا جیسے اس کی ماں نے اس کو آج ہی جنم دیا ہے۔

(ترمذی)

ہجرت: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ سب اعمال انسانی کا دارومدار بس نیتوں پر ہے اور آدمی کو اس کی نیت ہی کے مطابق پھل ملتا ہے تو جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی (اور خدا اور رسول کی رضا جوئی و اطاعت کے سوا اس کی ہجرت کا اور کوئی باعث نہ تھا) تو اس کی ہجرت درحقیقت اللہ اور رسول کی طرف ہوئی (اور بے شک وہ اللہ اور رسول کا سچا پیروکار ہے اور اس کو اس کی ہجرت الی اللہ والرسول کا مقرر اجر ملے گا) اور جو کسی دنیوی غرض یا عورت سے نکاح کی غرض سے ہجرت کرے تو اس کی ہجرت اللہ و رسول کی طرف نہ ہوگی بلکہ فی الواقع جس دوسری غرض اور نیت سے اس نے ہجرت اختیار کی ہے عنداللہ بس اسی کی ہجرت مانی جائے گی۔ (بخاری، مسلم)

جہاد: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا (حدیث قدسی) جو شخص میرے راستے میں جہاد کرنے اور صرف مجھ پر ایمان رکھنے اور میرے رسولوں کی تصدیق کرنے کی وجہ سے (اپنے گھر سے) نکلا تو خدا اس کا ضامن ہے کہ یا اس کو جنت میں داخل کردے گا (اگر وہ شہید ہو گیا) یا اس کو مکان کی طرف جس سے وہ جہاد کے لئے نکلا ہے کامیاب واپس پہنچا دے گا ثواب کے ساتھ یا غنیمت کے ساتھ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے قیامت کے دن اس کو اسی حالت میں لے کر حاضر ہو گا۔ جیسا زخم کھانے کے وقت تھا اس کا رنگ سرخ اور بو مشک کی خوشبو جیسی ہو گی اور قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میں مسلمانوں پر گرانی محسوس نہ کرتا تو میں کسی لشکر سے جو جہاد کر رہا ہے پیچھے نہ بیٹھتا نہ میں خود اتنی وسعت پاتا ہوں کہ سب کو سواری دوں اور نہ مسلمانوں میں اتنی وسعت ہے اور یہ ان پر گراں ہے کہ میں جہاد کے لئے چلا جاؤں اور وہ مجھ سے پیچھے رہ جائیں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بے شک میں تمنا رکھتا ہوں کہ خدا کے راستے میں جہاد کروں اور شہید ہو جاؤں پھر جہاد کروں پھر شہید ہو جاؤں پھر جہاد کروں پھر شہید ہو جاؤں۔

(مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس حال میں مرا کہ نہ تو اس نے کبھی جہاد کیا اور نہ اپنے جی میں اس کی تجویزیں سوچیں اور نہ تمنا کی تو وہ نفاق کی ایک صفت پر مرا۔ (مسلم)

شہادت: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جو صدق دل سے شہادت طلب کرتا ہے۔ اس کو شہادت کا درجہ مل جاتا ہے اگرچہ وہ شہید نہ ہو۔ (مسلم)

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ شہید کسے شمار کرتے ہو؟ عرض کیا گیا خدا کے راستے میں قتل ہو جانے کو آپ نے فرمایا خدا کے راستے میں قتل ہو جانے کے علاوہ سات اور شہادتیں ہیں۔

❶ مرض ہیضہ میں مرنے والا۔

❷ ڈوب کر مرنے والا۔

❸ ذات الجنب (نمونیہ) سے مرنے والا۔

❹ طاعون سے مرنے والا۔

❺ جل کر مرنے والا۔

❻ عمارت کے نیچے دب کر مرنے والا۔

❼ وہ عورت جو بچہ پیٹ ہی میں رہنے اور پیدا نہ ہونے کی وجہ سے مر جائے۔ یہ سب شہید ہیں۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، معارف)

اولاد کے حقوق! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں کہ:

❶ مسلمانو! خدا چاہتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے ساتھ برتاؤ کرنے میں انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔

❷ جو مسلمان اپنی لڑکی کو عمدہ تربیت دے اور اس کو عمدہ تعلیم دے اور اس کی پرورش کرنے میں اچھی طرح صرف کرے وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔ (طبرانی)

❸ مسلمانو! اپنی اولاد کی تربیت اچھی طرح کیا کرو۔ (طبرانی)

❹ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دے سکتا ہے اس میں سب سے بہتر عطیہ اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

❺ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کی تلقین کرو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور نماز کے لئے ان کو سزا دو جب وہ دس کے ہو جائیں اور اس عمر کے پہنچنے کے بعد ان کے بستر الگ کر دو۔ (مشکوٰۃ شریف)

❻ لوگو! تم قیامت میں اپنے اور باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے پس تم اپنا نام اچھا رکھا کرو۔ (ابوداؤد)

❼ جس نام میں عبرت اور اللہ کی تعریف کا ظہور ہوتا ہے وہ نام اللہ کو بہت پیارا ہے۔ (بخاری)

سب سے مقدم:

❽ سب سے مقدم اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا ہے پھر جو لوگ رشتہ میں قریب ہوں ان پر خرچ کرنا چاہئے۔ (طبرانی)

❾ ایک دینار جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کیا جائے اور ایک دینار کسی غلام آزاد کرانے میں اور ایک دینار کسی مسکین کو دیا جائے ایک دینار اپنے اہل وعیال پر خرچ تو ان سب میں اجر وثواب کے لحاظ سے افضل وہ دینار ہے جو اپنے اہل وعیال کے نان ونفقہ پر خرچ کیا جائے (یعنی بچوں پر خرچ کرنا بھی ثواب اور عبادت کے درجہ میں ہے) اس لئے ان پر تنگی نہ کی جائے۔

اولاد کا نام اور ادب:

❿ حضرت ابووہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پیغمبروں کے نام پر نام رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پیارا نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے اور سب سے سچا نام حارث اور ھمام ہے۔ (ابوداؤد)

⓫ حضرت حبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جن دو مسلمانوں کے تین بچے بلوغت سے پہلے مر گئے ان کو قیامت کے دن لا کر جنت کے دروازے پر کھڑا کر کے کہا جائے گا بہشت میں داخل ہو وہ کہیں گے ہم جب داخل ہوں گے جب ہمارے ماں باپ بھی داخل ہوں اس پر ان سے یہ کہا جائے گا اچھا تم بھی داخل ہو اور تمہارے ماں باپ بھی۔ (طبرانی)

لڑکیوں کی پرورش:

⓬ حدیث شریف میں ہے کہ جب کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو خدا اس کے ہاں فرشتے بھیجتا ہے جو آکر کہتے ہیں کہ اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو وہ لڑکی کو اپنے پروں کے سائے میں لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں یہ کمزور جان ہے جو ایک کمزور جان سے پیدا ہوئی ہے جو اس بچی کی نگرانی اور پرورش کرے گا قیامت تک خدا کی مدد اس کے شامل حال رہے گی۔ (مشکوٰۃ)

⓭ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بندہ مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے مگر تین چیزیں (کہ ان کا ثواب برابر ملتا رہتا ہے) ① صدقہ جاریہ ② وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا رہے ③ اور صالح اور نیک اولاد جو اس کے لئے دعا گو رہے۔ (الأدب المفرد)

⓮ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص بھی لڑکیوں کی پیدائش کے ذریعے آزمایا جائے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرکے آزمائش میں کامیاب ہو تو قیامت کے روز یہ لڑکیاں اس کے لئے جہنم کی آگ سے ڈھال بن جائیں گی (مشکوٰۃ)

وصیت:

⓯ حدیث شریف میں ہے کہ ہر مسلمان جس کے پاس وصیت کرنے کے قابل کوئی چیز ہو اس پر یہ حق ہے کہ دو راتیں اس پر نہ گزریں مگر یہ کہ وصیت اس کے پاس موجود ہو۔

⓰ حدیث شریف میں ہے کہ اگر ایک بیٹے کو اگر کچھ دو تو دوسرے کو بھی ویسا ہی دو ورنہ ناانصافی بری بات ہے۔ (ترمذی)

ناجائز وصیت:

⓱ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا کہ کوئی مرد اور اسی طرح کوئی عورت ساٹھ سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارتے ہیں پھر ان کے مرنے کا وقت آتا ہے تو وصیت کے ذریعے ورثاء کو نقصان پہنچا دیتے ہیں تو ان دونوں کے لئے جہنم واجب ہو جاتی ہے اس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث کے مضمون کی تائید میں قرآن شریف کی آیت پڑھی:

﴿وَصِيَّةً يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ﴾ (نساء: ۴/۲)

سرنامہ پر بسم اللہ لکھنا: حضرت ابومسعود جریری رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے کہا یہ تو ہر تحریر کا سرنامہ ہے۔ (الادب المفرد)

خط لکھنے کے آداب: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو مراسلہ لکھا تھا اس کا مضمون یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۞

اللہ کے بندے معاویہ امیر المومنین کی خدمت میں زید بن ثابت کی طرف سے سلام علیک یا امیر المومنین میں آپ کے سامنے اس معبود کی حمد و ثنا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، امابعد! (آخر کے الفاظ یہ ہیں)۔ اور ہم اللہ ہی سے سوال کرتے ہیں ہدایت و حفاظت (از خطا) اور اپنے کاموں میں معاملہ فہمی کا۔ اور سلام ہو آپ پر اے امیر المومنین اور اللہ کی رحمت اس کی برکت اور اس کی مغفرت (یہ خط) وہب نے جمعرات کے دن لکھا کہ رمضان المبارک ۴۲ھ کے ۱۲ دن باقی تھے۔ (الادب المفرد)

قلم کی عظمت: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کاتب سے فرمایا کہ قلم کی تعظیم کرو اس کی تعظیم یہ ہے کہ اس کو اپنے کان پر رکھ لیا کرو کیونکہ قلم انجام کار کی خوب یاد دلاتا ہے۔ (ترمذی)

ہر تحریر کی ابتدا میں درود شریف: ابتدا کتب اور رسائل میں بسم اللہ اور حمد کے بعد درود و سلام کا لکھنا ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ یہ رسم اوّل حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں جاری ہوئی انہوں نے خود اپنے خطوط میں اس طرح لکھا۔ "بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم" (زاد السعید)

عند اللہ مسلم خواتین کا وقار و حیاء: ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ''اے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے بے شک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔''

''اور اسی طرح مسلمان عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی آبرو کی حفاظت کریں اور حسن و جمال نہ دکھایا کریں مگر جو چیز اس میں (غالباً) کھلی ہی رہتی ہے (جس کے ہر وقت چھپانے میں دشواری ہے) اور اپنی اوڑھنیاں اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں اور اپنا حسن و جمال ظاہر نہ ہونے دیں۔ (سوائے ان کے جو شرعاً محرم ہیں)''

اور مسلمانو! تم سے جو ان احکام میں کوتاہی ہوگئی تو تم سب اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ ورنہ معصیت مانع فلاح کامل ہو جاتی ہے۔ (القرآن)

نابینا نامحرم مرد سے بھی پردہ: حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں کہ اچانک حضرت عبداللہ بن مکتوم (نابینا) آ گئے جناب

رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا ابن مکتوم سے پردہ کرو حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ وہ تو ہمیں دیکھ نہیں سکتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو کہ تم انہیں نہیں دیکھ سکتیں۔ (ترمذی، ابوداؤد شریف)

عورت کے باہر نکلنے کا ضابطہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کے لئے گھر سے باہر نکلنے میں کوئی حصہ نہیں مگر بحالت اضطراری ومجبوری اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ عورتوں کے لئے راستوں میں چلنے کا کوئی حق نہیں سوائے کناروں کے یعنی بحالت مجبوری بھی نکلیں تو راستہ کے بیچ میں نہ چلیں تاکہ مردوں سے اختلاط نہ ہو۔ (طبرانی)

عورتوں کے ساتھ تنہائی: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نامحرم عورتوں کے پاس مت جاؤ ایک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا دیور کے بارے میں کیا رائے ہے۔ آپ نے فرمایا دیور موت ہے یعنی اس سے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ (بخاری)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا غیر عورتوں کے ساتھ تنہائی میں رہنے سے بچو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جب کوئی مرد کسی غیر عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو ان کے درمیان تیسرا شیطان آداخل ہوتا ہے۔

عورت کی آواز: جس طرح عورت کے لئے ضروری ہے کہ غیر مرد کے سامنے اس کی آواز نہ پڑے اس طرح مرد کو واجب ہے کہ خوش آوازی سے غیر عورتوں کے سامنے اشعار وغیرہ پڑھنے سے اجتناب کرے، کیونکہ عورتیں رقیق القلب ہوتی ہیں ان کی خرابی کا اندیشہ ہے۔ (متفق علیہ)

نامحرم عورت کو دیکھنا: حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو کوئی مسلمان کسی عورت کے محاسن یعنی حسن جمال کو دیکھ کر اپنی آنکھ کو بند کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک ایسی عبادت نکال دیتا ہے جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پاتا ہے۔ طبرانی نے نظر اول کی قید لگائی ہے۔ (طبرانی)

طب نبوی ﷺ (دعاؤں اور دواؤں سے علاج): نبی کریم ﷺ کا جسموں کا علاج گویا تین طرح کا تھا۔ ایک طبعی دواؤں سے جنہیں اجزائے جماداتی وحیوانی سے تعبیر کیا جاتا ہے، دوسرا روحانی اور الٰہی دعاؤں سے جو کچھ ادعیہ، اذکار اور آیات قرآنیہ میں ہے، اور تیسرا ادویہ کا مرکب ہے جو ان دونوں قسموں سے مرکب ہے یعنی داوؤں سے بھی اور دعاؤں سے بھی۔

دعاؤں سے علاج: قرآن شریف سے بڑھ کر کوئی شے اعم وانفع اور اعظم شاء نازل نہیں ہوئی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ﴾

(بنی اسرائیل: ۸۱)

ترجمہ: "اور ہم نے قرآن سے وہ نازل فرمایا جو مسلمانوں کے لئے شفاء و رحمت ہے۔"

اب رہا امراض جسمانیہ کے لئے قرآن کریم کا شفا ہونا تو یہ اس وجہ سے ہے کہ اس کی تلاوت کے ذریعے برکتیں حاصل کرنا بہت سے امراض وعلاج میں نافع ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی شخص کو شفاء قرآن پڑھ کر بھی نہ ہو تو اسے حق تعالیٰ کبھی شفاء نہ دے گا۔

حدیث میں ہے کہ فاتحہ الکتاب (سورۃ فاتحہ) ہر مرض کی دوا ہے۔ زہریلے جانوروں کے کاٹے کا مجنون اور معتوہ کا فاتحہ الکتاب سے علاج حدیثوں سے ثابت و مسلم ہے۔ امیر المؤمنین سید نا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے جو ابن

ماجہ میں مرفوعاً مروی ہے۔ "خیر الدواء القرآن" (بہترین علاج قرآن ہے) معوذات وغیرہ سے جو کہ اسمائے الٰہی میں سے ہیں ان سے طلب شفا تو یہ از قسم طب روحانی ہے اگر وہ نیکوں، متقیوں اور پرہیزگاروں کی زبان پر پوری ہمت وتوبہ کے ساتھ جاری ہوں لیکن چونکہ اس قسم کا وجود شاذ و نادر ہے اس لئے لوگ طب جسمانی کی طرف دوڑتے ہیں اور اس سے غافل و بے پرواہ رہتے ہیں۔

نظر بد کے لئے جھاڑ پھونک: صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا۔ یا کسی کو حکم دیا کہ ہم نظر میں جھاڑ پھونک کروالیا کریں۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک مرتبہ عرض کیا اے اللہ کے رسول! ابن جعفر کو نظر لگ جاتی ہے کیا میں ان کے لئے جھاڑ پھونک کروالوں؟ آپ نے فرمایا ہاں اگر کوئی چیز قضاء پر سبقت کر جاتی تو وہ نظر ہو سکتی تھی (یہ حدیث حسن صحیح ہے)۔ (زادالمعاد)

فرمایا کہ اپنے مریضوں کے علاج صدقہ کے ذریعے سے کرو (الترغیب والترہیب)

اور جب عائن (نظر لگانے والے) کو اپنی نظر لگ جانے کا اندیشہ ہو تو اسے یہ دعا پڑھ کر اس شر کو دور کرنا چاہئے۔ "اللھم بارك علیه" یعنی اے اللہ اس پر برکت فرما۔

جیسے نبی کریم ﷺ نے حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جب سہیل بن حنیف نے انہیں فرمایا کیا تم نے دعائے برکت نہیں کی یعنی "اللھم بارك علیه" نہیں پڑھا؟ نیز ماشاء اللہ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ سے بھی نظر دور ہو جاتی ہے۔ (زادالمعاد)

بدنظری کا نبوی علاج: حضور اکرم ﷺ اس کا علاج معوذتین سے فرماتے

یعنی ان آیات سے جن میں شرور سے استعاذہ ہے جیسے معوذتین سورہ فاتحہ آیۃ الکرسی وغیرہ علماء کہتے ہیں کہ سب سے اہم واعظم دعا وشفاء سورۃ فاتحہ آیۃ الکرسی اور معوذتین کا پڑھنا ہے۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ کا عمل: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے غم وافکار گھیر لیں اسے چاہئے کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بکثرت پڑھا کرے علماء عظام فرماتے ہیں کہ اس کلمہ کے عمل سے بڑھ کر کوئی چیز مددگار نہیں ہے۔

آیۃ الکرسی: حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی مصیبت اور سختی میں آیۃ الکرسی اور سورہ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی فریاد رسی کرے گا۔ (مدارج النبوۃ)

جامع دعا: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اور یقیناً میں ان کلمات کو جانتا ہوں کہ نہیں کہتا اس کو ہر مصیبت زدہ مگر یہ کہ اس کلمہ کی بدولت حق تعالیٰ سبحانہ اس سے اس کو نجات عطا فرما دیتا ہے وہ کلمہ میرے بھائی یونس علیہ السلام کا ہے کہ انہوں نے تاریکیوں میں ندا کی تھی۔

"لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ."

ترجمہ: "اے اللہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ کی ذات پاک ہے بے شک میں خطا کار ہوں۔"

اس حدیث کو ترمذی نے بھی ذکر کیا ہے۔ (مدارج النبوۃ)

دعائے فقر: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی ہے اور مجھ کو دنیا نے چھوڑ دیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا: تجھ سے صلوۃ ملائکہ (یعنی فرشتوں کی دعا) خلائق جس کی بدولت انہیں رزق دیا جاتا ہے کہاں گئی؟ پھر فرمایا

طلوعِ فجر کے بعد اس دعا کو سو مرتبہ پڑھو۔ "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ" تو دنیا تیرے پاس پست و ذلیل ہو کر آئے گی۔ پھر وہ شخص چلا گیا اور عرصہ تک نظر نہیں آیا، پھر وہ آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس دنیا اتنی وافر مقدار میں آئی ہے کہ میں نہیں جانتا اسے کہاں رکھوں۔ یہ دعاء فجر کی سنت اور فرض کے درمیان بزرگوں نے پڑھی ہے اور اس کے ساتھ ایک تسبیح "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ" کی بھی پڑھیں۔

جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تمام گناہوں کی مغفرت کا موجب ہوگا اور یہ وسعت رزق کا سبب بھی ہے اس لئے کہ استغفار اس کا باعث ہے اور گناہوں کی وجہ سے ہی رزق میں تنگی اور ہر طرح کا غم اور پریشانی پیدا ہوتی ہے (مدارج النبوۃ)

دردِ سر کی دعا: حمیدی بروایت یونس بن یعقوب عبداللہ سے دردِ سر کی دعا نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ دردِ سر میں اپنے اس ارشاد سے تعوذ فرماتے تھے:

"بِسْمِ اللّٰہِ الْکَبِیْرِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مِنْ کُلِّ عرق نعار وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ"

ترجمہ: "خدا کے نام کے ساتھ جو بڑا ہے اور میں پناہ چاہتا ہوں اللہ بزرگ کی ہر رگ اچھلنے والے کی اور آگ کی گرمی کے نقصان سے۔"

ہر درد و بلا کی دعا: حضرت ابان بن عثمان اپنے والد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ جو کوئی تین مرتبہ شام کے وقت:

"بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔"

ترجمہ: ''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی کوئی چیز زمین میں اور نہ (آسمان میں) تو شام تک اس کو کوئی شے ناگہانی بلا و مصیبت نہ پہنچے گی۔'' (مدارج النبوۃ)

دانت کے درد کی دعا: بیہقی عبداللہ بن رواحہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درد دانت کی شکایت کی۔ تو حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے رخسار پر جس میں درد تھا رکھ کر سات مرتبہ پڑھا: ''اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنْہُ مَا یَجِدُ وَفُحْشَہٗ بِدَعْوَۃِ نَبِیِّکَ الْمُسْکِیْنِ الْمُبَارَکِ عِنْدَکَ'' دست اٹھانے سے پہلے اللہ نے ان کے درد کو رفع فرمالیا۔ (مدراج النبوۃ)

دواؤں سے علاج: حضور اکرم ﷺ طبی دواؤں سے بھی اکثر مریضوں کا علاج کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو طب وحی کے ذریعے حاصل ہوتی تھی اگر بعض مواقع میں قیاس اور اجتہاد اور تجربہ بھی ہو، تو یہ کوئی بعید نہیں لیکن ادویہ روحانیہ پر انحصار کرنا اس بنا پر تھا کہ وہ اتم و اعلیٰ و اخص و اکمل ہیں۔

امراض و علاج: حضور اقدس ﷺ کی سنت اقدس یہ تھی کہ آپ اپنا اور اپنے اہل عیال اور صحابہ کرام کا معالجہ فرمایا کرتے تھے آپ کی زیادہ تر ادویات مفردات پر مشتمل تھیں۔

پیٹ میں کھانے کا اندازہ: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آدمی نے پیٹ سے زیادہ برتن کبھی پر نہیں کیا۔ ابن آدم کو چند لقمے کافی ہیں جن سے اس کی کمر سیدھی رہے۔ اگر ضروری (زیادہ) کھانا ہو تو پھر ایک حصہ کھانا کھانا چاہئے اور دوسرا حصہ پانی کے لئے وقف ہے۔ اور تیسرا سانس کے لئے۔ (زادالمعاد)

مریض کی غذا: رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مریضوں کو زیادہ کھانے پر مجبور نہ کرو کیونکہ اللہ عزوجل ان کو کھلاتا پلاتا ہے۔ (جامع ترمذی، ابن ماجہ)

حرام چیز میں شفاء نہیں: سنن میں مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے شراب کو دوا میں ڈالنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا مرض ہے علاج نہیں۔ (زادالمعاد)

نیز نبی کریم ﷺ سے منقول ہے کہ جس نے شراب سے علاج کیا اسے اللہ شفاء نہ دے۔ (زادالمعاد)

مرض میں دودھ کا استعمال: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دودھ کا ثرید مریض کے قلب کو قوت دیتا ہے اور غم دور کرتا ہے جب آپ ﷺ سے عرض کیا جاتا کہ فلاں کو درد ہے اور کھانا نہیں کھاتا۔ تو آپ فرماتے تھے (دودھ آمیز غذا) بنا کر اسے پلانا چاہئے اور فرماتے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ تمہارے پیٹ کو اس طرح دھو دیتا ہے کہ جیسے تم اپنے چہروں کو میل سے صاف کردو۔ (زادالمعاد)

شہد کی تاثیر: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص ہر مہینہ تین دفعہ صبح کے وقت چاٹ لے وہ کسی بڑی مصیبت و بلا میں مبتلا نہیں ہوتا۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

قرآن و شہد میں شفاء: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ دو شفاء دینے والی چیزوں کو اپنے اوپر لازم کرلو (یعنی اس کا استعمال ضرور کیا کرو) ایک شہد دوسرا قرآن شریف (یعنی آیات قرآن)۔ (ابن ماجہ، بیہقی، مشکوٰۃ)

مرض لگنا اور فال بد: حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بیماری لگنا اور شگون سے بری کوئی چیز نہیں۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف)

کلونجی کی تاثیر: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کلونجی سے ہر بیماری کی شفاء ہے مگر موت کی نہیں۔ (بخاری، مسلم، مشکوۃ)

منتروں کا استعمال: حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک منتروں میں شرک نہ ہو کوئی حرج نہیں۔ (مسلم و مشکوۃ شریف)

روغن زیتون: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ذات الجنب کی بیماری میں روغن زیتون اور ورس (ایک بوٹی) کی تعریف کی ہے۔ (ترمذی، مشکوۃ)

دوا میں حرام چیز کی ممانعت: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم دوا سے بیماری کا علاج کرو لیکن حرام چیز سے اس بیماری کا علاج نہیں کرو۔

(ابوداؤد، مشکوۃ شریف)

ضعف قلب کا علاج: سنن ابوداؤد میں حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہیں یہ حدیث حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہنچی فرمایا کہ میں بیمار ہو گیا تھا۔ سرکار دو عالم ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کی۔ آپ نے فرمایا تجھے دل کا مرض ہے۔ مدینہ کی سات عجوہ کھجوریں ان کی گٹھلیاں نکال کر استعمال کرو۔ (اس مرض میں کھجور ایک عجیب خاصیت رکھتی تھی) خصوصاً مدینہ منورہ کی عجوہ کھجور (یہ وحی سے متعلق ہے)۔ (زاد المعاد)

صحیحین میں حضرت عامر بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہیں اپنے والد سے روایت پہنچی ہے کہ جناب رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح کو ان میں سے سات کھجوریں کھالے اس کو اس روز کوئی زہر یا جادو نقصان نہیں دے

گا۔ (زادالعاد)

مرگی: نبی کریم ﷺ اکثر اوقات آفت زدہ کے کان میں یہ آیت پڑھا کرتے تھے: ﴿افحسبتم انما خلقنٰکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون﴾ اور آیۃ الکرسی سے بھی اس کا علاج کیا کرتے تھے اور آفت زدہ کو بھی اس کا وردر کھنے کا حکم دیا کرتے تھے اور معوذتین پڑھنے کو بھی فرمایا کرتے تھے۔ (زادالعاد)

مناکحت ونومولود مناکحت اور متعلقہ معاملات

نکاح کی ترغیب:

حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمانو! نکاح کیا کرو کیونکہ میں تمہارے سبب سے اس بات میں دنیا کی اور قوموں سے سبقت لے جانا چاہتا ہوں کہ میری امت شمار میں ان سب سے زیادہ رہے۔

مسلمانو! راہبوں کی طرح مجرد نہ رہا کرو۔ (بیہقی)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی ذمہ داریاں اٹھانے کی طاقت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہئے۔ کیونکہ اس سے نگاہیں نیچی رہتی ہیں اور شرم گاہوں کی حفاظت ہوتی ہے اور جو نکاح کی ذمہ داریاں نہیں اٹھا سکتا ہو اس کو چاہئے کہ شہوت کا زور توڑنے کے لئے روزے رکھے۔ (بخاری، مسلم)

عورت کا انتخاب:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورتوں سے اس کے حسن جمال کی بنیاد پر نکاح نہ کرو ہو سکتا ہے کہ ان کا حسن جمال انہیں تباہی کی راہ پر ڈال دے اور نہ ان کی مال ودولت کی وجہ سے کرو ہو سکتا ہے کہ ان کا مال ان کو سرکشی اور طغیانی میں مبتلا کر دے بلکہ دین کی بنیاد پر ان سے شادی کرو اور کالی کلوٹی جو دین

اور اخلاق سے آراستہ ہو وہ بہت بہتر ہے اس خاندانی حسینہ سے جو بد اخلاق ہو۔ (ابن ماجہ)

نکاح کا پیغام: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تمہارے یہاں کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دین واخلاق سے تم مطمئن ہو اور خوش ہو تو اس سے شادی کر لو اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں زبردست فتنہ وفساد پھیل جائے گا۔ (ترمذی)

نکاح کے لئے اجازت: رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نکاح شدہ عورت کا نکاح اس کی رائے لئے بغیر نہ کیا جائے اور دوشیزہ کا نکاح اس سے اذن لئے بغیر نہ کیا جائے۔ لوگوں نے کہا دوشیزہ کا اذن کیا ہوگا؟ فرمایا اس کا خاموش رہنا بھی اس کا اذن ہے۔ (زاد المعاد)

نکاح میں برکت: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم مصارف ہوں۔ (مشکوٰۃ)

مہر: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگ عجمی لوگوں کے رسم ورواج سے متاثر ہو کر بھاری بھاری مہر مقرر کرنے لگے تو آپ نے خطبہ میں لوگوں کو توجہ دلائی اور بتایا کہ مسلمانوں کے سوچنے کا انداز کیا ہونا چاہئے۔

لوگو! عورتوں کے بھاری بھاری مہر نہ مقرر کرو اس لئے یہ دنیا ذرا بھی عزت و شرف کی چیز ہوتی اور اللہ کی نظر میں یہ کوئی بڑائی کی بات ہوتی تو نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ اس کے مستحق تھے کہ وہ زیادہ سے زیادہ مہر مقرر فرماتے۔ لیکن جہاں تک مجھے علم ہے رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے نکاح میں بھی بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر مقرر نہیں فرمایا۔ اور نہ صاحبزادیوں کے نکاح میں بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر باندھا۔ ایک بوڑھی خاتون کھڑی ہوئی انہوں نے قرآن شریف کی آیت ﴿واٰتیتم احدھن

قنطارا﴾ پڑھتے ہوئے اس پابندی پر اعتراض کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر سے یہ فرماتے ہوئے اتر گئے "کُلُّ النَّاسِ اَعْلَمُ مِنْ عُمَرَ حَتَّی الْعَجَائِزَ" (یعنی ہر شخص عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ جاننے والا ہے حتیٰ کہ بوڑھیاں بھی) اور آپ اس مسئلہ میں شدت فرمانے سے رک گئے۔ (ترمذی)

مہر ادا کرنے کی نیت: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی مرد نے بھی کسی عورت سے تھوڑے یا زیادہ مہر پر نکاح کیا اور اس کے دل میں مہر ادا کرنے کا ارادہ نہ ہو تو اس نے عورت کو دھوکا دیا۔ پھر وہ مہر ادا کئے بغیر مر گیا تو وہ خدا کے حضور اس حال میں داخل ہوگا کہ زنا کا مجرم ہوگا۔

نکاح کا انعقاد: نکاح ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ کم از کم دو مردوں کے یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے کیا جائے۔ اور وہ اپنے کانوں سے نکاح ہوتے اور دونوں سے ایجاب وقبول کے لفظ کہتے سنیں تب نکاح ہوگا۔ (بہشتی زیور)

شرع میں اس کا بڑا خیال کیا گیا ہے کہ بے میل اور بے جوڑ نکاح نہ کیا جائے۔ یعنی لڑکی کا نکاح کسی ایسے مرد سے جو اس کے برابر کے درجے کا نہ ہو۔

(شرح البدایہ، بہشتی زیور)

برابری کی کئی قسمیں ہیں۔ ① نسب میں برابر ہونا۔ ② مسلمان ہونا۔ ③ دینداری۔ ④ مالداری۔ ⑤ پیشہ یا فن میں ہم پلہ ہونا۔ (عالمگیری، بہشتی زیور)

نکاح کے لئے استخارہ کی دعا: اگر کسی لڑکی یا عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اول تو پیغام منگنی کا کسی سے اظہار نہ کرو۔ پھر خوب اچھی طرح خوب جتنی نفلیں ہو سکے پڑھے پھر خوب اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور عظمت اور بزرگی بیان کرے اور اس کے بعد یہ کہے:

"اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ لَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ

الْغُیُوْبِ فَاِنْ رَأَیْتَ فِیْ فُلَانَۃِ خَیْرًا فِیْ دِیْنِیْ وَدُنْیَایَ وَاٰخِرَتِیْ فَاقْدُرْھَا لِیْ وَاِنْ کَانَ غَیْرُھَا خَیْراً مِّنْھَا فِیْ دِیْنِیْ وَاٰخِرَتِیْ فَاقْدُرْھَا لِیْ۔"

ترجمہ: "اے اللہ تجھے قدرت ہے اور مجھے قدرت نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا ہوں اور عیبوں کا حال جانتا ہے پس اگر تو جانتا ہے کہ فلانی عورت (یہاں اس عورت کا نام لیوے) میرے لئے دین اور دنیاوی اور آخرت کے اعتبار سے بہتر ہے تو اسے میرے قابو میں کر دے (اور اگر اس کے علاوہ کوئی دوسری عورت میرے دین اور آخرت کے لئے بہتر ہے تو اسی کو میرے لئے مقدر فرما)۔" (مسلم)

نکاح کے لئے خطبہ مسنونہ:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْراً وَّنَذِیْراً۔

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالاً کَثِیْراً وَّنِسَآءً۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ

الَّذِیْ تَسَاءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۝.

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ط يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۝.﴾ ''

نکاح کے بعد مبارک باد کی دعا: نکاح کرنے والے جوڑے سے آپ فرمایا کرتے تھے۔ ''بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِیْ خَيْرٍ ط'' اور فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی زوجہ کے پاس جانا چاہے تو یہ دعا پڑھے:

''بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا وجنِّب الشيطان ما رَزَقْتَنَا.'' (ترمذی، زادالمعاد)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے گھر میں یا مال میں یا اولاد میں برکت عطا فرمادیں اور وہ کہے:

''مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ط''

تو وہ شخص موت کے سوا کوئی تکلیف نہ دیکھے گا۔

پہلی رات دلہن کو کچھ ہدیہ تحفہ دینا بھی مسنون ہے۔

ولیمہ: شب عروسی گزارنے کے بعد اپنے عزیز و دوستوں رشتہ داروں اور مساکین کو دعوت ولیمہ کا کھانا کھلانا سنت ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

ولیمہ کے لئے بہت بڑے پیمانے پر انتظام کرنے کی ضرورت نہیں ہے تھوڑا کھانا چند لوگوں کو کھلا دینا بھی کافی ہے۔ (بہشتی زیور)

ولیمہ میں اتباع سنت کی نیت رکھنی چاہئے جس ولیمہ میں غریب شریک نہ کئے جائیں اور جو محض نام و نمود کے لئے کیا جائے اس میں خیر و برکت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غم و غصہ کا اندیشہ ہے۔ (زادالمعاد، بہشتی زیور)

نومولود: نومولود کے کان میں اذان دی جائے۔ بچہ کی ولادت کے بعد اس کو نہلا دھلا کر اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا چاہیے۔ روایت میں ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی تو حضور اکرم ﷺ نے ان کے کان میں اذان دی اور اقامت پڑھی۔ (زادالمعاد، طبرانی)

تحنیک: حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو میں نے ان کو نبی کریم ﷺ کی گود میں دیا۔ آپ ﷺ نے خرما منگوایا اور چبا کر لعاب مبارک عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ میں لگایا خرما ان کے تالو میں ملا اور خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ (زادالمعاد)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کے یہاں بچے لائے جاتے تھے آپ تحنیک فرماتے اور ان کے حق و برکت کی دعا کرتے۔
(مسلم، بخاری، ترمذی)

اچھے نام کی تجویز: اچھے نام کی تجویز کرنا چاہیے جو یا تو خدا کے نام سے پہلے عبد لگا کر ترتیب دیا گیا ہو۔ جیسے عبداللہ، عبدالرحمٰن وغیرہ یا پھر پیغمبروں کے نام پر ہونا چاہیے۔ یا کوئی اور نام جو معنوں کے اعتبار سے بہتر ہو نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن تمہیں اپنے ناموں سے پکارا جائے گا اس لئے بہتر نام رکھا کرو۔
(ابوداؤد)

بچہ کو پہلی تعلیم: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو اس کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سکھا دو پھر مت پروا کرو کہ کب مرے اور جب دودھ کے دانت گر جائیں تو نماز کا حکم دو۔ (ابن سنی، ترمذی، زادالمعاد)

تعویذ حفاظت: بچہ کی حفاظت کے لئے نظر بد اور ہر طرح کی آفت دکھ و بلا سے محفوظ رکھنے کے لئے یہ تعویذ لکھ کر گلے میں ڈال دیا جائے۔

"اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ."

ان کلمات کو پڑھ کر دم کرے یا لکھ کر گلے میں ڈال دے۔ (ترمذی)

عقیقہ: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی اپنے بچہ کی طرف سے عقیقہ کرنا چاہے تو اس کو چاہئے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صحیح روایت سے لڑکے کی جانب سے دو بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری ثابت ہے۔ (زادالمعاد)

آپ نے فرمایا ہر لڑکا اپنے عقیقہ کے رہن میں ہوتا ہے اس کی جانب سے ساتویں دن (بکری) قربانی کی جائے۔ اس کا سر منڈایا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔ (زادالمعاد)

مسئلہ: اگر ساتویں دن نہ کرے تو جب کرے ساتویں دن کا خیال کرنا بہتر ہے۔

(زادالمعاد)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب حضور اکرم ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک بکری سے عقیقہ کیا اور فرمایا فاطمہ اس کا سر منڈواؤ اور اس کے بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کرو۔ چنانچہ ہم نے ان کا وزن کیا جو ایک درہم یا اس سے کچھ کم تھا۔ (زادالمعاد)

مسئلہ: عقیقہ کا گوشت چاہے کچا تقسیم کرے یا چاہے پکا کر بانٹے یا چاہے دعوت کر کے کھلائے سب درست ہے۔

مسئلہ: عقیقہ کا گوشت باپ، دادا، نانی وغیرہ سب کے لئے کھانا درست ہے۔

مسئلہ: کسی کو توفیق نہیں اس لئے اس نے لڑکے کی جانب سے ایک بکری ذبح کی تو کچھ حرج نہیں اور اگر بالکل عقیقہ ہی نہیں کیا تب بھی کوئی حرج نہیں۔ (بہشتی زیور)

ختنہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لوگ لڑکے کا ختنہ اس وقت

تک نہیں کرتے تھے عام طور پر جب تک کہ وہ سمجھدار نہ ہو جاتا۔ اور امام احمد بن حنبل رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرماتے ہیں کہ ابو عبداللہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے فرمایا کہ اگر ساتویں دن ختنہ کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (زاد المعاد)

علم دین حاصل کرنے کے سنن وآداب

چھوٹے بچے کا حافظہ: چھوٹے بچے کا یاد کیا ہوا سبق پتھر پر نشانی کی طرح ہوتا ہے۔ (ابونعیم)

سوال: اچھا سوال کرنا آدھا علم ہے۔ (کنز العمال: ۹/۱۰۴)

علماء سے پوچھا کرو۔ حکماء کی دوستی کرو۔ اور بڑوں کی ہم نشینی کرو۔ (کنز العمال: ۹/۱۰۴)

علم سیکھنے ہی سے آتا ہے اور فقہ سمجھ بوجھ سے حاصل ہوتی ہے۔ (کنز العمال: ۹/۱۰۴)

علم کیسے حاصل کرے: علم سکینت وقار و بردباری سے حاصل کرنا چاہئے۔ سیکھنے اور سکھانے میں نرمی کرنی چاہئے۔ (کنز العمال: ۹/۱۰۴)

علم کی مجلس میں قریب قریب بیٹھے اور ایک دوسرے کے پیچھے متفرق ہو کر نہ بیٹھے۔ (کنز: ۹/۱۰۴)

کس سے علم سیکھے: علم اصل میں دین ہے پس دیکھنا چاہئے کہ دین کس سے حاصل کر رہا ہے۔ (کنز: ۹/۱۰۵)

جس نے کہا کہ میں عالم ہوں تو وہ جاہل ہے۔ (کنز: ۹/۱۰۶)

فتویٰ کا وقت: آپ ﷺ نماز کے لئے نکلے ایک اعرابی نے مسئلہ پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ فتویٰ پوچھنے کا وقت نہیں ہے۔ (کنز: ۹/۱۰۶)

طالب علموں کو مرحبا بوصیۃ رسول اللہ ﷺ کہنا چاہئے۔ (کنز: ۹/۱۰۶)

اعتراض کے بغیر علم: آپ ﷺ نے فرمایا کہ علم سکھاؤ اور اعتراض مت کرو۔ بے شک علم اعتراض سے بہتر ہے۔ (کنز: ۹/۱۰۹)

علم کو قلم کے ذریعے (لکھ کر) محفوظ کرو۔ (کنز العمال: ۹/۱۰۹)

علم عمل کے ساتھ: علم کے برتن بنو (یعنی عمل کرو) صرف روایت کرنے والے (بے علم) نہ ہو۔ (کنز العمال)

علم میں احترام: علم کا احترام کرو۔ جن سے علم حاصل کرتے ہو اور ان کا بھی احترام کرو جن کو علم سکھا رہے ہو۔ (کنز: ۹/۱۰۹)

علم دین حاصل کرنے کا وقت: علم دین صبح سویرے سیکھنا چاہئے کیونکہ اس وقت میں برکت ہوتی ہے اور جمعرات کا دن زیادہ مناسب ہے۔ (کنز العمال: ۹/۱۰۹)

خطبہ میں "اما بعد" کا لفظ سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام نے استعمال فرمایا جو کہ سنت ہے۔ (کنز: ۹/۱۰۹)

تلاوت قرآن پاک کے سنن وآداب

مسواک تلاوت سے پہلے: قرآن پاک کی تلاوت کرنے سے پہلے مسواک کرنا سنت ہے۔ (کنز: ۲/۱۳۸)

تلاوت کیسے کرے: تلاوت کرتے وقت رونا یا رونے کی شکل بنانا سنت ہے۔ (کنز: ۲/۱۳۶)

خوب صورت آواز کے ساتھ تلاوت کرنا سنت ہے۔ (ابن ابی شیبہ)

قرآن پاک بغیر ہاتھ لگائے ہوئے زبانی تلاوت بغیر وضو کے بھی جائز ہے۔ (کنز: ۲/۳۷)

سفید کپڑوں میں قاری قرآن زیادہ پسندیدہ ہے۔ (موطا امام مالک)

قرآن کریم دیکھ کر پڑھنا سنت ہے۔ (کنز العمال:۲...۱۴۷)

تلاوت کتنی آواز میں: تلاوت اتنی اونچی آواز سے کرنا خلاف سنت ہے کہ جس سے نمازیوں کی نماز میں خلل پڑے۔ (ابن ابی شیبہ)

دن اور رات میں قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا زیادہ محبوب عمل ہے۔ (کنز العمال:۲/۱۴۷)

دل کا حاضر رہنا: آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عمل قبول نہیں ہوتا جب تک کہ بدن کے ساتھ اس کا دل حاضر نہ ہو۔ (کنز العمال:۲/۱۴۷)

زیادہ جلدی نہ پڑھے: زیادہ جلدی پڑھنا جائز نہیں ہے۔ (کنز:۲/۱۳۹)

اچھی تلاوت وہ ہے جس سے دل میں خوف الٰہی پیدا ہو۔ (کنز:۲/۱۴۱)

قرآن مجید کو دیکھنا بھی ثواب ہے۔ (کنز العمال:ص۱۴۲)

جب کوئی متوجہ ہو کر سن رہا ہو تو اونچی آواز سے پڑھنا بھی اچھا ہے (کنز:۲/۱۴۱)

قرآن شریف کا بیچنا جائز ہے۔ (ابن ابی داؤد)

ختم قرآن: ختم قرآن کے بعد اجتماعی دعا کرنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد:۲/۱۵۲)

قرآن کو مال کا ذریعہ نہ بنائے: قرآن کریم کو مال کا ذریعہ بنانا خلاف سنت ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

استاذ وشاگرد کے سنن وآداب: استاذ کی سختی کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتا رہے۔

کس پر اعتماد کرے: خود اعتمادی کے بجائے خدا اعتمادی کا اظہار کیا کرے۔

انکار خشک نہیں چاہئے بلکہ معقول عذر اور دلیل کے ساتھ ہو۔

علم سے تعلق رکھنے والے نسیان سے پریشان نہ ہو کہ یہ لازم ہے حتیٰ کہ انبیاء

علیہم السلام بھی اس سے مستثنٰی ہیں۔

غلطی سے درگزر: خدام کی کوتاہی پر معذرت کو قبول کرنا چاہئے۔

طلبہ کی ایک یا دو مرتبہ غلطی سے درگزر کیا جائے۔

حق پرستی کا تقاضا ہے کہ لوگوں کی طعن وملام کی پرواہ کئے بغیر حق تعالیٰ کا امر بجا لایا جائے۔

معلم متعلّم کی خدمت: ازراہ اخلاص اگر کوئی عالم یا متعلم کی خدمت کرنا چاہے تو اسے قبول کرنا چاہئے۔

نوٹ: یہ تمام آداب حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام سے ثابت ہیں۔

جوتے پہننے کی سنتیں

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی کھڑے ہوئے جوتا پہنے۔ (ابن ماجہ)

ایک نعل میں چلنا بیان جواز کے لئے مروی ہے۔

جھاڑنا موزوں کو: موزوں کو پہننے سے پہلے جھاڑنا چاہئے۔ (کنز: ۱۵/۱۷۴)

زرد رنگ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے زرد رنگ کا جوتا پہنا وہ ہمیشہ خوشی دیکھے گا جب تک وہ اسے پہنے ہوئے ہوگا۔

آپ ﷺ ناپسند فرماتے تھے کہ پیر کا کچھ حصہ باہر نکلا ہوا ہو۔ (شمائل)

ننگے پیر چلنا: آپ ﷺ نے فرمایا موٹا لباس پہنو اور ننگے پیر چلو۔ (مجمع: ۵/۱۳۹)

ننگے پیر عادت بنالینا خلاف سنت ہے۔ (شمائل)

راستے پر چلنے کی سنتیں: چلتے پھرتے ہوئے اچھی نیت اور دینی امور کی نیت

کرنی چاہئے۔ (کنز: ۱۵/۱۷۴)

وقار کے ساتھ چلنا: تیز چلنا عام حالات میں مناسب نہیں بلکہ وقار کے ساتھ چلنا چاہئے۔ (کنز: ۱۵/۱۷۵)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ نیا جوتا استعمال کرو یہ مردوں کا پازیب ہے۔ (کنز: ۱۵/۱۷۵)

عصا کی فضیلت: عصا (لاٹھی) رکھنا تواضع میں سے ہے عصا کے ساتھ ایک قدم چلنے سے ایک ہزار نیکیاں ملتی ہیں اور ایک ہزار درجے بلند ہوتے ہیں۔ (کنز: ۱۵/۱۷۵)

چلتے وقت ادھر اُدھر دیکھنا خلاف سنت ہے۔

گھر بنانے کی سنتیں: گھر کا نچلہ حصہ زیادہ موافق ہے رہنے کے لئے۔ (کنز: ۱۵/۱۶۶)

گھر میں مہمان خانہ ضروری ہے کیونکہ یہ گھر کی زکوۃ ہے۔ (کنز: ۱۵/۱۶۶)

گھر میں دو رکعت: نیک اور برگزیدہ لوگوں کی نماز یہ ہے کہ جب گھر میں داخل ہو اور مکروہ وقت نہ ہو تو وہ دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ (کنز: ۱۵/۱۶۹)

کھانے اور پینے کی سنتیں

دو آدمی کا کھانا چار کے لئے: آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی کا کھانا دو کے لئے کافی ہوتا ہے اور دو کا چار کے لئے اور چار کا آٹھ کے لئے کافی ہوتا ہے۔ (مسلم)

دسترخوان اٹھانے کی دعا: کھانا کھانے کے بعد جب دسترخوان اٹھایا جائے تو یہ دعا پڑھے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْداً كَثِيْراً طَيِّباً مباركاً فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا

مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا۔" (مشکوٰۃ)

بڑی پلیٹ میں کھانا سخاوت کی علامت ہے۔

بیماری سے بچنے کی دعا: ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں بیمار رہتا ہوں میری صحت کے لئے دعا فرمائیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ کھانے پینے کے وقت یہ دعا پڑھا کرو:

"بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ دَاءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ۔" (کنز: ۱۸۱/۱۵)

آپ ﷺ کے ہاتھ جب کھانا آتا تو آپ قریب جانب سے نوش فرماتے اور جب پھل آتا تو ہاتھ کو پھیرتے۔ (کنز: ۷/۳۹)

آپ ﷺ خربوزہ کھجور کے ساتھ کھاتے۔ (ترمذی)

کھانے کی نہ تعریف نہ برائی: آپ ﷺ نہ تو کھانے کی برائی بیان کرتے اور نہ تعریف فرماتے۔ (بحوالہ شمائل)

کھانے کے لئے پہلے کون ہاتھ دھوئے: کھانے کے لئے ہاتھ دھوتے وقت پہلے ہاتھ نوجوان دھوئے پھر بڑی عمر والے اور کھانے کے بعد پہلے بڑی عمر والے دھوئیں پھر نوجوان۔ (عالمگیری)

ہاتھ دھوتے وقت ایک ہاتھ یا صرف ایک انگلی دھونا کافی نہیں بلکہ مکمل گٹوں تک ہاتھ دھونا سنت ہے۔ (عالمگیری)

اصح قول کے مطابق منہ دھونا کھانے سے پہلے سنت نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (عالمگیری)

کھانے میں نمک: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کھانا نمک سے شروع کریں اس میں ساٹھ بیماریوں کی شفاء ہے۔ (شامی)

خلال کرنا: کھانے کے بعد خلال کرے اور جو چیز خلال کے دوران نکل آئے وہ پھینکی چاہئے۔ (احیاء)

کھانے کے بعد سورۃ قریش واخلاص پڑھے۔ (احیاء العلوم)

ہاتھ دھلوانے والا کھڑا ہو کر دھلوائے۔ (آداب معاشرت)

ہاتھ اور کلی کرتے وقت پانی آہستہ گرائے۔ (احیاء: ۱۴/۲)

جب منہ سے کوئی چیز نکالنی ہو تو منہ دوسری طرف کریں۔

گھن آنے والی چیزوں سے بچے: کھانے میں ایسی حرکت نہ کرے جس سے لوگ گھن محسوس کریں۔ (احیاء: ۱۴/۲)

مٹی کا کھانا مکروہ ہے کیونکہ یہ فرعون کے ساتھ مشابہت ہے وہ کھایا کرتا تھا۔ (الفتاویٰ: ۴/ ۳۲۰)

پینے کی سنتیں: آپ ﷺ جب پانی پیتے تو (کبھی کبھار) دو مرتبہ سانس لیتے۔ (ترمذی)

ہر سانس میں بسم اللہ: آپ ﷺ پیتے وقت ہر مرتبہ بسم اللہ پڑھتے اور آخر میں شکر کرتے (یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ) پڑھتے۔ (کنز: ۴۲/۷)

دودھ: جب آپ ﷺ کو دودھ پیش کیا جاتا تو آپ ﷺ فرماتے کہ یہ برکت ہے یا برکتیں ہیں۔ (کنز: ۴۲/۷)

شیشے کا گلاس: شیشہ کے گلاس میں آپ ﷺ مشروبات پیتے تھے۔ (کنز: ص ۴۲)

عورتوں کا پس خوردہ: مردوں کو عورتوں کا پیا ہوا نہیں پینا چاہئے۔ (مجمع: ۸۶/۵)

آپ ﷺ نے فرمایا مجھے عورتوں کا پس خوردہ نہ پلاؤ۔ (مجمع: ۸۶/۵)

نوٹ: یہ حکم غیر محرم مردوں اور عورتوں کے لئے ہے جو کہ مکروہ ہے محرم مرد و عورتوں

کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔

آپ ﷺ کے پیالوں کے نام: آپ ﷺ کے ایک پیالے کا نام قمر تھا دوسرے کا ریان تھا۔ تیسرے کا نام رمال چوتھے کا نام مغیث تھا۔

(شرح مناوی: ص ۲۳۸)

آپ ﷺ کے پیالے کا نام ورنگ تھا۔

ہاتھ دھونا تمام انبیاء کی سنت ہے: آپ ﷺ نے فرمایا جو یہ چاہتا ہے کہ اس کے گھر میں خیر زیادہ ہو۔ اس کو چاہئے کہ کھانا آئے تو ہاتھ دھوئے۔ اور جب فارغ ہو جائے تو ہاتھ دھوئے۔ (ابن ماجہ: ۲/۲۳۲)

سلفچی میں ہاتھ دھونا درست ہے جس برتن میں کھایا ہو اس میں ہاتھ دھونا بے ادبی ہے۔ (اتحاف: ۵/۲۲۹)

کھانے کی ابتداء بسم اللہ سے: آپ ﷺ نے فرمایا بسم للہ کہو اور ہر ایک اپنے قریب سے کھائے۔ (بخاری: ص ۸۱۰)

صرف بسم اللہ پڑھے تب بھی کافی ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا بہتر ہے۔

(عمدۃ القاری: ۲/۲۸)

جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس کھانے میں برکت نہیں ہوتی۔

(کنز: ۱۹/۱۸۰)

جب آدمی گھر میں داخل ہوتا ہے اور اللہ کا نام لیتا ہے اور کھانے پر اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے نہ سونے کی گنجائش نہ کھانے کی۔ (مسلم: ۲/۱۷۲)

آپ ﷺ نے فرمایا جب کھانے کے شروع میں بسم اللہ بھول جاؤ تو بعد میں پڑھ لو۔ (مجمع: ۵/۲۶)

آپ ﷺ نے فرمایا اگر بسم اللہ بھول جاؤ شروع میں تو بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ

وَاٰخِرَہٗ پڑھ لے یعنی جب یاد آجائے۔

کس طرح سے کھائے: دائیں ہاتھ سے کھانا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۸۱۰)

آپ ﷺ نے فرمایا کوئی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ پئے کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا پیتا ہے۔ (ترغیب: ۱۲۸/۳)

رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا دائیں ہاتھ سے کھاؤ اس نے (تکبراً اعراضاً کہا) میں نہیں کھا سکتا چنانچہ اس کے بعد اس کا دایاں ہاتھ شل ہو گیا۔ (مسلم: ۱۷۲/۲)

اپنے قریب سے کھانا سنت ہے۔ (بخاری: ۸۱۰/۲)

آپ ﷺ نے فرمایا جب کھانا پیش کیا جائے تو کنارے سے شروع کرو کیونکہ برکت بیچ حصہ پر نازل ہوتی ہے۔ (کنز العمال: ۱۷۶/۱۹)

آپ ﷺ نے فرمایا جو برتن میں کھائے اور اسے صاف کرے تو برتن اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔ (ابن ماجہ: ۲۳۴/۲)

آپ ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو تین انگلیوں سے تناول فرماتے اور جب فارغ ہو جاتے تو انگلیوں کو چاٹ لیتے۔ (مسلم: ۱۷۵/۲)

انگلیوں کے چاٹنے کا مسنون طریقہ: آپ ﷺ پہلے بیچ کی پھر شہادت کی پھر انگوٹھا چاٹا کرتے تھے۔ (حاشیہ جمع الوسائل: ص ۱۸۹)

انگلیاں تین مرتبہ چاٹنا سنت ہے تین انگلیوں سے کھانا سنت ہے۔ (مسلم: ۱۷۵/۲)

آپ ﷺ نے پانچ انگلیوں سے بھی کھایا ہے۔ (فتح الباری: ص ۵۷۸)

گرے ہوئے لقمے کو اٹھا کر کھانا سنت ہے۔ (مسلم: ۱۷۶/۲)

شیطان کھانے کے وقت بھی آتا ہے۔ (مسلم: ۱۷۲/۲)

آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص دستر خوان پر گرے ہوئے ٹکڑوں کو تلاش کر کے

کھائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا۔ (مجمع: ۷/ ۳۷)

آپ ﷺ نے فرمایا جو کسی برتن میں کھائے پھر اس کو خوب صاف کرے تو برتن اس کو دعا دیتا ہے کہ اے اللہ جس طرح اس نے مجھے شیطان سے آزاد کیا اللہ تعالیٰ آپ اسے جہنم سے آزاد کر دیجئے۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۶۸)

کھانے کے بعد ہاتھ پونچھنا سنت ہے۔ (مسلم: ۲/ ۱۷۵)

کھانے کے بعد ہاتھ کو بازوؤں اور پیروں پر ملنا سنت ہے۔ (بخاری: ۲/ ۸۲۰)

ہاتھ دھونا بھی سنت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۶۶)

کھانا کہاں کھائے: دستر خوان پر کھانا سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ۲/ ۸۱۱)

دستر خوان پر کھانا سنت ہے بلا دستر خوان بچھائے کھانا خلاف سنت ہے۔ (عمدۃ القاری۔ ۲۱/ ۳۵)

زمین اور فرش پر کھانا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ۵/ ۲۷)

میز یا ٹیبل پر کھانا خلاف سنت ہے۔

کرسی پر کھانا بدعت اور مکروہ ہے۔ (عمدۃ القاری: ص ۳۴)

ٹیک لگا کر کھانا خلاف سنت ہے۔ (کنز العمال: ۱۹/ ۱۷۰)

چہار زانوں کھانا خلاف سنت ہے۔

کھڑے ہو کر کھانا خلاف سنت ہے بازاروں میں کھانا خلاف سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ۵/ ۲۷)

کھانے میں چند خلافِ سنت اُمور

جوتے کھول کر کھانا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ۵/ ۲۷)

تیز گرم کھانا خلاف سنت ہے۔

گرم کھانا آگ ہے۔ گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی۔ (مجمع: ۵/ ۲۳)

آپ ﷺ نے فرمایا جب گرم کھانا آ جائے تو ٹھنڈا ہونے کا انتظار کرو۔
(مشکوٰۃ:ص ۳۶۸)

معتدل گرم کھانا خلاف سنت نہیں۔(ابن ماجہ:۲/۳۱۷)

کھانا سونگھنا خلاف سنت ہے۔(کنز العمال:۱۹/۱۸۹)

کھانے میں پھونک مارنا خلاف سنت ہے۔(ابن ماجہ:۲/۲۳۸)

کھانے کے بعد منہ کے بل لیٹنا خلاف سنت ہے۔(ابن ماجہ:۲/۲۵۳)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا رات کا کھانا مت چھوڑو خواہ ایک مٹھی بھر کھجور ہی کیوں نہ ہو۔ کہ رات کا کھانا ترک کر دینا بڑھاپا لاتا ہے۔(ترمذی:۲/۷)

آپ ﷺ کی خدمت میں کھجور پیش کئے گئے تو آپ اس کی تفتیش کرنے لگے(دیکھ کر کیڑا نکالنے لگے)۔(مشکوٰۃ:ص ۳۶۷)

کھانے کو برا کہنا خلاف سنت ہے۔(بخاری:ص ۸۱۴)

نہ تو کھانے کی برائی کی جائے اور نہ تعریف۔ سنت ہے۔(سیرۃ خیر العباد:۷/۲۷۶)

کھانا پھینکنا خلاف سنت ہے۔(ابن ماجہ:۲/۲۴۹)

مسجد میں کھانا کھانا سنت ہے۔(ابن ماجہ:۲/۲۴)

ہانڈی اور پیالے کا کھانا: حضور اقدس ﷺ کو ہانڈی اور پیالے کا کھانا مرغوب تھا۔ آنحضرت ﷺ کا یہ عمل کمال درجے کی بنا پر تھا۔ اوپر کا کھانا دوسروں کو پہلے کھلاتے تھے اور ماتحی اپنے لئے پسند فرماتے۔(مشکوٰۃ:ص ۲۶۶)

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جب کسی کا خادم کھانا لائے اگر وہ اس کو اپنے کھانے میں شریک نہ کرے تو کم از کم ایک دو لقمے ہی کھلا دے۔(ترمذی:۲/)

آپ ﷺ نے فرمایا: کھانا کھانے کے بعد مت سوؤ کیونکہ اس سے بدن میں قساوت پیدا ہوتی ہے۔(مواہب:۴/۳۵۶)

دستر خوان پر کھانے کے بعد کے مسنون امور

آپ ﷺ نے فرمایا کھانا کھانے کے بعد خلال کرو اور کلی کرو یہ دانت اور داڑھ کے لئے مفید ہے۔ (کنز العمال: ص ۱۸۵)

دستر خوان پر روٹی آ جائے تو شروع کر دیں سالن کا انتظار نہ کریں سنت ہے۔ (حاکم: ۲/۱۲۲)

نبی کریم ﷺ نے دستر خوان پر سے اٹھنے سے منع فرمایا۔ تاوقتیکہ دستر خوان نہ اٹھالیا جائے۔ (ابن ماجہ: ۲/۲۳۹)

شرکاء دستر خوان کی رعایت سنت ہے۔ (سیرۃ خیر العباد: ص ۲۸۶)

دستر خوان صاف کر دینا سنت ہے۔ (سیرۃ خیر العباد: ۷/۱۴۸)

آپ ﷺ نے فرمایا جو دستر خوان پر گرے ہوئے ٹکڑوں کو کھائے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے گا۔

نبی کریم ﷺ جب کھانے کے لئے بلاتے تو فرماتے پہلے بڑوں سے شروع کروں۔ (مجمع: ۵/۸۴)

جب کھانا چن دیا جائے تو کھانے کی ابتدا قوم کے بڑے سے ہو یا صاحب طعام سے ہو۔ یا جوان میں صالح ہو اس سے ہو۔ (کنز العمال: ۱۹/۱۷۵)

دستر خوان پر مرغوب شے پیش کرنا سنت ہے۔ (آداب بیہقی: ص ۳۰۶)

جھوٹا کھانا: جھوٹا کھانا سنت ہے۔ (مسلم: ۱/۱۴۳)

تبرکاً جھوٹا کھانا سنت ہے۔ (سیرۃ الشامی: ۳/۳۹۲)

جماعت میں برکت ہے: حضور اقدس ﷺ نے فرمایا مل کر کھایا کرو کیونکہ برکت جماعت کے ساتھ ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ: ۲/۲۲۷)

آپ ﷺ تنہا کبھی نہیں کھاتے تھے۔ (اتحاف: ص ۲۱۷)

آپ ﷺ نے فرمایا اگر جماعت کھڑی ہو جائے اور کھانا آ جائے تو کھانا کھالو۔ (بخاری:۲/۸۲۱)

جمعہ کے بعد اس طرح قیلولہ بھی جمعہ کے بعد سنت ہے: جمعہ کے دن جمعہ کے بعد کھانا کھانا سنت ہے۔ (بخاری:۲/۸۱۳)

دو پہر کے کھانے کے بعد قیلولہ سنت ہے۔ (شعب الایمان:۵/۱۸۲)

سفر سے واپسی پر کھانے کا اہتمام کرنا سنت ہے۔ (اداب بیہقی:ص ۴۳۸)

مشتبہ یا اجنبی شخص کے کھانے سے احتیاط سنت ہے۔ (بزار:۳/۳۲۹)

کم کھانا: آپ ﷺ نے فرمایا کم کھانا مؤمن کی شان ہے۔ مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنت میں کھاتا ہے۔ (بخاری:۲/۸۱۳)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک مؤمن کا کھانا دو کو اور دو کا چار کو اور چار کا آٹھ کو کافی ہو جاتا ہے۔ (ابن ماجہ:۲/۲۳۱)

آخر میں میٹھا کھانا سنت ہے۔ (ابن ماجہ:۲/۲۳۵)

مکھی کھانے میں: آپ ﷺ نے فرمایا جب مکھی تمہارے کھانے پینے کی اشیاء میں گر جائے تو اس کو ڈبو دو۔ کیونکہ اس کے ایک بازو میں شفا اور دوسرے میں بیماری ہے۔ (سیرۃ خیر العباد:۷/۲۷۶)

نمک کی فضیلت: جب کھاؤ تو نمک سے شروع کرو اور اختتام بھی نمک سے کرو نمک میں ستر بیماریوں سے شفاء ہے۔ (مطالب عالیہ:۲/۳۱۵)

آپ ﷺ نے فرمایا نمک تمہارے سالن کا سردار ہے۔ (ابن ماجہ:ص ۲۴۲)

اہل خانہ جو پیش کریں اس کی تحقیر کرنا خلاف سنت ہے۔ (آداب بیہقی:ص ۳۰۸)

غیر مسلموں کے ہاتھ کی بنی ہوئی چیزیں: نبی کریم ﷺ کے پاس پنیر لایا گیا اور کہہ دیا گیا یہ مجوسی کا بنایا ہوا ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔ بسم اللہ پڑھو

اور کھاؤ۔ (مطالب عالیہ: ۲/۲۲۱)

رسول اللہ ﷺ کے پسندیدہ کھانوں کا بیان

گوشت کا بیان: نبی کریم ﷺ نے فرمایا بہترین سالن گوشت کا ہے جو سالنوں کا سردار ہے۔ (کنز العمال: ۱۹/۲۰۴)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا دنیا کے کھانوں کا سردار گوشت ہے پھر چاول۔
(شرح مناوی: ۱/۲۱۰)

دنیا اور آخرت کا افضل ترین کھانا گوشت ہے۔ (مواہب: ۴/۲۲۷)

ناغہ کر کے کھانا: گوشت کی کثرت مضر ہے۔ نبی کریم ﷺ اس کو ناغہ کر کے کھاتے تھے۔ (مواہب: ۴/۲۲۷)

نبی کریم ﷺ گوشت کی دعوت یا ہدیہ کو رد نہ فرماتے بلکہ قبول فرماتے۔
(ابن ماجہ: ۲/۲۴۱)

دست کا گوشت: نبی کریم ﷺ کو دست کا گوشت زیادہ پسند تھا۔
(ترمذی: ۲/۱۲)

گوشت کیسے کھانا: نبی کریم ﷺ کی خدمت میں گوشت لایا گیا۔ دست آپ کے سامنے کیا گیا۔ آپ ﷺ اسے دانت سے نوچ کر کھانے لگے دست آپ ﷺ کو بہت پسند تھا۔ (بخاری: ص ۸۱۴)

آپ ﷺ کو ہڈی دار گوشت میں دست کا گوشت بہت مرغوب تھا یعنی بکری کا دست۔ (ابوداؤد: ص ۵۳۰)

پیٹھ کا گوشت: نبی کریم ﷺ نے فرمایا پیٹھ کا گوشت تم پر لازم ہے کہ وہ اچھا ہوتا ہے۔ (مجمع: ۵/۳۹)

شانہ کا گوشت: آپ ﷺ کا پسندیدہ گوشت شانہ کا گوشت تھا (سیرۃ: ۷/۲۹۰)

نبی کریم ﷺ کو گردن، شانہ اور پیٹھ کا گوشت زیادہ مرغوب تھا۔ بھنا ہوا گوشت کھانا سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ۲/۲۴۱)

تنہا گوشت کھانا: تنہا گوشت بلا روٹی کے کھانا سنت ہے۔ (طحاوی: ۱/۳۹)

نمک لگا کر خشک گوشت کھانا سنت ہے۔ (مواہب: ۴/۳۳۱)

گوشت کے لیے ٹکڑے کر دیئے جائیں۔ اور ان میں نمک وغیرہ لگا کر خشک کر دیا جائے۔ ایسا سوکھا گوشت ہفتوں کھایا جا سکتا ہے۔ گوشت کو اس طرح رکھنا اور ایسا گوشت کھانا سنت ہے۔ (عینی: ۲۱/۶۵)

شوربادار گوشت کھانا سنت ہے۔ (بخاری: ۲/۸۱۷)

جب گوشت خریدو تو شوربا زائد رکھو اور اپنے پڑوسی کو اس میں سے دو۔

(ترمذی: ص ۵)

گوشت میں کدو ڈال کر کھانا سنت ہے۔ (کنز العمال: ۱۹/۲۰۲)

آپ ﷺ شانہ کی ہڈی کا گوشت منہ سے نوچ رہے تھے پھر تشریف لے گئے اور بلا وضو (یعنی بغیر تازہ وضو کئے) نماز پڑھی۔ (بخاری: ۲/۸۱۴)

کلیجی اور دل کھانا: بھنی ہوئی کلیجی اور دل کھانا سنت ہے۔ (مسلم: ص ۱۵۷، نسائی)

قربانی کے جانوروں کا آپ ﷺ اولاً کلیجی ہی کھاتے تھے (مواہب: ۴/۳۳۲)

پائے کھانا سنت ہے: پائے کھانا سنت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ہم لوگ آپ ﷺ کے لئے پائے ایک ماہ تک رکھتے تھے۔ جسے آپ ﷺ کھاتے تھے۔ (نسائی: ۲/۲۰۸)

مغز گودا کھانا سنت ہے۔ (سیرۃ الشامی: ۷/۲۹۸)

مسنون طریقہ مرغی کے گوشت کو کھانے کا: مرغی کا گوشت کھانا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۸۲۹)

نبی کریم ﷺ جب مرغی کھانے کا ارادہ فرماتے تو چند روز تک اس کو باندھے رکھتے اس کے بعد کھاتے۔ (مواہب:۴/۳۳۲)

بعض جانوروں کے گوشت کا بیان: خرگوش کا گوشت کھانا سنت ہے۔ (بخاری:۲/۸۳۰)

اونٹ کا گوشت کھانا سنت ہے۔ (ابن ماجہ:۲/۲۱۰)

نیل گائے کا گوشت کھانا سنت ہے۔ (سیرۃ خیر العباد:۷/۲۹۷)

چکور کا گوشت کھانا سنت ہے۔ (ترمذی:۲/۲۱۳)

حبائی، سرخاب کھانا سنت ہے۔ (سیرۃ خیر العباد:۷/۲۹۷)

مچھلی کھانا سنت ہے۔ (بخاری:۲/۶۲۵)

جانوروں میں مکروہ چیزیں: نبی کریم ﷺ بکرے کی سات چیزوں سے کراہت محسوس کرتے تھے ① پتہ ② مثانہ ③ فرج مادہ ④ ذکر ⑤ خصے ⑥ غدود ⑦ خون۔ (سیرۃ الشامی:۷/۳۳۸)

نبی کریم ﷺ گردہ کو پیشاب کے منسلک ہونے کی وجہ سے ناپسند فرماتے تھے۔ (سیرۃ خیر العباد:۷/۳۳۸)

حلوہ اور شیرینی کا ہدیہ واپس نہ کرنا: میٹھا اور شہد کھانا سنت ہے۔ (بخاری:۲/۸۱۷)

آپ ﷺ نے فرمایا جب تمہارے پاس کوئی بہترین مٹھائی لے کر آئے تو اسے کھالو واپس نہ کرو اسی طرح خوشبو پیش کرے تو اسے سونگھ لو۔ (سیرۃ:۷/۵۳۴)

آپ ﷺ کے کچھ مخصوص کھانے

ہریسہ کھانا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد:ص۴۱)

حلیس کھجور کا میدہ کھانا سنت ہے۔ (خیر العباد:۷/۳۰۳)

خزیدہ کھانا سنت ہے۔(بخاری:۲/۸۱۳)

مبیض، آملے یا میدے کا حلوہ کھانا سنت ہے۔(مطالب عالیہ:۲/۳۲۴)

ستو کھانا سنت ہے۔(بخاری:۲/۸۱۲)

دشیشہ کھانا سنت ہے۔(سیرۃ:۷/۳۰۴)

مصالحہ دار کھانا سنت ہے مصالحہ والا کھانا آپ ﷺ کو مرغوب تھا۔

(شرح مناوی:ص۲۳۳)

سرکہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا سرکہ کیا ہی بہترین سالن ہے نبی کریم نے فرمایا اس گھر میں فاقہ نہیں جس میں سرکہ ہو۔(ترمذی:۲/۶،ابن ماجہ)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا سرکہ ہم سب نبیوں کا سالن رہا ہے۔

(ابن ماجہ:۲/۲۴۲)

ثرید: سرکہ روٹی کھانا سنت ہے۔ثرید کھانا سنت ہے حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جس طرح عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تم پر فضیلت حاصل ہے اسی طرح ثرید کو تمام کھانوں پر ایک درزی نے آپ ﷺ کی دعوت کی اور ثرید پیش کی جس میں لوکی پڑی تھی۔آپ ﷺ لوکی کھا رہے تھے۔آپ ﷺ کو لوکی بہت پسند تھی۔(شمائل:ص۱۱،آداب بیہقی:ص۳۱۱)

آپ ﷺ نے فرمایا۔ثرید میں برکت ہے،سحری میں برکت ہے جماعت میں برکت ہے آپ ﷺ نے فرمایا ثرید کھاؤ خواہ پانی سے۔(مجمع الزوائد:۵/۲۱)

نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پنیر پیش کیا گیا اور کہا گیا وہ کھانا ہے جسے اہل مجوس بناتے ہیں۔آپ ﷺ نے چھری منگوائی بسم اللہ پڑھی اور کھایا۔

دودھ اور اس کی بنی ہوئی چیزیں: نبی کریم ﷺ کے پاس جب دودھ پینے کے لئے لایا جاتا تھا، تو آپ ﷺ برکت برکت فرماتے، آپ ﷺ نے

فرمایا۔ کوئی مشروب ایسا نہیں جو غذا کی بھی کفایت کرے سوائے دودھ کے۔

(ابن ماجہ: ۲/۲۲۳)

بکری کا دودھ باعث برکت ہے۔ (کشف الاستار: ۳/۳۳۸)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ ایک بکری گھر میں ایک برکت دو بکری دو برکت تین بکری تین برکت۔ (الأدب المفرد: ص ۱۴۱)

جو کی روٹی بلا چھنے ہوتی تھی: جو کی روٹی سنت ہے۔ (بخاری)

نبی کریم ﷺ نے کبھی بھی چپاتی نہیں کھائی۔ (بخاری)

روٹی اور کھجور کھانا سنت ہے۔ گوشت روٹی کھانا سنت ہے۔ (شمائل، مجمع: ۵/۴۳)

روٹی چھوٹی رکھی جائے اس میں برکت ہے۔ (مسند بزار)

گھی دار روٹی (پراٹھہ) سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ۲/۲۴۷)

سبزیوں کی سنتیں

لوکی کھانا سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ۲/۲۴۰)

آپ ﷺ نے فرمایا۔ تم پر لوکی لازم ہے یہ دماغ کو قوی کرتی ہے۔

(شرح مواہب: ص ۲۳۳)

چقندر کھانا سنت ہے۔ (جمع الوسائل: ص ۲۲۷)

اروی کھانا سنت ہے۔ (سیرۃ: ۷/۳۳۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ کا آخری کھانا وہ تھا جس میں پیاز تھا (پکا ہوا پیاز)۔ (مشکوۃ: ص ۳۶۷)

آپ ﷺ نے آخری کھانا مجمع کو دکھایا جس میں بھنا ہوا پیاز تھا۔

(الأدب المفرد: ۷/۳۲۹)

پھلوں اور میووں کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

کھجور کھانا سنت ہے۔ (شمائل)

مکہ اور مدینہ کی کھجور کھانا سنت ہے۔ (عمدہ: ۲۱/۲۶۷)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کھجور کی پیدائش مٹی سے ہوتی ہے جس سے حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔

(مطالب عالیہ: ۳/۳۲۳)

سب سے زیادہ پسندیدہ کھجور آپ ﷺ کو عجوہ تھی۔ (ابن حبان)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس گھر میں کھجور نہ ہو وہ گھر والے بھوکے ہیں۔

(ابن ماجہ: ۲/۲۴۴)

آپ ﷺ کا پسندیدہ ترین میوہ خربوزہ اور تازہ کھجور تھا۔ (سیرۃ: ۷/۳۲۴)

آپ ﷺ کے سامنے طبق میں کچے پکے کھجور لائے گئے آپ ﷺ نے پکے کھالئے اور کچے چھوڑ دیئے۔ (مسند بزار ج: ۳ ص ۳۳۵)

آپ ﷺ نے فرمایا جس گھر میں کھجور نہیں وہ ایسا ہے کہ اس میں کھانا ہی نہیں۔ (ابن ماجہ: ۲/۲۴۴)

بچے والی عورت کو جس نے بچہ جنا ہو یا جس کا بچہ چھوٹا ہو کھجور کھلاؤ۔ اگر کھجور نہ پا سکو تو چھوہارہ ہی کھلاؤ۔ (عمدہ: ۲۱/۶۸)

نومولود بچے کی پہلی غذا کھجور ہو۔ (بخاری: ص ۸۲۲)

کھجور اور مکھن کھانا سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۲۴۶)

دودھ اور کھجور کھانا سنت ہے۔ (سیرۃ: ۷/۳۰۸)

کھانا اور کھجور سنت ہے۔ (سیرت: ص ۳۲۳)

خربوزہ اور کھجور کھانا سنت ہے۔

ایک ساتھ دو پھل کھانا: حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں ہاتھ میں ککڑی دیکھی اور بائیں ہاتھ میں کھجور کبھی اس ہاتھ سے کھجور کبھی اس ہاتھ سے ککڑی کھا رہے تھے۔ (مواہب: ۴/ ۲۳۷)

ککڑی اور نمک کھانا سنت ہے، کھجور سالن ہے، ردی کھجور کھانا خلاف سنت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گٹھلی کو بائیں ہاتھ سے پھینک رہے تھے۔

(سیرت خیر العباد: ۷/ ۳۲۳ ابن سعد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی کھاتے تو اپنے آگے نہ بڑھاتے مگر جب لائی جاتی تو دست مبارک چاروں طرف گھماتے۔ (سیرۃ: ص ۲۷۲)

ایک ساتھ دو کھجور کھانا خلاف سنت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں مگر یہ کہ اپنے رفیق (دستر خوان) کی اجازت ہو۔ (ترمذی: ۲/ ۳)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ کچھ کھجوریں لائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تفتیش کر رہے تھے ان سے کیڑا نکال رہے تھے۔ (ابن ماجہ: ۲/ ۲۴۵)

گٹھلی کیسے پھینکتے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کھا رہے تھے اور اس گٹھلی کو دو انگلیوں کے بیچ شہادت کی اور اس کے ساتھ والی انگلی کے درمیان سے پھینک رہے تھے۔

(مسلم: ۲/ ۱۸۰)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم گٹھلی کو کھانے کے برتن میں نہیں رکھتے تھے۔

(شرح مسلم: ۲/ ۱۸۰)

جس کی دعوت کی جائے اس کو دعا کی درخواست کی جاسکتی ہے جیسا کہ حضرت بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تھا۔ مہمان کو چاہئے کہ وسعت رزق اور مغفرت کی دعا دے۔

آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور آپ کھجور کے درخت کا گوند کھا رہے تھے۔ (بخاری:۲/۸۱۹)

کباث پیلو کا پھل کھانا سنت ہے۔ (مسلم: ص ۱۸۲)

زیتون کھانا سنت ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا زیتون کھاؤ اور اس کا تیل لگاؤ یہ باعث برکت ہے۔ (ابن ماجہ:۲/۲۳۲)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا زیتون کھاؤ اور اس کا تیل لگاؤ۔ جو زیتون کا تیل لگائے گا شیطان اس کے پاس چالیس رات تک نہیں آئے گا۔ (مطالب عالیہ:۳/۳۲۲)

انجیر: انجیر کھانا سنت ہے۔ آپ ﷺ کو انجیر ایک طبق میں پیش کئے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اصحاب سے کہ کھاؤ اگر میں کہتا کہ جنت سے کوئی میوہ اتارا گیا ہے تو انجیر کے متعلق کہتا۔ یہ بواسیر اور نقرس کے لئے نافع ہے۔ (سیرت:۷/۳۱۹)

انگور: انگور کھانا سنت ہے آپ ﷺ کو پھلوں میں انگور اور خربوزہ مرغوب تھا۔
(سیرت:۷/۳۱۹)

کشمش اور دعا: آپ ﷺ نے کشمش کھائی اور فراغت پر یہ دعا پڑھی:

"اَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلٰئِکَۃُ وَاَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّائِمُوْنَ." (سیرت شامی: ٤/٣٤٠)

آپ ﷺ کی خدمت میں انار لایا گیا آپ ﷺ نے کھالیا۔

(مواہب لدنیا: ص ۳۴۰)

آپ ﷺ کو سونٹھ کا ہدیہ شاہ ہند کی طرف سے ملا۔

شہتوت کھانا سنت ہے۔ (مواہب:۴/۳۴۰)

سفرجل بہی کھانا سنت ہے۔ (مجمع:۵/۴۸)

موسم کا پہلا پھل آئے تو: جب آپ ﷺ کے پاس موسم کا پھل آتا تو

آپ ﷺ اس کو بوسہ دیتے آنکھوں سے لگاتے اور یہ دعا پڑھتے: "اَللّٰھُمَّ کَمَآ اَطْعَمْتَنَآ اَوَّلَہٗ فَاَطْعِمْنَا آخِرَہٗ" پھر حاضرین میں کوئی چھوٹا بچہ ہوتا اس کو دے دیتے۔ (مسلم: ۲/۴۴۸)

علامہ مناوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے ذکر کیا ہے کہ موسم کا پھل دیکھنے پر دعا کرنا سنت ہے کہ وقت مستجاب ہے۔ ① دعا ② چھوٹے بچے کو دے دینا۔

دعوت طعام کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

دعوت قبول کرنا سنت ہے۔ (بخاری: ۲/۸۱۰)

معمولی دعوت ہو تب بھی قبول کی جائے۔ (بخاری: ۲/۷۷۸)

آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے دعوت قبول نہیں کی اس نے خدا اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔ (بخاری: ۲/۷۷۸)

کس کس کی دعوت قبول نہ کریں: نبی کریم ﷺ نے فاسق کی دعوت سے منع فرمایا: (مجمع: ۴/۱۵۴)

متفاخرین کی دعوت قبول کرنا خلاف سنت ہے۔ (ترغیب: ۳/۱۸۶)

بن بلائے دعوت میں شرکت کرنا خلافِ سنت ہے۔ (بخاری: ۲/۷۷۸)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر ملائکہ کے درمیان فخر کرتے ہیں جو اس کے بندوں کو کھانا کھلائے۔ (ترغیب: ۲/۷۵)

دعوت نہ کھا سکے تو دعا کرنا سنت ہے: تصویر کی وجہ سے دعوت سے انکار کرنا سنت ہے۔ (الأدب المفرد: ص ۵۹۹)

دو دعوتیں جمع ہو جائیں تو جس کا گھر زیادہ قریب ہو اس کی قبول کرے۔

میزبانی کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

آپ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کا اکرام کرے۔ (بخاری: ۲/۸۷۹)

اکرام کا مفہوم ہے کہ آل واولاد کے ساتھ جو برتاؤ کرتے ہو (کھانے پینے میں) اس سے زائد اور بہتر کرو۔ (عمدۃ: ۲۲/۱۱۰)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس آدمی کے لئے کوئی بھلائی نہیں جو مہمان نواز نہ ہو۔ (ترغیب: ۲/۳۷۴)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ مہمان کا حق ایک دن ایک رات ہے ضیافت تین دن تین راتیں اس کے علاوہ صدقہ ہے اس کے لئے درست نہیں کہ اس کے بعد ٹھہرے کہ اس کو تنگی میں ڈالے۔ (بخاری: ۲/۹۰۶)

آپ ﷺ نے فرمایا: مہمان کا حق ہے کہ وہ اس سے رخصت ہو تو میزبان کی کوتاہیوں کا تذکرہ نہ کرے۔ (ترغیب: ۳/۲۷۹)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے اور لوگوں کے گناہوں کو دور کر کے جاتا ہے (یعنی اس کے اکرام کے باعث ان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں)۔ (کنز: ۹/۱۴۸)

مہمان کے ساتھ کھانا کھانا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انسان کی نہایت کمزوری میں سے ہے کہ وہ انسان سے کام لے (یعنی خدمت کرائے) نبی کریم ﷺ نے فرمایا مہمان کے ساتھ کھاؤ کیونکہ مہمان شرم محسوس کرے گا کہ وہ اکیلے کھائے۔ (کنز: ۹/۱۵۲)

مہمان کی آمد خدا کا تحفہ ہوتا ہے۔ (کنز: ۹/۱۶۳)

مہمان کو حق مہمانی ظاہر کرنے کی اجازت ہے۔

مہمان کے لئے اہتمام و تکلف کرنا سنت ہے۔ (خصائل ص ۷۰)

مہمان کے کھانے پر حساب نہیں۔ (اسوۃ الصالحین ص ۱۷)

کتنے دن مہمانی: مہمان نوازی تین دن تک ہے اس کے بعد صدقہ ہے۔

(ابوداؤد: ۲/۱۷۰)

مہمان کے آنے سے خیر جلدی آتی ہے۔ (ابن ماجہ ص ۲۴۰)

مہمان اپنا حق وصول کرسکتا ہے اگر اس کی مہمان نوازی نہ کی جائے۔

(کنز العمال: ۹/۱۵۵)

مہمان کھاتا اپنا ہے مغفرت میزبان کی کراتا ہے۔ (مجمع: ۹/۱۰۷)

بری ہے وہ قوم جس میں مہمان نہیں آتا۔ (کنز: ۹/۱۰۸)

مہمان بھائی کو کھلانے کی فضیلت: جس نے اپنے بھائی کے لئے روٹی دی کہ وہ سیر ہوا اور اس کو سیراب کیا پانی سے۔ اللہ تعالیٰ اس کو سات خندق آگ سے دور رکھے گا اور ہر خندق سات سو سال کی مسافت کے بقدر ہوگی۔ (مجمع: ۹/۱۰۸)

جس نے کسی مسلمان کو پسند کا کھانا کھلایا اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام کر دیں گے۔ (کنز: ۹/۱۰۹)

مہمان سے خدمت لینا بے وقوفی ہے۔

مہمان کے ساتھ کھانا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہمان کے ساتھ کھاؤ بے شک مہمان اکیلا کھانے سے حیا کرتا ہے۔ (کنز: ۹/۱۱۰)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کو کھانے پر نہ بلاؤ حتیٰ کہ وہ سلام ڈالے۔

(ترمذی)

سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام نے مہمان نوازی کی۔ (کنز: ۵/۱۱۰)

جب تو اپنے مسلمان بھائی کے ہاں جائے تو ان کا کھانا کھاؤ اور پوچھو مت اور ان کا پانی پیو اور پوچھو مت۔ (مستدرک حاکم)

دعوت قبول کرنا: آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کسی کو کھانے پر بلائے تو اسے قبول کرے۔ اور اگر وہ روزے سے نہ ہو تو کھائے اور اگر روزے سے ہو تو نماز پڑھے۔ (ترمذی، عن ابی ہریرہ)

غریب کا ہدیہ اور دعوت قبول کرنا سنت ہے۔ (کنز: ۹/۱۱۳، عن انس)

میزبان اپنے گھر میں مہمان پر امیر ہوتا ہے۔ (کنز العمال: ۹/۱۱۴)

پیش کی ہوئی چیز کو حقیر نہ جانے: آپ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کے شر کے لئے یہ بات کافی ہے کہ جو چیز (کھانا) ان کے قریب کیا جائے اور وہ مہمان غصہ اور ناراض ہو۔ (کنز: ۹/۱۱۵)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مہمان ڈھونڈنا: حضرت ابراہیم خلیل اللہ بغیر مہمان کے کھانا نہیں کھاتے تھے۔ چنانچہ کئی میل جا کر مہمانوں کو تلاش کرتے تھے۔ (اسوہ: ص ۲۳)

تین کھانے ایسے ہیں جن کا حساب نہیں ہوگا۔ ایک وہ جو افطار کے وقت کھایا جائے دوسرا وہ جو سحری کے وقت کھایا جائے تیسرا وہ جو مہمان بھائیوں کے ساتھ بیٹھ کر کھایا جائے۔ (اسوہ: ص ۱۷)

مہمان نہیں تو فرشتے نہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں مہمان نہیں آتے اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (احیاء العلوم: ص ۱۸۳)

مہمان کے سامنے ماحضر پیش کر دینا سنت ہے۔ (آداب البیہقی: ص ۷۸)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنت ہے کہ آدمی اپنے مہمان کے ساتھ گھر کے دروازے تک جائے۔ (ابن ماجہ: ص ۲۵۰)

مہمان کی خدمت بذات خود کرنا سنت ہے۔ (الأدب المفرد: ص ۲۴۶)

مہمان جہاں رات گزارے صبح کا ناشتہ بھی اس کے ذمہ ہے اور اس کا حق ہے بلا ناشتہ کے رخصت کرنا حق تلفی ہے۔ (ابن ماجہ: ۲/۳۱۱)

مہمان کتنا ٹھہرے؟: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی کے لئے حلال نہیں کہ اتنا ٹھہرے کہ میزبان تنگ ہو جائے۔ (الأدب المفرد: ص ۳۱۳)

کھانے پینے میں اعتدال اور میانہ روی کا بیان

عمدہ اور لذیذ و مرغن غذاؤں کا اشتغال وانہماک خلافِ سنت ہے۔

(ترغیب: ۲/۱۴۲)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا عنقریب ہماری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو رنگ برنگ کے کھانے کھائیں گے، الوان اور اقسام کے مشروبات پئیں گے۔ رنگ برنگ کے کپڑے پہنیں گے باتیں خوب بنائیں گے وہ ہماری امت کے بدترین لوگ ہوں گے۔ (ترغیب: ۳/۴۳)

ہر خواہش کی تکمیل اسراف ہے: آپ ﷺ نے فرمایا یہ اسراف میں سے ہے کہ ہر کھانا جس کا تمہارا من چاہے کھاؤ۔ (ترغیب: ۳/۱۴۱)

پیٹ بھر کر کھانا خلافِ سنت ہے۔ (ترغیب: ۳/۱۳۷)

بڑے پیٹ کی مذمت: نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جس کا پیٹ بڑا تھا آپ نے اشارہ کر کے فرمایا کہ اگر یہ زیادتی کہیں اور ہوتی تو اچھا ہوتا (فکر عمل رائے عقل)۔ (ترغیب: ۳/۱۳۸)

بھاری بھرکم ہونا کمال کی بات نہیں۔ (ترغیب: ۳/۱۳۸)

زیادہ کھانے والا آدمی اچھا نہیں۔ (مشکوۃ: ص ۳۶۸)

ایک کافر بہت زیادہ کھاتا تھا وہ مسلمان ہو گیا تو کم کھانے لگا۔ (بخاری: ۲/۸۱۲)

گذراوقات (کھانے پینے) کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ایسی نوبت کبھی نہیں آئی کہ مسلسل تین دن تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے گیہوں کی روٹی کھائی ہو یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ (بخاری:۲/۹۵۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ ایک ایک ماہ تک ہمارے گھر میں آگ نہیں جلتی تھی۔ صرف کھجور اور اور پانی پر گزارہ کرتے تھے۔ (بخاری:۲/۹۵۶)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ دو ماہ کامل گزر جاتے تیسرے مہینے کا چاند نظر آجاتا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آگ نہیں جلتی تھی۔

پینے کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

ٹھنڈی میٹھی چیز سنت ہے۔ (ترمذی:۲/۱۱)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقام سقیا سے پانی منگایا جاتا تھا جو مدینہ طیبہ سے دو یوم کے فاصلہ پر ہے۔ (مشکوٰۃ:ص۳۷۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پرانے مشکیزے میں پانی ٹھنڈا کیا جاتا تھا (معلوم ہوا کہ پانی ٹھنڈا کرنے کے لئے برف کا استعمال کرنا خلاف سنت نہیں بلکہ موافق اور بہتر ہے)۔ (سیرت:۷/۳۷۱)

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ کا فرمان!: امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے فرزندوں سے فرماتے تھے اے فرزندو! پانی ٹھنڈا کر کے پیو کیونکہ ٹھنڈے پانی سے دل کی گہرائیوں سے شکر ادا ہوتا ہے۔ (مدارج:۲/۱۵)

باسی پانی ٹھنڈا سنت ہے اس سے معلوم ہوا کہ رات کا باسی پانی پینا بمقابل تازہ پانی سے بہتر اور سنت ہے۔ (بخاری: ۲/۸۴۰)

مشروبات کا سردار: نبی کریم ﷺ نے فرمایا مشروبات کا سردار دنیا اور آخرت میں پانی ہے۔ (کنز: ۱۹/۳۱۱)

پانی کو خوشبودار بنانا مذموم ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/۷۴)

شہد ملا پانی سنت ہے نبی پاک ﷺ شہد میں پانی ملا کر نوش فرما لیتے تھے۔
(مدارج النبوۃ: ۱۵/۶۵)

نہار منہ شہد کا پانی پینا سنت ہے۔ (مدارج: ص ۱۶)

آپ ﷺ کا ایک خاص مشروب: نبیذ سنت ہے حضور اقدس ﷺ کے لئے نبیذ بنائی گئی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھوڑی کھجور تھوڑی کشمش لیتیں اور اسے پانی میں ڈال دیتیں اگر صبح ڈالتی تو آپ ﷺ شام کو نوش فرماتے اور اگر شام کو ڈالتی تو آپ ﷺ صبح نوش فرماتے۔ (مشکوۃ: ص ۳۷۲)

پتھر کے برتن میں آپ ﷺ کے لئے نبیذ بنایا جاتا تھا۔ (ابن ماجہ: ۲/۳۵۸)

کھانے کے فوراً بعد پانی پینا خلاف سنت ہے آپ ﷺ کھانے کے فوراً بعد پانی نوش نہیں فرماتے تھے۔ (مدارج: ص ۱۷)

دودھ کے بعد کلی کرنا مسنون ہے۔ (بخاری: ۲/۸۳۹)

تین چیزوں کا ہدیہ واپس نہیں کیا جاتا دودھ، تکیہ، تیل۔ (ترمذی: ۲/۱۰۹)

پانی پینے کا مسنون طریقہ: پانی چوس کر پینا سنت ہے انڈیلنا خلاف سنت ہے اور تین سانس میں پینا سنت ہے۔

غٹ غٹ پانی پینا خلاف سنت ہے۔ (جمع الوسائل: ص ۲۵۳)

پانی تین سانس میں پینا سنت ہے۔ (ترمذی: ۲/۱۰)

سانس آپ ﷺ برتن میں نہیں لیتے تھے بلکہ برتن سے منہ ہٹا لیتے تھے۔
(جمع الوسائل: ص ۲۵۳)

برتن میں سانس لینا خلاف سنت ہے۔ (بخاری: ۲/۸۴۱)

دو سانس کی اجازت: دو سانس میں بھی اجازت ہے۔ (ترمذی: ۲/۱۱)

ایک سانس میں پینا خلاف سنت ہے۔ (ترمذی: ۲/۱۱)

ہر سانس میں الحمد للہ کہنا مسنون ہے۔ (جمع الوسائل: ۲/۲۵۹)

آپ ﷺ تین سانس میں پانی پیتے تھے اور شروع میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ کہتے تھے۔ (جمع الزوائد: ۴/۸۴)

پلانے والے کا نمبر آخر میں سنت ہے۔ (مجمع: ۵/۸۴)

کھڑے ہو کر پانی پینا خلاف سنت ہے۔ (مسلم: ۲/۱۷۳)

زم زم کھڑے ہو کر پینا: زم زم کا پانی کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔
(مسلم: ۲/۱۷۴)

پھونک مارنا خلاف سنت ہے۔ (سیرت الشامی: ۷/۷۷)

قبلہ رخ ہو کر پینا: قبلہ کی طرف رخ کرنا سنت ہے۔ (مسلم: ۲/۸۷)

وضو کا پانی: وضو کا باقی ماندہ پانی کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔ (شمائل: ص ۱۴)

پینے کے برتن کے بیان میں

سونے چاندی کے برتن میں پینا حرام ہے۔ (مسلم: ۲/۱۸۷)

آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ تھا جس میں چاندی کے پترے لگے ہوئے تھے یہ پیالہ خالص لکڑی پیلے رنگ کا تھا۔ درخت شمشاد کی لکڑی سے بنا تھا۔
(حاشیہ بخاری: ص ۸۴۲)

پیالے کتنے تھے؟ لکڑی کا پیالہ سنت ہے۔ (جمع الوسائل: ص ۱۴۸)

شیشے کا پیالہ سنت ہے آپ ﷺ کے پاس شیشے کا پیالہ تھا جس میں آپ ﷺ پانی پیتے تھے۔ (ابن ماجہ: ۲/۲۶۴)

تانبے کا ملمع شدہ پیالہ سنت ہے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ تھا جس پر چاندی کا ملمع تھا۔ اس سے آپ ﷺ پانی پیتے تھے اور وضو کرتے تھے۔

(مجمع الزوائد: ۵/۸۰)

مٹی کا پیالہ سنت ہے آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ مٹی کا تھا۔

(سیرت الشامی: ۷/۵۷۵)

آپ ﷺ کے پاس ایک بڑا پیالہ تھا اس کے وزن کا یہ حال تھا کہ چار آدمی اٹھاتے تھے۔ (سیرت خیر العباد: ۷/۲۶۴)

آپ ﷺ کے پاس کئی پیالے تھے ایک کا نام رل، ایک نام مغلت تھا اور ایک پیالے کا نام قمر تھا ایک نام ریان تھا۔ (سیرت الشامی: ۷/۵۷۴)

کھانے کی دعاؤں کا بیان

جب کھانا پیش کیا جائے تو یہ دعا پڑھے: "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْمَا رَزَقْتَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ بِسْمِ اللّٰه" (الدعاء: ص ۸۸۸)

جب کھانا شروع کرے تو یہ دعا پڑھنا سنت ہے۔ "بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى بركة الله" شروع میں صرف بسم اللہ پڑھنا بھی کافی ہے۔ اور پوری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لینا بہتر ہے۔

اور یہ دعا پڑھنا بھی سنت ہے "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا منه." (ترمذی: دعا نمبر ۳۴۵۵)

پہلا لقمہ لے تو یہ دعا پڑھ لینا سنت ہے۔ "يَا وَاسِعَ المغفرة."

(سیرت الشامی: ص ۲۶۱)

ہر لقمہ پر شکر: لقمہ کھانے کے بعد یہ دعا پڑھنا سنت ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

اللہ تعالیٰ اس بندے سے خوش ہوتا ہے جو ایک لقمہ کھائے تو الحمد للہ پڑھے پھر جب ایک گھونٹ پانی پئے تو الحمد للہ پڑھے۔ (شمائل کبریٰ ص۲۲۴، زاد المعاد: ۲/ ۲۵، مسلم)

اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ پڑھے۔

(ابن سنی نمبر ۴۵۹)

فراغت کے بعد آپ ﷺ کی دعائیں:

فراغت کے بعد نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے:

❶ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ."

(ابن سنی: نمبر ٤٦٤)

یہ دعا بھی منقول ہے۔

❷ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَ وَسَقٰی —— وَسَوَّغَہٗ وَجَعَلَ لَہٗ مَخْرَجًا." (ابوداؤد: نمبر ۳۸۹۱)

اور یہ دعا بھی منقول ہے: "اللهمّ لك الحمد أطعمت."

❸ "وَأَسْقَيْتَ وَاَشْبَعْتَ وَاَرْوَيْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ غَيْرَ مَكْفُوْرٍ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ." (ابن سنی: نمبر ٤٨٧)

❹ "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ فَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ."

❺ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ."

جب پیٹ بھر جائے تو یہ دعا پڑھے:

❶ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ فَأَشْبَعَنِيْ وَسَقَانِيْ فَأَرْوَانِيْ." (ابن سنی: ص ٤٧٣)

❷ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا غَيْرَ

مَکْفُوْرٍ وَلَا مُوَدَّعٍ"

جب کھانا وغیرہ اٹھایا جانے لگے تو یہ دعا پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا۔

جب دسترخوان اٹھنے لگے تو یہ دعا پڑھے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَّلَامُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًی عَنْہُ رَبَّنَا." (ترمذی: نمبر ۳۴۵۶)

جب کسی دوسرے کے ہاں کھائے تو یہ پڑھے:

❶ "اَفْطَرَ عِنْدَکُم الصائِمُوْنَ اَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ صَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلٰئِکَۃ." (ابوداؤد: ص)

❷ "اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ واغفر لھم وارحمھم."

(ابن سنی: ص۴۸٦)

❸ "اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ واسق مَنْ سَقَانِیْ."

(مسلم: ۲/۱۸۴)

مجذوم یا کسی خطرناک مرض والے کے ساتھ کھانے کی دعا: "بِسْمِ اللّٰہِ ثِقَۃً بِاللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ" (ابن ماجہ: ۲/۳۵۸)

کھانے پینے کی ضرر سے محفوظ رہنے کی دعا:

"بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ." (کنز: ۱۹/۱۸۸)

دودھ پینے کی دعا: "اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ." (ترمذی: ۳۴۵۵)،

پانی پینے کی دعائیں: آپ ﷺ پانی تین سانس میں پیتے تھے اور ہر سانس پر الحمد للہ پڑھتے اور آخر میں شکر ادا کرتے۔ (ابن سنی: ص ۴۷۱)

آپ ﷺ جب پانی پیتے تو یہ دعا فرماتے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سقانا

عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهٖ وَلَمْ يَجْعَلْ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا.'' (الدعا: نمبر/۸۹۹)

جب پانی سے تنکا وغیرہ دور کریں تو یہ دعا پڑھیں: ''اَللّٰهُمَّ جَمِّلْهُ''
(ابن سنی: ۴۷۷)

چند فقہی مسائل

کھانے کے لئے ہاتھ دھو تو ہاتھ پونچھنا نہیں چاہئے۔ (بحر: ۸/۱۸۴)

فراغت طعام پر ہاتھ دھونے کے بعد کپڑے سے پونچھنا درست ہے۔
(بحر: ۸/۱۸۳)

جنابت کی حالت میں بلا وضو (ہاتھ منہ دھوئے بغیر) کھانا مکروہ ہے۔
(شامی: ص ۲۱۶)

حائضہ کے لئے بلا وضو کھانا بلا کراہت درست ہے۔ (بحر: ص ۱۸۳)

ہاتھ گٹے تک دھونا سنت ہے۔ (نفع المفتی: ص ۱۰۸)

ہاتھ کے ساتھ منہ دھونا یا کلی کرنا سنت نہیں۔ (ص ۱۰۸)

روٹی کو بیچ سے کھانا اور کنارہ چھوڑ دینا مکروہ ہے۔ (نصاب الاحتساب: ص ۱۴۸)

سالن کے پیالے کو روٹی پر رکھنا بے ادبی ہے۔ (نفع: ص ۱۰۹)

دسترخوان پر روٹی آجائے تو شروع کرے سالن کے انتظار میں مت رہے۔
(شامی: ۵/۲۱۶)

کھانے کی ابتدا اور انتہا نمکین اشیاء سے ہو۔ (شامی: ۵/۲۱۶)

کھانے کے لئے دونوں ہاتھ دھونا سنت ہے ایک ہاتھ دھونے سے سنت ادا نہیں ہوگی۔ (شامی: ۵/۲۱۶)

گرم کھانا مکروہ ہے۔ (بحر: ۸/۱۸۴)

کھلے سر کھانا مکروہ نہیں۔ (بحر: ۸/۱۸۴)

راستے میں کھانا مکروہ ہے۔ (بحر: ۸/۱۸۴)

کھانے کے بعد ہاتھ کی تری کو پیر ہاتھ پر ملنا بہتر ہے۔ (نفع: ص ۱۱۰)

دستر خوان کا بچا ہوا کھالینا اسلاف کی عادت ہے۔ (بحر: ۸/۱۸۴)

انگلی یا چھری کو روٹی سے پونچھنا مکروہ ہے۔ (بحر: ۸/۱۸۴)

مٹی کے برتن میں کھانا اولیٰ ہے۔ (شامی: ۵/۲۱۸)

لباس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ

کرتا پہننا سنت ہے: نبی کریم ﷺ کو تمام لباسوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ کرتا تھا۔ (شمائل: ۵)

سوتی کرتا سنت ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے اور آپ کے پاس سوتی کرتا تھا۔ (سیرت: ۷/۱۴۸)

کرتے کی مسنون لمبائی: نبی کریم ﷺ کا کرتا زیادہ لمبا تھا نہ اس کی آستین زیادہ لمبی ہوتی تھی۔ (ابن ماجہ: ۲/۲۹۴)

آپ ﷺ کے آستین گٹوں تک ہوتی تھی۔ (سیرت: ۷/۳۶۲)

کرتے میں سنت یہ ہے کہ کہ گٹے تک رہے باقی مثلاً جبہ چوغہ میں اس سے زائد مگر انگلیوں سے نہ بڑھنا سنت ہے۔

حضور پاک ﷺ کی قمیص مبارک کا گریبان سینے کے مقام پر تھا اور یہی قمیص کی سنت ہے۔ (عمدۃ القاری: ۲۱/۳۰۳)

نبی کریم ﷺ نے ایک کرتا بنوایا تھا جو تکمہ دار گھنڈی والا تھا۔ (جمع: ص ۱۱۱)

نبی اکرم ﷺ جب کرتا زیب تن فرماتے تو پہلے دائیں طرف پہنتے۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۷۴)

جبہ سنت ہے: آپ ﷺ تشریف لائے اور آپ پر صوف کا یعنی اونی جبہ تھا

جس کے آستین چھوٹی تھی۔(ابن ماجہ:۲/۲۹۲)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے آپ پر رومی جبہ دیکھا۔(مسند ابو یعلی ۲)

نبی کریم ﷺ سفر کی حالت میں تنگ آستین والے جبہ پہنتے تھے۔ (بخاری:۲/۸۶۳)

قیمتی کپڑا پہننا: مالک ذازان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں ایک (نہایت قیمتی) چلہ ہدیہ کیا تھا جسے انہوں نے ۱۳۳ اونٹوں کے بدلے خریدا تھا جسے آپ نے قبول کیا۔ قیمتی جوڑا آپ موقع بموقع، مثلاً وفود وغیرہ کے آنے یا جمعہ یا عیدین کے موقعہ پر پہنتے تھے۔(زاد:ص۵۱)

آپ ﷺ نے برنس اور چادر میں نماز پڑھائی۔ جس میں دونوں ہاتھ اندر تھے۔ برنس ایک بڑی ٹوپی جو جبہ سے ملی ہوئی ہوتی ہے اور جاڑوں میں استعمال ہوتی تھی۔(عمدۃ القاری:۷/۴۳۳)

آپ کی چادروں کا بیان

لمبی چادر سنت ہے: حضور اقدس ﷺ کو کپڑوں میں یمن (یمن ملک کا نام) کی منقش چادریں زیادہ پسندیدہ تھیں۔(بخاری:۲/۸۶۵)

نبی کریم ﷺ کے پاس اون کی چادریں تھیں۔ جو چھ یا سات درہم میں خریدی گئی تھیں۔(ترغیب:ص۱۸۰)

دھاری دار چادر سنت ہے نبی کریم ﷺ کو دھاری دار چادروں میں دیکھا گیا۔(شرح مواہب:۵/۱۵)

جھالر نما چادر سنت ہے: آپ ﷺ کو لال دھاری دار چادر میں تشریف فرما دیکھا۔ جس کے کنارے کا جھالر قدم مبارک پر تھا۔(سیرت:۷/۴۷۹)

نبی کریم ﷺ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے اور سفید چادر میں ملبوس تھے۔ (سیرت: ۷/ ۴۷۸)

ایک موقع پر آپ ﷺ کو دیکھا کہ لوگوں کو جہنم سے ڈرا رہے تھے۔ آپ ﷺ پر نمیصہ (مخلوص ریشم کی چادر) گردن پر تھی۔ (سیرت: ۷/ ۴۷۸)

کالی چادر سنت ہے: نبی پاک ﷺ نے استسقاء کی نماز پڑھائی اور آپ ﷺ کالی چادر میں ملبوس تھے۔ (سیرت: ۴۹۳)

نبی کریم ﷺ جب صبح باہر تشریف لے کر آئے تو آپ کے پاس کالا کمبل تھا۔ (مدارج النبوت: ۶/ ۱۲۹)

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا۔ آپ ﷺ کے اوپر نجرانی دھاری دار چادر تھی جس کا کنارہ غلیظ تھا (موٹا)۔ (بخاری: ۲/ ۸۶۴)

چادر کا کنارہ سر پر ڈالنا سنت ہے۔ (بخاری: ۲/ ۸۶۴)

ابوذر غفاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ ﷺ کعبہ کے سائے میں چادر کا تکیہ بنائے ہوئے آرام کر رہے تھے۔ (۷/ ۴۷۹)

پیوند لگی چادر سنت ہے۔ (ترغیب: ۳/ ۱۰۸)

آپ ﷺ کی چادر اور عمامہ کو زعفرانی رنگ میں دیکھا گیا (سیرت: ۷/ ۴۹۳)

چادر پہننے کا ممنوع طریقہ: چادر کو اس طرح اوڑھنا کہ اس کے دونوں کنارے دونوں کندھوں پر آجائیں ممنوع ہے۔ بہتر یہ ہے کہ دائیں طرف کو بائیں طرف ڈال دیا جائے۔ (مدارج)

چادر انبیاء کی سنت ہے۔ (سیرت: ۷/ ۴۵۵)

آپ ﷺ کے پاس ایک خضری چادر تھی جس کی لمبائی چار چار ہاتھ چوڑائی

دو دو ہاتھ ایک بالشت تھی۔ (سیرت: ۷/۴۸۳)

ٹوپی کی سنت کا بیان

نبی کریم ﷺ سفید ٹوپی پہنتے تھے۔

نبی پاک ﷺ کی ٹوپی عمامہ کے نیچے چپکی ہوتی تھی۔

آپ ﷺ نے بلا عمامہ کے بھی ٹوپی پہنی ہے۔ (جمع الوسائل: ص ۱۶۵)

آپ کی ٹوپی کا بیان: نبی کریم ﷺ کے پاس تین ٹوپیاں تھیں۔ ① سفید مصری ٹوپی ② سبز دھاری والی ٹوپی ③ اونچی بارڈر والی ٹوپی۔ (سیرت: ۷/۴۴۸)

آپ ﷺ کی سفر کی ٹوپی ذرا بڑی اور اونچی ہوتی تھی کہ آپ ﷺ اس سے سفر میں سترہ کا بھی کام لیتے تھے۔ (جمع الوسائل: ص ۱۶۶)

سفید کپڑے پسندیدہ ہیں: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو ان کو سفید لباس میں ملبوس پایا۔ (بخاری: ۲/۸۶۷)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر لباس جس میں تم قبروں یا مساجد میں ملاقات کرو گے وہ سفید ہے۔ (ابن ماجہ)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت کو سفید بنایا ہے اور سفید رنگ ہی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ (مجمع: ۵/۱۳۱)

ازار اور تہبند سنت ہے۔ (خصائل: ص ۹۵)

لنگی باندھنے کا مسنون طریقہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا گیا کہ تہبند کے اگلے حصے کو زائد رکھتے اور پیچھے کا حصہ اونچا کر لیتے۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۷۷)

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن کا تہبند نصف پنڈلی تک ہونا چاہئے پنڈلی اور ٹخنوں کے درمیان بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (ابن ماجہ:۲/۲۹۴)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ٹخنوں سے جو نیچا تہبند ہوگا وہ جہنم میں ہوگا۔ (مشکوٰۃ:ص۳۷۳)

جنت کی خوشبو ایک ہزار میل کی مسافت پر لائی گئی مگر تہبند لٹکانے والے خدا کی قسم اس کی خوشبو نہ پائیں گے۔ (ترغیب:۹۱)

لنگی کہاں باندھتے: نبی پاک ﷺ ناف کے (ذرا) نیچے ازار تہبند باندھا کرتے تھے کہ ناف پر معلوم ہوتا تھا۔ (زرقانی:ص۲۶۵)

نصف ساق تہبند سنت ملائکہ ہے۔ (کنز:۱۹/۲۲۸)

نیچا تہبند، ازار، چادر لٹکانے کی وعید صرف مردوں کے حق میں ہے عورتیں اس میں شامل نہیں۔ (جمع الوسائل:ص۱۷۴)

سر پر کپڑا رکھنا: آپ ﷺ اپنے سر پر کپڑا رکھتے تھے اور یہ کپڑا چکناہٹ کی وجہ سے تیل کا کپڑا معلوم ہوتا تھا۔ (شمائل:ص۲۷۷)

آپ ٹوپی اور عمامہ کے علاوہ ایک کپڑا سر پر رکھتے تھے تاکہ دھوپ وغیرہ میں کام آجائے۔ (سیرت الشامی)

پاجامہ کی سنت کا بیان

پاجامہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے۔ (عمدہ:۲/۳۰۷)

شاہ حبشہ نجاشی نے آپ ﷺ کے لئے پاجامہ قمیص موزہ اور چادر بھیجا تھا۔ (جمع الوسائل:ص۱۷۴)

آپ ﷺ نے ایک پاجامہ خریدا۔ (آداب البیہقی:ص۳۵۷)

پاجامہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ (عمدۃ القاری:۱۶/۳۰۶)

آپ ﷺ سے پہننا تو ثابت نہیں مگر پہننے کے ارادے سے خریدنا ثابت ہے۔ (زاد المعاد: ص ۵۶۱)

حافظ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی نے فتح الباری میں ذکر کیا ہے آپ ﷺ نے پاجامہ پہنا ہے۔ (۲۷۳/۱۰)

عمامہ باندھنے کی سنتیں

عمامہ باندھتے وقت بسم اللہ اور درود: عمامہ باندھتے وقت بسم اللہ پڑھے۔ (ابن حبان)

ہر پیچ پر درود شریف پڑھے۔

شملہ: عمامہ میں چار انگل، ایک بالشت، ایک گز نصف پشت تک شملہ چھوڑنا سنت ہے۔

شملہ ٹھوڑی کے نیچے گزار کر کے شانہ پر ڈالنا۔

عمامہ باندھ کر آئینہ اور شیشہ میں دیکھ کر ٹھیک کرنا ثابت ہے۔ (قرطبی: ۱۹۶/۲)

عمامہ کھولتے وقت سارا نہ کھولیں بلکہ پیچ در پیچ کھولتے جائیں یہ سنت ہے۔ (تکمیلِ الحقائق: ۲۲۹/۲)

عمامہ باندھنے کی دعا: عمامہ باندھتے وقت یہ دعا پڑھنا سنت ہے:

"اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْہِ اَسْئَلُ خَیْرَ مَا صُنِعَ لَہٗ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّمَا صُنِعَ لَہٗ." (ترمذی: ۴۰۱/۲)

عمامہ قبلہ رخ ہو کر باندھے۔ (ارشاد الطالبین: ص ۳۲)

عمامہ مبارک کا بیان

عمامہ سنت ہے: نبی کریم ﷺ جب فتح مکہ میں داخل ہوئے تو آپ

ﷺ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ (شمائل: ص ۹)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا عمامہ باندھا کرو اس سے حلم اور بردباری میں اضافہ ہوتا ہے۔ (مجمع: ۱۲۲/۵)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے تو ان کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ (مجمع: ۱۲۳/۵)

آپ ﷺ سفر میں سفید اور حضر میں عموماً سیاہ عمامہ پہنتے تھے۔ (مواہب لدنیہ: ۴۳۴/۷)

شملہ دوسروں کو باندھنا: آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عمامہ پہنایا اور چار انگل کے برابر شملہ چھوڑ دیا۔ (سیرۃ العباد)

آپ ﷺ عمامہ باندھتے تھے تو اس کا شملہ ضرور دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑتے۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۷۵)

نبی کریم ﷺ نے ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عمامہ پہنایا اور چار انگل یا ایک بالشت کے برابر شملہ چھوڑ دیا۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۴۷)

عمامہ کے نیچے ٹوپی پہننا مسلمانوں کا شعار ہے۔ (مشکوٰۃ: ۳۷۱)

آپ ﷺ جب عمامہ باندھتے تو اس کا شملہ آگے پیچھے کی جانب چھوڑ دیتے۔ (زرقانی: ۱۳/۵)

شملہ دائیں یا بائیں یا پیچھے کی حالت میں بھی منقول ہے۔ زیادہ پیچھے دونوں کندھوں کے درمیان میں چھوڑنا منقول ہے۔ (سیرت الشامی: ص ۴۴۰)

عمامہ کا رنگ: آپ ﷺ نے سفید سیاہ اور زرد عمامہ باندھا ہے۔ (شمائل)

آپ ﷺ کے پاس سیاہ عمامہ تھا جس کو آپ عیدین میں استعمال فرماتے تھے جس کا شملہ پشت پر ڈال لیتے تھے۔ (سیرت خیر العباد: ص ۴۳۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کا سفر کا عمامہ

سفید تھا۔ (زرقانی: ۴/۵)

نبی پاک ﷺ ایک مرتبہ تشریف لائے آپ ﷺ زرد عمامہ زرد قمیص زرد چادر میں ملبوس تھے۔ (مادی: نمبر ۲ ص ۱۴۰)

عمامہ باندھنے کا طریقہ: عمامہ کھڑے ہو کر اور پاجامہ بیٹھ کر پہننا چاہئے اس کے بخلاف کرنا نسیان اور فقر پیدا کرتا ہے۔ (زرقانی: ۴/۵)

عمامہ سنت ہے خاص کر نماز کے موقع پر۔ (مناوی: ص ۱۲۵)

سر پر کپڑا لپیٹنا: نبی کریم ﷺ عمامہ نہ ہونے پر کپڑا (مانند رومال) وغیرہ بھی باندھ لیتے تھے۔ (عمدہ: ۲۱/۳۰۹)

عمامہ کا رنگ: آپ ﷺ کے عمامہ کا نام سحاب تھا۔ (زرقانی: ۴/۵)

حضور اقدس ﷺ کو یمنی منقش چادریں بہت پسند تھیں۔ (بخاری: ۲/۸۶۵)

سرخ رنگ خلافِ سنت ہے: کپڑوں میں مردوں کے لئے سرخ رنگ استعمال کرنا خلافِ سنت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا خبردار! لال رنگ مت استعمال کرو یہ شیطان کا محبوب رنگ ہے۔ (مجمع: ۵/۱۳۳)

ایک شخص کا گزر نبی کریم ﷺ کے پاس سے ہوا وہ دو لال کپڑوں میں ملبوس تھا۔ اس نے گزرتے ہوئے آپ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ (ترمذی)

کالا لباس: آپ ﷺ کے لئے سیاہ لباس بنایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس کو پہنا جب پسینہ آیا تو آپ نے اس صوف (اون) کی بو محسوس کی چنانچہ آپ ﷺ نے اس کو اتار دیا۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۷۶)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں سرخ اور زرد رنگ استعمال نہیں کرتا۔

(مشکوٰۃ: ص ۳۷۵)

شہرت کا لباس جہنم کا باعث ہے۔ (زرین ترغیب: ۳/۱۱۶)

کیسا کپڑا ہو: آپ ﷺ نے فرمایا لباس ایسا ہو کہ نہ تو بے وقوف لوگ اسے حقارت سے دیکھیں اور نہ شریف لوگ اس کو معیوب سمجھیں۔ (مجمع: ۵/۱۳۸)

کسی کپڑے کو پرانا نا قابل استعمال اس وقت تک نہیں بناؤ جب تک تم اس میں پیوند نہ لگاؤ۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۷۵)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین آدمی بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے جس کے پاس ایک ہی کپڑا ہو کہ دھونے کے بعد دوسرا نہ ہو۔

لباس میں سادگی: سادگی لباس ایمان کی علامت ہے۔ (ترغیب: ۳/۱۰۸)

اللہ تعالیٰ ایسے سادہ مزاج کو پسند کرتے ہیں جسے کوئی روا نہیں کہ اس نے کیا پہنا ہے۔ (ترغیب: ۳/۱۵۹)

لباس میں تنعم اور ترفہ کو چھوڑنا سنت ہے۔ (مجمع: ۵/۱۳۹)

جس نے باوجود قدرت واستطاعت کے خوبصورت لباس چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ شانہ اس کو اکرام واعزاز کا لباس پہنائے گا۔ (ترغیب: ۳/۱۷۰)

عمدہ لباس کی اجازت ہے جبکہ فخر کے لئے نہ ہو۔ (مطالب عالیہ: ۲/۲۶۲)

وسعت کے باوجود گھٹیا لباس پہنا۔ (مطالب: ۲/۲۶۲)

اظہار نعمت کی اجازت ہے۔ (مجمع: ۵/۱۳۶)

اچھا لباس پہننا کبر کی علامت نہیں۔ (مجمع: ص ۱۳۶)

عمدہ لباس خلاف سنت نہیں۔ (خصائل: ص ۵۵)

میلا لباس: میلا گندہ لباس خلافِ سنت ہے۔ (مجمع: ۵/۱۳۸)

عمدہ کپڑا کب پہنے: وفد کی آمد پر عمدہ کپڑا سنت ہے۔ (حیات الصحابہ: ۲/۸۳۴)

نیا کپڑا جمعہ کے دن پہننا سنت ہے۔ (سیرت خیر العباد: ۷/۴۲۵)

عید کے دن عمدہ لباس سنت ہے۔ (مجمع: ۲۰۱/۵)

کپڑا تہہ کر کے رکھنا سنت ہے۔ (کنز العمال: ۲۱۸/۱۹)

ممنوع کپڑوں کا بیان

تصویر دار کپڑا پہننا خلافِ سنت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۷۵)

نبی پاک ﷺ نے فرمایا ملائکہ اس گھر میں نہیں آتے جہاں کوئی تصویر ہو۔ (طحاوی: ۲۶۳/۲)

نبی پاک ﷺ نے لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والے ہیں۔ (بخاری: ۸۷۴/۲)

آپ ﷺ نے غیروں کے لباس سے منع فرمایا۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۷۴)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے جس قوم کی مشابہت اختیار کی قیامت کے دن اسی میں اٹھایا جائے گا۔ (ابوداؤد: ۵۵۹/۵)

آپ ﷺ نے عورتوں کو باریک لباس پہننے سے منع فرمایا باریک دوپٹہ کی بھی ممانعت آئی ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۷۷)

باریک لباس والی مثل ننگی کے ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا دائیں ہاتھ میں ریشمی کپڑا اور بائیں ہاتھ میں سونا لیے فرما رہے تھے یہ دونوں حرام ہے میری امت کے مردوں پر۔ (ترغیب: ۹۶/۳)

مخلوط ریشمی لباس کی اجازت ہے (ریشم کم ہو)۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۷۷)

کپڑے میں دعاؤں کا بیان

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے نیا کپڑا پہنا اور یہ دعا فرمائی۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ" پھر انہوں نے فرمایا میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ جو نئے کپڑے پہنے اور یہ دعا پڑھے اور پرانے کپڑے صدقہ کردے تو وہ خداوند قدوس کی حفاظت اور اس کے پردے میں محفوظ ہو جاتا ہے خواہ زندہ رہے یا انتقال کر جائے۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۷۷)

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی مسلمان ضرورت مند کو جوڑا پہنایا خدائے پاک اس کو جنت کا سبز لباس پہنائیں گے۔ جو کسی بھوکے کو کھانا کھلائے گا۔ خدا تعالیٰ اس کو جنت کا پھل کھلائیں گے۔ اور جس نے کسی پیاسے کو پانی پلایا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی خالص شراب پلائیں گے۔ (ترغیب: ۳/۱۱۷)

کسی مؤمن کو خوش کرنا یہی ہے کہ تم اس کو جوڑا پہنا دو۔ یا بھوک کی حالت میں اس کو کھانا کھلا دو یا اس کی ضرورت پوری کردو۔ یہ افضل الاعمال ہے۔ (ترغیب: ۳/۱۱۷)

جب نیا کپڑے پہنے تو یہ دعا پڑھے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ." (ابن سنی: ص ۱۳۹)

آپ ﷺ پہلے اس چیز کا نام لیتے جو پہنتے پھر یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْہِ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِہٖ وَخَیْرِ مَا صُنِعَ لَہٗ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَہٗ."

(ترمذی: ص ۲۲٤)

نام لینے کا مفہوم یہ ہے کہ کہے اللہ نے یہ قمیص یا کرتا دیا۔ (حاشیہ ابن سنی: ص ۱۵)

آپ ﷺ نے یہ دعا دی:

"اِلْبَسْ جَدِیْدًا عِشْ حَمِیْدًا مُتْ شَھِیْدًا." (ابن سنی)

آپ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے پہنایا اور یہ دعا دی اَبْلِیْ اَخْلِقِیْ۔

(بخاری)

جب دھونے یا سونے کے لئے کپڑے اتارو تو یہ دعا پڑھو آپ ﷺ نے فرمایا جنات کی آنکھوں اور انسان کے ستر کے درمیان پردہ یہ ہے کہ جب مسلمان کپڑے اتارنے کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے:

"بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ." (ابن سنی: ص ۲۴۰)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک دوسری روایت میں صرف بسم اللہ ہے۔ (ابن سنی)

سونے کے سلسلے میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

آپ ﷺ جب رات کو بستر پر تشریف لاتے تو مسواک کرتے اور کنگھی فرماتے۔ (سیرۃ الشامی: ۷/۵۴۵)

باوضو سونا: آپ ﷺ نے فرمایا جب تم سونے کے لئے جاؤ تو نماز کی طرح وضو کرو پھر دائیں کروٹ پر لیٹو۔ (بخاری شریف: ۱/۳۸)

آپ ﷺ نے فرمایا جو حالت طہارت (وضو کی حالت میں سویا) پھر اسی رات انتقال کر جائے تو شہید ہوگا۔ (ابن سنی، کنز العمال: ۱۹/۷۳۳)

آپ ﷺ نے فرمایا وضو کے ساتھ سونے والا روزہ دار شب گزار کی طرح ہے۔ (فیض القدیر: ۶/۲۹۳)

روحیں نیند کی حالت میں عالم بالا کی طرف جاتی ہیں جو باوضو ہوتی ہے عرش کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتی ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان: ۵/۱۷۶)

سونے میں مسواک کا اہتمام: آپ ﷺ اس وقت تک آرام نہ فرماتے جب تک مسواک نہ کرتے۔ (شرح مواہب: ۵/۳۲۹)

سو کر اٹھنے کے بعد مسواک کرنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۳۸)

مسواک سرہانے رکھنا سنت ہے۔ (مسند احمد: ۲/ ۱۱۷)

سونے سے قبل چند اُمور: سونے سے پہلے چراغ روشنی وغیرہ گل کرنا سنت ہے۔ (مطالب عالیہ: ۲/ ۳۵۶)

آپ ﷺ نے فرمایا جب تم سونے کا ارادہ کرو تو چراغ بجھادو دروازہ بند کر دو، مشکیزہ کا منہ باندھ دو، کھانا پینا چھوڑ دو۔ (بخاری: ص ۱۲۹)

رات میں دروازہ بند کرنا سنت ہے۔ (مجمع: ۸/ ۱۱۱)

سونے سے پہلے کنگھی کرنا سنت ہے۔ (سیرت الشامی: ۷/ ۵۳۵)

سونے سے قبل سرمہ لگانا سنت ہے۔ (ترمذی)

سونے سے قبل بستر جھاڑ لینا سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۶۸۸)

بستر پر آنے کے بعد لنگی کے اندرونی حصے سے جھاڑے اور بسم اللہ کہے۔ اسے نہیں معلوم کہ وہ اپنے بعد کیا چھوڑ کر گیا ہے۔ (ادب مفرد مترجم: ص ۵۲۸)

لیٹنے کا مسنون طریقہ: دائیں کروٹ پر آرام کرنا سنت ہے (ابوداؤد: ص ۶۸۸)

دائیں ہاتھ کو بائیں رخسار پر رکھنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۹۳۴)

تکیہ: تکیہ رکھنا سنت ہے۔ (سیرۃ: ص ۵۶۸)

سفر میں ہاتھ سے بھی تکیہ کا کام لینا سنت ہے۔ (زاد: ص ۱۷۰)

چمڑے کا تکیہ سنت ہے۔ (سیرۃ: ۷/ ۵۶۸)

آپ ﷺ سوتے ہی خراٹے لینے لگتے۔ (شمائل: ص ۱۹)

آپ ﷺ کو مسجد میں چت سوتے ہوئے ایک پیر کو دوسرے پیر پر رکھے ہوئے دیکھا ہے۔ (بخاری، مسلم الادب المفرد، زرقانی: ۵/ ۶۸)

پیٹ کے بل سونا خلاف سنت اور ناپسندیدہ ہے۔ (زرقانی: ۵/ ۶۹)

لوگوں کے بیچ یا راستے میں سونا خلاف سنت ہے۔ (مجمع: ۷/ ۱۰۰)

جنابت کے بعد سونا: جنابت کے بعد جب سوتے تو پہلے اپنے مقام کو صاف کرتے پھر نماز کی طرح وضو فرماتے اور سنن اور بیہقی میں ہے کہ اگر پانی نہ ہوتا تو تیمم کرتے۔ (بخاری: ص ۳۹۲)

اسی طرح آپ ﷺ جب جنابت کی حالت میں کھانا چاہتے تو پہلے وضو فرماتے پھر کھاتے۔ (مسند احمد: ۶/۱۹۲)

آپ ﷺ ایک مرتبہ رات کو بیت الخلاء تشریف لے گئے پھر آپ نے ہاتھ منہ دھویا اور آرام فرمانے لگے۔ (سیرت: ۷/۳۹۲)

آپ ﷺ نے گھر میں اکیلے سونے سے منع فرمایا۔ (مسند احمد)

کہاں سوئے؟ بلا منڈیر کی چھت پر سونا خلاف سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۶۸۷)

ہر خطرہ کی جگہ سونا خلاف سنت ہے۔ (ادب مفرد: ص ۵۱۷)

آلودہ ہاتھ بلا دھوئے سونا خلاف سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۵۳۸)

آپ ﷺ اندھیرے گھر میں بیٹھتے بھی نہ تھے جب تک چراغ روشن نہ کر دیا جائے۔ (سیرۃ الشامی)

کب سوئے اور کب نہ سوئے: آپ ﷺ نے فرمایا کھانے کو ذکر اور نماز کے ذریعے ہضم کرو کھانے کے بعد جلدی مت سو کہ دل سخت ہو جائے۔

(جامع صغیر: ۱/۹۱)

عصر کے بعد سونا خلاف سنت ہے۔ (مطالب عالیہ: ۳/۲۹۷)

صبح تک سونا تنگی رزق کا باعث ہے۔ (ترغیب: ۳/۵۳۰)

صبح تک سونے سے شیطان کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔ (بخاری: ص ۱۵۳)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی والدہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا رات کو زیادہ سویا مت کرو رات میں زیادہ سونا سونے والے کو قیامت میں فقیر بنا کے

چھوڑتا ہے۔ (آداب بیہقی: ص ۲۲۵)

مغرب کے بعد سونا خلافِ سنت ہے۔ (بخاری: ص ۸۴)

سونے کا تہبند الگ رکھنا اور کپڑے اتار کر سونا سنت ہے۔ (سبل الہدیٰ: ۷/۵۷۰)

عشاء کے بعد متصلاً سونا سنت ہے۔ (مسند احمد: ۶/۲۶۴)

عشاء کے بعد شعروشاعری کرنا خلافِ سنت ہے۔ (کنز: ۷/۵۷۱)

عشاء کے بعد دینی گفتگو کرنے کی اجازت ہے۔ (سیرۃ الشامی: ۷/۳۹۱)

عشاء کے بعد اہل وعیال سے گفتگو کرنا سنت ہے۔ (شمائل ترمذی: ص ۱۸)

سونے سے قبل پانی کا اہتمام: سونے سے قبل پانی کا انتظام کرنا سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۸)

سونے سے قبل پینے کا پانی رکھنا سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۳۰)

آپ کب بیدار ہوتے: آپ ﷺ اس وقت اٹھ جاتے جب مرغ اذان دیتا۔ (بخاری: ص ۱۵۲)

آپ ﷺ آدھی رات آرام فرماتے۔ تہائی رات میں بیدار ہو جاتے۔ پھر کچھ حصہ صبح صادق سے تھوڑا پہلے آرام فرماتے۔ (بخاری: ۱/۱۵۲)

آپ ﷺ شب بیداری کو ترک نہ فرماتے اگر تکلیف یا سستی محسوس کرتے تو بیٹھ کر ادا فرماتے۔ (طیالسی: ۱/۱۲۸)

چارپائی اور فرش پر سونا: چارپائی پر سونا سنت ہے۔ (سیرۃ الشامی: ۷/۵۶۴)

آپ ﷺ اعتکاف کی حالت میں بھی مسجد میں چارپائی پر آرام فرماتے۔ (زاد المعاد: ص ۴۹)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ ایسی چارپائی پر تھے جو کھجور کے پتوں اور شاخوں سے بنی ہوئی تھی۔ (الادب المفرد)

کھجور کی چٹائی پر بلا بستر کے سونا سنت ہے۔ (سیرۃ: ۷/۱۳۶)

عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے دیکھا کہ آپ پیر کو دوسرے پر رکھے ہوئے تھے۔

(بخاری شریف: ۱/۶۸)

سفر کی حالت میں سونا: اگر صبح کے قریب کسی مقام پر قیام فرماتے اور آرام فرماتے تو اپنا دایاں بازو کھڑا کرتے اور ہاتھ پر سر رکھ کر آرام فرماتے۔ (شمائل: ص ۱۹)

سونے والے کو بلا ضرورت بیدار نہ کیا جائے: آپ ﷺ جب سو جاتے تو ہم لوگ نہیں جگاتے یہاں تک کہ آپ ﷺ خود ہی اٹھ جاتے۔

آپ ﷺ جب رات کو تشریف لے کر آتے تو اس طرح سلام کرتے کہ جاگنے والے سن لیتے اور سونے والے بیدار نہ ہوتے۔ (الادب المفرد: ص ۳۰۳)

قیلولہ: قیلولہ سنت ہے جمعہ کے دن قیلولہ جمعہ کے بعد سنت ہے۔ (بخاری: ۱/۱۲۸)

آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ دن کے سونے سے رات کی عبادت پر قوت حاصل کرو۔ آپ ﷺ نے فرمایا قیلولہ کرو شیطان قیلولہ نہیں کرتا۔ (کنز: ۷/۳۶۱)

قیلولہ کا مفہوم دوپہر کے کھانے سے فراغت پر لیٹنا آرام کرنا خواہ نیند آئے یا نہ آئے۔ (عمدۃ القاری: ۳/۲۳)

بستر کے ساتھ آپ ﷺ کا انکار: کھجور کی چٹائی پر سونا سنت ہے۔

(ابن ماجہ)

آپ ﷺ کے پاس ایک بوریا تھا جس پر آپ نماز پڑھتے اور دن کو آپ کے لئے بچھا دیا جاتا تو آپ اس پر آرام فرماتے۔ (بخاری)

بوریا پر سونا سنت ہے۔ (خصائل: ص ۲۷۸)

بستر ٹاٹ کا ہونا سنت ہے۔ (کنز: ۱۹/۷۰)

آپ ﷺ نے نرم بستر سے انکار کیا۔ (سیرت: ۷/ ۱۲۷)

آپ ﷺ نے گدا پسند نہیں کیا۔ (ترمذی)

آپ ﷺ نے نرم بستر کی درخواست مسترد فرمائی ہے۔ (خصائل: ص ۲۸۰)

آپ ﷺ کے پاس صرف ایک ہی بستر تھا۔ (مواہب لدنیہ: ۵/ ۵۲)

سوتے وقت آپ ﷺ کے قرآنی معمولات کا بیان

سوتے وقت الم سجدہ اور سورہ ملک پڑھنا سنت ہے۔ (ترمذی: ص ۱۷۶)

حم سجدہ بھی پڑھنا سنت ہے۔ (درمنثور: ۷/ ۲۳۳)

آپ ﷺ جب تک سورہ زمر اور سورہ بنی اسرائیل نہ پڑھ لیتے سوتے نہیں تھے۔ (اذکار نبوی: ص ۷۷)

مسبحات کی تلاوت کرنا سنت ہے۔ (ابوداؤد: ۶۸۹)

سورہ کافرون پڑھنا سنت ہے۔ (مجمع: ۱/ ۱۲۱)

آل عمران کی آخری آیتیں پڑھنا سنت ہے۔ (ابن سنی: ص ۲۸۸)

معوذتین کی تلاوت کرنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۹۳۵)

آیۃ الکرسی تلاوت کرنا سنت ہے۔ (کنزالعمال: ۱۹/ ۲۳۶)

سوتے وقت قرآن پڑھنے کی فضیلت: آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص رات میں چالیس آیتوں کی تلاوت کرے گا وہ غافلین میں شمار نہیں لکھا جائے گا اور جو ایک سو آیتوں کی تلاوت کرے گا وہ قانتین عبادت گزار میں لکھا جائے گا۔

(ابن سنی: ص ۶۷۲)

سورہ حشر کی آخری آیتیں تلاوت کرنا سنت ہے۔ (ابن سنی: ص ۷۱۸)

بقرہ کی دس آیتوں کی فضیلت: جو سورہ بقرہ کی دس آیتیں پڑھے گا شیطان تین دن تک اس کے گھر میں داخل نہیں ہوگا۔ وہ دس آیتیں آیۃ الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں اور آخر کی تین آیتیں۔ (داری: ۱/۴۴)

جو ان آیتوں کو سوتے وقت پڑھے گا وہ قرآن نہ بھولے گا۔ (داری: ص ۴۴۹)

اخلاص پڑھ لی تو ہر شر سے حفاظت: جب تم نے اپنے پہلو کو بستر پر رکھ دیا، اور سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھ لی تو موت کے علاوہ ہر شئے سے مامون ہو گئے۔ (۱۹/۴۳۱)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں کسی عقلمند کے متعلق یہ گمان نہیں کرتا کہ وہ سورہ بقرہ کی تین آیتیں پڑھے بغیر سو جائے۔ (اذکار: ص ۸۰)

سوتے وقت ذکر کرنے کی فضیلت: سوتے وقت ذکر کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے۔ (مسند احمد: ۵/۲۳۵)

ذکر کی حالت میں سونے والے پر فرشتے کی نگرانی ہوتی ہے۔

(الدعا للطبرانی: ص ۲۲۰)

ذکر اللہ میں مشغول بستر مسجد ہو جاتا ہے اور ذکر اور نماز میں ہوتا ہے تاوقتیکہ بیدار نہ ہو۔ (فتح الباری: ۱۱/۱۱۰)

ذکر کرتا ہوا سونا سنت ہے۔

گناہ معاف کرنے والی دعا: آپ ﷺ نے فرمایا جو اپنے بستر پر آئے اور یہ دعا پڑھے (سونے کے لئے) تو اس کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔

"لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ سُبْحَانَ

اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔"

(عمل الیوم للنسائی: ص۸۱۸)

آپ ﷺ جب رات کو بیدار ہوتے تو تین مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھتے۔

(الدعا)

آپ ﷺ نے فرمایا جو بستر پر جاتے وقت اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ تین مرتبہ پڑھ لے اس کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ خواہ سمندر کے جھاگ یا درختوں کے پتوں یا ریت کی تعداد یا ایام دنیا کے برابر ہوں۔ (کنز:۱۹/۴۰)

خادم سے بہتر وظیفہ: نبی پاک ﷺ نے حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ تم کو خادم سے بہتر چیز نہ بتادوں (وظیفہ) جب تم دونوں بستر پر جاؤ تو ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ پڑھ لیا کرو یہ تم دونوں کے لئے خادم سے بہتر ہے۔ (بخاری:۲/۹۳۵)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب سے آپ ﷺ نے یہ فرمایا تب سے ہم نے کبھی اس کا ورد نہیں چھوڑا چنانچہ صفین کے موقع پر (جو ایک تاریخی جنگ تھی) بھی نہیں چھوڑا۔ آخر رات میں موقع ملا تو پڑھ لیا۔ (ابوداؤد:۲/۶۹۰)

اللہ کی نداء: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا رب ہر رات جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے۔ تو آسمانی دنیا پر نزول فرماتے ہیں۔ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو دوں، کون ہے جو مجھ سے گناہوں کی معافی چاہے میں اسے معاف کردوں۔ (بخاری:۱۵۳)

اللہ سب سے زیادہ قریب کس وقت: نبی پاک ﷺ سے یہ آپ فرمارہے تھے اللہ پاک سب سے زیادہ قریب بندے کے آخر شب میں ہوتا ہے اگر تم سے ہو سکے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والوں میں سے ہو جاؤ۔ (ترمذی:۲/۱۹۸)

سوتے وقت دعاؤں کے سلسلہ میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

فطرت پر انتقال: رسول پاک ﷺ نے فرمایا جب تم بستر پر آؤ تو وضو کرو دائیں کروٹ لیٹو یہ دعا پڑھو اگر تمہارا انتقال ہوگیا تو فطرت اسلام پر ہوگا۔

"اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْکَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْکَ وَوَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ وَاَلْجَئْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْکَ رَغْبَۃً وَّرَھْبَۃً اِلَیْکَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنْکَ اِلَّا اِلَیْکَ اٰمَنْتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ۔" (بخاری: ص۹۳۵)

نبی پاک ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیَا۔ (بخاری)

نبی پاک ﷺ سونے کا ارادہ فرماتے تو دایاں ہاتھ رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دعا فرماتے۔ اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ۔ (نسائی: نمبر۷۶۰)

ایک روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا جو بستر پر جائے تو یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ رَبَّنَا وَ رَبَّ کُلِّ شَیْءٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِیْ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَکَ شَیْءٌ اَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ وَاقْضِ عَنَّا الدَّیْنَ۔" (کنز: ۲۴۸/۱۹)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب تم بستر پر جاؤ تو یہ دعا پڑھو۔

"بِسْمِ اللّٰہِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔" (عمل الیوم للنسائی: ص۷۶۹)

بیدار ہوکر پڑھنے سے دعا قبول: جو شخص رات کو بیدار ہو اور یہ دعا پڑھے

پھر مغفرت کی دعا مانگے یا اور دعا کرے تو قبول ہوتی ہے، اور وضو کر کے نماز پڑھے قبول ہوتی ہے۔

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ. وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ."

(الدعا: ۲/۱۱۵۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ رات کو بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ." (حاکم: ۱/۵۴۰)

دوبارہ سونے پر: جب دوبارہ سوئے تو یہ دعا پڑھے:

"بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ رَدَدْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ اَحَدً مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ." (بخاری)

ایک روایت میں کہ حضور ﷺ تہجد سے فارغ ہونے کے بعد بستر پر تشریف لے گئے اور یہ دعا پڑھی:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ اَللّٰهُمَّ لَا اَسْتَطِيْعُ ثَنَاءً عَلَيْكَ وَلَوْ حَرَصْتُ وَلٰكِنْ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ." (ابن سنی: نمبر ۷۶۶)

آپ ﷺ نے فرمایا جب بندہ دائیں بائیں کروٹ لیتا ہے اور یہ دعا پڑھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اپنے ملائکہ سے میرے بندے کو دیکھو اس وقت بھی

مجھے نہیں بھولا۔ تم گواہ رہو میں نے رحم کیا اور میں نے اس کی مغفرت کردی۔

"اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ." (ابن سنی: ص ۷۵۵)

رات میں جب اٹھے آسمان کی جانب نظر کرے تو یہ پڑھے:

اِنَّ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ سے آخر سورہ تک اور رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سے اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ تک۔

(بخاری)

نیند آنے کے چند کلمات: آپ ﷺ نے فرمایا ایسے کلمات نہ بتاؤں کہ پڑھے تو نیند آجائے۔

"اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرْضِيْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضَلَّتْ كُنْ لِّىْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ اَجْمَعِيْنَ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَىَّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ اَوْ يَطْغٰى عَزَّ جَارُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ." (مجمع: ۲۶/۱۰)

نیند اچاٹ ہونے پر: حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رات میں نیند نہ آنے اور اُچٹ جانے کی شکایت کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ دعا پڑھو۔

"اَللّٰهُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَهَدَأَتِ الْعُيُوْنُ وَاَنْتَ حَيٌّ قَيُّوْمٌ لَا تَاْخُذُكَ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اَهْدِئْ لَيْلِىْ وَاَنِمْ عَيْنِىْ." (اذکار)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضورِ اقدس ﷺ کو نیند نہ آنے کی شکایت کی۔ تو آپ نے یہ دعا تعلیم فرمائی۔

"اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ۔" (ابن سنی: ص۷۵۶)

خوف و ہراس کی دعا: حضرت عمر بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ خوف و ہراس کے وقت یہ دعا سکھاتے تھے۔

"اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ۔" (ابوداؤد: ص۵۴۲)

بیدار ہونے پر: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب نیند سے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔"

(ابوداؤد: ۶۸۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم نیند سے بیدار ہو تو یہ دعا پڑھو۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ فِيْ جَسَدِيْ وَرَدَّ عَلَيَّ رُوْحِيْ وَاَذِنَ لِيْ بِذِكْرِهٖ۔" (ترمذی: ص۱۷۶)

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نیند سے ہو تو یہ دعا پڑھے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَدَّ عَلَيْنَا رُوْحَنَا بَعْدَ اِذْ كُنَّا اَمْوَاتًا۔"

(طبرانی)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِيْ

وَاَسْئَلُكَ رَحْمَتَكَ اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنِیْ وَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔"

(عمل الیوم النسائی: ص۶۵)

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو آدمی نیند سے بیدار ہو یہ دعا پڑھے۔

"سُبْحَانَ اللّٰهِ الَّذِیْ یُحْیِی الْمَوْتٰی وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔"

خواب دیکھنے پر دعا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی پسندیدہ بہترین خواب دیکھے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے پس الحمد للہ کہے اور اسے ذکر کرے۔ (بخاری: ص۱۰۳۲)

آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو بائیں جانب تھتکار دے اور یہ دعا پڑھے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ وَسَیِّئَاتِ الْاَحْلَامِ"

(ابن سنی: ص۷۷۰)

تعبیر کی دعا: تعبیر بتاتے وقت یہ دعا پڑھنا سنت ہے۔

"خَیْرًا تَلَقَّاهُ وَشَرًّا تَوَقَّاهُ وَخَیْرٌ لَّنَا وَشَرٌّ لِاَعْدَائِنَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔" (سبل الهدیٰ: ص۱۴۱۱)

ایک روایت میں یہ دعا منقول ہے۔

"خَیْرًا رَأَیْتَ وَخَیْرٌ یَكُوْنُ۔" (اذکار: ص۱۳۰)

آپ ﷺ کی عادت طیبہ تھی کہ اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے یہ پوچھا کرتے تھے کہ آج تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے پس جو خواب دیکھتا آپ کے سامنے پیش کرتا۔ (تجرید بخاری ۲/۳۰۱۰۳)

اچھے خواب پسندیدہ ہیں: نبی کریم ﷺ کو اچھے خواب بہت پسند تھے۔

آپ ﷺ لوگوں سے اکثر پوچھا کرتے تھے۔ پھر اس کی تعبیر بتاتے تھے۔

(ابوداؤد)

پہلی تعبیر واقع ہوتی ہے: جس کے پاس اولاً خواب پیش کرے پس وہی اس کی تعبیر ہے۔ (پہلے بندے نے جو خواب کی تعبیر بتائی اُسی تعبیر کا اعتبار ہوگا) اس لئے حکم ہے کہ ہر کسی سے خواب بیان نہ کرے۔ حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ مسند عبدالرزاق میں ابوقلابہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ جیسی تعبیر دی جائے واقع ہوتی ہے۔ (فتح: ۱۲/۴۳۲)

نبوت کا چالیسواں حصہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا اچھے خواب نبوت کے چالیسویں حصے کا ایک حصہ ہیں۔ (بخاری: ص ۱۰۳۵)

آپ ﷺ نے فرمایا نبوت میں اور کچھ باقی نہیں علاوہ مبشرات کے صحابہ نے عرض کیا مبشرات کیا ہے آپ نے فرمایا اچھے خواب ہیں۔ (بخاری: ۲/۱۰۳۵)

نبی پاک ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اچھے خواب دیکھے تو وہ اللہ کی جانب سے ہے اس پر الحمد للہ کہے اور بیان کرے۔ (بخاری: ص ۱۰۴۳)

تین قسم کے خواب: آپ ﷺ نے فرمایا خواب تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ① اللہ کی طرف سے بشارت ② خیالی باتیں ③ شیطان کا خوفزدہ کرنا۔

(ابن ماجہ: ص ۲۷۹)

کس سے ذکر کرے: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم کوئی اچھے خواب دیکھو تو اسے کسی سے ذکر نہ کرو۔ سوائے اپنے دوستوں کے اور جب برا خواب دیکھو تو کسی سے نہ کہو اس سے کوئی ضرر نہ ہوگا۔ (بخاری: ص ۱۰۴۳)

آپ ﷺ نے فرمایا زیادہ سچا خواب صبح کے وقت ہوتا ہے۔

(ترمذی: ص ۳۹۷)

آپ ﷺ نے فرمایا جو سچ بولنے والا ہوتا ہے اس کے خواب بھی سچے

ہوتے ہیں۔ (ابن ماجہ: ص ۲۸۰)

آپ ﷺ نے فرمایا خواب کسی عالم خیر خواہ کے علاوہ کسی اور کو بیان مت کرو۔ (مجمع: ۱۸۲/۷)

آپ ﷺ کی زیارت کی نعمت

آپ ﷺ نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا تحقیق اس نے بیداری میں دیکھا۔ (کنز: ۲۷۴/۱۹)

آپ ﷺ نے فرمایا جو مجھے خواب میں دیکھے وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔

جس نے آپ ﷺ کو خواب میں ایک مرتبہ دیکھا وہ بعد الموت مخصوص آپ ﷺ کے دیدار سے نوازا جائے گا۔ (فتح الباری: ۳۸۵/۱۲)

جس نے آپ ﷺ کو خواب میں مسکراتا دیکھا اس کو اتباع سنت کی توفیق ہوگی۔ (مجمع: ص ۲۳۲)

حضرات انبیاء علیہم السلام کو خواب میں دیکھنا صلاح تقویٰ اور کمال مرتبہ اور فلاح کی علامت ہے۔ (فتح الباری: ۳۸۷/۱۲)

آپ ﷺ کی زیارت قیامت میں شفاعت وسفارش کی علامت ہے۔

(القول البدیع: ص ۴۳)

زیارت کے حصول کا بیان

شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ترغیب اہل العادہ میں لکھا ہے کہ شب جمعہ میں دو رکعت نماز نفل ادا کرے۔ ہر رکعت میں ۱۱ بار آیۃ الکرسی اور ۱۱ بار قل ہو اللہ اور سو بار درود شریف سلام کے بعد پڑھے ان شاء اللہ تین جمعہ گذرنے نہ پائیں گے کہ زیارت نصیب ہوگی درود شریف مندرجہ ذیل ہے۔

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ."

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے قول بدیع میں بیان کیا ہے جو اس درود شریف کو پڑھے گا خواب میں دیکھے گا۔

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ اَهْلُهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا نُحِبُّهٗ وَتَرْضٰى لَهٗ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَرْوَاحِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَجْسَادِ. صَلِّ عَلٰى قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِي الْقُبُوْرِ." (فضائل درود: ص،۱۳)

تکیہ کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

تکیہ کا استعمال سنت ہے حضور اقدس ﷺ کو ایک تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا گیا۔ جو بائیں جانب تھا۔ (ترمذی: ص۱۰۱)

تکیہ دائیں بائیں دونوں جانب ہر ایک صورت جائز ہے۔ (جمع الوسائل)

مہمان کو تکیہ پیش کرنا سنت ہے۔ (مختصر بخاری: ص۹۳۸)

گھر میں تکیہ لگا کر بیٹھنا سنت ہے۔ (شعب الایمان: ص۱۹۵)

بالوں والا تکیہ سنت ہے۔ (مسند احمد: ۳/۳۷۳)

چمڑے کا تکیہ سنت ہے۔ (مسلم: ۱/۱۹۳)

تکیہ کا بھراوا گھاس (اذخر) سے سنت ہے۔

سوتے وقت تکیہ کا استعمال سنت ہے۔ (مسند احمد: ص۳۶۹)

مجلس میں تکیہ پر ٹیک لگا کر بیٹھنا سنت ہے۔ (الادب المفرد: ص۱۱۹۸)

علماء کے لئے گنجائش: عالم اور مقتداء کے لئے گنجائش ہے کہ مجلس میں ٹیک لگا

کر بیٹھے یہ عجب اور کبر کی بات نہیں نبی پاک ﷺ سے جو طریقہ منقول ہے وہ اس سے محفوظ ہے۔ (شمائل کبریٰ: ۱/ ۴۳۸)

مہمان کو تکیہ اکراماً پیش کرنا: آپ ﷺ نے فرمایا...... اے سلمان نہیں یہ بات کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان کے پاس داخل ہو اور اسے اکراماً تکیہ پیش کرے مگر یہ کہ اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ (سیرۃ الشامی: ۷/ ۵۶۹)

چادر کا تکیہ: چادر یا کسی کپڑے کا تکیہ بنا کر رکھنا سنت ہے۔ (سیرۃ الشامی: ۷/ ۲۷۱)

حضرت حباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ ﷺ کعبہ کے سایہ میں اپنی چادر پر ٹیک لگائے تشریف فرماتے۔ (سیرۃ: ۷/ ۲۴۱)

ضرورت کی بنا پر مسجد میں بھی تکیہ یا کسی کپڑے کا سہارا لے کر بیٹھا جا سکتا ہے۔ (سیرۃ: ۷/ ۲۴۱)

سہارا لے کر چلنا: مرض کی وجہ سے انسان کا سہارا لے کر چلنا سنت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ بیمار تھے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سہارے باہر تشریف لائے۔ (شمائل: ص ۱۰)

سرمہ کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

سونے سے قبل سرمہ لگانا سنت ہے۔ (شمائل ترمذی: ص ۵)

سرمہ لگانے کا مسنون طریقہ: دونوں آنکھوں میں تین تین مرتبہ سرمہ لگانا سنت ہے۔ (سیرت الشامی: ۷/ ۵۴۸)

سرمہ طاق عدد میں لگانا سنت ہے بائیں آنکھ میں دو بھی مسنون ہے۔ (مجمع: ۵/ ۹۹)

آنکھ میں دو دو اور ایک مشترک دونوں میں تاکہ طاق ہو جائے یہ بھی سنت ہے۔
(شعب الایمان: ۲/۲۱۹)

سرمہ لگانے کے تین طریقے:

① دونوں آنکھوں میں تین تین سلائی لگائے۔
② دائیں میں تین اور بائیں میں دو سلائی۔
③ دونوں آنکھوں میں دو دو لگائے پھر ایک دونوں آنکھوں میں مشترک۔

اثمد سرمہ آپ ﷺ سونے سے پہلے تین سلائی ڈالا کرتے تھے۔
(شمائل: ص ۵)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ کے پاس کالا سرمہ تھا۔
(سیرۃ الشامی: ۷/۵۲۸)

سرمہ دانی رکھنا سنت ہے۔ (شمائل: ص ۵)

سفر میں سرمہ کا اہتمام کرنا سنت ہے اور سرمہ دانی ساتھ رکھنا سنت ہے۔
(سیرۃ الشامی: ۷/۵۲۶)

سفر میں اشیاء ساتھ لے جانے کی سنتیں

پانچ چیزیں آپ ﷺ نہ حضر میں اور نہ سفر میں چھوڑا کرتے تھے۔ آئینہ، سرمہ دانی، تیل، کنگھی، مسواک۔ (طبرانی)

ایک روایت میں قینچی اور ایک روایت میں کھجانے کی لکڑی بھی ہے۔

انگوٹھی کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

انگوٹھی سنت ہے۔ (بخاری: ۲/۸۷۳)

آپ ﷺ نے ایک انگوٹھی بنائی اور اس پر محمد رسول اللہ نقش کرایا۔
(نسائی: ۲/۲۸۸)

آپ ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی اسی کا تھا۔

(بخاری: ص ۸۷۲)

آپ ﷺ کے پاس ایک انگوٹھی تھی جس کا نگینہ بھی اسی کا تھا۔

(ابوداؤد: ص ۵۷۹)

آپ ﷺ کی متعدد انگوٹھیاں تھیں۔ (مجمع: ۱۴)

نگینہ کے حبشی ہونے کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حبشی پتھر کا ہو جو یمن سے آتا تھا۔ یا یہ کہ اس کا بنانے والا حبشی تھا۔ (جمع الوسائل: ص ۱۲۸)

انگوٹھی کا پتھر: آپ ﷺ کی انگوٹھی کا پتھر عقیق کا تھا جس کا رنگ کالا تھا۔

(جمع الوسائل: ص ۱۳۸)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس عقیق پتھر کی انگوٹھی تھی۔ (عمدۃ القاری: ۲۲/۳۳)

آپ ﷺ نے انگوٹھی پر محمد رسول اللہ لکھنے سے منع فرمایا۔ (نسائی: ص ۲۹۰)

یہ ممانعت آپ ﷺ کی زندگی کے ساتھ خاص تھی۔

لہٰذا اس زمانے میں محمد رسول اللہ کا نقش برکۃً درست ہوگا البتہ علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس کا نام محمد ہو وہ اس نقش کو نہ کرائے۔ (جمع الوسائل)

انگوٹھی کس ہاتھ میں پہنے: نبی پاک ﷺ انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔ (ابوداؤد: ص ۵۸۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی ہے۔ (ابوداؤد شریف: ص ۵۸۰)

چونکہ آپ ﷺ سے دونوں ہاتھوں میں پہننا ثابت ہے لہٰذا علماء نے دونوں طریقے اختیار کیے ہیں۔

حضرات شوافع رحمہم اللہ تعالیٰ نے دائیں ہاتھ کو افضل اور راجح مانا ہے۔

(عمدۃ القاری: ۲۲/۳۷)

علامہ عینی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے احناف کے حوالے سے لکھا ہے کہ احناف کے یہاں ہے کہ بائیں ہاتھ کے خنصر میں پہنے باقی کسی میں نہیں پہنے۔ (عمدہ: ۲۲/۳۷)

امام مالک رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بائیں کو مستحب قرار دیا ہے۔

فقیہ ابو اللیث رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے دونوں کو مساوی کہا ہے۔ (عمدہ: ۲۲/۳۷)

انگوٹھی کس ہاتھ میں سنت ہے امام بخاری نے باب الخاتم فی الخنصر میں باب قائم کر کے اشارہ فرمایا کہ انگوٹھی سب سے چھوٹی انگلی میں سنت ہے۔ عمدۃ القاری میں ہے کہ خنصر چھوٹی انگلی کے ساتھ والی کے علاوہ دوسرے میں مکروہ ہے۔ (۲۲/۳۷)

کس انگلی میں پہننا بالکل ممنوع ہے: حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے اس انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔ پھر بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔ (نسائی: ص ۲۸۹)

علامہ عینی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے عمدۃ القاری میں ذکر کیا ہے۔ کہ خنصر کے علاوہ میں مکروہ اور خلاف سنت ہے۔ (حاشیہ ابن ماجہ: ۲۳/۳۷)

ممنوع انگوٹھیاں: پیتل، سٹیل، لوہے کی انگوٹھی خلاف سنت ہے۔

(ابوداؤد: ص ۵۸۰)

آپ ﷺ نے ایک آدمی کے پاس سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو نکال دو اس نے لوہے کی انگوٹھی پہنی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ تو اس سے زیادہ بری ہے چنانچہ اس نے چاندی کی انگوٹھی پہن لی تو آپ ﷺ خاموش رہے۔ (عمدہ: ۲۲/۳۳)

عقیق کی انگوٹھی: آپ ﷺ نے فرمایا جو عقیق کی انگوٹھی بنائے گا وہ ہمیشہ بھلائی پائے گا۔ (مجمع الزوائد: ۵/۱۵۷)

حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے مروی ہے کہ خاندان جعفر سے ایک بندہ

آپ ﷺ کے پاس آیا، اور کہا آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ اے اللہ کے رسول آپ میرے ساتھ کسی کو بھیج دیجئے جو چپل اور انگوٹھی خریدے آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور فرمایا بازار جاؤ چپل خرید لو مگر کالا نہ ہو انگوٹھی خرید لو جس کا نگینہ عقیق کا ہو۔ (مجمع: ص ۱۵۸)

نگینہ کس طرف رکھے: آپ ﷺ اپنے انگوٹھی کا نگینہ اپنے ہتھیلی کے طرف رکھتے تھے۔ (ابن ماجہ: ص ۲۵۹)

علامہ مناوی ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ عجب خوشنمائی سے بچنے اور نقش کی حفاظت کی پیش نظر یہی بہتر ہے۔ (مجمع: ص ۱۵۲)

پاخانہ جاتے وقت انگوٹھی نکال لینا بہتر ہے۔ (نسائی: ص ۲۸۹)

سونے کی انگوٹھی مردوں کو حرام ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۲۵۶)

سونے کی انگوٹھی جہنم کی مددگار ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۷۸)

بالوں کے سلسلے میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

آپ کے بال کہاں تک تھے: نبی پاک ﷺ کے بال مبارک کانوں تک تھے۔ (بخاری: ۱/ ۷۶۸)

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ احادیث شریفہ میں آپ ﷺ کے بال مبارک کی چھ کیفیتوں کا ذکر ہے۔ ① نصف کانوں تک ② کانوں کی لو تک ③ کندھے اور کانوں کی لو تک ④ کندھے تک ⑤ کندھے کے قریب ⑥ چوٹیوں کی شکل میں۔

آپ کے بال کیسے تھے: آپ ﷺ کے بال گھنے تھے (دلائل النبوۃ: ۲۲۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال پیچیدہ گھنگھریالے تھے۔ (مختصراً: بخاری: ص ۸۷۵)
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نہ بالکل پیچیدار تھے نہ بالکل سیدھے۔ (مختصر شمائل:)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کو چپکا ہوا دیکھا۔ (بخاری: ۲/۸۷۶)

شیشہ دیکھنا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیشہ دیکھنا دانائی اور عقل مندی ہے۔ (کنز: ۶/۲۸۱)

بالوں میں مانگ نکالنا سنت ہے۔ (ابوداؤد: ۲/۲۲۲)
تیل کثرت سے استعمال کریں۔

کنگھی: نیند سے بیدار ہونے کے بعد کنگھی کرنا مستحب ہے۔
سونے سے پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کنگھی کرنا ثابت ہے۔ (سیرۃ الشامی)

مونچھیں کاٹنے کی سنن و آداب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جمعہ کے دن مونچھیں کاٹیں اس کے لئے ہر بال کے بدلے دس نیکیوں کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (کنز: ۶/۲۷۸)

ناخن کا مسئلہ: اگر ضرورت ہو تو رات کو بھی ناخن کاٹ سکتے ہیں کیونکہ الخیر لا یوخر کہ خیر کو موخر نہیں کیا جا سکتا۔ (عالمگیری: ص ۳۵۸)

بالوں کو منڈوانے اور رکھنے کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ سر پر بال رکھنے کی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج اور عمرہ کے موقع پر بال استرے سے صاف کرائے۔ اس کے علاوہ کسی موقع پر منڈوانا ثابت نہیں علامہ سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے فتاویٰ میں بیان کیا ہے کہ

ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے صرف چار مرتبہ بال منڈوائے ① حدیبیہ ②
عمرۃ القضاء ③ عمرۃ جعرانہ ④ حجۃ الوداع۔

شرح احیا میں علامہ زبیدی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ حج اور عمرہ کے علاوہ کہیں آپ ﷺ سے بال منڈانا ثابت نہیں ہے۔ (مسلم: ۲/۴۰۸)

بعض علماء کی رائے ہے کہ سر نہ منڈوانا بہتر ہے سر منڈوانا خوارج کی علامت ہے۔ (اتحاف: ۲/۱۳۰۸)

امام غزالی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے لکھا ہے کہ جو شخص تنظیف کا ارادہ کرے اسے سر منڈوانے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تنظیفاً سر منڈوایا کرتے تھے۔ (اتحاف: ۲/ ۴۰۸)

مانگ نکالنا: حضرت عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں جب آپ ﷺ کی مانگ نکالتی تو بیچ سر بالوں کو پھاڑ دیتی اور پیشانی کے بالوں کو دونوں آنکھوں کے درمیان کر لیتی۔ (ابن ماجہ: ص ۳۶۳۳)

ابن قیم رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ شروع میں یونہی چھوڑ دیتے تھے۔ پھر مانگ نکالا کرتے تھے۔ (مجمع الوسائل: ۱/ ۱۸)

ملا علی قاری رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے مانگ کو سنت قرار دیا ہے۔ (عمدۃ القاری: ۲۲)

بالوں کو قینچی سے تراشنا: سر کے بالوں کا قینچی سے تراشنا سنت ہے۔

حضرت بادیہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا نے کہا کہ میں نے نبی پاک ﷺ کے موئے مبارک مروہ کے پاس قینچی سے تراشے ہیں۔ (مسلم: ص ۴۰۸)

اس سے معلوم ہوا کہ قینچی کا استعمال اور بال تراشنا کم کرنا خلاف سنت نہیں۔

انگریزی بال ناجائز ہیں: مگر خیال رہے کہ کسی جگہ کم کسی جگہ زیادہ کاٹنا جیسا کہ انگریزی بالوں میں ہوتا ہے یہ ناجائز ہے ہر طرف کے بال یکساں ہونا چاہئے۔

بالوں کا اکرام لازم ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جس کے بال ہوں وہ اس کا اکرام کرے۔ (مشکوۃ: ص ۳۸۴)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت محمد ﷺ سے پوچھا کہ میرے بال ہیں کیا میں ان میں کنگھی کروں آپ ﷺ نے فرمایا اس کا اکرام کرو۔ (ص ۳۸۴)

ایک روایت میں ہے کہ ہر دن دو مرتبہ کنگھی کرتے تھے۔ (ص ۳۸۳)

بالوں میں تیل لگانا: بالوں کو خشک اور پراگندہ رکھنا خلاف سنت ہے۔

(مشکوۃ: ص ۳۸۴)

کثرت سے تیل لگانا سنت ہے، آپ ﷺ کثرت سے سر میں تیل لگایا کرتے تھے اور پانی سے داڑھی سنوارتے تھے۔ (بیہقی شعب الایمان: ۲۲۶/۵)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ بکثرت سر میں تیل لگاتے تھے۔ اور داڑھی کو سنوارتے یہاں تک آپ ﷺ کے کپڑے تیلی کی طرح ہو جاتے تھے۔ (شمائل: ص ۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ وہ دن میں دو مرتبہ تیل لگاتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ: ۳۹۴/۸)

خصوصاً اہل علم کے لئے تیل لگانا بہت ضروری ہے اس سے دماغ میں خشکی پیدا نہیں ہوتی۔ اس سے دماغ تر اور قوی رہتا ہے۔ اہل علم کے لئے تیل بہت ضروری ہے۔

تیل لگانے کا مسنون طریقہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب آپ ﷺ تیل لگاتے اسے بائیں ہاتھ میں رکھتے پہلے دونوں بھوؤں پر لگاتے پھر دونوں آنکھوں پر پھر سر پر لگاتے۔ (شیرازی کنز: ۴۰/۷)

آپ ﷺ نے فرمایا جو کوئی تم میں تیل لگائے تو بھنوؤں سے شروع کرے

اس سے سر کا درد دور ہوتا ہے۔ (فیض القدیر: ص ۲۰۲)

آپ ﷺ تیل کی ابتدا (پیشانی کی جانب) سے کرتے۔ (سیرۃ: ۷/ ۵۴۷)

بغیر بسم اللہ پڑھے تیل لگانا خلافِ سنت ہے۔ بسم اللہ پڑھے بغیر ستر شیاطین اس کے ساتھ شریک ہوجاتے ہیں۔ (جامع صغیر: ص ۵۱۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کے سر میں کنگھی کرتی تھی اور میں حالت حیض میں ہوتی۔ (بخاری: ص ۸۷۸)

آپ ﷺ بیدار ہوتے، مسواک کرتے کنگھی فرماتے اور وضو فرماتے۔

(جمع الوسائل: ۱/ ۸۴)

ناغہ کے ساتھ کنگھی: آپ ﷺ نے کنگھی کرنے سے منع فرمایا مگر ناغہ کر کے۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۸۲)

تزئین کے لئے تیل کثرت سے لگانا خلاف سنت ہے۔ (شعب الایمان: ص ۵۴۰)

آپ ﷺ کنگھی کرنے میں اور جوتا پہننے میں دائیں کو اختیار کرتے۔

(بخاری: ص ۸۷۸)

اپنے ساتھ رکھنے کی مسنون اشیاء

تیل، کنگھی، آئینہ پاس رکھنا سنت ہے۔ (سیرۃ: ۷/ ۵۴۵)

نبی پاک ﷺ کنگھی کو اپنے سے الگ نہیں کرتے تھے بلکہ ساتھ رکھتے تھے۔ (طبرانی)

آپ ﷺ جب سفر فرماتے تو کنگھی اور تیل ساتھ رکھتے۔

(ابو حمید سیرۃ: ۷/ ۵۴۶)

آپ ﷺ مصلی مسواک اور کنگھی سفر میں ضرور ساتھ رکھتے۔ (طبرانی)

آپ ﷺ ہمیشہ کنگھی اور مسواک ساتھ رکھتے تھے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۳۶۷)

کیسی کنگھی: آپ ﷺ کے ساتھ جو کنگھی تھی وہ ہاتھی دانت کی بنی ہوئی تھی۔
(سیرۃ: ۷/۵۳۶۷)

بالوں کا کیا کرو: آپ ﷺ نے فرمایا اپنے ناخنوں اور بالوں کو دفن کرو۔ تاکہ جادوگر اس سے نہ کھیلیں۔ (کنز: ۶/۳۷۳)

آپ ﷺ بال اور ناخن دفن کرنے کا حکم دیتے تھے (شعب الایمان: ۵/۲۳۲)

اس سے معلوم ہوا کہ ناخن، بال اور خون آدمی کو دفن کرنا چاہئے یہ مستحب ہے اور ناپاک مقام پر ڈالنا یہ مکروہ ہے۔ (مرقات: ۴/۴۵۲)

بچوں کے بال کا بیان

بچوں کے بال منڈوانا سنت ہے، حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے سر مونڈنے والے کو بلایا اور حکم فرمایا کہ ہمارا سر مونڈ دے۔ (ابوداؤد: ص ۷۷)

بچوں کے بالوں کا بزار رکھنا خلاف سنت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۸۴)

انگریزی یا ہندی بال رکھنا خلاف سنت ہے۔ (مسلم: ۲/۲۰۳)

بڑے بالوں کا رکھنا خلاف سنت ہے۔

حد سے زیادہ بڑے بال رکھنا ممنوع ہے: وائل بن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی پاک ﷺ نے منع فرمایا جب میرے بال لمبے تھے۔
(ابن ابی شیبہ: ص ۲۶۷)

کیا ہی اچھا آدمی ہے کاش اس کے بال اور ازار نہ لٹکتے حریم کو اس کی خبر پہنچی تو انہوں نے بالوں کو کاٹ کر اور ازار کو نصف ساق کر لیا۔ (ابوداؤد: ص ۵۶۵)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ جمعہ کے دن محافظ دستوں کو بھیجا

کرتے تھے۔ تاکہ وہ مسجد کے دروازے پر کھڑے رہتیں اور جن کے بال لمبے ہوں اس کو کاٹ دیں۔ (ابن ابی شیبہ: ۸/۲۶۷)

دوسرے کے بالوں کا لگانا حرام ہے۔ (نسائی: ص ۲۹۲)

عورتوں کے بال کاٹنا ممنوع: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی بیویاں بالوں کو کاٹتی تھیں۔ یہاں تک کہ وہ گردن کے قریب ہو جاتے تھے۔ (مسلم: ۱/۱۴۸)

خیال رہے کہ ازواج مطہرات کا بالوں کا کاٹنا نبی کریم ﷺ کے وفات کے بعد کا تھا اس لئے کہ بالوں کا طول عورتوں میں حسن کا سبب ہے وہ نہ رہے۔ یہ کاٹنا زینت اور خوشنمائی کے طور پر نہ تھا۔ یہ ترک زینت اور خوشنما نہ لگنے اور بالوں کے طول کی ضرورت نہ سمجھنے کی بنیاد پر تھا۔ چونکہ آپ ﷺ کی وفات ہو چکی تھی اس لئے زینت کی ضرورت باقی نہ تھی۔ (فتح الملہم: ۱/۳۷۲)

خیال رہے کہ بال بڑھنے کی نیت سے بھی کاٹنا درست نہیں دراصل عورتوں کو بال کاٹنے کی بالکل اجازت نہیں مطلقاً ممنوع ہے یہ ضعیف بیوہ کو کچھ کاٹنے کی اجازت ہو سکتی ہے اس کے علاوہ کسی کو بھی مطلقاً اجازت نہ ہوگی۔ نیز یہ کہ معمولی اجازت دیگر مفاسد کا سبب بن سکتی ہے۔ مردوں کو بھی اگر داڑھی کے بال تھوڑے نکلے ہوں زیادہ نکلنے کی نیت سے استرہ لگانا جائز نہیں۔ (کذا فی فتاویٰ رحیمیہ: ۶/۲۲۹)

آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ عورت اپنے سر کے بال منڈوائے۔ (مشکوٰۃ)

مجبوری کی حالت میں بال کاٹنا عورتوں کے لئے جائز ہے: البتہ اگر سر میں شدید درد ہو اور اس کے دور کرنے سے اس میں خفت ہوتی ہو۔ ایسی صورت میں منڈوانا درست ہے۔ (تکملہ بحر الرائق)

آسمانوں پر ملائکہ کی تسبیح ہے۔ سُبْحَانَ مَنْ زَیَّنَ الرِّجَالَ بِاللُّحٰی وَالنِّسَاءَ

بالذَّوائبِ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو داڑھی سے اور عورتوں کو چوٹیوں سے زینت بخشی۔ (۲۳۱/۹)

البتہ چھوٹی بچی کا بال منڈوانا درست ہے۔ (تنویر الشعور)

بال مبارک سے تبرک اور امراض ونظر میں شفا حاصل کرنا: آپ ﷺ کو دیکھا حجام آپ کا سر مونڈ رہا ہے (حجۃ الوداع کے موقع پر) صحابہ کرام آپ ﷺ کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے وہ نہیں چاہ رہے تھے مگر یہ کہ آپ ﷺ کے سر مبارک سے جو بال گریں وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ ہی میں رہیں (یعنی گریں نہیں اور وہ ان کو تبرکاً رکھ لیں)۔ (مسلم: ۲/۲۵۶)

اس حدیث پاک سے بال مبارک سے برکت حاصل کرنے اور اس کا اکرام و احترام حاصل ہوتا ہے۔ اس سے صالحین کے آثار سے تبرک حاصل کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ (مسلم: ۲/۲۵۶)

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موئے مبارک کو برکت کے لئے رکھنا: خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی موئے مبارک جوان کو حاصل ہوا تھا برکت کے لئے ٹوپی میں رکھا تھا اور اسی کے برکت سے وہ جنگ میں کامیاب ہوتے تھے۔ کسی جنگ کے موقع پر وہ ٹوپی گر گئی تو خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ٹوپی کے حاصل کرنے میں کہ بے حرمتی نہ ہو اور اپنے پاس سے برکت نہ جائے جنگ کر کے حاصل کیا۔ (شفاء: ۱/۹۸)

وہ فرماتے ہیں کہ کسی بھی جنگ میں حاضر نہ ہوا مگر یہ کہ بال مبارک کی برکت سے فتح یاب ہو کر لوٹا۔ (خصائص کبریٰ: ۱/۶۸)

داڑھی کے سلسلے میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

آپ کی داڑھی کی ہیئت: آپ ﷺ کے داڑھی کے بال گھنے تھے۔

(مسلم:۲/۲۵۹)

آپ ﷺ کا سر بڑا اور داڑھی مبارک بڑی تھی۔ (ترمذی فی المناقب)

آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کالی تھی۔ (دلائل النبوۃ:۱/۲۱۷)

داڑھی سنوارنا: داڑھی میں کنگھی کرنا سنت ہے۔

آپ ﷺ بہت کثرت سے سر میں تیل لگاتے اور داڑھی مبارک میں کنگھی فرماتے۔ (مشکوٰۃ:ص۳۸۱)

آپ ﷺ کے پاس ہاتھی کے دانت کی کنگھی تھی جس سے داڑھی میں کنگھی فرماتے۔ (سیرۃ الشامی:۷/۵۴۷)

داڑھی سنوارنا سنت ہے۔

آپ ﷺ آئینہ دیکھ کر داڑھی سنوارتے تھے۔ (فتح الباری:۱۰/۳۶۷)

کنگھی ہمیشہ پاس رکھنا سنت ہے آپ ﷺ کو ہر چیز میں دایاں پسند تھا۔

(خصائل:ص۳۷)

آپ ﷺ ہمیشہ داڑھی سنوارنے کا حکم فرماتے۔ (مشکوٰۃ:ص۳۰۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ ہمیشہ داڑھی میں پانی لگا کر سنوارتے تھے۔ (سیرۃ الشامی:۷/۵۶۷)

خوشبو داڑھی میں: آپ ﷺ مشک سر اور داڑھی میں لگاتے۔

(مرقات:ص۶۶۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیل یا زعفران سر پر لگاتے تو پہلے ہاتھ پر رکھتے پھر داڑھی پر لگاتے۔ یعنی بائیں ہاتھ میں رکھ کر دائیں ہاتھ سے لگاتے۔ (مجمع:۶/۱۶۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم زعفران اور ورس سے داڑھی کو زرد فرماتے (سیرۃ الشامی:۳/۵۴۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب تیل لگاتے تو اولاً ریش بچہ پر لگاتے۔ (سیرۃ:۷/۵۴۷)

غم میں ڈاڑھی پکڑنا: غم و رنج کے وقت داڑھی پکڑنا سنت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب غمگین ہوتے تو داڑھی مبارک کو ہاتھوں سے پکڑتے۔ (مجمع:۶/۶۴۴)

ریش بچہ کا رکھنا سنت ہے اور منڈانا بدعت ہے۔ (مسلم:۲/۲۵۷)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تقریباً ۱۷،۲۰ بال آپ کے ریش بچہ کے سفید تھے۔ (ابن ماجہ: ص ۲۵۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ریش بچہ (نیچے کے ہونٹ کے بال) منڈانا اور کاٹنا خلاف سنت ہے۔ (الشعور: ص ۲۲۱)

داڑھی کے بالوں کو حد درجہ لمبا رکھنا مذموم ہے: داڑھی کے بالوں کا زیادہ لمبا کرنا مذموم ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے داڑھی چھوڑ رکھی تھی۔ اچھی لمبی ہو گئی تھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ ایک مٹھی سے جو نیچے ہو اس کو کاٹ دو اس نے کاٹ دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس طرح کیوں چھوڑ دیتے ہو کہ درندے کی طرح لگتے ہو۔ (عمدہ:۲۲/۴۷)

ایک مشت سے زیادہ کاٹا جا سکتا ہے اگر یہ کاٹنا خلاف سنت ہوتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہرگز نہ کٹواتے۔

داڑھی کے بال زیادہ بڑھ جائیں تو کاٹنا سنت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم داڑھی مبارک کو طول و عرض سے کم کرتے تھے۔ (ترمذی: ص ۱۰۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج و عمرہ کے موقع پر سر کا حلق کراتے تو

داڑھی مٹھی سے پکڑ لیتے پھر ہر چہار جانب سے برابر کرنے کا حکم دیتے۔

(بخاری: ۲/۸۷۵)

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ مٹھی سے زائد لمبی داڑھی کو کاٹ دیتے تھے۔

(ابن ابی شیبہ: ۸/۳۷۵)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ چہرے کے جانب کی داڑھی کو کچھ کاٹ دیا کرتے تھے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین آدمیوں کی داڑھی بڑھی دیکھی تو اسے کھینچنے اور کاٹنے کا حکم فرمایا۔ جو ایک مشت سے زیادہ ہو۔ (عمدۃ القاری: ۲۲/۴۷)

سفید بالوں کو چننا: آپ ﷺ نے فرمایا سفید بال مت چنو یہ مسلمان کا نور ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے قیامت کے دن کا نور ہے۔

(اداب بیہقی: ص ۳۸۶)

ایک آدھا بال کبھی چن لیا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔ (رد المحتار: ۵/۲۲۸)

خشخشی داڑھی: خشخشی داڑھی رکھنا خلاف سنت ہے آپ ﷺ جب وضو فرماتے ہتھیلی میں پانی لیتے اور خلال فرماتے۔ (ابوداؤد: ۱/۱۹)

خشخشی داڑھی قوم لوط کی عادت تھی: آپ ﷺ نے فرمایا قوم لوط کی دس عادتیں تھیں جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے ان میں ایک داڑھی قص اللحیہ۔ داڑھی کا کاٹنا اور تراشنا تھا۔ (درمنثور: ۵/۶۳۳)

خشخشی داڑھی قیامت کی علامت ہے، حضرت کعب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آخر زمانہ میں ایک جماعت ظاہر ہوگی جو داڑھی کو کبوتر کی دم کی طرح چھانٹے گی (یعنی داڑھی چھوٹی کرے گی)۔ (اتحاف: ۲/۴۲۶)

آئینہ دیکھنے کی دعائیں: جب آئینہ دیکھے تو یہ دعا کرنا سنت ہے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ حَسَّنَ خَلْقِیْ وَخُلُقِیْ وَزَانَ مِنِّیْ مَا شَانَ

مِنْ غَيْرِي.“

اور یہ دعا بھی منقول ہے:

”اَللّٰهُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ وَاَوْسِعْ عَلَيَّ رِزْقِيْ.“ (سیرت: ۲/۲۷۶)

آپ ﷺ جب آئینہ دیکھتے تو یہ دعا فرماتے:

”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ.“

(ابن سنی: ص۱۶۳)

لب اور ناخن کے بارے میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

ناخن کاٹنے کا مسنون طریقہ: سیدھا ہاتھ: شہادت کی انگلی بیچ کی انگلی اس کی برابر والی انگلی، پھر چھنگلیا۔

الٹا ہاتھ: چھنگلیا اس کے برابر والی انگلی بیچ کی انگلی اس کے برابر والی انگلی انگوٹھا پھر سیدھے ہاتھ کا انگوٹھا۔

پاؤں کے ناخن: پاؤں کے ناخن کاٹنے میں حضور اکرم ﷺ حسب ذیل طریقہ استعمال فرماتے۔

سیدھا پاؤں: چھنگلیا سے شروع کرتے اور بالترتیب انگوٹھے تک ختم کرتے۔ الٹا پاؤں انگوٹھے سے شروع کرتے اور بالترتیب چھنگلیا پر ختم کرتے۔ آپ ﷺ پندرہویں دن ناخن کاٹتے۔ (شمائل نبوی)

لب کاٹنا تراشنا سنت ہے آپ ﷺ لب کو خوب مبالغہ سے کتایا کرتے تھے۔ (مجمع: ۱۶۹/۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ اپنے لبوں کو خوب مبالغہ کر کے تراشتے یہاں تک کہ کھال کی سفیدی نظر آنے لگتی۔ (بخاری: ۲/۸۴۷)

لبوں کا منڈانا: لب کاٹنا سنت ہے منڈانا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا لب کاٹنا سنت ہے۔ (بخاری: ۲/۸۷۴)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا لب کے بالوں میں سنت کیا ہے تو فرمایا کاٹنا اس طرح کہ ہونٹ کے کنارے نظر آجائیں۔

(ابن ابی شیبہ: ص ۲۷۸)

لبوں کے بال بڑھے ہوئے چھوڑ دینا خلاف سنت ہے آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے لب کے بال بڑھے ہوئے تھے آپ نے مسواک اور قینچی منگوائی اور اسے کاٹ ڈالا۔ (بیہقی فی الشعب: ۵/۲۲۲)

مونچھوں کا رکھنا جائز نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا مونچھیں کٹاؤ داڑھی بڑھاؤ مجوسیوں کی مخالفت کرو۔

(مسلم: ۱/۱۲۲)

آپ ﷺ نے فرمایا جو لب نہ تراشے وہ ہم میں سے نہیں۔ (ترمذی: ص ۱۰۰)

مونچھ کافروں کا طریقہ ہے۔ (بخاری: ص ۸۷۵)

ہر جمعہ کو لب اور ناخن تراشنا سنت ہے: آپ ﷺ جمعہ کے دن لب اور ناخن تراشتے تھے۔ (مرقات: ۳/۳۵۷)

ایک جمعہ سے دوسرا جمعہ نہ ہونے دے اگر بڑھے ہوں تو جمعہ کا انتظار نہ کیا جائے کہ ضرورت اصل ہے۔ (فتح: ۱۰/۳۴۶)

جمعہ سے قبل لب اور ناخن تراشنا سنت ہے۔ حضور پاک ﷺ جمعہ سے قبل لب اور ناخن تراشتے۔ (کنز: ۷/۳۸۷)

ہفتہ میں ناخن تراشنے کی فضیلت: آپ ﷺ نے فرمایا جو جمعہ کے

دن ناخن کاٹے گا دوسرے جمعہ تک مصائب سے محفوظ رہے گا۔ (کنز العمال: ۶/۳۷۲)

پندرہ دن پر ناخن تراشنا سنت ہے آپ ﷺ پندرہ دن میں ناخن تراشا کرتے تھے۔ آپ ﷺ ایک ماہ میں زیر ناف لیا کرتے اور پندرہ دن میں ناخن تراشا کرتے تھے۔ (کنز: ۶/۳۸۷)

آپ ﷺ نے فرمایا جو زیر ناف بال نہ لے ناخن نہ تراشے لب نہ تراشے وہ ہم میں سے نہیں۔ (۶/۳۷۱)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ناخن تراشو کہ گوشت اور ناخن کے درمیان شیطان دوڑتا ہے۔ (اتحاف: ۲/۴۱۱)

ناخن کاٹنے کے بعد تراشے ہوئے کو دفن کرنا سنت ہے۔

ناخن کاٹنے کا مستحب طریقہ: ناخن کاٹنے کی یہ ترتیب مستحب ہے اولاً دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت اس کے بعد بیچ والی اس کے بعد اس کے بعد والی پھر سب سے چھوٹی انگلی پھر آخر میں انگوٹھا، پھر اس کے بعد بائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی پھر اس کے بعد والی۔ پھر اس کے بعد والی اس کے بعد انگوٹھے کی بغل والی پھر آخر میں انگوٹھا۔ (فتح الباری)

چند مسائل ناخن کے بارے میں: غسل خانے اور ناپاک جگہ میں ڈالنا مکروہ ہے۔ (مرقات: ۴/۴۵۶)

ناپاک جگہوں میں بیماری کا خطرہ رہتا ہے۔ (شامی: ۶/۴۰۵)

دانت سے ناخن کاٹنا مکروہ اور تنگی رزق اور غربت کا باعث ہے۔
(اتحاف: ۵/۲۸۷)

رات کو ناخن کاٹنے میں کوئی قباحت نہیں۔ (شرح احیاء: ۲/۴۱۲)

ناخن خود بھی کاٹ سکتے ہیں اور دوسروں سے بھی کٹوا سکتے ہیں۔
(شرح احیاء: ۲/۴۱۲)

زیر ناف بالوں کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

زیر ناف بال کس سے کاٹے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوزہ اور ہڑتال وغیرہ سے زیر ناف بال خود فرماتے تھے۔ (ابن ماجہ: ص ۲۲۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہڑتال وغیرہ کا استعمال نہ فرماتے۔ بال جب بڑھتے تو مونڈتے۔ (سیرۃ النسائی: ۷/ ۳۰۸)

امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ آپ زیر ناف بال اکثر مونڈتے حلق فرماتے تھے اور کبھی ہڑتال وغیرہ سے بھی دور فرماتے تھے (سیرۃ النسائی: ۷/ ۵۵۹)

حافظ نے فتح میں لکھا ہے کہ نسبت مرد اور عورت کے حق میں یہ ہے کہ استرہ وغیرہ سے صاف کرے۔ (فتح: ۱۰/۳۴۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لب تراشنے ناخن تراشنے ناخن کاٹنے بغل کے بال صاف کرنے اور زیر ناف بال لینے کے متعلق چالیس دن کی تحدید کی ہے کہ چالیس دن سے زائد نہ چھوڑے رکھیں۔ (ترمذی: ۲/ ۱۰۰)

مستحب ہے کہ ہر جمعہ ورنہ پندرہ دن کے بعد زیر ناف بال ناخن تراشے اگر یہ نہ ہوسکے تو چالیس جو آخری حد ہے اس سے زیادہ نہ کریں۔ (مرقات: ۴/ ۴۵۷)

زیر ناف بال کی تفصیل: پیشاب گاہ اور پاخانے کے مقام دونوں کا دور کرنا مستحب ہے۔ (فتح: ۱۰/ ۳۷۴)

مردوں اور عورتوں کے پیشاب گاہ کے اوپری حصہ کے بال بھی شامل ہے۔ (فتح: ۱۰/ ۳۷۴)

زیر ناف بال سے مراد مرد، عورت کے پیشاب گاہ کے اردگرد (جو بال بلوغ

کے بعد) اُگتے ہیں وہ مراد ہیں۔ (مرقات: ۴/ ۴۵۱)

قینچی سے بھی دور کرنا درست ہے۔ (فتح ۱۰/ ۲۴۳)

سنت کا ثواب حلق منڈانے سے ہوگا۔ (مرقات: ۴/ ۴۵۷)

زیر ناف بال دور کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ناف کے نیچے سے ابتداء کرے۔

(شامی: ۵/ ۲۸۸)

غسل خانے میں اس طرح نہ چھوڑے کہ کسی دوسرے کی نگاہ پڑے (نفع المفتی: ۱/ ۱۱۶)

ختنہ: ختنہ سنت موکدہ (واجب) ہے او شعائر اسلام میں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ختنہ ساتویں دن ہو جائے۔ (شرح مسلم: ۱/ ۲۸)

بغل کے بال دائیں طرف کے اول منڈانا سنت ہے۔ پھر اسی طرح بائیں ہاتھ سے دائیں کا (اگر بائیں سے نہ لے سکے)۔ (فتح: ۱۰/ ۳۴)

نبی پاک ﷺ جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو بغل کی سفیدی نظر آ جاتی۔ (دلائل النبوۃ: ۱/ ۲۴۷)

ناک کے بال: آپ ﷺ نے فرمایا ناک کے بال اکھاڑو۔

(فیض القدیر: ۱۱/ ۱۹۹)

آپ ﷺ نے فرمایا ناک کے بال مت اکھاڑو کہ اس سے مرض آکلہ پیدا ہوتا ہے مگر اس کو قینچی سے کاٹو۔

بالوں میں خضاب کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

بالوں میں خضاب لگانا سنت ہے۔

ورس زعفران اور مہندی: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

کہ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ داڑھی کو زرد فرماتے تھے (ورس یا زعفران لگاتے تھے) (شعب الایمان: ۵/۲۱۳)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتباعاً ورس اور زعفران لگاتے تھے۔ (دلائل النبوۃ: ۱/۲۳۸)

ابورمثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ دو سفید چادروں میں ملبوس تھے اور آپ ﷺ کے بال مبارک مہندی کے خضاب سے سرخ تھے۔ (دلائل النبوۃ: ۱/۲۳۷)

آپ ﷺ کے کچھ بال سفید تھے تو آپ نے مہندی اور کستم کا خضاب کیا تھا۔ (سبل الہدیٰ: ۷/۵۴۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپ خضاب کا ارادہ فرماتے تو تیل اور زعفران کو ہاتھ میں لیتے اور پھر داڑھی مبارک میں لگا لیتے۔

مہندی کے خواص: آپ ﷺ نے فرمایا مہندی کا خضاب لگاؤ اس کی بو خوشگوار ہے اور دوسروں کے لئے مفید ہے۔ (مطالب عالیہ: ۲/۲۷۵)

آپ ﷺ نے فرمایا خضابوں کا سردار مہندی لازم ہے یہ خوشگوار جسم اور مقوی باہ ہے۔ (کنز: ۶/۳۸۱)

مہندی کا خضاب کرو یہ تمہارے شباب جمال اور قوت باہ میں اضافہ کرتا ہے۔ (مسند بزار، کنز: ۶/۳۷۹)

آپ ﷺ بیری کے پتوں سے خضاب فرماتے اور بالوں کے تغیر کا حکم فرماتے۔ (شرح مناوی: ص ۹۸)

سیاہ خضاب: سیاہ خضاب خلافِ سنت ہے؟

آپ ﷺ نے ابوقحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا بالوں میں خضاب کرو اور سیاہ (کالے) خضاب سے بچو۔ (شعب الایمان: ۵/۲۱۵)

سیاہ خضاب لگانے والے جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک جماعت آخری زمانے میں ہوگی جو کبوتر کشبور کے سینے کے مانند کالا خضاب کرے گی یہ لوگ جنت کی بو بھی نہ پائیں گے۔ (مشکوۃ: ص ۳۸۲)

سیاہ خضاب کافر کا ہے؟

نبی پاک ﷺ نے فرمایا سیاہ خضاب کافر کا ہے مؤمن کا خضاب زرد ہے مسلمان کا خضاب زرد سرخ اور کافر کا خضاب کالا ہے۔ (مجمع الزوائد: ۶۶/۵)

سیاہ خضاب فرعون کی ایجاد ہے۔

عرب سے خضاب اولاً عبدالمطلب سے رائج ہوا۔ (فتح: ۳۵۵/۱۰)

البتہ مجاہدین کے لئے جائز ہے کہ وہ اعدائے اسلام کو مرعوب کرنے کے لئے کالا خضاب استعمال کرے۔ (جمع الوسائل: ص ۱۰۲)

شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ مراد سیاہ سے سرخ مائل سیاہی ہے۔ (اشعۃ اللمعات: ۵۷۰/۳)

عورتوں کا خضاب: عورتوں کا خضاب مہندی ہے۔ (مشکوۃ: ص ۳۸۳)

عورتوں کا مہندی لگانا سنت ہے۔

ازواج مطہرات عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ رات کو مہندی لگایا کرتی تھیں۔ (شعب الایمان: ۲۱۷/۵)

بلا مہندی کے آپ ﷺ نے بیعت نہیں کی۔ (مجمع: ۱۷۵/۵)

بعض جگہ ماحول ہے کہ عورتیں عید اور شادیوں کے موقع پر مہندی لگاتی ہیں اس کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ ہمیشہ مہندی سنت ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ ﷺ وفات پا گئے اور آپ کے سر اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔ (بخاری)

عطر کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا چار چیزیں انبیاء علیہم السلام کی عادتوں میں سے ہیں۔ ① ختنہ کرنا ② مسواک کرنا ③ عطر لگانا ④ نکاح کرنا۔ (سیرۃ الشامی: ۷/۵۲۳)

عطر کا ہدیہ: آپ ﷺ عطر اور خوشبو کے ہدیہ کو واپس نہ فرماتے۔

(بخاری: ص ۸۷۸)

آپ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں واپس نہیں کی جاتی۔ ① تکیہ ② تیل ③ عطر۔ (ترمذی: ۲/)

عطر یا خوشبو سامنے رکھ دیا جائے تو انکار نہ کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب تمہارے سامنے عطر خوشبو رکھ دی جائے تو انکار نہ کرے اور اسی طرح مٹھائی رکھ دی جائے تو انکار نہ کرے۔

(بزار ج: ۳/۳۷۴)

شیرینی اور عطر کا ہدیہ واپس کرنا خلاف سنت ہے۔

آپ ﷺ بلا عطر لگائے سراپا عطر تھے۔

آپ ﷺ کے پسینہ کی خوشبو: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے جو خوشبو آتی تھی وہ میں نے مشک و عنبر میں نہیں پائی۔ (بخاری)

پسینہ مبارک مشک و عنبر سے زیادہ خوشبودار تھا۔ (مسلم شریف)

محدث بیہقی نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کا پسینہ مثل موتی کے چمکتا تھا۔ جو مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ (دلائل النبوۃ: ۱/۱۹۹)

انگلی سے پونچھ کر شیشی میں ڈال لیتے لوگ اس پسینہ کو اپنی لڑکیوں کی شادی میں استعمال کرتے تو وہ گھر اتنا خوشبو سے معطر ہو جاتا کہ لوگ اس کو دار المعطر خوشبو کا گھر

سے پکارنے لگتے۔ (جمع الوسائل:۲/۲)

پاخانہ تک میں بدبو نہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ آپ بیت الخلاء جاتے ہیں تو کچھ معلوم نہیں ہوتا نہ فضلہ نظر آتا ہے نہ بدبو ہوتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! تجھے معلوم نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے فضلہ کو زمین نگل لیتی ہے اور نظر نہیں آتا۔

اسی وجہ سے محققین شوافع نے آپ ﷺ کے فضلہ کو پاک مانا ہے کہ اس میں بدبو نہیں ہوتی بلکہ خوشبو کا احساس ہوتا ہے۔ (تسنیم الریاض:۱/۳۵۴)

مفتی الٰہی بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ کے رسالہ شیم الحبیب میں ہے کہ آپ کسی سے مصافحہ فرماتے تو تمام دن اس سے خوشبو آتی رہتی کسی بچے کے سر کے اوپر ہاتھ رکھ لیتے تھے تو وہ دوسرے بچوں میں خوشبو کے سبب سے پہچانا جاتا تھا (نشر الطیب، ص ۱۶۱)

آپ کا لعاب مبارک: لعاب مبارک خوشبو سے زیادہ خوشبودار تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ڈول پیش کیا گیا۔ آپ نے پانی پیا اور ڈول میں تھوک دیا۔ پھر اس پانی کو کنویں میں پھینک دیا گیا۔ اس کنویں میں مشک کی خوشبو آتی تھی۔ (دلائل النبوۃ:۱/۲۵۷)

خوشبو اور عطر کا اہتمام: خوشبو اور عطر سے آپ کو محبت تھی۔ (کنز العمال:۷/۷۳)

آپ ﷺ بکثرت عطر کا استعمال فرماتے۔ (کنز:۷/۷۳)

بیوی کا شوہر کو عطر لگانا سنت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نبی پاک ﷺ کو عطر خوشبو لگاتی۔ (بخاری:۸۷۸)

بیوی کے لئے سنت ہے کہ شوہر کے کپڑوں میں عطر لگائے۔

عطر اور خوشبو کب لگائے؟ تہجد کے وقت عطر کا استعمال سنت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں آپ ﷺ آخری شب میں عطر کا استعمال فرماتے۔ (سیرۃ الشامی: ۷/۵۳۲)

وضو کے بعد عطر لگانا سنت ہے۔ (۱/۲۲۵)

اجتماع اور مجالس کے موقع پر عطر کا استعمال سنت ہے۔ (سیرۃ الشامی: ص ۵۳۲)

جمعہ کے دن عطر کا استعمال سنت ہے۔ (بخاری: ۱/۱۲۱)

خیال رہے کہ غسل کے وقت یا غسل کے بعد خوشبو لگانا سنت ہے۔ امام بخاری نے اس پر باب قائم کیا ہے خوشبودار صابن سے بھی یہ مقصد پورا ہو سکتا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ حیض اور نفاس کے غسل میں عطر لگانا چاہئے، یعنی سنت ہے۔ (ص ۳۴۰)

ہند کی خوشبو: عطر مجموعہ اور مرکب سنت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عطر ذریرہ خوشبو اپنے ہاتھوں سے لگایا۔ (بخاری)

حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ نے نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ذریرہ ہند سے آنے والی خوشبو میں سے ہے۔

اس اعتبار سے آپ نے ہندی خوشبو کو استعمال کیا جو اہل ہند کے لئے شرف کی بات ہے۔

ہندی خوشبو آپ ﷺ کی پسندیدہ خوشبو تھی۔

آپ ﷺ کو عود میں سب سے زیادہ پسندیدہ قماری تھا۔ قماری ہندوستان میں پیدا ہونے والی ایک عود کا نام ہے۔ (سیرۃ الشامی: ۷/۵۳۷)

آپ ﷺ کا پسندیدہ عطر مشک اور عود تھا۔ (سبل الہدیٰ: ۷/۵۳۷)

عورتوں کا خوشبو لگانا: عورتوں کو خوشبو لگا کر باہر نکلنا منع ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا جو عورت عطر لگائے اور لوگوں پر گزرے کہ لوگ اس کی

خوشبو کو پائیں۔ تو وہ زانیہ ہے اور ہر آنکھ زنا رکار ہوگی۔ (آداب بیہقی: ص ۴۱۰)

البتہ گھر میں ہی لگا کر شوہر کے ساتھ رہے تو کوئی حرج نہیں۔ (شرح شمائل: ص ۵)

آپ ﷺ نے زعفران لگانے سے منع فرمایا۔ (مشکوۃ: ص ۳۸۱)

جنت کی خوشبو: آپ ﷺ نے فرمایا جنت کی خوشبو حنا ہے۔ (شرح: ۷/۵۳۵)

آپ ﷺ نے فرمایا جنت کے خوشبوں کی سردار حنا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کو حنا کا رنگ پسند تھا مگر اس کی خوشبو نہیں۔ (مسند احمد: ۶/۱۱۷)

آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو ریحان دی جائے اس کو چاہئے کہ اس کو لوٹائے نہیں کیونکہ اس کی اصل جنت سے ہے (ریحان ہر خوشبو کو کہتے ہیں) (شمائل: ص ۱۵)

عطر سے اکرام: لوگوں کا اکرام عطر سے سنت ہے۔ (مجمع: ۵/۱۶۱)

عطر دان سنت ہے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک عطر دان ڈبہ تھا جس سے آپ عطر لگایا کرتے تھے۔ (اداب بیہقی: ص ۴۰۹)

سرمہ دانی کی طرح عطر دانی بھی سنت ہے کہ حسب موقع نکال کر لگایا جا سکے۔

آپ ﷺ نے فرمایا مشک تمام خوشبوؤں سے بہتر ہے۔ (نسائی: ۱/۲۹۳)

آپ ﷺ سے پوچھا گیا۔ مشک کے بارے میں آپ نے فرمایا وہ تمام عطروں میں بہتر ہے۔ (ترمذی: ۱/۱۱۸)

داڑھی میں عطر لگانا: سر اور داڑھی میں عطر لگا کر ملنا سنت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں خوشبو کے نشانات آپ ﷺ کے سر مبارک میں دیکھتی۔ (بخاری: ص ۲۰۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کو سب سے زیادہ مشک اور عود پسند تھی۔ (سیرۃ الشامی: ۷/۵۳۷)

عصا کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

عصا کا استعمال سنت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ عصا کا استعمال فرماتے تھے۔ (سبل الہدی: ۷/ ۵۸۹)

ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں عصا آپ ﷺ نے عصا سے اس کے انگلی پر مارا۔ (سبل الہدی: ۷/ ۵۸۷)

عصا انبیاء کرام کی سنت ہے: عصا حضرات انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عصا قرآن میں ثابت ہے حضرت شعیب علیہ السلام نے جو عصا موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا وہ حضرت آدم علیہ السلام نے جنت سے لایا تھا۔ جو جنت کی لکڑی ابنوس سے بنا تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے یہ عصا حضرت نوح وابراہیم علیہما السلام وغیرہ کے پاس سے ہوتا ہوا حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس آیا۔ (الفتوحات الالٰہیہ: ۳/ ۳۴۶)

حضرت محمد ﷺ کی عادت طیبہ تھی کہ بسا اوقات آپ ﷺ عصا یا اس کی مثل چھڑی یا کھجور کی لکڑی پاس رکھتے شاخ کو پسند فرماتے اسے ہاتھ میں رکھتے ہاتھ میں رکھتے ہوئے مسجد میں داخل ہوتے۔ (سبل الہدی: ۷/ ۵۸۷)

عصا موسیٰ کی لمبائی: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عصاء کی لمبائی آپ کے قامت کے برابر تھی۔ ایک جو بارہ ہاتھ تھا ایک قول میں اس کی لمبائی دس ذراع تھی جو آپ کی قامت سے کم تھی۔ (بحر محیط: ۶/ ۲۳۵)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ ﷺ عصا کا سہارا لئے ہوئے تھے۔ (ابن ماجہ: ص ۲۷۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپ ﷺ کے خادم خاص تھے فرماتے ہیں کہ جب آپ کہیں باہر تشریف لے جاتے تو جوتا پہنتے پھر آپ عصا لیتے اور چلتے پھر جب آپ مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو جوتا کھولتے اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر دیتے اور عصا بھی۔ (سبل الہدیٰ: ۱۱/۳۰۱)

سفر میں عصا کا استعمال: سفر میں بھی عصا کا استعمال سنت ہے۔

آپ ﷺ عصا کو سفر میں رکھ لیتے اور نماز پڑھ لیتے یعنی سترہ کے طور پر استعمال فرماتے۔ (سبل الہدیٰ: ۷/۵۸۸)

آپ کی میراث: آپ ﷺ کی میراث میں چارپائی، عصا، پیالہ، لگن، تکیہ جس کا بھراؤ چھال سے تھا اور کپڑے کا ایک ٹکڑا تھا۔ جسے وہ اہل قریش کو دکھاتے کہ لو دیکھو یہ ان کی میراث ہے جو اللہ کے نزدیک مکرم اور معزز تھے۔ (سیرۃ الشامی: ۷/۵۶۳)

عصا کے سہارے خطبہ دینا سنت ہے: حکم بن حزن کلفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے قیام مدینہ کے موقع پر آپ ﷺ کو عصا یا کمان کے سہارے خطبہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ (ابوداؤد: ۱/۱۵۶)

عیدین کا خطبہ عصا کے سہارے دینا سنت ہے۔

سعد بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو آپ ﷺ کے موذن تھے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب عیدین میں خطبہ دیتے تو کمان کے سہارے دیتے۔

(سبل الہدیٰ: ۸/۳۱۱)

عبداللہ بن انس اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ ﷺ نے عصا ہدیۃً دیتے ہوئے فرمایا لو اسے استعمال کرو۔ قیامت میں لوگوں کو معلوم ہوگا کہ عصا کے استعمال کرنے والے لوگ بہت کم ہیں۔ (مصنف عبدالرزاق: ۳/۱۸۵)

تجارت ومعاملات کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

ذخیرہ اندوزی کا بیان: کل کے لئے ذخیرہ فرما کر نہ رکھتے تھے (بخاری، ترمذی)

ضرورت پر ذخیرہ اندوزی کی اجازت ہے۔ (بخاری: ص ۸۱۵)

لینے اور دینے کا بیان: لینا دینا دائیں ہاتھ سے کرنا سنت ہے۔ (سبل: ۹/۳۵۴)

بائیں ہاتھ سے لینا دینا خلاف سنت ہے۔ (ادب مفرد: ص ۳۴۷)

حلال کمائی: فرائض کے بعد حلال کمائی کا حاصل کرنا فرض ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۲۴۲)

کسب میں خصوصاً دو چیزوں کی رعایت رکھنا چاہئے:

① حلال طریقہ سے ہو،

② اتنی مشغولیت نہ ہو کہ خدا کی یاد سے غفلت یا وہ دوسرے نمبر پر ہو جائے۔

تجارت رزق حلال کا ذریعہ ہے۔ (بیہقی: ۵/۲۶۳)

اپنے ہاتھ کی کمائی حضرات انبیاء کی سنت ہے اور ہاتھ کی کمائی سے کھانا سب سے اچھا کھانا ہے۔ (بخاری: ۲۷۸)

بیع مبرور یعنی مشروع طریقے سے خرید نا بیچنا بہتر کمائی ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۲۴۲)

تاجر شہداء کے ساتھ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچے تاجروں کا حشر قیامت میں شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ (سنن کبریٰ: ص ۲۶۶)

سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والا سچا تاجر ہوگا۔ (کنز العمال: ص ۲۴۵)

پاکیزہ کمائی: کمائی کے پاکیزہ ہونے کے اوصاف کے بارے میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ① خریدے تو برائی نہ بیان کرے ② فروخت کرے تو تعریف نہ کرے ③ کسی کمی کو نہ چھپائے ④ درمیان میں قسم نہ کھائے۔

رزق کے انیس دروازے: آپ ﷺ نے فرمایا رزق کے بیس دروازے ہیں انیس اس میں تجارت کے لئے ہیں ایک اس میں زرگری کے لئے ہے۔(کنز العمال:۴/۳۳)

کپڑے اور عطر کی تجارت بہتر تجارت ہے۔(مجمع الزوائد:۵/۶۶)

بہترین ذریعہ معاش بیع مبرور (سنت کے مطابق مشروع طریقے سے) اور ہاتھ کی کمائی ہے۔(ترغیب:۲/۵۲۳)

رزق وہ ہے جو گزارے کے لئے کافی ہو۔(ترغیب:۵۲۷)

حلال کمائی جہاد ہے اللہ تعالیٰ صنعت وحرفت کو پسند کرتا ہے۔
(ابن ابی الدنیا:۲/۱۴۲)

حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی تھے۔(ابن ماجہ نمبر ۲۷)

کھیتی باڑی کے فضائل: جو مسلمان کوئی پودا بوتا ہے یا کھیتی کرتا ہے اس سے کوئی مخلوق بھی فائدہ اٹھاتی ہے تو اس کے حق میں صدقہ لکھا جاتا ہے۔
(بخاری، عمدہ:۱۲/۱۵۴)

آپ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان پودا بوتا ہے اس سے کھا لے تو ثواب، چرا لے تو ثواب، درندے کھالیں تو ثواب، پرندے کھالیں تو صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔ جو شخص کوئی تعمیر کرے یا کوئی درخت بوئے تو جب تک خدا کی مخلوق اس سے فائدہ اٹھاتی رہتی ہے اس کو ثواب ملتا رہتا ہے۔(عمدۃ القاری:۱۲/۱۵۵)

خوشحالی اور فراوانی اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت نہیں۔(حاکم:۱/۳۳)

فکر آخرت کا انعام: جس نے ایک فکر (آخرت) اختیار کر لی اللہ پاک اس کے لئے دنیا کی فکروں میں کافی ہوگا۔(ابن ماجہ نمبر ۴۱۰۶)

آپ ﷺ نے فرمایا زیادہ جائیداد کے جھمیلوں میں نہ پڑو کہ دنیا میں پڑے رہو۔(ترمذی نمبر ۲۳۲۸)

خلاف شرع معاش سے بچے اور شرع کے مطابق کمائے۔(ترغیب:۲/۵۳۵)

آپ ﷺ نے فرمایا اصل غنا دل کا غنا ہے اللہ تعالیٰ نے جو رزق لکھا ہے وہ بندہ کو دے کر رہتا ہے لہٰذا رزق کی تلاش میں قناعت اختیار کرو حلال کو اختیار کرو حرام چھوڑ دو۔(ترغیب:۲/۵۳۵)

تلاش روزی میں حیران و سرگرداں نہ ہو۔(ابن ماجہ نمبر ۲۱۴۴)

قرب قیامت میں حلال وحرام کی پرواہ نہیں ہوگی۔(مسند احمد: ص ۴۳۰)

حرام لقمہ کا اثر: ایک لقمہ حرام سے چالیس دن کی نماز و دعا قبول نہیں۔

(کنز العمال:۴/۱۳)

مال حرام کے صدقہ و خیرات میں بھی ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے (کنز العمال:۴/۱۵)

جو شخص مال حرام حاصل کرتا ہے اگر پاس رکھے رہا تو برکت نہ ہوگی خرچ کرے گا تو اللہ پاک قبول نہیں فرمائیں گے اور اگر چھوڑ کر مر گیا تو جہنم اس کا انجام ہوگا۔

(ابن ابی دنیا:۲/۱۸)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پاک نے دنیا اسے بھی دی ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے اور اسے بھی دی ہے جس سے وہ نفرت کرتا ہے اور دین صرف اسی کو دیا ہے جس کو محبوب رکھتے ہیں پس جسے خدا نے دین سے نوازا وہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔(حاکم:۱/۳۳)

بازار میں جانا: بازار میں جانا اور خرید و فروخت کرنا انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔(الدر المنثور:۶/۲۱۳)

حضرت محمد ﷺ نے بازار جا کر پاجامہ چار درہم میں خریدا۔

(مجمع الزوائد:۵/۱۲۴)

ضرورت کا سامان خود خریدنا سنت ہے۔(بخاری: ص ۲۸۱)

فروخت کے مقابلے میں آپ ﷺ نے خریداری زائد کی (زاد المعاد:۱/۱۶۰)

آپ ﷺ نے خرید وفروخت میں نرمی اور خوش اخلاقی کا حکم کیا ہے۔
(ترغیب:۲/۵۶۳)

خریداری میں نرمی: اللہ تعالیٰ خرید وفروخت اور فیصلے میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔
(بخاری:۲۷۸)

آپ ﷺ نے فرمایا جو رزق میں برکت چاہتا ہے اسے صلہ رحمی اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہئے۔ (بخاری:۱/۲۷۷)

تجارت سچائی اور دیانت داری کے ساتھ ہو ورنہ قیامت میں بدکار اٹھائے جائیں گے۔ (ترمذی:ص۱۵۵)

ہبہ اور ہدیہ پر گزارہ کرنے کے مقابلے میں کسب افضل ہے: ہبہ اور ہدیہ پر گزارہ کرنے کے مقابلے میں کسب افضل ہے۔ (بخاری، مختصرا:ص۲۷۵)

آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ سوائے درہم اور دینار کے انہیں کچھ نفع نہ دے گا۔ (مجمع الزوائد:۴/۶۸)

اپنی اور دینی ضرورت کی کفالت کے لئے بقدر ضرورت دنیا ہر اہلِ دین کے لئے ضروری ہے اس کا آپ ﷺ نے حکم فرمایا۔ (مجمع:۴/۶۸)

اس مالداری میں کوئی حرج نہیں جو خوف وتقویٰ خداوندی کے ساتھ ہو۔
(الأدب المفرد:ص۱۳۴)

بازار بدترین مقامات میں سے ہیں۔ (مجمع الزوائد:۴/۷۹)

تجارت کب شروع کریں: دن کے شروع حصے میں سفر تجارت وغیرہ کرے۔ (مجمع الزوائد:۴/۶۵)

صبح کا وقت برکت اور کامیابی کا وقت ہے۔ (مجمع الزوائد:۴/۶۴)

آپ ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ میری امت کو دن کے شروع حصہ میں برکت عطا فرما۔ (بزار:۲/۷۹)

خریدا ہوا سامان واپس کرنا: بیع کی واپسی کا حکم ہے جب کہ وہ واپس کرنا چاہے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کے خریدے ہوئے مال کو واپس کرے تو اللہ پاک اس کے گناہ معاف کردے گا۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

فروخت کے وقت (اختیار دینا کہ کسی وجہ سے پسند نہ آنے پر واپسی کا اختیار ہے) سنت ہے۔ (بزار:۲/۹۳)

جھکتا تولنا مسنون ہے۔ (ترمذی ابوداؤد:۲/۴۷۴)

آج کل جو کیش میمو رائج ہے یہ بھی ایک قسم کا بیع نامہ ہے۔ (ابن ماجہ:۲/۲۲۵۱)

ادھار خریدنا: ضرورت پہ ادھار خریدنا جائز ہے بلا ضرورت درست نہیں بے برکتی کی بات ہے۔ (مجمع الزوائد:۴/۱۲۹)

ایک دام مسنون ہے: ایک دام میں فروخت کرنا سنت ہے۔ (آپ ﷺ نے فرمایا جب تم خریدنا چاہو تو وہ لگاؤ جو تم دینا چاہتے ہو۔ خواہ وہ دے نہ دے اسی طرح جب فروخت کرنا چاہو تو وہی بھاؤ کہو جو تم چاہتے ہو خواہ ملے یا نہ ملے)۔

(ابن ماجہ:ص ۴۳۷)

شرکت کے فضائل: شرکت کے امور میں خدا کی شمولیت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدائے پاک فرماتے ہیں کہ دو شریک کے درمیان تیسرا میں ہوتا ہوں۔

(ابوداؤد:ص ۴۸۰)

تین چیزوں میں برکت ہے۔ مقرر شدہ وقت تک بیچنے میں۔ شرکت کے کام میں اور گھر کے کھانے کے لئے گیہوں کے ساتھ جو ملانے میں۔ (مشکوٰۃ:ص ۲۵۴)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے کاروبار میں یہودی، نصرانی اور مجوسی (وغیرہ) کو شریک نہ کرو۔ (کنز العمال:۴/۱۹۳)

خدائے پاک عزوجل صبح صادق سے لے کر سورج کے نکلنے تک لوگوں کا رزق تقسیم فرماتے ہیں آپ نے فرمایا اس وقت غافلین میں مت ہو۔ اس وقت لیٹنا، سونا وغیرہ رزق میں بے برکتی کا باعث ہے۔ (ترغیب:۲/۵۳۰)

کاروبار و ملازمت فوری چھوڑنا: آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پاک جب کسی طریقہ سے اور راستہ سے رزق دے رہا ہو تو اسے نہ چھوڑے تاوقتیکہ اس میں نمایاں تغیر اور خرابی واقع نہ ہو (یعنی بلا کسی خاص اور معقول وجہ کے محض احتمال پر اسے نہ چھوڑے)۔ (مشکوۃ:ص ۲۴۳)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کو رزق اس طرح تلاش کرتا ہے جس طرح موت۔ پس اگر رزق میں تنگی ہو جائے تو اللہ کی اطاعت سے اسے حاصل کرو۔ (ترغیب:۲/۵۲۶)

ساری فکر دنیا کے لئے: آپ ﷺ نے فرمایا جس کی ساری فکر دنیا سے وابستہ ہو اللہ پاک اس کے ذہن کو منتشر کر دے گا (سکون اٹھا لے گا) آنکھوں کے سامنے فقر لکھ دے گا (مال کے باوجود تنگی محسوس کرے گا) اور دنیا تو اتنی ملے گی جتنی لکھی ہوگی۔ (ترغیب:۲/۵۲۹)

جس نے کسی عیب دار چیز کو بلا ظاہر کئے فروخت کر دیا وہ ہمیشہ اللہ پاک کے غضب میں رہے گا اور فرشتہ لعنت کرتا رہے گا۔ (کنز العمال:۴/۵۸۵)

گراں فروخت کرنے کے انتظار میں اشیاء کو روک کر رکھنے والا شخص ملعون ہے۔ (ابن ماجہ:ص ۱۵۶)

عیب دار اشیاء فروخت کرنا: عیب دار یا خراب چیزوں کو الگ رکھ کر فروخت کرنا سنت ہے (اور اس کے خلاف کرنے والا حرام کا مرتکب ہے)۔

(مجمع الزوائد:۴/۸۱)

بیع خرید و فروخت کے شرط لگانے سے منع فرمایا گیا۔ (ابوداؤد:۲/۴۹۵)

ایک ہی ساتھ دو عقد (معاملہ) کرنے سے منع فرمایا ہے (مثلاً زید ایک گھوڑا خالد کے ہاتھ بیچے کہ خالد اپنا بکرا اس کے ہاتھ فروخت کرے) یہ ناجائز ہے۔

(ابوداؤد:۱۴۷)

کئی سال کے لئے باغ خریدنا: چند سالوں کا (پھل وغیرہ) فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے (ابوداؤد: ص ۴۷۹)

پھلوں کو اس وقت تک نہ بیچو، جب تک کہ اس کی پختگی ظاہر نہ ہو جائے اور یہ ممانعت خریدنے اور بیچنے والے دونوں کے لئے ہے۔ (ابوداؤد: ص ۴۷۸)

آپ ﷺ نے ابھارنے والی بیع سے منع فرمایا ہے۔ (ترمذی:۱/۱۵۶)

کسی چیز کے آنے سے پہلے کی بیع کو منع فرمایا (یعنی غیر موجود کی بیع سے منع فرمایا)۔ (ابوداؤد: ص ۴۷۹)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ سامان تجارت کو آگے بڑھ کر مت لو تاوقتیکہ وہ منڈی میں نہ اتر جائے۔ (ابوداؤد: ص ۴۸۷)

زر بیعانہ کے بعد چھوڑنا: آپ ﷺ نے زر بیعانہ لے کر نہ خریدنے کی صورت واپس نہ کرنے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد: ص ۴۹۵)

آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص غلہ وغیرہ خریدے تاوقتیکہ اسے اپنے قبضہ میں نہ لے لے اسے فروخت نہ کرے۔ (ابوداؤد:۴۹۴)

ٹی وی کی تجارت: ٹی وی کی تجارت جائز نہیں۔ (سنن کبریٰ:۶/۱۵)

ٹی وی کی سروس کرنا بھی جائز نہیں۔

شراب کی تجارت اور اس کے کارخانہ کی ملازمت ناجائز اور حرام ہے۔

(بخاری:۱/۲۹۷)

مجبور و پریشانی سے خریدنا: آپ ﷺ نے مجبور اور پریشان حال کی بیع

سے منع فرمایا (ابوداؤد: ص۴۷۹)

آپ ﷺ نے فرمایا کوئی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے۔ (مسلم: ص۱۸۱)

خرید و فروخت میں قسم کھانے کی ممانعت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص۱۲)

چوری کے مال کے خریدنے کی ممانعت ہے (وہ اس کی برائی اور گناہ میں برابر کا شریک ہے)۔ (کنزالعمال: ۱۳/۴)

مشتبہ امور اور مال سے بچنا لازم ہے ورنہ حرام کا مرتکب ہو جائے گا (بخاری: ۲۷۵)

سود کا لینا اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنا ہے۔ (ابن ماجہ: ص۱۶۴)

سود کا کم سے کم گناہ: آپ ﷺ نے فرمایا: سود کے ستر گناہ ہیں سب سے کم درجہ ایسا ہے جیسا کہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنا۔ (ابن ماجہ: ص۱۶۴)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ سود کے کھانے والے کھلانے والے اور اس کے لکھنے والے اور گواہ پر لعنت ہے اور یہ فرمایا کہ گناہ میں سب برابر ہیں (مشکوٰۃ: ص۲۴۴)

سود خور کے پیٹ میں سانپ ہیں۔ (مشکوٰۃ: ص۲۴۶)

سونے چاندی کی فروخت ادھار پر: سونے چاندی کی خرید و فروخت ادھار حرام ہے۔ (ابن ماجہ: ص۴)

سود کا ایک ذرہ جو حاصل کرتا ہے اللہ پاک کے نزدیک ۳۳ بار زنا کرنے سے بھی زیادہ اہم اور بڑا ہے۔ (کنزالعمال: ۹۷۸/۲)

ہم جنس اشیاء کو کمی بیشی کے ساتھ نہ فروخت کیا جائے۔ (کنزالعمال: ۱۹۶/۴)

سودی معاملہ کرنے والوں کے ساتھ شرکت جائز نہیں۔

تاجروں کو صدقہ خیرات کا خصوصی حکم: بازار میں ذکرِ خدا کی فضیلت یہ ہے کہ جو میدانِ جنگ میں بھاگنے والے کے مقابلہ میں جم کر قتال کرے۔

(ترغیب: ۵۳۳/۲)

بازار کے دروازے پر آئے تو یہ پڑھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِھَا وَخَیْرِ اَھْلِھَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ اَھْلِھَا۔ (الدعا:۷۹۶)

بازار کا وظیفہ:

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ." (ترمذی: ۲/۸۰)

ایک روایت میں یہ دعا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ ھٰذَا السُّوْقِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ ھٰذَا۔

اور یہ بھی آئی ہے:

"بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَ ھٰذَا السُّوْقِ وَخَیْرَ مَا فِیْهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّمَا فِیْهَا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُصِیْبَ فِیْهَا یَمِیْنًا فَاجِرَةً اَوْ صَفْقَةً خَاسِرَةً."

(حاکم: ۱/۵۳۹)

ہبہ کرنا سنت ہے: آپ ﷺ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان برابری کرو۔ (بخاری: ص۳۵۲)

ہبہ کے بعد واپسی: ہبہ کرکے واپس لے لینا ایسا ہے کہ جیسے کہ کتے کا قے کرکے چاٹ لینا ہے۔ (بخاری: ص۳۵۲)

عاریت پر کسی سامان کا لینا سنت ہے۔ (بخاری: ص۳۵۸)

حضرت محمد ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبے میں فرمایا۔ مانگ کر لی ہوئی چیز کو واپس کرنا واجب ہے۔ (ترمذی: ۱/۱۵۲)

شادی وغیرہ کے موقع پر کسی سامان کا مانگ کر استعمال صحیح ہے۔ (بخاری: ۱/۳۵۸)

آپ نے خیبر کی زمین کو اس کی نصف پیداوار پر دیا تھا۔ (بخاری: ۱/۳۱۳)

غیر مسلم کے ساتھ معاملے کرنا جائز ہے۔ (بخاری: ص ۳۴۰)

آپ ﷺ نے نبوت سے قبل شرکت پر معاملہ کیا تھا۔ سائب نے کہا آپ بہترین شریک تھے نہ آپ سے کوئی اختلاف ہوتا تھا نہ کوئی جھگڑا نہ کوئی لڑائی۔

(ابن ماجہ: ص ۱۶۸)

آپ ﷺ راستے سے گزرے تو آپ نے کھجور پڑا ہوا پایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اسے کھالیتا۔ (بخاری: ص ۳۲۸)

پڑی ہوئی چیز کا ملنا: پڑی ہوئی چیز کے پانے پر آپ ﷺ نے اعلان کرنے کا حکم فرمایا اس کا مالک نہ ملنے کی صورت میں اس کی قیمت کو یاد کر کے اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں تاکہ مالک کے مل جانے پر اسے قیمت دے دی جائے۔

(بخاری: ص ۳۵۸)

آپ نے یہودی سے غلہ خریدا اور اس کے عوض لوہے کی زرہ رہن رکھی۔

(بخاری: ۳۳۱)

اجرت اور مزدوری پر کام کرنا سنت ہے۔

کسی دوسرے کے ذمہ کام سپرد کرنا بھی سنت ہے۔ (بخاری: ص ۳۰۸)

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ پاک نے کوئی نبی ایسا معبوث نہیں کیا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں اور میں نے بھی چند قیراط کے عوض بکریاں چرائی ہیں۔

غیر مسلم کو اجیر رکھنا: غیر مسلم کو اجیر رکھنا اور اس سے کام لینا بھی جائز ہے۔

غیر مسلم کے یہاں مزدوری جائز تو ہے بہتر نہیں۔

اللہ تعالٰی کا فریق بننا: اللہ تعالٰی نے فرمایا میں تین آدمیوں کی جانب سے قیامت میں فریق بن کر مطالبہ کروں گا (۱) جس نے میرے نام سے قسم کھائی اور پورا نہ کیا (۲) جس نے کسی آزاد کو فروخت کیا اور اس کی قیمت کھالی (۳) کسی مزدور کو رکھا اس نے کام پورا کر دیا اور اس کو مزدوری نہ دی۔ (بخاری، عمدۃ القاری: ۱۴/۳۲)

مزدوری کا پسینہ کوئی بری بات نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس سے کام لیا ہو اس کو پسینہ خشک ہونے سے پہلے اجرت دو۔

قرآن پاک سے رقم: آپ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن پڑھو اور اس میں غلو (حد سے زیادہ تجاوز) نہ کرو، اور اس کے ذریعہ مت کھاؤ۔ (طحاوی ۲/۱۰)

تراویح پر ملنے والی رقم ناجائز اور باعث گناہ ہے۔

بدر کے موقع پر قیدیوں کے پاس کوئی مال فدیہ کے لئے نہیں تھا تو ان کا فدیہ آپ نے انصاری کی اولاد کو لکھنا پڑھنا سکھانا رکھا۔ (سنن کبریٰ: ص ۱۲۵)

ہدیہ کی سنتیں

ہدیہ قبول کرنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد ۳/۱۵۰)

ہدیہ کا مقصد مہدی الیہ کو خوش کرنا ہے اور صدقہ کا مقصد ثواب حاصل کرنا ہے اسی وجہ سے ہدیہ اغنیاء کو بھی دیا جا سکتا ہے۔ لیکن ان کو صدقہ واجبہ نہیں دیا جا سکتا۔ (۳/۲۶۶)

لانے والے سے یہ معلوم کرنا ہدیہ ہے یا صدقہ سنت ہے۔ (بخاری: ص ۳۵۰)

صدقہ اپنے اصحاب کو دیتے اور ہدیہ خود بھی کھاتے اور اصحاب کو بھی کھلاتے۔ (مجمع: ۳/۹۳)

آپ نے فرمایا کھانے کا ہدیہ آپس میں لیا دیا کرو یہ تمہارے رزق کی وسعت کا باعث ہے۔ (جامع صغیر: ص ۲۰۴)

پڑوسیوں کو ہدیہ دینے کے لئے شوربہ زیادہ کرنا سنت ہے۔ (الأدب المفرد: ص ۶۲)

ہدیہ کی فضیلت: ہدیہ سینے کے کینے کو دور کرتا ہے۔ (جامع صغیر: ص ۲۰۳)

ہدیہ بخشش خداوندی ہے۔ (مکارم اخلاق)

آپ نے آپس میں ہدیہ لینے دینے کا حکم فرمایا۔ (جامع صغیر: ۲۰۲)

ہدیہ سے محبت بڑھتی ہے۔ (جامع صغیر: ص ۲۰۲)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کو ہدیہ دیتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق: ۳/ ۱۸۵)

کھانے کے بعد باقی ماندہ کا ہدیہ پیش کرنا سنت ہے۔ (طحطاوی: ۲/ ۳۲۸)

حضرت تمیم داری نے آپ کو ایک گھوڑا ہدیۃً پیش کیا جسے آپ نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہدیہ پیش کیا۔ (عمدۃ القاری: ۱۲/ ۲۲)

نقد روپیہ کا ہدیہ سنت سے ثابت ہے۔ (شمائل ترمذی)

ہدیہ قبول کرنا: شاہ مقوقس نے آپ کی خدمت میں شیشے کا پیالہ ہدیۃً پیش کیا تھا۔ (مجمع الزوائد)

ذی نیران کے بادشاہ نے ایک گھڑا من کا ہدیہ پیش کیا۔ (مجمع: ۴/ ۱۵۳)

آپ کو ایلہ کے بادشاہ نے سفید خچر اور منقش چادر ہدیہ دیا تھا۔

شاہ روم نے آپ کو ایک ریشمی جبہ بھیجا تھا۔ (سبل الہدی: ۹/ ۲۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاعب الاسنہ کا ہدیہ قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا میں بت پرست کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔ (سبل الہدی: ۹/ ۳۰)

غیر مسلم کا ہدیہ: مشرکین کے ہدایا کے متعلق آپ کے دو عمل رہے ہیں کبھی آپ نے قبول فرمایا ہدایت کی امید یا کسی اسلامی مصلحت کی وجہ سے ورنہ آپ نے رد فرمایا۔ (عمدۃ القاری: ۱۲/ ۱۸۵)

بچوں کی معرفت ہدیہ بھیجنے میں کوئی حرج نہیں۔ (مجمع: ۴/ ۱۵۰)

ہدیہ پر ہدیہ: ہدیہ پر ہدیہ دینا سنت ہے۔ (سبل الہدی: ۲/ ۲۶)

بلا انتظار و حرص کے کوئی چیز مل جائے تو اسے قبول کرنا چاہیے سنت ہے۔

(صحیح ابن حبان: ۱۱/ ۵۰۹)

اللہ تعالیٰ کوئی چیز مرحمت فرمادیں تو اسے لے لینا چاہئے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے روزی ہے۔

بڑوں کو یا دینی مقتداؤں کو ہدیہ دینا اور ان کو قبول کرنا چاہئے (مجمع الزوائد: ۱۵۰)

حضرات صحابہ بکثرت ہدایا کا معاملہ رکھا کرتے تھے۔ (مجمع الزوائد: ۴/ ۱۴۹)

آپ نے عورتوں کو بھی ہدیہ کا حکم فرمایا ہے۔ (مجمع الزوائد: ۳/ ۱۴۲)

آپ نے فرمایا کسی عورت کے لئے اپنے مال میں تصرف جائز نہیں جب تک شوہر اجازت نہ دے دے۔ (ابن ماجہ)

ہدیہ قبول نہ کرنا: عذر کی وجہ سے ہدیہ قبول نہ کرنا سنت ہے۔ (مسلم: ۱/ ۳۵۰)

ہدیہ کے عوض سے ناراض ہونے والے کا ہدیہ آپ قبول نہ فرماتے۔ (مشکوٰۃ: ص ۲۶۱)

ایک صحابیہ کہتی ہیں کہ میں نے تر کھجور کا ایک خوشہ اور گڑی آپ کے پاس بھیجا آپ نے کھالیا چنانچہ آپ نے مجھے دو ہتھیلی بھر سونا اور زیور عطا کیا اور فرمایا اسے پہن لو۔ (سبل الہدیٰ: ۹/ ۱۷)

ازواج مطہرات کا آپس میں ہدیہ لینا دینا رہتا تھا۔ (ابن ماجہ)

آپ نے ہدیہ کے مکافات کا حکم فرمایا۔ (مجمع الزوائد: ۴/ ۱۵۲)

ہدیہ سے مبغوض محبوب بن گیا۔ (مکارم ابن ابی الدنیا: ص ۲۵۵)

غریب کا ہدیہ: غریب اور محتاج کا بھی ہدیہ قبول کرنا سنت ہے۔ (سبل الہدیٰ: ۷/ ۲۷)

شادی کے موقع پر ہدیہ بھیجنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۷۷۵)

کافر رشتہ دار کو ہدیہ: کافر رشتہ دار کو ہدیہ دینا درست ہے (مصالح کی بنا پر نہ کہ خلوص محبت سے)۔ (بخاری: ص ۳۵۷)

قریبی ہمسایہ کو ہدیہ دینا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۳۵۳)

معمولی درجہ کا بھی ہدیہ قبول کرنے کا حکم فرمایا۔ (مجمع: ۴/۱۴۹)

احسان وہدیہ کا ذکر کرنا: کسی کے احسان اور ہدیہ کا ذکر کرنا شکر کرنا ہے۔

(مجمع: ۴/۱۵۲)

آپ نے متفاخرین کے کھانے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد)

جس پر قرض ہو اس کا ہدیہ قبول کرنا منع ہے۔ (کنز: ۶/۲۲۸)

ہدیہ کی واپسی ممنوع: تین چیزوں کا ہدیہ واپس نہیں کیا جاتا۔ دودھ، تکیہ، تیل۔

(ترمذی: ص ۱۵۲)

آپ گوشت کی دعوت یا گوشت کا ہدیہ رد نہ فرماتے تھے۔ (ابن ماجہ: ۲/۲۳۱)

آپ عطر کا ہدیہ واپس نہ فرماتے تھے۔ (بخاری: ص ۳۵۱)

احسان وہدیہ پر دعا کرنا: احسان یا ہدیہ کا بدلہ دعا سے دینا سنت ہے۔

(مجمع: ۸/۱۸۱)

آپ نے فرمایا جس نے احسان کرنے پر جزاك الله خيراً کہا اس نے اس کی گویا پوری تعریف کی۔ (ترغیب: ۲/۷۷)

ہدیہ کی تقسیم: اہل مجلس پر ہدیہ تقسیم کر دینا سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۱۱۴۳)

آپ نے فرمایا جب کوئی ہدیہ پیش کیا جائے اور لوگ اس کے پاس موجود ہوں تو وہ لوگ اس میں شریک ہیں۔ (سنن کبریٰ: ۶/۱۸۳)

کسی عہدے کی بنا پر ہدیہ لینے سے منع فرمایا۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۲۶)

آپ نے فرمایا جو شخص کسی کی سفارش کرے اور اس سفارش کی وجہ سے اس کو ہدیہ میں کوئی چیز ملے اور وہ اسے لے لے تو وہ سود کے دروازوں میں سے بڑے دروازے میں داخل ہو گیا۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۲۶)

قرض کے متعلق اسوۂ حسنہ

قرض زیادتی سے ادا کرنا: قرض زیادتی کے ساتھ ادا کرنا جبکہ شرط نہ ہو سنت ہے۔ (مسند بزار: ۲/۱۰۴)

قرض زیادتی کے ساتھ ادا کرنا مستحسن ہے۔ (سنن کبریٰ: ۵/۳۵۱)

قرض دینے کا ثواب: قرضہ دینے کا ثواب اٹھارہ گنا ہے (جامع صغیر: ۱/۲۵۴)

قرض واپس کرنا: آپ نے فرمایا تم میں بہتر وہ ہے جو ادا کرنے میں بہتر ہو۔

(سبل: ۹/۲۲)

جو بندہ قرض ادا کرنے کی نیت سے لیتا ہے اللہ پاک کی مدد شامل حال رہتی ہے اور میں بھی اللہ پاک کی مدد کا طالب ہوں۔ (سنن کبریٰ: ۵/۳۵۴)

نہ دینے کے ارادے سے قرض لینے والا چور ہے۔ (ترغیب: ص ۵۶۹)

استطاعت کے باوجود قرضہ جلد ادا نہ کرنا ظلم ہے۔ (بخاری: ۱/۳۲۲)

مقروض سے فائدہ اٹھانا: مقروض سے قرض دینے والے کا ہدیہ لینا درست نہیں۔ (سنن کبریٰ: ۵/۳۴۳)

سود لینے کے جیسا: مقروض سے فائدہ اٹھانا گویا سود لینا ہے۔

(سنن کبریٰ: ۵/۳۵۰)

قرض لینا اچھی بات نہیں: قرض لینا اچھی بات نہیں۔ (حاکم، ترغیب: ۲/۵۹۶)

قیامت میں قرض کی ادائیگی: قیامت میں قرض کی ادائیگی نیکی سے ہوگی۔

(ابن ماجہ: ص ۱۷۳)

کسی کا قرض اپنے ذمہ لینے کا ثواب: حضرت علی نے ایک میت کا قرضہ اپنے ذمہ لیا تو آپ نے فرمایا تمہیں اللہ پاک جہنم سے آزاد کرے جیسا تم نے

اپنے بھائی کو قید سے آزاد کیا۔ (ترغیب: ۲/۶۰۷)

نصف قرض معاف کر دینا: نصف قرضہ معاف کرنا سنت ہے۔

(مشکوۃ: ص ۲۵۲)

مقروض کو مہلت دینا: مقروض کو مہلت دینے سے اللہ پاک قیامت کے رنج و غم سے نجات دے گا۔ (مشکوۃ: ص ۲۵۱)

جس نے کسی تنگدست کو مہلت دی اللہ پاک دنیا اور آخرت میں اس پر آسانی فرمائے گا۔ (مسلم: ص ۳۴۵)

مہلت دینے سے دعا قبول: جس نے کسی تنگدست کو مہلت دی اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ (مسند احمد: ۲/۲۳)

قرض دینے والا کچھ کہے تو: قرض دینے والا کچھ کہے تو برداشت کرنا سنت ہے۔ (مشکوۃ: ص ۲۵۱)

حج سے پہلے قرض: حج سے پہلے قرض ادا کرنا چاہیے۔

وصیت سے پہلے قرض: وصیت سے پہلے قرض ادا کرنا سنت ہے۔

مقروض کے لئے وعید: مقروض جنت میں جانے سے رکا رہے گا تاوقتیکہ قرض نہ ادا ہو جائے خواہ وہ شہید ہو۔ (مشکوۃ: ص ۲۵۴)

دوسرے کا قرض یا کوئی ادائیگی اپنے ذمہ لینا سنت ہے۔

آپ کا قرض لینا: آپ نے یہودی سے غلہ ادھار لیا تھا اور زرہ گروی رکھوائی تھی۔ (عمدۃ القاری: ۱/۱۸۲)

آپ نے اہل و عیال کی ضرورت کے لئے ۲۰ صاع قرض لیا تھا۔ اسی طرح روایت ہے کہ جو لیا تھا۔ (عمدۃ القاری: ۱/۱۸۲)

غیر مسلم سے قرض اور دیگر معاملات جائز ہیں۔ (در منثور:۴/۳۱۳)

قرض ادا کرنے پر دعا: جب آپ ﷺ نے قرض ادا کیا تو ان کو دعا دیتے ہوئے فرمایا:

"بَارَكَ اللّٰهُ فِیْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ اِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْوَفَاءُ وَالْحَمْدُ."

قرض کا بدل کیا ہے: عبداللہ بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے چالیس ہزار درہم قرض لیا پھر میرا قرضہ ادا کر دیا اور فرمایا قرض کا بدلہ یہی ہے کہ شکر ادا کیا جائے اس کی تعریف کی جائے اور قرض ادا کر دیا جائے۔

سائل کو دینے کے لئے قرض: سائل کو دینے کے لئے قرض لینا سنت ہے۔

آزادی سے زندگی بسر: فرمایا گیا کہ گناہ کم کرو کہ موت آسان ہو اور قرض کم کرو اور معاملہ کم کرو کہ آزادی سے زندگی بسر کرو۔ (ترغیب:۲/۵۰۶)

تین شخصوں کا قرض خدا کے ذمہ: تین شخصوں کا قرض خدائے پاک کے ذمہ ہے ایک وہ شخص جو جہاد میں گیا۔ ایک وہ شخص جس کے پاس کسی مسلمان کا انتقال ہو رہا تھا اور ایک وہ جو زنا سے بچنے کے لئے نکاح کیا اور مر گیا۔ (ترغیب:۲/۶۰۳)

شہید مقروض بھی جنت میں نہیں جائے گا۔ (ترغیب:۲/۶۰۰)

آپ کا قرض سے پناہ مانگنا: آپ نماز میں یہ دعا فرماتے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔ (بخاری: ص ۳۲۲)

اور آپ یہ دعا فرماتے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْكُفْرِ وَالدَّیْنِ۔ (نسائی:۲/۳۱۵)

ادائے قرض کی بعض اہم دعائیں

"اَللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ

سِوَاكَ." (ترمذی)

"قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. تُوْلِجُ اللَّيْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِیْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمَا وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَاءُ وَارْحَمْنِیْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِیْ بِهَا عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ."

صبح شام پڑھنے والی دعا:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ."

مرغ پالنے کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

آپ نے فرمایا سفید مرغ جس کے سر پر تاج ہو میرا دوست ہے اور میرے دوست کا دوست ہے۔ اور میرے دشمن کا دشمن ہے۔ (سیرۃ الشامی: ۷/۳۱۶)

مرغ کا آپ کے ساتھ رہنا: روایت ہے کہ آپ ﷺ کے گھر میں مرغ آپ کے ساتھ رات میں رہتا تھا۔ (حیاۃ الحیوان: ۲/۳۴۴)

آپ نے فرمایا کہ مرغ کو برا مت کہو یہ تم کو نماز کے لئے بیدار کرتا ہے۔

(ابوداؤد: ص ۶۹۶)

جادو اور شیاطین سے حفاظت: جس گھر میں یہ سفید مرغ ہوگا۔ شیطان اور جادوگر قریب نہ آنے پائے گا۔ اور نہ سانپ بچھو وغیرہ۔ (سیرۃ: ۷/۴۱۴)

مرغ کے بانگ سے اٹھنا: مرغ کے بانگ سے اٹھنا سنت ہے۔

(بخاری: ص ۱۵۲)

مرغ بانگ دے تو کیا کرے: آپ نے فرمایا جب تم مرغ کی بانگ سنو تو اللہ پاک سے اس کے فضل کا سوال کرو کہ اس نے فرشتوں کو دیکھا۔

(بخاری، مسلم: ص ۱۵۳)

پرندوں کا پالنا یا رکھنا: آپ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں جاتے اور ان کے ایک چھوٹے بھائی سے کہتے یا ابا عمیر ما فعل النغیر۔

پرندوں کا کھیل کے لئے پالنا: بڑوں کو شوق اور کھیل کے لئے پرندے رکھنا درست نہیں۔

گھوڑے کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں

گھوڑے کے ساتھ برکت متعلق: قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ بھلائی بندھی ہوئی ہے (بخاری: ۳۹۹)

گھوڑے پالنے کا ثواب: گھوڑے کے پالنے کا ثواب اتنا ہے کہ گھوڑے کے کھلانے پلانے اس کی لید اور اس کا پیشاب قیامت کے دن وزن کیا جائے گا (یعنی اس کے وزن کے برابر ثواب ملے گا)۔ (بخاری: ص ۴۰۰)

گھوڑا پالنے کی تین صورتیں:

1. ایک باعث ثواب (جہاد وغیرہ کی تیاری کے لئے)۔

❷ دوسرا وہ جس نے غنا اور سوال سے بچنے کے لئے پالا اور اس کے حق کو نہ بھولا (زکوٰۃ)۔

❸ تیسرا وہ جس نے فخر ومباہات کے لئے پالا سو یہ گھوڑا اس پر بوجھ گناہ کا باعث ہے۔

آپ ﷺ کے گھوڑوں کا ذکر: آپ ﷺ کے پاس گھوڑے تھے۔ جس کے نام یہ تھے۔ ① السکب ② مرتجز ③ لحیف ④ مزاز ⑤ ظرب ⑥ سچہ ⑦ الورد۔

سواری کے متعلق سنتیں

گھوڑے پر سواری سنت ہے۔ (بخاری: ص ۴۰۱)

پہلا گھوڑا جس پر جنگ اُحد میں سواری فرمائی: آپ ﷺ کے گھوڑے کا نام ضرس تھا پھر آپ ﷺ نے اس کا نام السکب رکھا اور جنگ احد میں اسی پر سواری کی۔ (سیرۃ الشامی: ص ۴۸۹)

آپ نے کس کس پر سواری فرمائی: آپ ﷺ نے اونٹ، خچر، گدھے پر سواری کی گھوڑے کبھی زین کے ساتھ کبھی بلا زین۔ کبھی تیز دوڑاتے۔ اکثر تنہا سوار ہوتے اور بسا اوقات اپنے بغل میں کسی کو ردیف بھی بناتے کبھی اپنی بیوی کو بھی سوار فرمالیتے۔ (زاد المعاد: ص ۱۵۹)

رسول اللہ ﷺ نے قصوا اونٹنی، ناقہ، صہباء پر سواری فرمائی۔
(سیرۃ الشامی: ۷/ ۴۰۹)

اونٹوں کی تفصیل: رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کی تفصیل یہ ہے ① قصوا ② عضباء ③ صہباء ④ عسکر ⑤ ثعلب ⑥ سہریا۔ (شمائل کبریٰ: ۲/ ۱۷۹)

آپ ﷺ کے خچروں کا بیان: آپ ﷺ کے پاس خچر تھے۔ ①

دلدل ② قبضہ ③ ابن العلما نے ہدیۃً دیا تھا ④ شاہ کسری نے دیا تھا ⑤ دومۃ الجندل نے بھیجا تھا ⑥ نجاشی نے دیا تھا ⑦ حمارہ شامیہ۔ (شمائل کبری: ۲/ ۱۸۰)

آپ کے گدھے کا نام: آپ ﷺ کے گدھے کا نام مفیر تھا۔ ایک کا نام یعفور تھا۔

سواری کے پیچھے بچوں کو بٹھانا: سواری کے پیچھے بچوں کو بٹھانا سنت ہے۔

گدھے پر سواری: آپ ﷺ نے گدھے پر بھی سواری فرمائی ہے۔

(سیرۃ الشامی: ۷/ ۳۷۶)

بکری کے متعلق سنتیں

بکریاں پالنا سنت ہے۔ (ابن سعد: ص ۴۹۶)

کتنی بکریاں آپ کے پاس تھیں: آپ ﷺ کے پاس سو بکریاں تھی۔

(ابن سعد: ص ۱۶۰)

سو بکریوں سے زائد نہ ہونے دیتے: سو بکریوں سے زائد ہونے پر ذبح کر دیتے تھے۔

آپ کی ایک عادت مبارکہ: آپ کی عادت تھی کہ ہر چیز کا نام رکھتے گھوڑے حتیٰ کہ عمامہ تک کا بھی نام رکھا۔

آپ کی دس بکریوں کے نام: آپ ﷺ کے دس بکریوں کے نام یہ ہیں ① عجوہ ② زمزم ③ سقیا ④ برکتہ ⑤ ورسہ ⑥ اطلال ⑦ اطراف ⑧ فجرہ ⑨ غوشہ ⑩ یمن (ابن سعد: ۴۹۵)

تمام انبیاء کی سنت: بکریاں چرانا تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔

(بخاری: ص ۱۲۵)

بکریاں چرانے کی حکمت: بکریاں چرانے کی حکمت یہ ہے کہ تواضع و مسکنت ہوتی ہے۔ بردباری آتی ہے قوت برداشت پیدا ہوتی ہے اور مہربانی شفقت ونرمی کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ (سیرت مصطفیٰ: ص ۹۸)

بکریوں کا پالنا بہترین معیشت ہے: بکریوں کا پالنا بہترین معیشت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تمہارے اعمال میں بہترین عمل کھیتی اور بکریاں پالنے کا ہے اور اللہ پاک نے معیشت کو کھیتی اور بکریوں میں رکھا ہے۔

(ابن ابی الدنیا: ص ۹۱)

بکریوں کے پالنے کا حکم: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بکریاں پالو۔ بلاشبہ اس میں برکت ہے (ابن ماجہ)

بکریاں جنتی جانور ہیں: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم پر بکریاں پالنا لازم ہے اس لئے کہ وہ جنتی جانور ہے۔ (مجمع: ص ۷۰)

سب دودھ نہ نکالے: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم دودھ نکالو تو اس کے بچے کے لئے چھوڑ دو۔ (مجمع: ۸/ ۱۹۶)

بکری گھر میں برکت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بکری گھر میں برکت ہے دو بکریاں دو برکت تین بکریاں تین برکت ہے۔ (ادب مفرد: ص ۸۷)

جانوروں کے نقصان پہنچانے پر آپ ﷺ کا فرمان: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جانوروں کے نقصانات معاف ہیں ضمان اور تاوان واجب ہے۔

(مسلم: ص ۷۳)

سفر کے سلسلے میں سنتیں

سفر باعث صحت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ سفر کرو صحت حاصل

ہو گی۔ (جامع صغیر: ص ۲۹۴)

سفر جہنم کا ٹکڑا ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سفر جہنم کا ایک ٹکڑا ہے مشقت کا باعث ہے۔ (بخاری، مسلم: ص ۲۴۲)

سفر کس دن بہتر: رسول اللہ ﷺ کو جمعرات کے دن سفر کرنا پسند تھا۔ (بخاری شریف: ص ۴۱۴)

صبح کی نماز کے بعد سفر: رسول اللہ ﷺ سفر میں صبح کی نماز پڑھتے اور کوچ فرماتے (سبل الہدیٰ: ۳۲۱/۷)

شروع دن میں سفر: آپ ﷺ کوئی لشکر بھیجتے تو صبح کو بھیجتے۔

ظہر کے بعد سفر: رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز کے بعد بھی سفر کرتے۔ (بخاری: ص ۴۱۴)

رمضان میں سفر: رمضان میں سفر بلا کراہت درست ہے۔ (بخاری: ص ۲۶۱)

جمعہ کے وقت سفر کرنا خلاف سنت ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ۱۰۶/۲)

جمعہ کے دن سفر کی اجازت: رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن چاشت کے وقت نماز جمعہ سے پہلے سفر کیا۔ (مصنف نمبر ۵۵۴)

رات کا سفر: رات کا سفر بہتر ہے۔ (کنز العمال: ۴۰۳/۶)

رفیق سفر کی تلاش: سفر سے پہلے رفیق سفر کو تلاش کرنا سنت ہے۔ (اتحاف: ۲۹۸/۶)

تنہا سفر کی ممانعت: تنہا سفر کرنا خلاف سنت ہے۔ (بخاری: ص ۴۳۱)

سفر سے پہلے نماز مسنون ہے: سفر سے پہلے نماز سنت ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ۸۷/۲)

سفر میں کھانے پینے کا سامان: سفر میں کھانے پینے کا سامان ساتھ رکھنا

سنت ہے۔(بخاری:۴۱۸)

جب کوئی آدمی سفر کو جائے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی آدمی سفر کو جائے تو اس کے جاتے وقت یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰھُمَّ أطوِلَهُ الْبُعْدَ وَھَوِّنْ عَلَیْهِ السَّفَرِ." (مشکوٰۃ: ص۲۱٤)

سفر میں جاتے وقت اللہ کے حوالے کرنا: جب کوئی سفر پر جاتے تو حضور ان کلمات پر ان کو رخصت فرماتے:

"اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِیْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِكَ."

(اذکار: ص۲۵۲)

"اَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ وَدَائِعَهٗ." (اتحاف ٦/٤٠١)

سفر میں جانے والے کو فِیْ حِفْظِ اللّٰہِ کہنا: سفر میں جانے والے کو فِیْ حِفْظِ اللّٰہِ وَفِیْ کَنَفِهٖ پڑھنا سنت ہے۔(اتحاف:ص۳۰۲)

سفر میں جانے والے کو (جاؤ اللہ کے نام سے) کہنا سنت ہے۔(حاکم:۲/۹۷)

سفر میں امیر: سفر میں امیر بنانا سنت ہے اگرچہ کم عمر ہو۔(مجمع الزوائد:۵/۲۵۸)

سفر میں تین آدمی بھی ہوں تو ایک کو امیر بنانا سنت ہے۔(مشکوٰۃ:ص۳۳۹)

سفر میں جانے والے سے دعا کی درخواست: سفر میں جانے والے کو دعاؤں کی درخواست کرنا سنت ہے۔(ترمذی، ابوداؤد)

سفر میں کیا رکھنا مسنون ہے: سفر میں ① آئینہ ② سرمہ دانی ③ کنگھا ④ مسواک ⑤ کھجانے کی لکڑی رکھنا سنت ہے۔(کنز:۷/۶۰)

سفر میں سونا: سفر میں پہلو پر سر رکھ کر سونا سنت ہے۔(مشکوٰۃ:ص۳۴۰)

سفر میں سامان رکھ کر کیا کہے: سفر میں سامان رکھ کر یہ کلمات کہنا سنت ہے۔اللّٰہ ربی لا شریك لهٗ۔

سفر کی موت: سفر کی موت شہادت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۱۱۶)

فجر کی دو سنتیں: فجر کی دو سنت سفر کی حالت میں نہ چھوڑتے (ابن ابی شیبہ: ص ۳۸۹)

سفر سے واپسی کا وقت: سفر سے واپسی کا بہترین وقت صبح یا شام کا ہے نہ کہ رات کا۔ (مسلم: ص ۲۴۴)

شروع رات میں گھر آنا زیادہ بہتر ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۴۰)

رات کو گھر آنا خلافِ سنت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۳۹)

حج میں خرچ کرنے کی فضیلت: حج میں خرچ کرنا جہاد میں خرچ کرنے کے برابر ہے۔ (ترغیب: ۲/۱۸۰)

سفر سے واپسی میں تحفہ: سفر سے واپسی میں اہل خانہ کے لئے کچھ تحفہ لانا سنت ہے (کنز العمال: ۶/۷۰۲)

رخصت کرنے کا طریقہ: رخصت کرتے وقت تھوڑا سا ساتھ چلنا سنت ہے۔ (حاکم: ۲/۹۸)

دو رکعت نماز پڑھنا: کسی منزل میں ٹھہرے تو دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے۔ (کنز: ۷/۵۹)

سفر سے واپسی پر اولاً نماز پڑھنا سنت ہے۔ (کنز العمال: ۶/۲۲۱)

سفر سے قبل کیا سنت ہے: سفر سے قبل ملنا جلنا سلام و مصافحہ سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ۳/۲۱۳)

سفر کی واپسی پر کیا کرے: وطن واپسی پر تیز رفتاری سنت ہے۔ (بخاری: ص ۴۲۱)

سفر سے واپسی پر اولاً مسجد آنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۴۳۴)

سفر سے واپسی پر بچوں سے ملاقات کرنا بہتر ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۳۹)
سفر سے واپس آنے پر حاضرین کا استقبال کرنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۴۳۳)

سفر کی دعائیں

سفر کے ارادہ پر دعا: جب سفر کا ارادہ ہو تو یہ دعا پڑھیں:
"اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصُوْلُ وَبِكَ أَحُوْلُ وَبِكَ اَسِيْرُ." (مجمع ص ۱۳۰)

مسافر کو یہ دعا دینا: جب کوئی سفر کے لئے جائے تو اسے یہ دعا دینا سنت ہے:
"فِي حِفْظِ اللّٰهِ وَفِيْ كَنَفِهٖ زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَوَجَّهَكَ فِي الْخَيْرِ حَيْثُ مَا كُنْتَ وَاَيْنَ مَا كُنْتَ."
(ترمذی: ص ٤٤٤)

سفر حج کرنے والے اور اس سے واپس آنے والے کے لئے دعا:
سفر حج کرنے والے کو یہ دعا دے کر رخصت کرنا سنت ہے۔
"زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى وَوَجَّهَكَ فِي الْخَيْرِ وَكَفَاكَ الْهَمَّ."
پھر جب حج کے سفر سے واپس آجائے تو یہ دعا کرے۔
"قَبَّلَ اللّٰهُ حَجَّكَ وَكَفَّرَ ذَنْبَكَ وَاَخْلَفَ نَفَقَتَكَ."
(مجمع الزوائد ٢١٤/٣)

گھر والوں کو دعا دینا: رخصت ہوتے وقت گھر والوں کو یہ دعا دینا سنت ہے۔
"اَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا يَخِيْبُ وَدَائِعُهٗ." (حصن حصين: ٢٨٦)
سفر میں جاتے وقت گھر والوں کے لئے خیر و عافیت کی دعا کے لئے یہ پانچ سورتیں ہیں سورۃ الکافرون، سورۃ النصر، سورۃ اخلاص، سورۃ فلق، سورۃ الناس۔
(حصن: ص ۲۸۷)

سواری پر بیٹھنے کی دعا: جب سواری پر بیٹھے تو یہ دعا پڑھنا سنت ہے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ۝ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ."

پھر تین مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ تین مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھنا سنت ہے پھر یہ دعا کہے۔

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ." (ابن سنی: ص ٤٤٨)

سفر سے واپسی آنے والے کو کیا کہے: سفر سے واپسی آنے والے کو یہ کہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَلَّمَكَ۔ (اذکار: ص ۱۸۹)

جب سفر میں رات آجائے: جب سفر میں رات آجائے تو یہ دعا پڑھنا سنت ہے۔

"یَا اَرْضُ رَبِّیْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِیْكِ وَشَرِّ مَا یَدِبُّ عَلَیْكِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ اَسَدٍ وَاَسْوَدَ وَحَیَّةٍ وَعَقْرَبَ وَمِنْ شَرِّ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ شَرِّ وَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ." (الدعاء: ص ۱۱۸۸)

گھر میں داخل ہوتو: جب گھر میں داخل ہوتو یہ دعا پڑھنا سنت ہے۔

"اَوْبًا اَوْبًا لِرَبِّنَا تَوْبًا لَا یُغَادِرُ عَلَیْنَا حَوْبًا." (حصن حصین)

حسن خلق

آپ ﷺ کے اخلاق: میں بہترین اخلاق و عادات کے اتمام کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ (بیہقی فی الشعب: ص ۲۳۱)

جو توڑے تو کیا کرے: تم اس سے جوڑو جو تم سے توڑے، جو تم کو محروم کرے تم اسے دو جو تمہیں تکلیف پہنچائے تم اسے معاف کرو۔ (شرح السنۃ: ۱۳/۱۱۳)

حسن اخلاق کی ایک جامع حدیث: اسلام عمدہ کلام اور لوگوں کو کھانا کھلانے کا نام ہے اور ایمان صبر اور درگزر کرنے کا نام ہے۔ افضل ترین اعمال میں سے اچھا عمل یہ ہے کہ انسان کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ رہیں اور افضل الایمان، اچھے اخلاق ہیں۔ اور افضل ترین نماز وہ ہے جس میں لمبی رکعتیں ہوں۔ اور افضل ترین ہجرت، برائیوں کو چھوڑنا ہے۔ (مجمع الزوائد ۲: ۶۶)

جھگڑا ختم کرنے والے کے لئے محل: جس نے جھگڑا ختم کیا اور وہ حق پر تھا۔ اس کے لئے جنت میں محل بنایا جائے گا۔ (مجمع الزوائد ۱: ۶۶)

احباب کی خامیوں کا بیان: غلطی پر عار دلانا اور ترش رو ہونا خلاف سنت ہے۔ (اخلاق النبی: ص ۳۳)

برائی کی نسبت کسی طرف متعین کرنا خلافِ سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۶۶۰)

کسی کو لوگوں کے سامنے ٹوکنا خلاف سنت ہے۔ (اخلاق النبی: ص ۱۴۴)

اخلاق کی تقسیم: تمہارے اخلاق اس طرح تقسیم ہیں جس طرح کہ تمہارا رزق۔

(ادب مفرد: ص ۹۱)

کامل ایمان والا کون: کامل ایمان والا وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے اچھا ہو اور اپنے بال بچوں پر مہربان ہو۔ (بیہقی فی الشعب: ۶/۲۳۲)

حسن اخلاق کا حکم: حسن اخلاق اور خاموشی کو لازم پکڑو ان دونوں سے بہتر کوئی وصف نہیں جس سے انسان مزین ہو۔ (بیہقی: ۶: ۲۳۹)

لوگوں کے ساتھ اخلاق سے ملو ان کے اعمال کی مخالفت کرو۔

(اتحاف السادۃ: ۷/۲۲۵)

حسن اخلاق گناہوں کو زائل کر دیتا ہے: حسن اخلاق گناہوں کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح سورج پالے کو پگھلا دیتا ہے۔ (ترغیب: ۳/۴۰۵)

ترازو میں سب سے وزنی چیز: ترازو میں سب سے زیادہ وزنی چیز حسن اخلاق ہے۔ (ترمذی:۲۱/۴)

دین کس چیز کا نام ہے: دین حسنِ اخلاق کا نام ہے۔ (ترغیب:۳/۴۰۵)

بلا حسنِ خلق کوئی جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ (بیہقی فی الشعب:۲۴۴/۶)

تم میں ایمان کے اعتبار سے کامل وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے عمدہ ہو۔ (بیہقی:۲۳۰/۶)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب: قیامت کے دن سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ ہوگا جو اخلاق کے اعتبار سے عمدہ ہوگا۔ (ترمذی:۲۲/۴)

اخلاق کریمانہ سہل نہیں: اگر اخلاق کریمانہ، آسان اور سہل ہوتے تو دنیا دار لوگ اس میں آگے بڑھ جاتے۔

مکارم اخلاق دس ہیں: مکارم اخلاق دس ہیں ① بات میں سچا ہونا ② خدا کی اطاعت میں سچا خوف ③ سائل کو بخشنا ④ احسان کا بدلہ ⑤ صلہ رحمی کرنا ⑥ امانت ادا کرنا ⑦ اپنے پڑوسی کے لئے یا ⑧ اپنے رفیق کے لئے برائی برداشت کرنا ⑨ مہمان کا اکرام کرنا ⑩ اور ان کی اصل حیاء ہے۔ (بیہقی فی الشعب:۱۳۸/۶)

اچھے اخلاق کے حصول کی دعائیں:

① "اَللّٰهُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ."

② اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا یَهْدِیْ لِاَحْسَنِهَآ اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَهَا لَا یَصْرِفُ عَنِّیْ سَیِّئَهَآ اِلَّا اَنْتَ."

بد خلقی ایمان کو فاسد کر دیتی ہے: بد خلقی ایمان کو اس طرح فاسد کر دیتی ہے جس طرح ایلوا کھانے کو فاسد کر دیتا ہے۔ (بیہقی فی الشعب:۲۴۷/۶)

اللہ کا ارادہ برائی کا کس کے لئے: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ برائی کا ارادہ

کرتا ہے اسے بدخلقی سے نوازتا ہے۔ (ترغیب ۳/ ۴۱۱)

دو خصلتیں مؤمن کی نہیں: دو خصلتیں مؤمنین میں جمع نہیں ہو سکتیں ① بدخلقی ② بخل۔ (بیہقی فی الشعب ۶/ ۲۴۳)

بداخلاق کے لئے توبہ نہیں: ہر گناہ کے لئے توبہ ہے مگر بداخلاق کے لئے توبہ نہیں۔ (۳/ ۴۲)

بدخلق اور پڑوسی کو تکلیف دینے والا اہل جہنم میں سے ہے۔ (مسند احمد)

دین کے اعمال میں اخلاص پیدا کرو تھوڑا عمل بھی کافی ہو جائے گا۔ (ترغیب: ۱/ ۵۴)

سچائی: سچائی بھلائی کا راستہ بتاتی ہے بھلائی جنت کی رہنما ہے ہمیشہ سچ بولنے والا صدیقین میں شمار ہوتا ہے۔ (بخاری: ۲/ ۹۰)

سچائی جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ (کنز العمال ۳/ ۳۴۶)

آپس کی محبت والفت: دنیا میں سب سے پہلے جو چیز اٹھائی جائے گی وہ آپس کی محبت والفت ہوگی۔ (ادب مفرد: ص ۲۶۳)

بھائی کو محبت کی خبر دینا: تم اگر کسی سے محبت اور دوستی کرو تو اپنے بھائی کو بتا دو۔ (ادب مفرد: ص ۵۴۴)

زیادہ تعلق رکھنے والے کا مرتبہ. دو آدمی آپس میں محبت وتعلق رکھتے ہیں ان میں عالی مرتبہ اس کا ہوتا ہے جو زیادہ تعلق رکھتا ہے۔ (ادب مفرد: ص ۵۴۳)

لوگوں سے محبت افضل ترین: ایمان کے بعد افضل ترین عمل لوگوں سے الفت ومحبت ہے (مکارم طبرانی: ص ۱۰۴۱)

آدمی کا حشر کس کے ساتھ: آدمی کا حشر اس کے ساتھ ہوگا۔ جس کے ساتھ محبت کرے گا۔ (بخاری: ص ۹۱۱)

کس کی مصاحبت کرے: مؤمن کے علاوہ کسی کی مصاحبت اختیار نہ کرو اور تمہارا کھانا متقی کے علاوہ کوئی دوسرا نہ کھائے۔ (ترغیب: ۴/۲۷)

کامل مؤمن کب ہوگا: تم میں سے کوئی کامل مؤمن اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

(بخاری: ص ۱۰۲)

بھائی کو خوش کرنا: اپنے مسلمان بھائی کو خوش کرنا مغفرت کے واجب کرنے والے اعمال میں سے ہے۔ (ترغیب: ۳/۳۹۹)

مسلمان کے گھر والوں کو خوش کرنا: جس نے کسی مسلمان کے گھر والوں کو خوشی و مسرت میں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کر کے ہی راضی ہوگا۔

(ترغیب: ۳/۳۹۴)

اللہ کا محبوب: مخلوق اللہ کی عیال ہے اور محبوب اس کے نزدیک وہ ہے جو اس کی عیال کے لئے نفع بخش ہو۔ (مشکوٰۃ شریف: ص ۴۱۲)

ہر قدم پر ستر نیکیاں: جو اپنے بھائی کی کسی ضرورت کے لئے چلے تو اس کے لئے ہر قدم پر ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اگر ضرورت پوری ہو جائے تو تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (ترغیب: ۳/۳۹۳)

اللہ کا ارادۂ خیر: اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ بھلائی و خیر کا ارادہ کرتا ہے تو لوگوں کی ضرورتیں ان سے وابستہ اور متعلق کر دیتے ہیں۔ (بیہقی)

بھائی کی ضرورت میں چلنے کی فضیلت: کسی بھائی کی ضرورت میں چلنا مسجد نبوی کے دو ماہ کے اعتکاف سے افضل ہے۔ (مستدرک حاکم: ۴/۲۷۰)

اپنے کسی بھائی کی ضرورت میں چلنا اور اس میں کوشش کرنا دس سال کے اعتکاف سے بڑھ کر ہے۔ (ترغیب: ۳/۱۵۰)

پریشان کی مدد کرنا: اللہ پاک کے نزدیک پسندیدہ عمل پریشان حال کی مدد کرنا ہے۔ (کنز العمال: ۳/ ۳۱۷)

کسی مسلمان کے غم اور پریشانی کو دور کرنا قیامت کے دن پریشانی سے محفوظ ہونے کا سبب ہے۔ (بخاری: ۱/ ۳۳۰)

تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی: تین آدمیوں کی دعائیں رد نہیں ہوتی ① روزہ دار کی ② منصف امام کی ③ مظلوم کی۔ (جامع صغیر، ص ۱۶)

مظلوم کی دعا سے بچنے کا حکم: مظلوم کی بددعا سے بچنا کہ اس کے اور اس کے رب کے درمیان کوئی حجاب و پردہ نہیں۔ (بخاری، ص ۳۳۳)

گفتگو کی سنتیں

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو: آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ کہتا ہے کہ لوگ ہلاک ہوگئے تو وہ اس سے زیادہ ہلاک ہوگیا (مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو مایوس نہیں ہونا چاہئے) اللہ کی رحمت سے۔ (مشکوٰۃ)

خیر میں جھوٹ جائز: آپ ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹا وہ نہیں جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے اور خیر بات کہے اور خیر کو بڑھائے (یعنی صلح میں تو یہ کرتے ہیں)۔ (متفق علیہ)

منہ پر تعریف نہیں چاہئے: آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب لوگوں کو منہ پر تعریف کرتے دیکھو تو ان کے چہرے پر مٹی ڈالو۔

فائدہ: یعنی کسی کے سامنے اس کی تعریف نہیں کرنی چاہئے۔ (مسلم)

جھوٹ اور جھگڑا چھوڑنا: آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے جھوٹ چھوڑا

حالانکہ وہ باطل پر تھا تو اس کے لئے جنت کے کونے میں گھر بنایا جائے گا اور جس نے جھگڑا چھوڑا اگر چہ وہ حق پر تھا تو اس کے لئے جنت کے وسط میں گھر بنایا جائے گا اور جس کے اخلاق اچھے ہوں گے ان کے لئے جنت کی بالائی میں گھر بنایا جائے گا۔

(ترمذی)

پست آواز پسندیدہ: بے شک اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اس شخص کو جس کی بہت اونچی آواز ہو یعنی وہ بہت اونچی آواز سے بولتا ہو اور خفیف آواز اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں۔ (کنز: ۳/ ۲۲۸)

فاسق کی تعریف نہ ہو: جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ کا عرش ہلتا ہے۔ (کنز: ۳/ ۲۳۰)

کسی کی عیب جوئی کی بات کرنا سمندر کو کڑوا کر سکتا ہے۔ (ترمذی)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجمع میں کسی کی بے عزتی ہو رہی ہو تو اس کا دفاع کرنا چاہئے اس پر لوگوں کو ڈانٹنا چاہئے اور ایسی مجلس کو چھوڑنا چاہئے۔ (کنز: ۳/ ۲۳۳)

زمانہ کو گالی دینا منع ہے۔ (مشکوۃ)

مجلس کی سنتیں

مجلس کی صدارت: آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کے لئے سردار ہوتے ہیں مجلس کی صدارت قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھنا ہے۔ (مجمع: ۸/ ۶۲)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ محارب سے بچو میں نے کہا کہ محارب سے کیا مراد ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجلس کی صدارت کی جگہ۔ (مجمع: ۸/ ۶۳)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی سواری کا زیادہ حق دار ہے اور مجلس کا جبکہ وہ واپس آجائے اپنی جگہ۔ (مجمع: ۸/ ۶۳)

مجلس سے اٹھ کر اپنی جگہ واپس آنے والا کپڑا وغیرہ رکھ دے۔

درمیان میں بیٹھنا: دو آدمیوں کے درمیان نہ بیٹھے مگر اجازت سے۔ (ترمذی)

بعد میں آنے والا کسی کونے میں بیٹھے درمیان میں آکر نہ بیٹھے آپ ﷺ نے ایسے شخص کی تعریف کی ہے۔ (بخاری)

ملنے والوں سے حالات وخیریت پوچھنا سنت ہے۔ (کنز العمال: ۹/۱۲)

حلقہ کے بیچ میں بیٹھنا: حلقہ کے بیچ میں ہرگز نہ بیٹھے ایسے شخص کو ملعون کہا گیا۔ (ابوداؤد)

مزاح کی سنتیں

ہنستے وقت منہ پر ہاتھ: آپ ﷺ جب ہنستے تو منہ پر ہاتھ رکھتے تھے۔

(کنز: ص ۵۲)

آپ ﷺ اکثر چپ رہتے اور بہت کم ہنستے۔ (کنز: ۷/۵۲)

آپ ﷺ سب سے زیادہ دل لگی فرماتے تھے۔ (کنز: ۷/۵۲)

بات کرتے وقت تبسم: آپ ﷺ بات کرتے وقت تبسم فرمایا کرتے تھے۔ (کنز: ۷/۵۲)

یتیموں، مساکین اور بیواؤں کی خدمت

یتیم کا خیال رکھنے کی فضیلت: یتیموں کا خیال رکھنے والا آپ ﷺ کے ساتھ جنت میں ہوگا۔ (بخاری: ۲/۸۸۸)

بابرکت دسترخوان وہ ہے جس میں یتیم شریک ہو۔ (کنز العمال: ۳/۱۷۷)

بیواؤں کی خدمت کا ثواب: بیواؤں کی خدمت کا ثواب جہاد کے برابر ہے۔ (بخاری، مسلم: ص ۸۸۸)

بابرکت دسترخوان: جس برتن میں یتیم کھا رہا ہو اس برتن کے قریب شیطان نہیں آتا۔ (مجمع: ۸/۱۶۰)

یتیم کے سر پر ہاتھ رکھنے کا ثواب: جو یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے گا۔ اس کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی خدائے تعالیٰ مرحمت فرمائیں گے (مجمع الزوائد: ۸/۱۶۰)

سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والی: سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والی عورت وہ ہوگی۔ جو یتیم کی پرورش کے لئے دوسری شادی نہ کرے۔ (مجمع الزوائد: ص ۱۶۲)

احباب سے ملاقات وزیارت

خدا کی محبت واجب: میری محبت ان لوگوں کے لئے واجب ہے جو میرے واسطے محبت کرتے ہیں میرے واسطے خرچ کرتے ہیں۔ (کنز العمال: ۹/۸)

تصویر دار گھروں کا بیان: رسول اللہ ﷺ دعوت والے گھر میں تصویر دیکھتے تو واپس آ جاتے۔ (ابوداؤد: ص ۵۲۷)

دوستی کی سنتیں

دوستی کا طریقہ: جو کسی کے ساتھ دوستی کرے تو اس کا نام، والد کا نام، قبیلہ، گھر اور اس کے متعلق پوچھ لیں اس سے محبت پیدا ہوگی اگر وہ غائب ہو تو اس کی حفاظت کرے اگر وہ مریض ہو تو اس کی عیادت کرے۔ اگر وہ فوت ہو جائے تو جنازہ میں شریک ہو۔

جو کسی مسلمان بھائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لئے محبت رکھتا ہو اور اسے اطلاع نہ دے تو یقیناً اس نے خیانت کی۔ (کنز: ۹/۱۲)

جب تم سے کوئی شخص کسی ساتھی سے کوئی ضرر کی چیزیں لے تو اسے دکھائے پھر

اسے پھینک دے۔

جب تم میں کوئی شخص کسی بھائی کی زیارت کے لئے آئے تو وہ اس کے ساتھ بیٹھے اور اس کی اجازت کے بغیر نہ اٹھے۔ (کنز:۹/۱۳)

دوست کے لئے کوئی چیز بچھانا: جب تم میں سے کوئی شخص تمہاری زیارت کیلئے آئے اور اس کے لئے کوئی چیز بچھائی گردوغبار سے حفاظت کے لئے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے بچائے گا (کنز:۹/۱۳)

مریض کی عیادت: مریض کی عیادت کے لئے ایک میل چلا کرو، مسلمان کی زیارت کے لئے تین میل چلا کرو۔ (کنز:۹/۱۳)

محبت: بے شک اللہ تعالیٰ قدیم محبت کے برقرار رکھنے کو پسند کرتے ہیں۔

(کنز:۹/۱۳)

کس سے دوستی نہ کرے: ہرگز اس کے ساتھ دوستی نہ کرو جو تمہیں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا جیسا کہ تو اسے دیکھتا ہے۔ (کنز:۹/۱۵)

تین چیزوں سے محبت: تین چیزوں میں اپنے بھائی کے ساتھ محبت کرو۔ سلام کرو جب ان سے ملو۔ مجلس میں ان کو جگہ دو اور اچھے نام کے ساتھ ان کو بلاؤ۔

جب تم میں کوئی شخص کسی کی داڑھی یا سر سے تکلیف دہ چیز ہٹائے تو اسے دکھائے اور پھر پھینکے اور یہ نیکی ہے اور ایک نیکی کا ثواب دس نیکی کے برابر ہے جب وہ اسے پھینکتا ہے تو دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ (کنز العمال:۹/۱۷)

جب تم میں سے کوئی کسی بھائی کے ہاں داخل ہو تو اس کی اجازت کے بغیر چپل نہ نکالے۔ (کنز:۹/۱۷)

فقیر کی زیارت کی فضیلت: فقیر کی زیارت کرنا تہجد اور روزے کے برابر ہے فقیر کی زیارت سے جہاد کا ثواب ملتا ہے اور اس کے قدم فی سبیل اللہ میں شمار

ہوتے ہیں۔ (کنز:۹/۱۸)

جو مسلمانوں (انتہائی امور) کے کاموں کا اہتمام نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔ (کنز:۹/۱۸)

دونوں میں ایک وقت ہی میں بیٹھے: آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ سایہ اور سورج دونوں میں ایک وقت ہی بیٹھے۔

نیک دوست: نیک دوست کی مثال عطر فروش کی ہے اگر وہ نہ بھی دیں تو اس کی خوشبو سے نفع پہنچے گا اور برے ساتھی کی مثال بھٹی کی ہے اگر تمہارے کپڑے نہ بھی جلائے پھر بھی اس کے ہونے سے بدبو تو آئے گی۔ (طبرانی، حسن، مجمع:۸/۶۴)

ساتھی کے راحت و آرام کا خیال: اپنے ساتھیوں کے راحت و آرام کا خیال رکھنا چاہئے کیونکہ ایک دفعہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمایا آپ ﷺ سایہ میں بیٹھتے ہیں اور آپ ﷺ کے ساتھی دھوپ میں ہیں۔ (کنز العمال:۹/۱۸)

بڑے اور خواص لوگوں کے سنن وآداب

کسی بڑے عالم بزرگ کے لئے کھڑا ہونا سنت ہے۔ (ابوداؤد:۲/۳۲۶)

کسی بڑے سردار یا رئیس کا اکرام کرنا چاہئے یعنی کرو۔ (ابن ماجہ:ص ۲۶۳)

کسی کے اکرام سے انکار نہیں کرتا مگر گدھا۔ (کنز:۹/۶۶)

کسی کے آنے پر مجلس میں وسعت: جو شخص مجلس میں آجائے اور اس کے لئے جگہ میں وسعت کر دیں تا کہ وہ راضی اور خوش ہو اللہ تعالیٰ کا حق (احسانی) بنتا ہے کہ قیامت میں اس کو خوش کر دیں۔ (کنز:۹/۶۶)

آپ ﷺ نے فرمایا داخل ہونے والے کو خوف ہوتا ہے بس ان کے ساتھ مرحبا یعنی خوشی کے ساتھ ملو۔ (کنز العمال:۹/۶۶)

کسی کے لئے کھڑا ہونا: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم کو کوئی شخص آپ ﷺ سے زیادہ محبوب نہیں تھا۔ لیکن اس کے باوجود جب وہ آپ کو دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ ﷺ کو یہ پسند نہیں ہے۔ (ترمذی:۲/۱۰۰)

آپ ﷺ ہم سے نکلتے تو ہم کھڑے ہوتے جب تک کہ آپ گھر میں داخل نہ ہوتے۔ (رواہ البزار:۸/۴۳) کسی کے بیٹھنے کی جگہ پر نہیں بیٹھنا چاہئے۔

ستر ہزار فرشتوں کی مشایعت: مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرتا ہے تو اس کے ساتھ ۷۰ ہزار فرشتے ہوجاتے ہیں۔ (ترغیب:۳۶۵)

جنت کا شیش محل: جنت کا شیش محل ان لوگوں کے لئے ہے جو آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ (ترغیب:۳/۳۶۵)

مخلص احباب: مخلص احباب سے ہر دن ملاقات سنت ہے۔

(مختصراً، بخاری:۲/۸۹۸)

آدمی کس کے ساتھ ہوگا: آدمی اسی کے ساتھ شمار کیا جائے گا۔ جس کے ساتھ اس کو محبت ہوگی۔ (بخاری، مسلم، ص۹۱۱)

عفوودرگزر

عفوودرگزر بلا حساب جنت میں داخلہ: بلا حساب جنت میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو لوگوں کو معاف کرتے ہیں۔ (مکارم ابن ابی الدنیا:ص۳۳۱)

ثواب اللہ کے ذمہ: اللہ تعالیٰ ثواب کا ذمہ ان لوگوں کا لے گا جنہوں نے دنیا میں لوگوں کو معاف کیا ہوگا۔ (مکارم الخرائطی:ص۳۹۳)

معاف کرنے والے کو اللہ معاف کرے گا: اگر معاف کروگے اللہ

تعالیٰ بھی معاف کریں گے۔ (کنز العمال: ۳/۲۷۸)

کسی کی غلطیاں درگزر کرنا: اہل فضل کی غلطیوں کا درگزر کرنا سنت ہے۔
(بیہقی فی الشعب: ۶/۳۲۱)

عوام الناس اور جاہلوں سے درگزر کرنا سنت ہے۔ (بخاری و مسلم: ص ۲۹۳)

سائلین کی رعایت

سائلین آ جائے اور کچھ نہ ہو تو: سائل آ جائے اور کچھ نہ ہو تو معمولی چیز دے دو خالی نہ بھیجو۔ (ترمذی: ص ۱۴۴)

مسجد میں دینا: سائلین کو مسجد میں دینا سنت ہے۔ (حاشیہ ابو داؤد: ۲/۲۳۵)

سائل فرشتہ: کبھی سائل بشکل انسانی فرشتہ بھی ہوتا ہے۔ (کتاب البر: ص ۲۱۶)

جو بغیر سوال اور امید کے ملے اسے واپس نہ کرو۔ (مجمع الزوائد: ص ۱۰۳)

اللہ کا واسطہ دے کر مانگے تو: جو تم سے اللہ کے واسطے سے سوال کرے اسے دے دیا کرو۔ (ابو داؤد: ص ۲۳۵)

اپنے رب کا اکرام: جب آدمی اپنے بھائی کا اکرام کرتا ہے تو گویا اس نے اپنے رب کا اکرام کیا۔ (مجمع الزوائد: ۸/۱۶)

بڑوں کی تعظیم اور اکرام: بڑوں کی تعظیم و اکرام سنت ہے۔
(بیہقی فی الشعب: ص ۴۵۸)

بڑے مسلمان کی تعظیم و احترام سنت ہے۔ (بیہقی فی الشعب: ۷/۴۵۹)

بڑوں کو معاملات میں آگے کرنا سنت ہے۔ (بیہقی فی الشعب: ۷/۴۶۱)

[illegible] ں کی بے تعظیمی قیامت کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔
(مکارم الخرائطی: ۱/۱۵۷)

کافر فاسق ہوتب بھی اکرام: قوم کا معزز شخص کافر فاسق ہوتب بھی اکرام کرنا سنت ہے۔ (مجمع:۸/۱۶)

صاحب ضرورت کا غرض سے جانا: صاحب ضرورت کو اس کے پاس جانا جس سے غرض ہو سنت ہے۔ (ادب مفرد:ص۹۷۳)

اہل علم وفضل کی تعظیم

جس نے عالم کا حق نہیں پہچانا: جس نے عالم کا حق نہیں پہچانا وہ ہم میں سے نہیں۔ (ترغیب:ص۱۱۴)

اہل علم کی توہین پر وعید: اہل علم وفضل کی توہین منافق ہی کرسکتا ہے۔

(ترغیب:ص۱۱۵)

اس زمانے سے پناہ: اس زمانے سے پناہ مانگو جس میں عالم کی نہ مانی جائے۔

(ترغیب:۱/۱۱۴)

مؤمن کی عزت

کون جہنم سے محفوظ: جہنم سے محفوظ وہ شخص ہوگا۔ جو اپنے مؤمن بھائی کی دنیا میں حفاظت کرے۔ (مکارم اخلاق خرائطی:۲/۸۳۱)

کعبہ سے زائد عظمت: کعبہ سے مؤمن کی عظمت واحترام زیادہ ہے۔

(ابن ماجہ:ص۲۸۲)

حسب مراتب معاملہ کرنا: حسب مراتب لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنا سنت ہے۔ (جامع صغیر:ص۱۶۳)

خاطر ومدارات کی سنتیں

آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے مدارت کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔

(کنز العمال: ۴/۱۶۴)

دل جوئی اور مدارات کرنے سے صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔ (کنز: ۴/۱۶۴)

مدارت کی زندگی: جو مدارات کی زندگی گزارے گا وہ شہید کا ثواب پائے گا۔

(کنز: ۴/۱۶۵)

یہ بات بھی مروت ہے کہ مسلمان بھائی کے لئے چپ رہے جب وہ گفتگو کرے رہے ہوں یہ حسن اخلاق میں ہے کہ جب مسلمان بھائی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اس کے لئے رک جائے۔ (کنز: ۴/۱۶۴)

مدارت اور مداہنت میں فرق: حضرت مفتی تقی عثمانی مدظلہ نے مدارات و مداہنت میں فرق کیا ہے کہ مدارت اس کو کہتے ہیں کہ کسی کی دنیا و آخرت یا دونوں کے بنانے کے لئے اپنی دنیا خرچ کرنا اور مداہنت یہ ہے کہ کسی کی دنیا بنانے کے لئے دین خرچ کرنا اور چھوڑنا ہے۔ (تکملہ فتح الملہم: ۵/۴۰۱)

آنے والے کی خاطر وتواضع: آنے والے کی مدارات مسنون ہے۔ خواہ کیسا ہی ہو۔ (بخاری: ۲/۹۰۵)

مہمان کا اکرام: مہمان کا اکرام کرنا سنت ہے۔ (بخاری و مسلم: ص ۸۷۹)

جو مہمان نواز نہیں اس میں بھلائی نہیں۔ (ترغیب: ۳/۳۷۴)

مہمان اپنا رزق لے کر آتا ہے اور مغفرت دے کر جاتا ہے۔

(کنز العمال جدید: ۹/۲۴۲)

مہمان کو دروازے تک پہنچانا: مہمان کو گھر کے دروازے تک پہنچانا سنت

ہے۔(ابن ماجہ:ص ۲۵۰)

مہمان کے ساتھ کھانے میں: مہمان کے ساتھ کھانے میں شرکت کرنا سنت ہے۔(بیہقی فی الشعب:۱۰۱/۷)

مہمان کتنا ٹھہرے: مہمان اتنا نہ ٹھہرے کہ میزبان تنگ ہو جائے۔

(ادب مفرد:ص ۳۱۳)

مہمان خدا کا تحفہ ہے۔(کنز العمال:۹/۹۴۲)

مہمان کے لئے بستر: مہمان کے لئے بستر وغیرہ الگ رکھنا سنت ہے۔

(مکارم الخرائطی ص ۲۴۶،مسلم)

برا آدمی: برا ہے وہ شخص جس کے پاس مہمان نہ آئیں۔(کنز العمال جدید:۹/۲۴۴)

مہمان کے کھانے پر حساب نہیں۔(اسوۃ الصالحین:ص ۱۷)

جس گھر میں مہمان نہیں آتے اس میں فرشتے نہیں آتے۔(احیاء العلوم)

مہمان کا رزق: مہمان کا رزق حضرت جبرئیل علیہ السلام لے کر آتے ہیں(کنز العمال جدید:۲۴۵)

مہمان کے لئے اہتمام: مہمان کے لئے کھانے وغیرہ میں اہتمام کا حکم سنت ہے۔

پیش کی جانے والی چیز کی تحقیر: جو پیش کیا جائے اس کی تحقیر و برائی کرنا خلاف سنت ہے۔(کنز العمال:۹/۲۶۱)

مہمان کی خدمت کون کرے: مہمان کی خدمت خود کرنا مسنون ہے۔

(بیہقی فی الشعب:ص ۱۰۲)

مہمان کے لئے روزہ نہ رکھنا: مہمان کے اکرام میں روزہ نہ رکھنا سنت ہے۔(مجمع الزوائد:ص ۱۷۹)

کھانے کی تحقیق: میزبان سے کھانے کی تحقیق نہ کرنا سنت ہے۔
(مجمع الزوائد: ۸/۱۸۰)

مہمان کو واپس جانے کی اجازت کب: مہمان اگر کوئی خلاف شرع امر دیکھے تو واپس چلا جائے۔ (ابن ماجہ: ص ۲۴۰)

امانت اور دیانت داری

جو امانت دار نہیں: جو امانت دار نہیں وہ ایماندار نہیں۔ (ترغیب: ۴/۵)

خیانت منافق کی پہچان: خیانت منافق کی پہچان ہے۔ (ترغیب: ۴/۹)

جنت کے لئے: خائن جنت میں نہیں جا سکتا۔ (مکارم: ص ۱۷۶)

جس کو امانت دی جائے اور وہ خیانت نہ کرے تو اس کے لئے جنت کی ضمانت ہے۔

جو وعدہ کرے اور اسے پورا کرے اس کے لئے جنت کی ضمانت ہے۔
(بیہقی فی الشعب: ۴/۲۰۶)

وعدہ خلاف: وعدہ خلاف دیندار نہیں۔ (بیہقی فی الشعب: ۴/۷۸)

محبت کو ختم کرنے والی چیز: وعدہ خلافی محبت کو ختم کرنے والی چیز ہے۔
(مکارم الخرائطی: ص ۲۰۷)

وعدہ خلافی منافق کی خصلت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۱۷)

ایفائے وعدہ کی نیت کی مگر پھر بھی پورا نہ کر سکا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

چھوٹے بچوں سے بھی وعدہ پورا کرنا: چھوٹے بچوں سے جو کہے اسے بھی پورا کرنا سنت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۴۱۶)

حلم و بردباری

حلم اور بردباری کی فضیلت: بندہ حلم و بردباری اور برداشت کی وجہ سے

شب گزار اور صائم النہار کا درجہ پالیتا ہے۔ (ترغیب: ۳/ ۴۱۸)

جس پر ظلم کیا جائے اور اس کے ساتھ برائی کی جائے تو وہ صبر اور برداشت کرے وہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگا۔ (ترغیب: ۳/ ۴۱۸)

جس کو غصہ کی بات کہی جائے اور وہ اسے برداشت کرے اللہ کی محبت اس کے لئے واجب ہے۔ (ترغیب: ۳/ ۴۱۹)

دو خصلتیں: دو خصلتیں اللہ پاک کو محبوب ہیں بردباری اور وقار۔
(بیہقی فی الشعب: ۶/ ۳۳۵)

اعتدال اور میانہ روی: اعتدال سنت ہے۔ (مجمع: ۱۰/ ۲۵۲)

دنیا کمانے میں اعتدال: دنیا کمانے میں اعتدال اختیار کرنا سنت ہے۔
(ابن ماجہ: ص ۱۵۵)

اعتدال نصف معیشت: اعتدال نصف معیشت ہے۔

نبوت کا پچیسواں جز: اعتدال اور میانہ روی نبوت کا پچیسواں جزء ہے۔
(ابوداؤد: ۲/ ۲۵۹)

اعتدال کے ساتھ خرچ باعث ثواب ہے۔ (بیہقی فی الشعب: ۵/ ۲۵۲)

سنجیدگی اور طمانیت: سنجیدگی اللہ کی طرف سے ہے اور عجلت شیطان کی طرف سے ہے۔ (ترغیب: ۴۱۸)

نرمی اور سہولت مزاجی: نرمی اور سہولت مزاجی سنت ہے۔

ہر مسئلہ میں اللہ پاک کو نرمی پسند ہے۔ (بخاری: ص ۸۹۱، مسلم: ص ۳۲۲)

بھلائی سے کون محروم: جو نرمی سے محروم ہے وہ تمام بھلائیوں سے محروم ہے۔
(مسلم: ۲/ ۳۲۲)

دنیا و آخرت کی بھلائی سے محروم: جس کو نرمی سے کچھ نوازا گیا اسے دنیا

اورآخرت کی بھلائی سے نوازا گیا۔(مکارم: ص۲۹۴)

جانوروں کے ساتھ بھی نرمی کرنا سنت ہے۔(مجمع ۱۹۱)

پردہ پوشی

پردہ پوشی سنت ہے۔(مسلم ۲/۳۲۲)

پردہ پوشی کی فضیلت: جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے قیامت میں اس کی پردہ پوشی کی جائے گی۔(ترغیب)

جو کسی مسلمان کے عیب کو دیکھے اور اسے چھپادے تو اس کی وجہ سے اسے جنت میں داخل فرمایا جائے گا۔(ترغیب: ۳/۲۳۸)

جس نے کسی مؤمن کی پردہ پوشی کی گویا اس نے زندہ درگور کو زندگی عطا کردی۔
(مکارم الخرائطی: ص۴۷۵)

غصہ برداشت کرنا

غصہ برداشت کرنا اور پی جانا سنت ہے۔(بیہقی فی الشعب: ۶ :۳۱۳)

غصہ کے بدلے جنت: غصہ مت کیا کرو تمہارے لئے جنت ہے(مجمع: ۸/۷۰)

پہلوان کون؟ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔
(ابوداؤد: ص۶۵۹)

غصہ آئے تو کیا کرے: غصہ آجائے تو وضو کرنا سنت ہے۔(ابوداؤد: ص۶۶۰)

جب غصہ آجائے تو یہ پڑھے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔(بخاری: ۹۰۳)

توکل

بلاحساب جنت میں داخلہ: میری امت کے ستر ہزار لوگ بلاحساب جنت

میں داخل ہوں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہوں گے۔

(بخاری ص ۹۵۸)

پرندوں کی طرح رزق: اگر تم خدائے پاک پر اتنا بھروسہ کرتے جتنا حق تھا تو تم کو پرندوں کی طرح رزق دیا جاتا۔ (ترمذی ۲/۶۰)

ظاہری اسباب کو اختیار کرنا: ظاہری اسباب کو اختیار کرنا پھر توکل کرنا سنت ہے۔ (رسائل ۳/۵۱)

قانع بہترین ہیں: امت کے بہترین افراد وہ ہیں جو قانع ہیں۔

(کنز العمال: ۳/۳۹۱)

مستغنی ہونا: لوگوں سے مستغنی رہنا سنت ہے۔ (مسلم: ص ۳۳۷)

دوسروں کے پاس جو ہو اس سے مستغنی ہو جانا سنت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۴۴۶)

خدا کس کو غنی کرے گا: جو لوگوں سے استغناء اختیار کرے گا۔ خدا اسے غنی بنا دے گا۔ (جامع صغیر: ۵۱۳)

صبر

صبر کا اصل وقت: صبر کا اصل وقت مصیبت سے متصل ہے۔ (بخاری: ۱/۱۷۳)

صبر خلاف مزاج بات پر: خلاف مزاج باتوں کو دیکھ کر بھڑکے نہیں بلکہ صبر کرے یہ سنت ہے۔ (شعب: ص ۱۱۶)

مصائب: مصائب انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ کی سنت ہیں۔

(بخاری ۲/۱۴۲)

صبر کی فضیلت: ماحول میں رہ کر صبر چالیس سال کی عبادت سے افضل ہے۔

خدا جب کسی سے محبت کرتا ہے: خدا جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو

اسے پریشانیوں میں ڈال دیتا ہے۔(کنز العمال:۳/ ۳۲۵)

جب عمل میں کمی ہوتی ہے تو: جب عمل میں کمی ہوتی ہے تو اس کو رنج وغم میں مبتلا کر دیتے ہیں۔(کنز:۳/ ۳۲۸)

شکر

لوگوں کا شکر: لوگوں کا شکریہ ادا کرنا سنت ہے۔(ادب مفرد:ص ۱۱۲)

کسی کی بھلائی کا ذکر: کسی کی بھلائی کا ذکر بھی گویا شکر ہے۔(مجمع:۸/ ۱۸۱)

اللہ کا شکر گزار بندہ کون؟ خدا کے شکر گزار بندے وہ ہیں جو لوگوں کا شکر ادا کرنے والے ہیں۔(مجمع:۸/ ۱۸۱)

نعمت پر الحمدللہ کہنا: نعمت پر الحمدللہ کہنا شکر ہے۔(کنز العمال:۳/ ۲۵۳)

معمولی چیز پر شکر: معمولی چیز کا بھی شکر ادا کرنا سنت ہے۔(مجمع الزوائد:۸/ ۲۸۲)

ایمان کے دو حصے: ایمان کے دو حصے ہیں ایک حصہ صبر دوسرا شکر۔
(اتحاف السادہ:۹/ ۴۸)

شکر کرنے کے سنن وآداب: خوشی کی خبر پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتِ کہنا سنت ہے۔(ابن سنی)

غم کی خبر پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ کہنا سنت ہے۔(ابن سنی)

خوشی کی خبر پر سجدہ شکر کرنا سنت ہے۔(ابوداؤد)

اللہ کا شکر ادا کرو گے تو: تم اگر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو گے تو لوگ تمہارا شکر ادا کریں گے (مجمع الزوائد:۸/ ۱۸۴)

جو تمہارے ساتھ نیکی واحسان کریں تو ان کو بدلہ دے دیا کرو اور اگر بدلہ دینے سے عاجز ہو تو ان کے لئے دعا کر دو تا کہ وہ جان لیں کہ تم نے ان کا شکریہ ادا کر دیا۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ خود قدر دان ہے اور شکر کرنے والوں کو محبوب رکھتے ہیں۔

(مجمع الزوائد:۸/۱۸۴)

محسن کو جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْراً کہنا: جس نے کسی محسن کو جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْراً کہا اس نے ان کی بہت بڑی تعریف کی۔ (مجمع:۸/۱۸۵)

جو تھوڑا شکریہ ادا نہیں کرسکتا، وہ بڑا شکریہ بھی ادا نہیں کرسکتا اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بیان کرنا ہی شکر ہے۔ (مجمع:۸/۱۸۵)

شکر گزار کھانے والا روزہ دار کی طرح: شکر گزار کھانے والے کو روزہ دار اور صابر کا اجر ملتا ہے۔ (مستدرک حاکم)

اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکریہ ہے کہ بندہ ہر نعمت کی طرف سے یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے دی ہے۔ (کنز:۳/۱۰۵)

اللہ کا یاد کرنا شکر ہے: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ آدم کے بیٹے جب تک تو مجھے یاد کرتا ہے تو میرا شکریہ ادا کرتا ہے اور جب تو مجھے بھلا دیتا ہے تو میری ناشکری کرتا ہے۔ (کنز:۳/۱۰۵)

احسان کا ذکر شکر ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی انسان کے احسان کا تذکرہ کیا گویا اس نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ (مجمع:۸/۱۸۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ایمان کے دو حصے ہیں ایک حصہ صبر ایک حصہ شکر ہے۔ (اتحاف:۹/۴۸)

شکر کرنے کی دعائیں: حضرت سلیمان علیہ السلام نے شکر کی یہ دعا مانگی تھی۔

① ﴿رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ

فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ۔ (سورۃ)

۲ "اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ۔"

(ابو داؤد: ص۲۱۳)

۳ "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اُعْظِمُ شُکْرَکَ وَاُکْثِرُ ذِکْرَکَ وَاَتَّبِعُ نَصِیْحَتَکَ وَاَحْفَظُ وَصِیَّتَکَ۔" (ترمذی)

سادگی

سادگی ایمان کی علامت: سادگی ایمان کی علامت اور سنت ہے۔

(ابوداؤد: ص۵۷۳)

سادگی پسند بندہ خدا کو محبوب ہے۔ (کنز العمال: ۳/۷۸۷)

تواضع کی تین علامات: تواضع کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں۔

(کنز العمال: ۳/۱۱۳)

تواضع کی علامت تین امور ہیں (۱) سلام میں پہل کرے (۲) مجلس میں جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھے (۳) ریا اور شہرت سے دور بھاگے۔ (کنز العمال: ص۱۰۷)

حیا

شرم و حیا، سنت ہے۔ (بخاری)

حیاء اور قلت کلام ایمان میں سے ہے۔ (ترمذی: ۲/۲۱)

دو خصلتیں: دو خصلتیں خدا کو بہت زیادہ محبوب ہیں۔ بردباری اور حیاء (ابن ماجہ)

اللہ جب کسی بندے کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو: خداوند کریم کسی بندے کو ہلاک کرنا چاہے تو اس بندے سے حیاء کو کھینچ لیتا ہے۔ (ترغیب: ص۴۰۰)

حیاء نہیں تو جنت نہیں۔ (مکارم ابن ابی الدنیا: ص۸۶)

سخاوت

سخاوت وصف خداوندی ہے۔(ترغیب:۳/ ۳۸۲)

ہرولی کی پیدائش: ہرولی کی پیدائش سخاوت پر ہے۔(ترغیب:ص۳۸۳)

دوعادتیں اللہ کو پسند: دوعادتیں اللہ کو بہت پسند ہیں سخاوت اوردرگزر کرنا۔

(الدرالمنثور ۶/ ۱۰۹)

سخاوت کی وجہ سے: سخاوت کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل ہوئے۔(ترغیب:۳/ ۳۸۲)

جاہل وفاسق سخی: جاہل سخی بھی خداکومحبوب ہے۔(درالمنثور:۶/ ۱۱۰)

فاسق سخی سے شیطان کوبھی نفرت ہے۔(احیاء صدقات:ص۱۶۳)

ولایت کی پہچان: سخاوت ولایت کی پہچان ہے۔(صدقات:ص۱۶۱)

استقامت

استقامت کامقام کرامت سے بالاتر ہے۔(معارف:۳/ ۸۷)

قوی مؤمن ضعیف مؤمن سے بہتر ہے۔(مشکوٰۃ:ص۴۵۲)

مبارک ہیں وہ لوگ: مبارک ہیں وہ لوگ جواپنے مال زائدکوخرچ کردیتے ہیں اورغیرضروری بات سے بچے رہتے ہیں۔(بیہقی فی الشعب:۳/ ۲۲۵)

جہنم سے دور جنت میں داخل: دوزخ سے دوراور جنت میں داخل ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں۔ جواپنے لئے چاہیں وہی لوگوں کے لئے چاہیں۔

(مجمع:۸/ ۱۸۶،بیہقی:۷/ ۵۰۰)

مؤمن کامل نہیں ہوسکتا: مؤمن کامل نہیں ہوسکتا جب تک دوسروں کے لئے

وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔ (بخاری:۶)

حسن خلق کے بہترین اعمال

احسن اخلاق کے بہترین اعمال یہ ہیں ① توڑ رکھنے والے سے جوڑ رکھے ② محروم کرنے والے سے دینے کا معاملہ کرے ③ گالی دینے والے کو معاف کر دے۔ (اتحاف السعادۃ: ۳۱۸/۷)

حضرات صحابہ کی نظر میں کون افضل: حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم کی نگاہ میں وہ لوگ افضل تھے جن کا دل صاف اور دوسروں کی برائیوں کی طرف ان کی نگاہ نہیں اٹھتی تھی۔ (مکارم اخلاق: ص ۳۳۸)

خوش کلامی جنت کا باعث: جنت کو لازم کرنے والی چیز لوگوں کو کھانا کھلانا۔ سلام کو رائج کرنا اور حسن کلامی سے پیش آنا۔ (ترغیب: ۴۲۳/۳)

جنت کا شیش محل: جو خوش کلامی سے پیش آئے کھانا کھلائے۔ اور خدا کی عبادت کرے جب لوگ نیند میں ہوں اس کے لئے جنت کا شیش محل ہے۔ (ترغیب: ۴۲۲/۳)

خندہ پیشانی سے پیش آنا: خندہ پیشانی سے پیش آنا صدقہ اور سنت ہے۔

(ترغیب: ۴۲۱/۳)

افضل ترین صدقہ: افضل ترین صدقہ اپنے بھائی سے مسکراتے چہرے سے ملاقات کرنا۔ (مسند احمد: ۳۶۰/۳)

ہر ملاقات پر مسکراہٹ سنت ہے۔ (بخاری: ص ۹۰۰)

خاموشی

خاموشی اور سکوت سنت ہے۔ (بیہقی فی الشعب: ۲۵۴/۴)

کم گوی مجلس میں شرکت: کم گوی مجلس میں شرکت سنت ہے۔
(بیہقی:۷/۲۵۴)

مؤمن کی علامت: قلیل کلام کثیر عمل مؤمن کی علامت ہے۔
(شعب الایمان:۷/۲۶۸)

دو خصلتیں ترازو پر بھاری: دو خصلتیں ترازو پر بھاری ہیں۔حسن اخلاق اور طویل خاموشی۔(بیہقی:۳/۲۴۲)

خاموشی کا ثواب: خاموشی ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔
(شعب:۴/۲۴۵)

قیل وقال سے اجتناب: قیل قال سے اجتناب کرنا سنت ہے۔
(بیہقی:۴/۲۵۳)

عافیت کس میں: نو حصے عافیت خاموشی میں اور دسواں حصہ گوشہ نشینی میں ہے۔
(کنز:۹/۳۵۰)

خاموشی سیکھو جیسے گفتگو سیکھتے ہو۔خاموشی بلند اخلاق ہے۔(کنز:۳/۷۷۰)

شفقت ورحمت

رحمت خدا کیسے حاصل ہو: جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر خدا رحم نہیں کرتا۔
(ترمذی:۲/۱۴)

بدبخت: بدبخت ہی شفیق ورحیم نہیں ہوتا۔(ترمذی:۲/۱۴)

جنت میں رحم دل کے علاوہ کوئی داخل نہ ہوگا۔(کنز:۹/۱۵۴)

جانوروں پر بھی رحمت: جانوروں پر بھی شفقت سنت ہے۔(ابوداؤد)

ذبیحہ کے ساتھ رحم کا برتاؤ کرنا سنت ہے۔

سفارش: سفارش سنت ہے۔(بخاری:۲/۸۹۱)

فیصلہ گمان کے مطابق: بندے کے گمان کے موافق اللہ تعالیٰ فیصلہ کرتا ہے۔

(ترمذی: ص ۶۴)

خوف اور امید دونوں: خدائے پاک سے خوف اور امید سنت ہے۔

(شعب الایمان)

اللہ سے حسن ظن: قریب الموت کا خدائے پاک سے حسن ظن رکھنا سنت ہے۔

(مسلم: ص ۳۸۷)

بندوں سے بھی حسن ظن: بندوں کے ساتھ حسن ظن رکھنا سنت ہے۔

(تفسیر کبیر: ۱۳۴/۱۴)

لوگوں کے ساتھ بدگمانی کرنا خلاف سنت ہے۔ (بخاری: ۷۹۶/۲)

مشورہ

مشورہ سنت ہے۔

مشورہ سے اچھائی کا رخ نکلتا ہے۔ (مجمع الزوائد: ۹۶/۸)

مشورہ والا گھاٹے میں نہیں رہتا۔ (مجمع: ۸)

کس سے مشورہ کرے: سمجھدار سے مشورہ کرنا سنت ہے۔

(کنز العمال: ۴۱۰/۳)

صلہ رحمی میں بخیل سے، جہاد میں بزدل سے، شادی بیاہ میں جوان سے مشورہ نہیں کرنا چاہئے۔ (کنز العمال: ۷۹۰/۳)

خائن کون: غلط مشورہ دینے والا خائن ہے۔ (ادب مفرد: ص ۸۷)

مشورہ دینے والا ذمہ دار ہوتا ہے۔ (ادب مفرد: ص ۸۶)

کم عمروں سے بھی مشورہ کرنا سنت ہے۔ (کنز العمال: ص ۷۸۹)

مشورے کی سنتیں: آپ ﷺ نے فرمایا مشورہ کر کے اس سے پھرنا نہیں چاہئے ورنہ ندامت اٹھانی پڑے گی۔ (کنز)

مشورہ اور استخارہ: کبھی نامراد نہیں ہوتا ہے وہ شخص جس نے استخارہ کیا اور پشیمان نہیں ہوتا وہ جس نے مشورہ کیا۔ (مجمع: ۱/۸۹۰)

مشورہ نوعمر نوجوان سے بھی لیا جاسکتا ہے بشرطیکہ وہ ہوشیار سمجھدار ہو۔ (طبرانی)

کس سے مشورہ نہ لیا جائے: کس سے مشورہ نہ لیا جائے ① صلہ رحمی کے امور میں بخیل سے ② جہاد میں بزدل سے ③ اور شادی میں نوجوان سے۔

مشورہ کی دعا: مشورہ سے پہلے یہ دعا پڑھنی چاہئے:

"اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنَا مَرَاشِدَ اُمُوْرِنَا وَاَعِذْنَا مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا." (ابن سنی)

وعدہ کرنے کے سنن وآداب

جب کسی کی نیت وعدہ پورا کرنا ہو تو لیکن کسی ضرورت کی وجہ سے پورا نہ کر سکے تو گناہ نہیں۔ (مشکوۃ: ص ۴۱۴)

چھوٹے بچے سے وعدہ کیا ہے تو پورا کرنا چاہئے ورنہ جھوٹ ہوگا۔ (مشکوۃ: ص ۴۱۶)

میت کی طرف سے کیا گیا وعدہ پورا کرنا سنت ہے۔ (بخاری)

عدل وانصاف

خدا کے سائے میں کون لوگ: جن کو حق بات کہی جائے تو قبول کرلیں ان سے سوال کیا جائے تو خرچ کریں اور لوگوں کے لئے ایسا ہی فیصلہ کریں۔ جیسا اپنے

حق میں کریں وہ خدا کے سائے میں ہوں گے۔ (مشکوۃ: ص ۳۲۲)

انصاف برتنے والوں کا مقام: جو لوگ اپنے معاملے میں انصاف کرنے والے ہوں گے وہ قیامت کے دن رحمٰن کے قریب دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے۔ (مسلم: ۲/۱۲۱)

تین شخصوں کی دعا رد نہیں: تین شخصوں کی دعا رد نہیں کی جاتی (۱) روزہ دار کی تاوقتیکہ افطار نہ کرے (۲) منصف حاکم (۳) اور مظلوم کی۔ (ترغیب: ۳/ ۱۶۶)

حق نہ ادا کرنے والا خوشبو بھی نہ پائے گا۔ (ترغیب: ص ۱۷۵)

اجتماعیت اور اتحاد: جماعت سے علیحدگی خطرہ کا باعث ہے۔ (مجمع: ۵/۲۲۲)

جماعت اور اجتماعیت خدا کی رسی ہے۔ (مجمع: ۵/ ۲۲۵)

جماعت سے علیحدگی جہنم کا سبب ہے۔ (مجمع: ۵/ ۲۲۵)

اسلام سے علیحدگی: جماعت سے علیحدگی اسلام سے علیحدگی ہے (مشکوۃ: ص ۳۱)

لوگوں کے درمیان اصلاح تمام نوافل سے افضل: دو شخصوں کے درمیان حسن تعلقات پیدا کرنا سب سے افضل ترین عمل ہے۔ (ابوداؤد: ص ۶۷۳)

اصلاحی کوشش میں ہر کلمہ پر غلام کی آزادی کا ثواب ہے۔ (ترغیب: ۳/ ۴۸۹)

جھوٹ جھوٹ نہیں: اصلاح میں جھوٹ جھوٹ نہیں۔ (مسلم: ص ۳۲۵)

مؤمن کے علاوہ کسی کی ہم نشینی اختیار نہ کرنا اور پرہیزگار کے علاوہ کسی کو کھانا نہ کھلانا بھی سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۶۶۴)

اہل فسق سے احتیاط: آدمی اپنے ساتھی کے مسلک پر ہوتا ہے۔ (مشکوۃ: ص ۴۲۷)

اہل معصیت کی ہم نشینی نہ کرنا سنت ہے۔ (مشکوۃ: ص ۲۲)

اہل بدعت سے محبت و تعلق نہ رکھنا سنت ہے۔ (مشکوۃ: ص ۳۱)

مشتبہات سے بچنا: مشتبہات سے بچنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۲۷۵)

جس میں شک وشبہ ہو اسے چھوڑنا سنت ہے۔ (ترمذی)

دل میں کھٹک ہو تو چھوڑنا سنت ہے۔ (مسلم)

تقویٰ کیا ہے: شبہ والی چیز کو چھوڑنا تقویٰ ہے۔ (ترغیب: ۲/ ۵۵۸)

اللہ تعالیٰ کے محبوب لوگ: اللہ تعالیٰ کو وہ لوگ محبوب ہیں جو مخلوق کو نفع پہنچائیں۔ (مکارم طبرانی: ص ۳۴۲)

لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔ (جامع صغیر: ص ۲۴۶)

دین خیر خواہی کا نام ہے۔ (ترمذی: ۲/ ۱۴)

جنت واجب ہے: لوگوں کو کھانا کھلانا، سلام کو رائج کرنا جنت کو واجب کر دیتا ہے۔ (مجمع: ۴/ ۲۰)

تم میں بہتر وہ ہیں جو لوگوں کو کھانا کھلائیں۔ (مکارم الخرائطی: ص ۳۲۹)

رحمت کے اسباب: رحمت کے اسباب غریب مسلمانوں کو کھانا کھلانا ہے۔ (ترغیب: ۳/ ۶۴)

اللہ تعالیٰ ملائکہ سے ان لوگوں پر فخر فرماتے ہیں جو اس کے بندوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ (الترغیب: ص ۶۸)

کھانا کھلانے کی فضیلت: جو اہل ضرورت کو کھانا کھلائے خدا اسے عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔ (مکارم: ص ۳۷۳)

کپڑا پہنانے کی فضیلت: جس نے کسی ضرورت مند کو کپڑا پہنایا تو خدائے پاک اسے جنت کا سبز جوڑا پہنائے گا۔ (ابوداؤد)

تکلیف دہ چیزوں کا ہٹانا: تکلیف دہ چیزوں کا ہٹانا سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۷۱۱)

بہترین اعمال میں سے: اُمت کے بہترین اعمال میں سے ایک عمل یہ بھی ہے راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانا۔ (ابن ماجہ: ص ۲۶۲)

نیکیاں زائد: راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹاؤ تمہاری نیکیاں زائد ہوں گی۔ (مکارم الخرائطی: ص ۵۱۶)

ایک پتھر ہٹانے پر: ایک پتھر کے ہٹانے پر بھی جنت ہے۔ (بیہقی فی الشعب: ۷/۵۱۶)

اہل تعلق کی آمد پر خوشی کا اظہار: آنے والے کو خوش آمدید کہنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۹۱۲)

سلام کے بارے اسوۂ حسنہ

سلام کی تاکید: کلام و گفتگو سے قبل سلام سنت ہے۔ (ترمذی: ص ۹۸)

سلام کی کثرت سے نیکیاں زائد ہوں گی۔ (بیہقی، جامع صغیر: ۱/۸۲)

جو خوش کلامی کرے، سلام کو پھیلائے لوگوں کو کھانا کھلائے۔ جنت اس کے لئے واجب ہوئی۔ (ترغیب: ۲/۳۲۴)

سلام آپس کی محبت کا ذریعہ ہے۔ (ادب مفرد: ص ۲۹۰)

ابتداء سلام کرنے والا تکبر سے محفوظ ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۴۰۰)

ایک دن میں ۲۰ سلام کرنے سے اس پر جنت لازم ہوگی۔ (مجمع: ۸/۳۰)

سلام میں پہل: سلام میں پہل کرنے والا افضل ہے۔ (ابوداؤد: ص ۷۰۶)

سلام میں پہل کرنے والے کو دس نیکیاں زائد ملیں گی۔ (ابن سنی: ص ۱۷۶)

جو سلام کا جواب نہ دے وہ میری امت میں سے نہیں۔

تحریری سلام: خطوط و مراسلات میں تحریری سلام سنت ہے۔ (رواہ الحاکم حصن)

۷۸۶ خلاف سنت: ۷۸۶ کا لکھنا خلاف سنت ہے۔

بغیر سلام کے اجازت نہیں: بغیر سلام کے کلام کی اجازت نہ دینا سنت ہے۔
(مشکوٰۃ: ص ۴۰۱)

بغیر سلام کے آئے تو واپس کردے۔ (ترمذی: ص ۱۰۰)

مجلس میں آتے اور اُٹھتے وقت سلام کرنا سنت ہے۔ (ادب مفرد: ص ۲۹۸)

قریبی وقفہ ہو تب بھی سلام کرنا سنت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۹۹)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہٗ کہنے والے کو چالیس نیکیاں ملیں گی۔
(مشکوٰۃ: ص ۳۹۹)

صرف متعارف اور واقفین ہی کو سلام کرنا قیامت کی علامت ہے (مجمع: ۸/۳۲)

مشترک مجلس میں بھی سلام کرنا سنت ہے۔ (ترمذی: ۲/۹۹)

عورتیں کس کو سلام کریں: عورتیں رشتہ دار اور محرم کو سلام کریں یہ سنت ہے۔
(مسلم)

گھر میں داخل ہونے اور نکلتے وقت سلام: گھر میں داخل ہونے کے وقت سلام کرنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ص ۳۸)

گھر سے نکلتے وقت بھی سلام کرنا سنت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۹۹)

بچوں کو بھی سلام کرنا سنت ہے۔ (بخاری: ۹۲۳)

غیروں (یہود و نصاریٰ) کو سلام میں پہل کرنا سنت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۹۸)

مجلس میں ایک شخص کا جواب: مجلس میں ایک شخص کا جواب کافی ہے۔
(مجمع: ۸/۳۵)

تنہا شخص کا پوری جماعت کو سلام کہنا سنت ہے۔ (بخاری، مسلم)

تقریر سے پہلے سلام: مقررین اور خطیبوں کا تقریر اور خطبہ سے پہلے سلام کرنا

سنت ہے۔(عمدۃ القاری:۵/۲۲۰)

ہاتھ یا انگلی سے اشارہ: صرف ہاتھ یا انگلی کے اشارے سے سلام کرنا خلاف سنت ہے۔(ترمذی:۲/۹۹)

مصافحہ کی سنتیں اور اس کے فضائل

مصافحہ: مصافحہ سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔(ترغیب:۳/۴۳۳)

مصافحہ کی فضیلت: دو مسلمان ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں۔تو ستر مغفرت ان کے درمیان تقسیم ہوتی ہے۔۶۹ اس کے لئے جو بشاشت اور مسکراتے چہرے سے ملتا ہے۔(مکارم الخرائطی:ص ۸۲۰)

مصافحہ کرنے کی سنتیں: مصافحہ سے پہلے سلام کرنا چاہئے۔(طبرانی)

رخصت کرتے وقت بھی مصافحہ سنت ہے۔(ترمذی)

سلام کے بعد مصافحہ: سلام کے بعد مصافحہ بھی کرنا سنت ہے۔

(ادب مفرد:ص ۹۲۸)

بچوں سے بھی مصافحہ کرنا سنت ہے۔(ادب مفرد:ص ۲۸۶)

مصافحہ سے پہلے سلام کرنا سنت ہے۔(مجمع:۸/۳۶)

مصافحہ سے محبت بڑھتی ہے۔(مکارم الخرائطی)

پہلے کرنے والوں پر پرنور رحمتیں ہوں گی۔(مجمع:۸/۳۷)

مصافحہ میں ہاتھ الگ ہوجانے سے پہلے مغفرت ہوجاتی ہے۔(ترمذی:ص ۱۰۲)

رخصت کے وقت مصافحہ: رخصت کے وقت بھی مصافحہ مسنون ہے۔

(ترمذی)

عیدین یا نمازوں کے بعد مصافحہ خلافِ سنت ہے۔(حاشیہ مشکوٰۃ:ص ۴۰۱)

والدین کا مقام اور ان کے فضائل

والدین کے ساتھ حسن سلوک: خدا کے نزدیک محبوب ترین عمل والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا ہے۔ (بخاری:۲/۸۸۲)

والدین کی خدمت کا ثواب: والدین کی خدمت حج وعمرہ کے برابر ہے۔
(ترغیب:ص۳۱۵)

جنت ماں کے پیر تلے: جنت ماں کے پیر تلے ہے۔ (مشکوٰۃ:ص۴۲۱)

والدین کی خدمت مقدم: جہاد جیسی عبادت پر والدین کی خدمت مقدم ہے۔
(بخاری:ص۸۸۳)

والدین جہاد سے روکیں تو: والدین اگر جہاد سے روکیں تو رک جائیں۔
(کتاب البر:ص۵۰)

والدین سے حسن سلوک نے ملک الموت کو آ کر روک دیا۔
(عمدۃ القاری بسند حسن:۲۲/۹۲)

جنت کے بیچ کا دروازہ: جنت میں بیچ کا دروازہ والدین کے خدمت گاروں کے لئے کھلا ہوا ہے۔ (جامع کبیر)

رزق میں زیادتی: والدین کی خدمت سے رزق میں زیادتی اور برکت ہوتی ہے۔ (مجمع:۸/۱۳۶)

والدین کو صرف دیکھنے کا ثواب: والدین کو دیکھنا حج مبرور کا ثواب ہے۔
(مشکوٰۃ:ص۴۲۱)

والدین کو ناراض کرنے کی سزا: والدین کو ناراض کرنے کی سزا اسی دنیا میں مل جاتی ہے۔ (حاکم:۴/۱۵۶)

والدین کے ساتھ ہنسنا ہنسانا: والدین کے ساتھ ہنسنا ہنسانا جہاد سے افضل

ہے۔ (بیہقی: ۱۷۹/۶)

والدین کا نافرمان ملعون ہے۔ (کتاب البر: ص ۱۰۱)

خلاف شرع میں والدین کی اطاعت نہیں: خلافِ شرع میں والدین کی اطاعت نہیں۔ (کتاب البر: ص ۶۰)

والدین کافر ہوں تو: والدین کافر و مشرک ہوں تب بھی بھلائی اور خدمت کرنا سنت ہے۔ (بخاری و مسلم)

ماں کا حق: ماں کا حق باپ پر مقدم ہے۔ (بخاری: ۳۸۳/۲)

والدین سے قطع تعلق کرنے والے جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکتے۔ (ترغیب: ۳۲۷/۳)

والدین پر خرچ کرنا: والدین پر خرچ کرنا اللہ کے راستے میں خرچ کرنا ہے۔ (درمنثور: ۱۷۳/۱، بیہقی)

والدین پر خرچ کرنا افضل ترین خرچ ہے۔ (کتاب البر: ص ۶۱)

کس کی اولاد اس کی خدمت کرے گی: جو آج والدین کی خدمت کرے گا۔ کل اس کی اولاد اس کی خدمت کرے گی۔ (الترغیب: ۳۱۸/۳)

والدین کے لئے ایصال ثواب کی دعا: والدین کے ایصال ثواب کی دعا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ
رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ. لِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ
رَبُّ الْعَالَمِيْنَ وَلَهُ الْعَظَمَةُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ هُوَ الْمَلِكُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ
وَرَبُّ الْعَالَمِيْنَ وَلَهُ النُّوْرُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ." (فضائل صدقات: ص۲۰٦)

یا اللہ اس کا ثواب میرے والدین کو پہنچادے اس نے والدین کا حق ادا کر دیا۔

دعاء مغفرت کی وجہ سے والدین کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ (مشکوٰۃ: ص۲۰٦)

والدین کی قبر کی زیارت: جو اپنے والدین کی قبر کی یا ان میں سے کسی ایک کی ہر جمعہ کو ایک مرتبہ زیارت کرتا ہے تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

(مکارم ابن ابی الدنیا: ص۱۷۹)

والدین کا اپنے بیٹے پر حقوق و آداب کا بیان

ماں کی پیشانی کا بوسہ: جس نے ماں کی پیشانی کا بوسہ لیا اس کے لئے جہنم کی آگ سے پردہ ہے۔ (کنز: ۱٦/۱۹۳)

والد کا بیٹے کو شفقت کی نگاہ سے دیکھنا غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

(کنز: ۱٦/۱۹۳)

کسی کے والدین کو گالی دینا اپنے والدین کو گالی دینے کے مترادف ہے یہ گناہ کبیرہ ہے۔ (کنز: ۱٦/۱۹۳)

والدین کی طرف سے حج کرنے سے ان کو بھی حج کا ثواب ملتا ہے اور بیٹے کو دس (۱۰) حجوں کا ثواب ملتا ہے۔ (کنز: ۱٦/۱۹۳)

دو چیزوں کی سزا: دو چیزوں کی سزا بہت جلدی ملتی ہے ظلم اور والدین کی حق تلفی کی۔ (طبرانی)

چچا بھی حسن سلوک کے اعتبار سے باپ کی طرح قابل قدر ہے۔

والدین کی قبر کی زیارت: والدین کی قبر کی زیارت کے لئے جمعہ وغیرہ میں جانا چاہئے۔ (کنز: ۱٦/۱۹۵)

والدین اپنے بیٹے کے مال کو معروف شرعی طریقے سے کھا سکتے ہیں۔ لیکن بالغ بیٹا بغیر والدین کی اجازت کے ان کا مال نہیں کھا سکتا۔ (کنز:۱۶/۱۶۷)

اگر والدین کسی وجہ سے ناراض ہوگئے ہوں تو ان کے لئے دعا استغفار کرنے سے وہ بیٹا فرمانبردار لکھا جائے گا۔ (کنز:۱۶/۱۹۹)

تین چیزوں کو دیکھنا ثواب: تین چیزوں کو دیکھنا عبادت ہے۔ ① والدین کے چہرے کو ② قرآن پاک کو ③ سمندر کو۔ (ابونعیم)

جس نے والدین کو غمگین کیا وہ عاق و نافرمان ہوا۔ (کنز العمال:۱۶/۱۹۹)

بچوں کی تربیت کے سنن و آداب: اپنے بیٹے کا بوسہ لینا اور بیماری میں حوصلہ دینا اچھا عمل ہے۔ (مسلم)

اپنے بچوں کو تیراکی اور تیراندازی سکھانا چاہئے۔ (طحطاوی)

عورت کی شادی قبیح شخص سے نہیں کرنی چاہئے جسے وہ ناپسند کرتی ہو۔ (ابن ابی شیبہ)

بچوں کو کیا چیز سکھائے: اپنے بچے کو کتابت، تیراکی، تیراندازی سکھانا چاہئے اور ان کو پاک رزق دینا چاہئے یہ ان کا حق ہے۔ (کنز العمال:۱۶/۱۸۴)

عورت کو کپڑے بنانا سکھانا چاہئے۔ (کنز:۱۶/۱۸۴)

اولاد کے مابین تقسیم کرنے میں مساوات ہونی چاہئے اور ترجیح کی مستحق عورتیں ہیں۔ (طبرانی)

اولاد کو بوسہ دینا چاہئے اس پر دس نیکیوں کا اجر ہے۔ (کنز)

لڑکی کی پیدائش: جس کسی شخص کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ کو بھیجتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اے گھر والو تم پر سلامتی ہو اور اس کو پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں اور ہاتھوں سے اس کو مسح کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ضعیف مخلوق ہے

ضعیف مخلوق سے پیدا ہوئی ہے اس کی پرورش کرنے والے کی قیامت تک مدد کی جائے گی۔ (طبرانی فی الاوسط)

اولاد کو تین خصلتیں سکھائے: اولاد کو تین خصلتیں سکھانی چاہئیں نبی کریم ﷺ کی محبت، اہل بیت کی محبت اور قرآن کی محبت۔ (کنز: ۱۶/۱۸۹)

بچے کے سر پر ہاتھ پھیرنا: یتیم بچے کے سر پر ہاتھ پیچھے سے آگے کی طرف اور جس کا باپ زندہ ہو اس کے آگے سے پیچھے کی طرف پھیرنا چاہئے۔

اولاد کے ساتھ حسن سلوک: شریعت کے مطابق اولاد پر خرچ کرنا صدقہ ہے۔ (بخاری: ص ۸۰۵)

اوّلاً اہل وعیال پر خرچ: اولاً اہل وعیال پر خرچ کرنا افضل ہے (مسلم: ۱/۳۲۲)

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ اسے جنت میں داخل کر دو یہ اپنے اہل وعیال پر بڑا مہربان تھا۔ (کتاب البر: ص ۱۳۵)

تین بیٹیوں کی پرورش: تین بیٹیوں کی پرورش پر جنت واجب ہوگی۔ (مجمع: ۸/۱۵۸)

کون سی عورت باعث برکت: وہ عورت جو پہلے لڑکی جنے باعث برکت ہے۔ (الجامع الاحکام القرآن: ۱۶/۴۷)

جو یتیموں کی پرورش کی خاطر دوسری شادی نہ کرے وہ جنت جانے میں آپ ﷺ سے بھی آگے ہوگی۔ (ادب مفرد مترجم: ص ۹۴)

اہل قرابت پر صدقہ کا دُگنا ثواب: اہل قرابت پر صدقہ وخیرات کا دُگنا ثواب ہے۔ (ترمذی: ۱/۱۳۲)

صدقہ خیرات میں سب سے بہترین صدقہ خیرات وہ ہے جو تم مخالفت اور عناد رکھنے والے رشتہ دار پر خرچ کرو۔ (مسند احمد: ۵/۴۱۶)

بری موت سے بچنے کا ذریعہ: بری موت سے بچنے کا ذریعہ تقویٰ اختیار کرنا رشتہ داروں کے ساتھ احسان کرنا۔ (ترغیب: ۳/۳۳۵)

رشتہ داروں کی رعایت اور حسن سلوک زیادتی عمر کا باعث ہے۔ (ص ۳۳۵)

باوجود گناہ کے مال و اولاد میں زیادتی: باوجود گناہ کے مال و اولاد میں زیادتی صلہ رحمی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ (مکارم الخرائطی: ص ۲۶۴)

بہترین اخلاق

اوّلین و آخرین کے بہترین اخلاق یہ ہیں۔ جو تمہیں اپنی طرف سے محروم رکھے اسے دیا کرو جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کرو جو تم سے رشتہ توڑے تم اس سے جوڑو۔ (ترغیب: ص ۳۴۲)

رشتوں کے جوڑنے سے اللہ کا تعلق: رشتوں کے جوڑنے سے اللہ تعالیٰ کا تعلق اس سے جڑ جاتا ہے۔ (مجم: ص ۱۵۱)

قطع رحمی پر وعید: دلوں میں بغض رکھنا اور قطع رحمی کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا سبب ہے۔ (صدقات: ص ۱۹۶)

فرشتے رحمت لے کر نہیں اُترتے جس میں رشتوں کو توڑنے والا ہو۔
(ترغیب: ص ۳۴۵)

رشتوں کا توڑنا قیامت کی علامت ہے۔ (احکام القرآن: ص ۲۷۷)

گھر والوں کے سنن و آداب

گھر کا کام خود: گھر کے اندر گھریلو کام خود انجام دینا سنت نبوی ﷺ ہے۔

عصر کے بعد بیویوں کے پاس جانا: آپ ﷺ عصر کے بعد ازواج

مطہرات کے پاس ان کے حجروں میں جاتے اور ان کے قریب ہوتے (یعنی باتیں کرتے اور احوال پوچھتے)۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کب مجھ سے خوش اور راضی ہوتی اور کب روٹھ جاتی ہیں میں نے پوچھا کہ کیسے پتہ چلتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب راضی ہوتی ہیں تو کہتی ہیں۔ نہیں محمد ﷺ کے رب کی قسم! اور جب ناراض ہوتی ہیں تو کہتی ہیں کہ نہیں رب ابراہیم کی قسم! حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا خدا کی قسم صرف آپ ﷺ کا اسم گرامی چھوڑتی ہوں۔ (مشکوٰۃ: ص ۲۸۰)

بیوی کے ساتھ دل لگی: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھی ہم میں دوڑ کا مقابلہ ہوا تو آپ ﷺ مجھ سے بازی لے گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا یہ (بازی لے جانا) اس دوڑ کے بدلے میں ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۲۸۱)

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ روزانہ صبح وشام ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے جاتے ان کے حجروں میں اور ان کو سلام کیا کرتے تھے۔ (اتحاد والمسیر ہ: ۴/ ۵۱۸)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ کسی بیوی کے پاس تھے کہ دوسری بیوی نے آپ ﷺ کی خدمت میں کھانے کا پیالہ بھیج دیا اس بیوی نے خادم کے ہاتھ میں اس پیالہ کو مارا پیالہ ٹوٹ کر گر گیا اور کھانا بکھر گیا آپ ﷺ پیالے کے ٹکڑے کو سمیٹنے لگے اور کھانا بھی۔ (بخاری: ص ۷۸۲)

پڑوسیوں اور پڑوس کے سُنن وآداب

پڑوسی کا احترام واکرام: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ

اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کا اکرام اور احترام کرے۔
(کنز:۹/۷۹)

اپنے کو سایہ میں رکھ کر ساتھیوں کو گرمی میں چھوڑنا خلاف سنت ہے۔(کنز:۹/۷۹)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو پڑوسیوں میں زیادہ حق دار قریب دروازے والا ہے۔

سالن میں پانی زیادہ ڈال کر پڑوسیوں کو بھی دینا چاہئے اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھنا چاہئے۔(ابوعوانہ فی مسندہ)

پڑوسی کے حقوق تہجد اور صدقات پر مقدم: ایک عورت کے بارے میں کسی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ عورت رات کو تہجد کی نماز پڑھتی ہے دن کو روزہ رکھتی ہے اور خیرات وصدقات کرتی ہے لیکن پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے آپ نے فرمایا کہ "لا خير فيها هي من اهل النار" کہ اس میں کوئی خیر نہیں اور جہنمی ہے پھر کہا کہ ایک عورت فرض نماز روزانہ پڑھتی ہے اور کچھ پنیر صدقہ کرتی ہے اور کسی کو بھی تکلیف نہیں دیتی تو آپ ﷺ نے فرمایا "هي من اهل الجنة" کہ وہ اہل جنت میں سے ہے۔(کنز:۹/۸۱)

پڑوسی کو تنگ کرنے کی سزا: ایک شخص ایک پڑوسی سے تنگ ہوا اور آکر آپ ﷺ سے شکایت کی۔ اور تین مرتبہ کہا میرے پڑوسی نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے گھر کا سارا سامان اکٹھا کر کے گھر کے باہر محلہ میں رکھ دو۔ اور جو بھی آئے اسے بتاؤ کہ میرے پڑوسی نے مجھے تکلیف دی ہے سارے لوگ اس پر لعنت بھیجنے لگے آخر کار وہ پڑوسی اپنے کئے پر پشیمان ہوا اور ان کو راضی کیا۔(کنز:۹/۸۱)

اگر میوہ خریدیں تو پڑوسی کو بھی بھیجنا چاہئے اور طاقت نہ ہو تو چھپا کر گھر میں لے جانا چاہئے۔(کنز)

پڑوسی کے حقوق: جس کے ضرر سے پڑوسی نہ بچے وہ جنت میں داخل نہیں ہو

سکتا۔ (ترغیب: ۳۵۲)

بندہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ (ترغیب: ص ۳۵۳)

جس نے پڑوسی کو تکلیف دی: جس نے پڑوسی کو تکلیف دی اس نے آپ ﷺ کو تکلیف دی۔ (ترغیب: ۳/۳۵۴)

جس نے پڑوسی سے لڑائی کی: جس نے پڑوسی سے لڑائی کی اس نے خدا سے لڑائی کی۔ (ترغیب: ص ۳۵۴)

قیامت کے دن سب سے پہلے پڑوسیوں کا مقدمہ ہوگا۔ (ترغیب: ص ۳۵۵)

باوجود صدقہ ونماز کے جہنم میں داخل: باوجود نماز اور روزہ وصدقہ کی کثرت کے جہنم میں داخل ہوگا وہ شخص جو اپنی زبان سے پڑوسی کو تکلیف دیتا ہے۔ (ترغیب: ص ۳۵۶)

پڑوسی کا احترام: پڑوسی کا احترام والد کے احترام کی طرح ہے۔ (مکارم ابی الدنیا)

پڑوسی کے لئے شوربا زائد رکھنا سنت ہے۔ (ادب مفرد: ص ۴۷)

غیر مسلم پڑوسی: غیر مسلم پڑوسی کی بھی رعایت سنت ہے۔ (ادب مفرد: ص ۴۴)

اللہ پاک مسلمان صالح پڑوسی کی وجہ سے سو گھروں کی مصیبتوں کو دور کرتا ہے۔ (ترغیب: ۳/۳۶۳)

غیروں کے ساتھ حسن سلوک: غیروں کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کرنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۸۸۴)

کافر مہمان: حضرت ابراہیم علیہ السلام باوجود اسلام کے کافر مہمان کو تلاش کر کے کھانا کھلاتے تھے۔ (صدقات: ص ۲۱۲)

کافروں کی مدد: مکہ کے کافروں کی مدد فرمائی قحط کے دوران۔ (مکارم ابن ابی الدنیا: ص ۲۵۸)

جانوروں کا بیان

کتے کو پانی پلا دینے سے مغفرت ہوئی۔ (بخاری: ص ۸۸۸)

جانوروں کو مارنا: بلاوجہ جانوروں کو مارنا خلافِ سنت ہے۔
(بیہقی فی الشعب: ۷/۴۸۳)

ذبح کے وقت راحت کا خیال کرنا سنت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۵۷)

جانوروں کا نشانہ بنانا خلافِ سنت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۵۷)

جانوروں کا دودھ: جانوروں کا پورا دودھ نہ نکالا جائے۔

جانور کے چہرے پر نہ مارا جائے۔ (مجمع: ۸/۱۰۸)

جانوروں کی خدمت پر ثواب: جانوروں کی خدمت پر بھی ثواب ہے۔
(بخاری: ص ۸۸۹)

بلاضرورت جانوروں پر سوار نہ رہے۔ (بیہقی فی الشعب: ۷/۴۸۵)

چار جانوروں کو مارنا منع ہے: چار جانوروں کو مارنا منع ہے۔ چیونٹی، شہد کی مکھی۔ ہدہد گوریا۔ (ابن ماجہ: ص ۲۳۲)

مینڈک کو مارنا منع ہے۔ (ابوداؤد: ص ۷۱۴)

موذی جانوروں کو مارنا: موذی جانوروں کو مارنا جائز ہے۔ (مجمع: ۴/۴۵)

سانپ کو مار دو اور جو حملے کے خوف سے نہ مارے وہ ہم میں سے نہیں۔
(مجمع: ص ۴۹)

سانپ اور بچھو کو ہر حال میں قتل کرو۔ (سبل: ۹/۸۲)

آپ ﷺ کا حلیہ مبارک

آپ کا چہرہ مبارک کیسا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں

نے آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت چہرے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ کا چہرہ ایسا روشن تھا جیسے سورج چہرہ پر ہو۔ (ابن سعد: ص ٣١٥)

آپ ﷺ کا چہرہ ایسا خوبصورت چمکدار تھا جیسے چودھویں کا چاند چمکتا ہے۔ (ابن سعد: ص ٣٢٢)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں کپڑا سی رہی تھی کہ سوئی گر گئی تلاش کیا تو نہیں ملی اتنے میں آپ ﷺ تشریف لائے تو آپ کے چہرہ انور سے روشنی نکل رہی تھی اس سے میں نے سوئی پالی۔ (خصائص کبریٰ: ١/٦٣)

چہرہ انور کی روشنی دھوپ پر غالب: آپ ﷺ دھوپ میں ہوتے تو دھوپ پر آپ کے چہرہ انور کی روشنی غالب آجاتی، اگر آپ ﷺ چراغ کے پاس ہوتے تو چراغ کی روشنی پر آپ کے چہرہ انور کی روشنی غالب آجاتی۔

(ابن جوزی، بیہقی: ص ٣٠)

کشادہ پیشانی: آپ ﷺ کشادہ پیشانی والے تھے۔ (دلائل النبوۃ: ص ٢١٤)

آپ ﷺ کی پیشانی ایسی چمکدار تھی گویا سورج دوڑ رہا ہے۔

(ابن سعد: ٣١٥)

دندان مبارک: آپ ﷺ کے دندان مبارک بڑے خوبصورت (موتی جیسے) تھے۔ (بیہقی، سبل: ص ٣٠)

آپ ﷺ کے اگلے دانت کشادہ تھے۔ (ابن سعد، سبل: ص ٣٠)

تبسم کے وقت نور: آپ تبسم فرماتے تو ایک نور سا ظاہر ہوتا جو دانتوں کے درمیان سے نکلتا تھا۔ (شمائل، ترمذی)

ایک عجیب معجزہ: اسی طرح کوئی بدزبان گالم گلوچ کرنے والا آپ کے جھوٹے کو کھالیتا تو اس کی بدزبانی فحش گوئی جاتی رہتی۔ (خصائص کبریٰ: ١/٩٩)

آنکھ مبارک: آپ ﷺ کی آنکھ مبارک بڑی سفید مائل سرخ تھی۔
(ابن عساکر)

آپ ﷺ کی آنکھ سیاہ اور بڑی تھی۔ (ابن عساکر)

جب میں آپ ﷺ کی آنکھ کو دیکھتا تو معلوم ہوتا کہ سرمہ لگایا ہوا ہے حالانکہ آپ سرمہ لگائے ہوئے نہ ہوتے۔ (مسند احمد)

پیچھے دیکھنے کا معجزہ: آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہارا امام ہوں۔ رکوع اور سجدہ مجھ سے پہلے مت کرو میں سامنے بھی دیکھتا ہوں اور پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔
(مسلم: ۱/۱۸۰)

رات کی تاریکی میں دیکھنا: آپ ﷺ رات کی تاریکی میں بھی ایسا دیکھ لیتے تھے جس طرح دن کی روشنی میں۔ (خصائص کبریٰ: ۱/۶۱)

آپ ﷺ ۱۱/ تاروں کو دیکھ لیتے تھے۔ (سبل الہدیٰ: ۲/۳۵)

بڑی داڑھی اور سر: آپ ﷺ کے اوصاف کو بیان فرمایا تو فرمایا بڑے سر اور بڑی داڑھی والے تھے۔ (دلائل: ۱/۲۱۶)

بال کیسے تھے: آپ ﷺ کے سر مبارک پر گھنے گھنگریالے بال تھے۔
(سبل: ص ۱۵)

آپ ﷺ کا دھن مبارک وسیع اور کشادہ تھا۔ (ابن سعد: ۱/۴۲۲)

آپ ﷺ کا دھن مبارک بڑا خوبصورت تھا۔ (ابن سعد: ص ۴۱۵)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے تمام قسموں کے عطر کو سونگھا ہے مگر آپ ﷺ کی مندہ کی خوشبو سے زیادہ کسی کو خوشبودار نہیں پایا۔
(سبل: ص ۳۰، ابن سعد)

جھوٹے سے مشک کی خوشبو: آپ ﷺ کے پاس پانی کا ڈول لے کر

آیا آپ نے اسے پیا پھر جھوٹا باٹی میں ڈالا اس سے مشک کی خوشبو آنے لگی۔ (سبل)

لعاب مبارک: ایک کنواں تھا آپ ﷺ نے اس میں تھوک دیا پورے مدینہ میں اس سے زیادہ شیریں کسی کنویں کا پانی نہیں تھا۔ (سبل: ص ۳۱)

رخسار مبارک: آپ ﷺ کے رخسار مبارک نرم اور سفید تھے۔ (سبل: ۲/۲۹)

آپ ﷺ نے فرمایا میں ان چیزوں کو دیکھ لیتا ہوں جن کو تم نہیں دیکھ پاتے میں اسے سن لیتا ہوں جسے تم نہیں سن پاتے میں آسمان کی چرچراہٹ کو سنتا ہوں۔

(ابن ماجہ: ص ۳۰۹)

آپ کی ناک مبارک: آپ ﷺ کی ناک اونچی تھی ایک چمک تھی جو نمایاں نظر آتی تھی۔ (ترمذی)

آپ ﷺ کی ناک باریک تھی۔ (ابن عساکر)

آپ کی پلکیں: آپ گھنی اور لمبی پلکوں والے تھے۔ (ابن سعد: ۱/۳۱۴)

داڑھی پکڑنا: آپ ﷺ جب رنجیدہ ہوتے تو داڑھی کو ہاتھ سے پکڑ لیتے ورنہ آپ ﷺ داڑھی کو ہاتھ سے پکڑنے کی عادت نہیں رکھتے تھے۔

آپ ﷺ کی گردن مبارک ایسی خوبصورت اور باریک تھی جیسی مورنی کی گردن صاف تراشی ہوئی ہوتی ہے اور رنگ میں چاندی جیسے صاف تھے۔

(شمائل: ص ۲۴)

آپ کے کندھے: آپ ﷺ کا کندھا بڑا (یعنی وسیع اور کشادہ) تھا۔

(ابن سعد: ۱/۴۴۱)

آپ ﷺ کے ہڈیوں کے سرے اور مونڈھے بلند و مضبوط تھے۔

(شمائل: ص ۱)

بغل مبارک: آپ ﷺ کا بغل مبارک نہایت ہی سفید تھا (ابن سعد: ۱/۳۱۴)

آپ ﷺ کے بغل کے پسینے کی خوشبو مشک جیسی تھی۔ (سبل: ۲/۷۵)

سینہ مبارک: آپ ﷺ کا سینہ مبارک چوڑا تھا۔ (شمائل)

آپ ﷺ کے سینہ مبارک پر بال تھے۔ (ابن سعد: ص ۴۱۶)

آپ ﷺ کے سینہ مبارک اور ناف مبارک کے درمیان ہلکی لکیر تھی۔ (شمائل: ص ۲)

پیٹ سینہ برابر: آپ ﷺ کا پیٹ مبارک سینہ کے برابر تھا۔ (ترمذی)

آپ ﷺ کی پیٹھ مبارک کو دیکھا تو ایسی خوبصورت اور روشن تھی گویا چاندی سے ڈھلی ہو۔ (مسند احمد: ۳/۳۵)

بال مبارک: آپ ﷺ کثیر اور خوشنما بالوں والے تھے۔ (مسند احمد: ۲/۲۵۱)

آپ ﷺ کے بال مبارک کندھے تک تھے۔ (بخاری، مسلم)

آپ ﷺ کے بال مبارک کان اور کندھے کے مابین تھے۔ (مسلم)

مانگ نکالنا: آپ ﷺ مانگ نکالا کرتے تھے اور مانگ نکالنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ (ابن سعد: ص ۴۳۰)

آپ ﷺ سیدھی مانگ نکالتے تھے۔ (اشعۃ اللمعات: ۳/۵۷۶)

آپ ﷺ کے بال مبارک شفا تھے۔ (دلائل النبوۃ: ص ۲۳۶)

گویا چاندی میں ڈھالا گیا ہے: آپ ﷺ نہایت خوبصورت سفید تھے گویا کہ آپ کو چاندی میں ڈھالا گیا تھا۔ (سبل: ص ۱۰)

آپ کی صوت مبارک: آپ ﷺ بہت خوش آواز اور شیریں زبان تھے۔ (سبل: ص ۹۱)

آپ ﷺ کی آواز بہت دور چلی جاتی تھی۔ (خصائص کبریٰ: ۱/۲۶)

آپ ﷺ کی آواز بلند اور قوت کے ساتھ تھی۔ (سبل: ج ۲)

ہتھیلی مبارک: آپ ﷺ کی ہتھیلی مبارک گوشت سے پر تھی (بخاری: ۲/۸۷۶)

آپ کی انگلیاں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں کچھ درازی پر تھیں۔ (شمائل:۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے میں نے کسی حریر و دیباج کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی مبارک سے زیادہ نرم نہیں پایا۔ (بخاری:ص ۵۳۰، مسلم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ برف سے بھی زیادہ ٹھنڈا تھا۔ (بخاری و مسلم)

ہاتھ برف سے زیادہ ٹھنڈا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ (دلائل:۱/۲۵۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بازو مبارک وسیع اور گوشت سے بھرے ہوئے تھے۔ (سبل:۲/۷۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلائیاں دراز تھیں۔ (شمائل، سبل:ص ۷۳)

پیر مبارک: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیر مبارک گوشت سے پر تھے۔ (دلائل:ص ۲۴۴)

ایڑی مبارک: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایڑی مبارک گوشت سے بھری ہوئی نہیں تھی۔ (دلائل النبوۃ:۱/۲۴۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انگوٹھے کے بعد کی انگلی سبابہ دوسری انگلی کے مقابلے میں بڑی دیکھی۔ (خصائص کبریٰ:۱/۷۳)

آپ کا قد: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو لمبے تھے اور نہ پستہ قد تھے۔ (شمائل:ص ۱)

آپ کا سایہ نظر نہ آتا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ سورج میں نظر آتا نہ چاند میں۔ (خصائص:۱/۶۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت جمیل و خوشنما اور خوبصورت تھے۔ (سبل الہدیٰ:۲/۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ افضل اور لوگوں میں سب سے زیادہ عقل والے تھے۔ (سبل الہدیٰ:ص ۳)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل مبارک: عقل کے سو جز ہیں جس میں ۹۹ آپ

ﷺ کو دیے گئے باقی جز تمام انسانوں کو دیا گیا۔ (سبل الہدی: ص ۹۴)

آپ کا پسینہ: آپ ﷺ بڑے خوبصورت تھے آپ پر پسینہ موتی کی طرح چمکتا تھا۔ (مسلم: ۴/۸۱۶)

آپ ﷺ کا پسینہ مشک کی طرح خوشبودار تھا۔ (سبل: ص ۵)

مہر نبوت: آپ ﷺ کی مہر نبوت کو دو مونڈھوں کے درمیان جو سرخ رسولی کے مانند کبوتری کے انڈے جیسے تھی دیکھا۔ (بخاری، مسلم)

آپ ﷺ پر مہر نبوت تھا جو کندھے کے نیچے بازو کے اوپر سلیپ کے مانند تھی۔ (ترمذی، سبل: ص ۴۷)

آپ ﷺ کی مہر نبوت سے خوشبو آتی تھی۔ (جمع الوسائل: ص ۵۹)

آپ ﷺ کی مہر نبوت پر گوشت سے محمد رسول اللہ لکھا تھا۔ (خصائص کبری)

آپ کا خون: آپ ﷺ کے خون کو پاک طاہر اور عام انسانوں سے الگ قرار دیا ہے۔ (مطالب عالیہ)

آپ کا پاخانہ بھی خوشبودار: آپ ﷺ کا پاخانہ بھی خوشبودار تھا۔ (خصائص کبری)

آپ ﷺ کے پاخانے کو زمین نگل لیتی۔ (ابونعیم: ص ۳۸۰)

آپ ﷺ مختون پیدا ہوئے۔ (خصائص کبری: ص ۵۳)

آپ کی قوت وشجاعت: آپ ﷺ کو تمام لوگوں پر قوت وشجاعت کے اعتبار سے فوقیت دی گئی تھی۔ (دلائل النبوۃ: ۵/۷۵)

آپ ﷺ نے فرمایا مجھے چالیس مردوں کی قوت دی گئی ہے۔ (خصائص کبری)

آپ کی فصاحت: آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ فصیح تھے۔ (سبل الہدی: ۲/۱۰۰)

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں۔ آپ ﷺ تمام زبان عرب سے واقف تھے ہر قوم سے اس کی زبان ولغت میں گفتگو فرما لیتے تھے۔

اہل جنت آپ ﷺ کی زبان میں گفتگو کریں گے۔ (جمع الوسائع: ۸/۲)

جوامع الکلم: آپ ﷺ نے فرمایا میں جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں۔ (اتحاف السادۃ: ص ۱۱۳)

آپ کا رونا: آپ ﷺ حجر اسود کے پاس آئے اور اس پر مونہہ مبارک رکھ کر خوب دیر تک روئے۔ (ابن ماجہ: ص ۲۱۱)

رونا نہ آئے تو: آپ ﷺ قبر پر بیٹھ گئے اور رونے لگے یہاں تک کہ زمین تر ہوگئی آپ ﷺ نے فرمایا اگر رونا نہ آئے تو رونے کی شکل ہی بنالو۔
(ابن ماجہ: ۳۰۹)

خوفِ خدا سے ایک آنسو کی اتنی بڑی فضیلت ہے کہ جہنم حرام ہو جاتی ہے۔
(ابن ماجہ: ص ۳۰۹)

خوف و دہشت: آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ خوف و دہشت کے حامل تھے۔ (بخاری: ص ۹۰۱)

جو آپ ﷺ کو دیکھتا مرعوب ہو جاتا۔ (سبل: ص ۱۰۹)

آپ کا رعب: آپ ﷺ کے رعب کی وجہ سے صحابہ کرام سر بھی نہیں اٹھاتے سوائے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے۔ (سبل: ص ۱۰۹)

صحابہ کرام خدمت میں بیٹھے ہوتے تو مارے جلال و ہیبت آپ کی طرف نظر بھی اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ (سبل الہدیٰ: ۱۰۹/۷)

خدا کی تقدیر کے حوالے: مرضی کے خلاف امور کو خدا کی تقدیر کے حوالے فرماتے۔ آپ فرماتے چھوڑ دو وہی ہوتا ہے جو خدا چاہتا ہے۔ (مجمع الزوائد: ۱۶/۹)

باتوں کے ذریعے مانوس فرماتے: آپ ﷺ بدترین خلائق سے بھی گفتگو فرماتے تو متوجہ ہو کر اس کی بات سنتے اور باتوں کے ذریعے مانوس فرماتے۔
(شمائل: ص ۲۳۰)

برائی کا بدلہ: آپ ﷺ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لیتے بلکہ معاف اور درگزر سے لیتے۔ (ترمذی: ص ۲۱)

برائی کسی کے سامنے نہ فرماتے: آپ ﷺ کسی کی برائی اس کے سامنے نہ کرتے۔ (ادب مفرد: ص ۳۵)

خطاب عام اصلاح فرماتے: خطاب عام میں اصلاح فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا کہ جیسے میں کرتا ہوں لوگ اس سے پرہیز کرتے ہیں۔ (ادب مفرد: ص ۱۳۵)

آپ ﷺ کی خدمت میں کھجور اور نرم ککڑی لے کر آئی تو آپ نے مٹھی بھر سونا دیا۔ (شمائل: ص ۲۴)

گھریلو کام خود: آپ ﷺ گھریلو کام خود کرتے تھے اکثر سینے کا کام کرتے تھے۔ (اخلاق النبی: ص ۱۴)

جود و سخاوت: آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے رمضان میں سب سے زیادہ سخاوت فرماتے۔ (بخاری: ص ۳۶۹)

مخالفین کے ساتھ سخاوت: مخالفین اور دشمنوں کے ساتھ سخاوت کرتے تھے۔
(مکارم ابن ابی الدنیا: ص ۲۵۸)

سو اونٹ کا ہدیہ: آپ ﷺ نے حنین کے مال غنیمت میں سو اونٹ عیینہ کو اور سو اونٹ اقرع بن حابس کو دیے۔ (مکارم ابی الدنیا: ص ۲۵۳)

حجامت پر اشرفی: آپ ﷺ نے پچھنہ لگوایا۔ تو حجام کو ایک اشرفی عنایت فرمائی۔ (مکارم ابن ابی الدنیا: ص ۲۵۹)

تواضع

مسجد کا گرد وغبار صاف فرماتے: پ ﷺ مسجد کے غبار کو کھجور کے جھاڑو سے صاف فرمایا کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ: ۱/ ۳۹۸)

آپ ﷺ اپنے ہاتھ سے اینٹ گارے کا کام کر لیتے۔ (ادب مفرد)

اپنا کام خود: آپ ﷺ اپنا کام خود کر لیتے تھے۔

آپ ﷺ اپنے احباب کے ساتھ معمولی کام میں شریک ہوتے تھے۔

(خصائص: ص ۲۸۱)

پیدل چلنا: آپ ﷺ عیادت کے لئے پیدل چلے۔ (بخاری: ص ۸۴۶)

آپ ﷺ نے مجذوم کے ساتھ ایک پیالہ میں کھا لیا اور فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ وَثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلاً عَلَيْهِ۔ (ترمذی: ۲/۴)

شفقت ورحمت: آپ ﷺ بے انتہائی شفیق اور مہربان تھے۔ (مسلم)

سراپا حلیم: آپ ﷺ سراپا حلیم وبردبار تھے۔ (ابوداؤد: ص ۶۵۸)

کلام اور گفتگو

آپ ﷺ بتدریج کلام فرماتے تھے۔ (شمائل)

تبسم: آپ ﷺ تبسم فرماتے ہوئے گفتگو فرماتے۔ (مجمع: ۱/ ۱۳۱)

گفتگو فرماتے ہوئے دانت مبارک سے نور نکلتا۔ (بخاری)

کلام کے بارے میں اسوۂ حسنہ

کسی بات کے درمیان کلام نہ فرماتے: آپ ﷺ کسی بات کے

درمیان گفتگو نہ فرماتے۔ (شمائل: ص ۲۹۱)

آپ ﷺ فضول باتوں میں نہ رہتے۔ (ترمذی)

آپ ﷺ گفتگو فرماتے وقت کبھی ہاتھ کو حرکت دیتے۔ (ترمذی)

آپ ﷺ کا کلام طویل نہ ہوتا۔ (اتحاف السادۃ: ۷/۱۱۳)

بلاضرورت گفتگو: آپ ﷺ بلاضرورت گفتگو نہ فرماتے۔ (ترمذی)

خاموشی میں وقار گفتگو میں بہار. آپ ﷺ کی خاموشی میں وقار گفتگو میں بہار ہوتی۔ (بیہقی)

آپ ﷺ کبھی گفتگو فرماتے ہوئے آسمان کی طرف نگاہ کرتے۔

(ابوداؤد: ص ۲۶۵)

تین مرتبہ فرماتے: آپ ﷺ اکثر تین مرتبہ فرماتے۔ (شمائل: ص ۱۴)

آپ ﷺ سوال کا جواب بھی تین مرتبہ فرماتے۔ (ابن سعد)

زور سے بولنا: آپ ﷺ کو چیخنا اور زور سے بولنا ناپسند تھا۔

(کنز العمال: ۷/۱۴۷)

آپ ﷺ ہاتھوں سے بھی اشارہ فرماتے تھے (سمجھانے کے لئے)۔

(سبل: ۷/۱۳۷)

مثال دینا: آپ ﷺ باتوں کو مثالوں سے بھی سمجھاتے تھے۔ (مجمع: ۲/۲۲۸)

آپ ﷺ عربی زبان کے علاوہ بھی گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

(بخاری: ص ۵۸۹)

قصہ سنانا: آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو قصہ سنایا۔ (شمائل: ص ۱۷)

اشعار

حضرت حسان بن ثابت کافروں کی ہجو کیا کرتے تھے۔ (مسلم: ۲/۳۰۰)

عبداللہ بن رواحہ کافروں کو عار دلانے والے اشعار پڑھا کرتے تھے۔

(سبل الہدیٰ: ص ۳۷۲)

کعب بن مالک کفار کو حرب اور قتال کے شعر سے خوفزدہ کرتے تھے۔

(سبل: ص ۳۷۲)

آپ کا پسندیدہ شعر: آپ ﷺ کا پسندیدہ شعر۔ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہُ بَاطِلٌ۔ (شمائل: ص ۱۶)

شعر سننا: آپ ﷺ کو ۱۰۰ اشعر سنائے گئے آپ نے ہر شعر پر فرمایا۔ اور سناؤ۔

(مسلم: ۲/ ۲۳۹)

آپ ﷺ کی مجلسوں میں اشعار اور جاہلیت کے واقعات کا ذکر ہوتا تھا۔

(شمائل: ص ۱۶)

مسکراتا چہرہ: آپ ﷺ ہمیشہ مسکراتے چہرے کے ساتھ رہتے۔

(ادب مفرد: ص ۲۵۱)

چہرے کی بشاشت: آپ ﷺ نے فرمایا تم مالداروں پر سبقت حاصل نہ کر سکو گے لیکن تم چہرے کی بشاشت اور حسن اخلاق سے آگے بڑھ جاؤ گے۔

(بیہقی فی الشعب: ۶/ ۲۵۴)

کیسے ملنا چاہیے: آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں کے ساتھ مسکراتے چہرے کے ساتھ ملا کرو۔ (ترمذی: ص ۱۸)

آپ ﷺ نے فرمایا خوش مزاج ہونا ایک نعمت ہے۔ (ادب مفرد: ص ۹۸)

آپ ﷺ نے فرمایا مسکراتے چہرے کے ساتھ سلام کیا کرو۔

(بیہقی فی الشعب: ۶/ ۲۵۳)

آپ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ ہنس مکھ اور پاکیزہ نفس والے تھے۔

(فیض القدیر: ص ۱۷۹)

ہنسی کے وقت منہ پر ہاتھ: آپ ﷺ ہنسی کے وقت منہ مبارک پر ہاتھ

رکھ لیتے تھے۔ (جامع الصغیر: ص ۲۶۳۵)

آپ ﷺ کھلکھلا کر نہ ہنستے۔ (طبرانی)

خوشی ومسرت کے وقت کی سنتیں

خوشی اور ناراضگی کا اظہار چہرۂ انور سے: خوشی اور شادمانی کے موقعہ پر آپ ﷺ کا چہرہ انور چاند کی مانند ہو جاتا۔ (بخاری: ص ۵۰۲)

ناراضگی کی حالت میں آپ ﷺ کے چہرہ انور کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ (اخلاق: ص ۱۴۱)

غم کے وقت کیا کرتے: آپ ﷺ پر کسی چیز کا زیادہ اثر ہو جاتا تو اپنی ڈاڑھی میں ہاتھ ڈالتے۔ (سیرۃ الشامی: ۹/۴۰۱)

خوشی پر دعا: خوشی کے موقعہ پر یہ دعا پڑھنا سنت ہے الحمد للّٰہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات۔ (کنز: ۷/۱۳۹)

غصہ دیر میں ہوتے اور خوش جلدی ہوتے۔ (ترمذی)

جب کسی سے ناراض ہوتے تو: جب آپ ﷺ کسی سے ناراض ہوتے تو اس سے منہ پھیر لیتے۔ (اخلاق النبی: ص ۱۹۰)

مزاح: رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ پُر مزاح تھے۔ (بیہقی فی الدلائل)

کس سے مزاح سنت: چھوٹے بچوں سے مزاح سنت ہے (بخاری: ص ۹۰۵)

بڑوں سے مزاح سنت ہے۔ (شمائل)

اپنے اصحاب سے مزاح فرماتے تھے۔ (سبل الہدیٰ: ص ۱۱۶)

بیوی سے مزاح کرنا سنت ہے۔ (سبل الہدیٰ: ص ۱۱۴)

بوڑھی عورت سے بھی مزاح سنت ہے۔ (سبل: ۷/۱۱۶)

ممنوع مزاح کا بیان: جھوٹا مزاح خلافِ سنت ہے۔ (بیہقی فی الشعب: ص۳۱۷)

مزاح کی کثرت وقار کو کھودیتی ہے۔ (اتحاف: ۷/۴۹۹)

مزاحاً کسی کا سامان لینا خلافِ سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص۶۸۳)

آپ کی مجلس

مجلس میں کوئی نامناسب کام نامناسب بات کرتا تو آپ ﷺ یا روک دیتے یا اٹھ کر چلے جاتے۔

مجلس میں آنے والے کا اکرام: مجلس میں آنے والوں کا اکرام سنت ہے۔ (اتحاف السعادۃ: ۷/۱۱۱)

اکرام میں اپنی چادر بچھانا سنت ہے۔ (اتحاف: ۷/۱۱۱)

مجلسی گفتگو میں اصحابِ مجلس کی رعایت کرنا سنت ہے۔ (اخلاق النبی: ص۴)

تکیہ سے اکرام کرنا سنت ہے۔ (مکارم ابن ابی الدنیا: ص۳۶۸)

کھڑے ہونا: تقویٰ اور احتیاط کے پیشِ نظر کھڑے ہونا خلافِ سنت ہے۔ (بیہقی فی الشعب: ۶/۴۶۹)

ازراہ محبت وشفقت کھڑے ہونا سنت ہے۔ (بیہقی: ۶/۴۶۷)

مجلس میں کسی معزز شخص کی آمد پر اکراماً کھڑے ہونا سنت ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/۵۲)

لوگوں کی گردن پھلانگنا: مجلس میں لوگوں کی گردنوں کو پھلانگنا خلافِ سنت ہے۔ (کنز: ۹/۱۳۶)

دو آدمی کی مجلس میں تیسرے آدمی کا بلا اجازت شریک ہونا خلافِ سنت ہے۔ (مجمع: ص۶۳)

سلام مجلس میں: مجلس میں حاضر ہوتے وقت سلام کرنا سنت ہے۔ (کنز العمال: ۹/۱۴۴)

مجلس سے اٹھتے وقت سلام کرنا سنت ہے۔ (کنز العمال: ص ۱۴۵)

مجلس میں کہاں بیٹھے: جہاں مجلس ختم ہو رہی ہو وہاں بیٹھنا سنت ہے۔ (کنز: ۹/۱۳۸)

تواضع یہ ہے کہ مجلس کے کنارے ہی میں بیٹھنے پر خوش رہے۔ (جامع صغیر: ص ۳۳۵۹)

مجلس میں کسی کو اٹھا کر بیٹھنا خلاف سنت ہے۔ (بخاری: ص ۹۲۹)

اگر کوئی مجلس سے کسی ضرورت کی وجہ سے جائے پھر واپس آ جائے تو وہ اپنی جگہ کا حقدار ہے۔ (مکارم: ص ۱۱۷)

جوتے کہاں رکھے: مجلس میں آدمی جب بیٹھے تو جوتا اتارے اس کو اپنے بغل میں رکھنا سنت ہے۔ (مشکوٰۃ)

مجلس میں کہاں نہیں بیٹھے: گزرگاہوں میں اور راستوں میں بیٹھنا خلافِ سنت ہے۔ (ادب: ص ۵۳۵)

اندھیرے میں بیٹھنا خلافِ سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ۸/۶۱)

مجلس کے بیچ میں بیٹھنا خلاف سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ص ۶۰)

رخ کہاں کا کرے: بات کرنے والے کی طرف رخ کرنا سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۲۶۴)

قبلہ رخ بیٹھنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ص ۵۹)

مجلس کی بات: مجلس کی بات امانت ہے۔ (جامع صغیر)

بہترین مجلس: بہترین مجلس وہ جس میں توسع زیادہ ہو۔ (ادب مفرد: ص ۳۳۱)

بدترین مجلس: بدترین مجلس وہ ہے جو بازار کے راستے پر ہو۔ (کنز: ۹/۱۳۱)

دروازے کے سامنے بیٹھنا خلاف سنت ہے۔ (بزار کشف الاستار: ۲/۴۳۵)

مجلس کا حق: مجلس کا حق یہ ہے کہ خوب اللہ کا ذکر کرو۔ لوگوں کو صحیح راستہ بتاؤ۔

(کنز: ۹/۱۳۹)

کن مجالس سے بچے: بری مجلس سے تنہائی بہتر ہے۔ (مکارم خرائطی: ص ۷۳۹)

عام مجلسوں سے پرہیز کرو۔ (کنز: ۹/۲۶)

مجلس میں تقسیم وغیرہ دائیں جانب سے کرنا سنت ہے۔ (بخاری مختصر: ۲/۳۸۰)

پلانے والے کو سب سے آخر میں پینا سنت ہے۔

(اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ص ۶۷۸)

مجلس سے اٹھتے وقت: مجلس میں اٹھنے سے قبل استغفار کرنا سنت ہے۔

(ابن سنی: ص ۴۰۱)

جب مجلس سے اٹھے تو یہ کلمات کہے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ۔ (ترمذی)

کفارہ مجلس کی دعا:

"سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ." (ترمذی: ۲/۱۸۱)

بیٹھنے کا مسنون طریقہ: دائرہ حلقہ بنا کر بیٹھنا سنت ہے۔ (کنز العمال: ۷/۱۵۲)

حبوہ یا گوٹ مار کر بیٹھنا سنت ہے۔ (سیرۃ الشامی: ص ۱۵۳)

فجر کے بعد چہار زانو بیٹھنا سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۲۶۶)

جوتے اتار کر بیٹھنا سنت ہے۔ (کنز العمال: ۷/۱۵۲)

کرسی پر بیٹھنا: کرسی پر بیٹھ کر مسجد میں وعظ کرنا سنت ہے۔ (مسلم: ۱/۲۸۷)

معافی و درگزر

برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے کر معاف کرنا سنت ہے۔ (ابن سعد: ص ۳۶۵)

قتل کرنے والے تک کو آپ ﷺ معاف کر دیتے تھے۔ (بخاری: ص ۴۰۷)

تکلیف دینے والے کو معاف کرنا سنت ہے۔ (اخلاق النبی: ص ۷۰)

رسول اللہ ﷺ کو گرفت کرنے کی عادت نہیں تھی۔

(طبرانی مجمع الزوائد: ص ۱۶)

حدود کے علاوہ معافی: حدود کے علاوہ جرموں کو معاف کرنا سنت ہے۔

(ابن ماجہ: ص ۱۹۳)

اپنا انتقام کسی سے نہیں لیا۔ (ابن سعد: ص ۳۶۷)

لعن طعن: لعن طعن خلاف سنت ہے۔ (دلائل النبوۃ: ص ۳۱۴)

لعن طعن والے شفاعت سے محروم ہوں گے۔ (ادب مفرد: ص ۱۰۲)

صبر و برداشت: لوگوں کی تکلیف دہ باتوں پر صبر کرنا سنت ہے۔ (ابن سعد: ۳۷۸)

گھریلو کھیل: ازواج مطہرات کو گھریلو کھیل کی اجازت تھی۔ (ابن ماجہ: ص ۱۹۸۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسابقت ہوئی۔ (مشکوۃ: ص ۲۸۱)

اہل سے مزاحیہ باتیں سنت ہے۔ (مشکوۃ: ص ۲۸۲)

ازواج مطہرات کو اپنے ساتھ حج کرایا۔ (مجمع: ۳/ ۲۲۳)

تین محبوب چیزیں: دنیا کی تین چیزیں رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھیں۔

① عورت ② خوشبو ③ نماز۔ (نسائی)

اہل خانہ پر شفقت: عصر کے بعد بیویوں کے پاس جاتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

ہر دن صبح وشام ازواج کے پاس تشریف لے جاتے۔ (اتحاف السیر ۶:۳/۵۱۸)

اہل خانہ پر بڑے شفیق اور مہربان تھے۔ (المطالب العالیہ:۳/۲۶)

اہل خانہ کے ساتھ برتاؤ اچھا سنت ہے۔ (ابن سعد:ص ۳۶۷)

بیوی کا نفقہ: اپنی بیوی کا نفقہ سال بھر کا ادا کرتے۔ (بخاری:۲/۸۰۶)

کسی کو شکایت کا موقع نہ دیتے۔ (بخاری:۷۸۴)

اہل خانہ کی رعایت کرنا سنت ہے۔ (اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم:ص ۳۰)

بیویوں پر سلام: بیویوں کے پاس تشریف لاتے تو خود سلام کرنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد:۳/۳۱۹)

سوکنوں کی باتوں کو برداشت کرتے تھے۔ (بخاری:ص ۷۸۶)

گھریلو کام خود کرتے: گھریلو کام خود انجام دینا سنت ہے۔ (بخاری:۲/۸۹۲)

گھر میں داخل ہوتے ہوئے سلام: سلام کرتے ہوئے گھر میں داخل ہونا سنت ہے۔ (ترمذی:۲/۹۹)

سلام سے شیطان کی حفاظت ہوتی ہے۔ (مکارم الخرائطی:ص ۸۱۶)

گھر میں سلام کرتے ہوئے جانے والے خدا کی حفاظت میں ہو جاتے ہیں۔ (ابوداؤد:ص ۳۷۶)

گھر میں داخل ہونے کی دعا: گھر میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھنا سنت ہے:

"اَللّٰهُمَّ انی اَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ ربنا تَوَكَّلْنَا."

(ابوداؤد:۲/۶۹۵)

احباب اور رفقاء کے بارے میں سنتیں

سفارش کرنا: کسی کے کہنے پر سفارش کرنا سنت ہے۔ (سبل:۹/۳۷۳)

احباب کے ساتھ کام میں شریک ہونا سنت ہے۔(طبری)

اپنے اصحاب کے مزاج اور ضرورت کی رعایت فرماتے تھے۔(بخاری:ص۱۰۷۶)

اہل تعلق واحباب کے یہاں بلا بلائے خود کبھی چلا جانا بھی سنت ہے۔
(جمع الوسائل مختصراً:ص۲۲۷)

کسی کی بات کاٹنا: کسی کی بات کاٹنا خلاف سنت ہے۔(ترمذی:ص۲۹۱)

اپنے اصحاب کی رعایت: اپنے اصحاب کی رعایت میں بھوکے رہتے۔
(ابن سعد:۲/۴۰۹)

احباب اور اہل تعلق کی ملاقات سنت ہے۔(ادب مفرد:ص۳۲۷)

اپنے رفقاء اہل مجلس اور اہل محبت کی خبر گیری کرنا سنت ہے۔(کنز:ص۱۸۳۸۳)

بچوں سے متعلق آپ ﷺ کی سنتیں

بچوں سے خوش مزاجی سنت ہے۔(دلائل النبوۃ:ص۳۳۱)

بچوں سے سلام، مصافحہ اور معانقہ: بچوں کو سلام کرنا سنت ہے۔
(بخاری:ص۹۲۳)

بچوں سے مصافحہ کرنا سنت ہے۔(ادب مفرد:ص۶۸۶)

بچوں سے معانقہ کرنا سنت ہے۔(ادب مفرد:۱۱۶)

مجلسی تقسیم میں بچوں کے ساتھ رعایت کرنا سنت ہے۔(اخلاق النبی:ص۱۴۷)

آپ ﷺ بچوں اور اہل وعیال پر بڑے مہربان تھے۔(کنز العمال:۷/۱۵۵)

بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور گود میں بٹھانا سنت ہے۔(ادب مفرد:ص۱۱۷)

غایت درجہ محبت: اپنی اولاد کے ساتھ غایت درجہ محبت کرنا سنت ہے۔
(اخلاق النبی:ص۱۳۰)

آپ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آمد پر حد درجہ خوشی کا اظہار

کرتے تھے۔ (ادب مفرد، ص ۲۱۹)

بچوں کو کندھے پر اٹھانا: بچوں کو کندھے پر اٹھا لینا سنت ہے (بخاری، ص ۵۲۰)

بچوں کے ساتھ کھیل کھیلنا بھی سنت ہے۔ (مسند احمد: ۳/۲۶۳)

بچے آپ ﷺ پر نماز کی حالت میں کھیلتے۔ (مطالب عالیہ: ۲/۷۲)

لوگوں کے بچوں سے محبت: لوگوں کے گھر جانا اور ان کے بچوں سے محبت کرنا سنت ہے۔ (حاشیہ ادب مفرد، ص ۳۰۶)

بیمار بچوں کی عیادت کرنا سنت ہے۔ (ادب مفرد مختصرا: ص ۱۵۶)

بچوں کی عمر درازی کی دعا کرنا سنت ہے۔ (خصائص کبریٰ: ص ۱۶۸)

بچوں کو کیسے پکارے: بچوں کو اے میرے بیٹے کہہ کر پکارنا سنت ہے۔

(ابوداؤد: ص ۶۷۸)

خادموں کے ساتھ حسن برتاؤ کا بیان

خادموں کو معاف کرنا: خادم اور نوکروں کے ساتھ درگزر کرنا سنت ہے۔

(دلائل: ص ۳۱۲)

خادموں کے کام میں: خادموں اور نوکروں کے کام میں ہاتھ بٹانا سنت ہے۔

(ادب مفرد: ص ۶۷)

خادموں کی ضرورت پوچھنا سنت ہے۔ (فیض القدیر: ۵/۱۸۰)

خادم کے ساتھ کھانے میں شریک ہونا سنت ہے۔ (ادب مفرد: ص ۶۹)

خادم کے ساتھ کھانا کھانا سنت ہے۔ (بخاری: ۲/۳۸۸)

غریبوں اور یتیموں کی خدمت کا بیان

یتیموں اور بیواؤں کی خدمت کرنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۳)

غلام اور بیواؤں کے کام کرنے میں عار محسوس کرنا خلاف سنت ہے۔

(دلائل النبوۃ: ص۳۲۹)

غرباء اور مساکین کے ساتھ برتاؤ: غربا اور مساکین کے ساتھ ملاقات اور ان کی خبر گیری کرنا سنت ہے۔ (کنز العمال جدید: ۱۵۵/۵)

غربا اور مساکین کے ساتھ چلنے میں عار محسوس کرنا خلاف سنت ہے۔

(دلائل: ص۳۲۹)

غریب آدمی کی دعوت: معمولی اور غریب آدمی کی دعوت قبول کرنا سنت ہے۔ (دلائل النبوۃ: ص۳۳)

معمولی سے معمولی آدمی کی ضرورت میں چل پڑنا سنت ہے (اخلاق النبی: ص۲۷)

غربا اور مساکین کے ساتھ تعلق رکھنا سنت ہے۔ (بیہقی فی الشعب: ۱۶۷/۳)

کسی کی ضرورت پوری نہ کر سکے تو: کسی کی ضرورت پوری نہ کر سکو تو نرمی سے جواب دینا سنت ہے (اخلاق النبی: ۱۷)

مشورہ: آپ ﷺ اصحاب سے مشورہ فرماتے تھے۔

مشورہ میں خیر و برکت ہے۔ (سبل: ۳۹۸/۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی چیز میں نحوست نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ: ص۳۹۲)

رفتار اور چلنا مبارک

تیز رفتاری کے بیان: تیز رفتاری سے چلنا سنت ہے۔ (ابن سعد: ص۳۷۹)

چستی کے ساتھ چلنا سنت ہے۔ (ابن سعد: ص۳۷۹)

چلتے وقت کیسے دِکھتے: رسول اللہ ﷺ اس طرح چلتے گویا اونچائی سے اترتے۔ (اتحاف: ۵۴/۷)

رسول مقبول ﷺ اس طرح چلتے گویا جھک کر چلتے ہوئے معلوم ہوتے۔
(سبل الہدیٰ: ۷/۱۵۹)

چلتے وقت اِدھر اُدھر دیکھنا: چلتے وقت اِدھر اُدھر دیکھنا خلافِ سنت ہے۔
(ابن سعد: ص ۳۷۹)

رسول اللہ ﷺ پیچھے کی جانب بلا مڑے بھی چل دیتے تھے (ترمذی: ص ۱۳۱)

ننگے پیر چلنا: کبھی کبھی ننگے پیر چلنا سنت ہے۔ (سبل الہدیٰ: ص ۱۶۰)
کبھی کبھی پیدل چلنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۵۹)

ہاتھ پکڑ کر چلنا: کبھی اپنے اصحاب رضوان اللہ علیہم کا ہاتھ پکڑ کر چلتے۔
(مسند احمد: ص ۴۲)

عصا کے سہارے: عصا کے سہارے چلنا سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۲۷۲)

آپ ﷺ کے نعل مبارک کا بیان

دو تسمہ والا نعل: آپ ﷺ کا نعل مبارک دو تسمہ والا تھا۔ (بخاری: ص ۸۱۷)
پشت پر تسمہ دہرا تھا۔ (ابن ماجہ: ص ۲۵۸)

تلہ دوہرا تھا: نعل مبارک کا تلہ دوہرا تھا۔ (نسائی: ص ۷)

چپل کیسی: چپل مبارک ایڑی نما تھی۔ (سیرۃ: ص ۵۰۲)

نعل مبارک کا اگلا حصہ، رنگ اور لمبائی: نعل مبارک کا اگلا حصہ مثل زبان کے گولائی لئے تھا۔ (سیرۃ: ص ۵۰۰)

آپ ﷺ کا نعل مبارک زرد رنگ کا تھا۔ (شرح مواہب: ۵/۳۶)

آپ ﷺ کے نعل مبارک کی لمبائی ایک بالشت دو انگل اس کی چوڑائی ٹخنے کے قریب تو ۷/ انگل تھی اوسط قدم میں ۵/ انگل اور اوپر پنجہ کے پاس ۷/ انگل اور

دونوں تسموں کے درمیان دو انگل کا فاصلہ تھا۔ (سیرۃ الشامی: ص ۵۰۵)

جوتا اور چپل کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

کھڑے بیٹھے دونوں طرح جوتا پہننا: آپ ﷺ کھڑے بیٹھے دونوں طرح جوتا پہن لیتے تھے اسی طرح سنت ہے۔ (سیرۃ الشامی: ۷/۵۰۴)

ایک جوتا رچپل پہن کر چلنا خلاف سنت ہے۔ (بخاری: ص ۸۷۰)

ننگے پیر چلنے کی عادت خلافِ سنت ہے۔ (رسالہ طاہر کردی: ص ۲۱)

پہلے کون سا پہنے: جوتا یا چپل پہلے دایاں پھر بایاں پہننا سنت ہے۔

(سیرۃ: ۷/۵۵۰)

چمڑے کا جوتا: جوتا یا چپل چمڑے کا مسنون ہے۔ (سیرۃ: ۷/۵۰۴)

بے بال والے چمڑے کی چپل مسنون ہے۔ (بخاری: ص ۸۷۰)

جوتا کیسے اٹھاتے: نبی ﷺ اپنے جوتے کو بائیں ہاتھ کی انگشت سبابہ اور انگوٹھے سے اٹھاتے یعنی جوتا دائیں ہاتھ سے اٹھانا خلافِ سنت ہے۔ (سیرۃ: ۷/۵۰۳)

جوتا کہاں رکھے: جوتا اپنے بائیں جانب رکھنا سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۱۰۳)

جوتا یا چپل پہن کر بیٹھنا خلافِ سنت ہے۔ (مجمع: ۵/۱۴۳)

جوتا چپل اپنے ہاتھ سے گانٹھنا سنت ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/۴۶۱)

موزہ کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

چمڑے کا موزہ سنت ہے دبیز سوتی موزے سنت ہے۔ (ترمذی: ص ۱۵)

سیاہ موزے پہننے سے قبل جھاڑنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ۵/۱۴۳)

چمڑے کے موزہ پر مسح کرنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد ۵/۲۹۱)

سفر میں موزہ کا استعمال: سفر میں موزہ کا استعمال کرنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد ۵/۲۹۰)

موزہ کے اوپری حصہ پر مسح کرنا سنت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۵۴)

تفریح وسیر کے سلسلے کا بیان

ہرے بھرے میدان اور باغیچے اور نہر پسندیدہ ہے رسول اللہ ﷺ کی۔ (سبل الہدیٰ ۹/۳۹۳)

رسول اللہ ﷺ ٹیلے اور وادی کی طرف (تفریح کے لئے) نکلتے تھے۔ (ابوداؤد: ص ۳۳۵)

ہریالی اور بہتے پانی کی جانب دیکھنا رسول اللہ ﷺ کو خوشگوار معلوم ہوتا ہے۔ (فیض القدیر: ۵/۲۳۲)

سلام کے متعلق بیان

آپ ﷺ نے فرمایا سلام کو عام کرو۔ (ترغیب: ۳/۴۲۵)

ذرا سی جدائی پر سلام: ذرا سی جدائی کے بعد بھی سلام کا حکم فرماتے تھے۔ (ابوداؤد: ص ۷۰۷)

کسی کے گھر جاتے وقت دروازے پر ہی سلام کرنا سنت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۴۰۱)

رسول اللہ ﷺ عورتوں کے پاس سے گزرے تو سلام کیا۔ (مشکوٰۃ: ۳۹۹)

گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا سنت ہے۔ (خرائطی)

بچوں کو بھی سلام کرنا سنت ہے۔ (بخاری: ۲/۹۲۳)

عام مجلس میں بھی سلام کرنا سنت ہے۔ (بخاری: ۲/۹۲۴)

بغیر سلام کے آنے والے کو واپس: بغیر سلام کے آنے والے کو واپس فرماتے۔ (ترمذی: ص ۱۰۰)

مصافحہ بکثرت کرنا: آپ ﷺ مصافحہ بکثرت فرماتے تھے۔

(ترغیب: ۳/۴۳۳)

آپ ﷺ کسی سے ہاتھ ملاتے تو ملانے والے کا ہاتھ پورا دن خوشبودار رہتا۔ (اتحاف السادۃ: ۷/۱۵۴)

مصافحہ سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ (بیہقی فی الشعب: ص ۴۷۲)

مصافحہ دونوں ہاتھ سے: مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا سنت ہے۔

(بخاری: ۲/۹۲۴)

معانقہ کرنا سنت ہے۔ (ترمذی: ۲/۱۰۲)

تقبیل اور بوسہ کے سلسلہ میں آپ کی پاکیزہ عادات

اولاد کا بوسہ: از راہ محبت اولاد کا بوسہ سنت ہے۔ (بخاری: ص ۷۸۷)

کہاں بوسہ دے: دونوں آنکھوں کے درمیان پیشانی کا بوسہ سنت ہے۔

(ابوداؤد: ص ۷۰۹)

آپ ﷺ اپنے ہاتھ مبارک چومنے دیتے تھے۔ (مجمع الزوائد: ۸/۴۲)

چھینک کے متعلق بیان

چھینک پر اَلْحَمْدُلِلّٰہِ پڑھنا سنت ہے۔ (مسند احمد)

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہُ پڑھنا سنت ہے۔

(ادب مفرد: ص ۲۷۴)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہ کہنے پر جواب: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہ کہنے پر جواب دینا خلاف سنت ہے۔ (مسلم: ص۴۱۲)

بار بار چھینک کا جواب: بار بار چھینک کا جواب آپ ﷺ نہ دیتے۔
(مسلم: ص۴۱۳)

چھینک آتے وقت: چھینک آتے وقت منہ پر ہاتھ یا کپڑا رکھ لینا سنت ہے۔
(ترمذی: ۲/۱۰۳)

رسول اللہ ﷺ مسجد میں زور کی آواز پسند نہ فرماتے تھے۔
(بیہقی فی الشعب: ۷/۳۲)

تاقیامت دانت کا درد اور کان کا درد نہ ہوگا: حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے جس نے چھینک کا جواب سن کر الحمد للّٰہ ربّ العٰلَمِیْن علی کل حالٍ ما کان کہا تاقیامت کان اور دانت کا درد نہ ہوگا۔ (ادب مفرد: ص۲۷۳)

جمائی کے متعلق بیان

جمائی آئے تو: جمائی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص۴۰۶)

حتی الامکان جمائی دور کرنا: حتی الامکان جمائی دور کرنا سنت ہے۔
(بخاری: ص۹۱۹)

چھینک کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔

نام اور کنیت کا بیان

رسول اللہ ﷺ اچھا نام اور اچھی کنیت پسند فرماتے۔ (ادب مفرد: ص۲۴۴)

خدا کے نزدیک پسندیدہ نام: خدا کے نزدیک سب سے پسندیدہ نام

عبداللہ، عبدالرحمٰن ہے۔ (ابوداؤد: ص ۶۷۶)

نام کس سے رکھوائے: نام کسی عالم اور بڑے بزرگ سے رکھوانا سنت ہے۔
(سبل: ۳۶۱/۹)

برے ناموں کو بدلنا: برے ناموں کو اچھے ناموں سے بدلنا سنت ہے۔
(ترمذی: ص ۱۱)

کس کے نام پر نام رکھے: حضرات انبیاء کے نام پر نام رکھنا سنت ہے۔
(ادب مفرد: ص ۲۴۳)

کون سا نام نہ رکھے: جس سے خود کی تعریف ظاہر ہو وہ نام رکھنا خلافِ سنت ہے۔ (ادب مفرد: ۲۴۵)

بادشاہوں کے نام پر نام رکھنا خلافِ سنت ہے۔ (مطالب عالیہ: ۳۱/۳)

آپ ﷺ کے جنگی سامانوں کا بیان

آپ ﷺ کی تلوار کا نام ذوالفقار تھا۔ (ابن سعد: ص ۴۸۶)

آپ کے پاس گیارہ تلواریں تھیں: آپ ﷺ کے پاس ۱۱ تلواریں تھیں (۱) ماثور (۲) ذوالفقار (۳) قلعیہ (۴) البتار (۵) الحتف (۶)، (۷) قبیلہ بنی طے سے حاصل ہوئی تھی (۸) العضب (۹) القضیب (۱۰) الصمصامہ (۱۱) الحیف۔

آپ کی تلوار پر سونا اور چاندی: رسول اللہ ﷺ کی تلوار پر سونا اور چاندی لگا ہوا تھا۔ (شمائل: ص ۷)

لوہے کی ٹوپی: آپ ﷺ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو ان کے سر پر لوہے کی ٹوپی تھی۔ (بخاری: ص ۶۱۴)

ڈھال: آپ ﷺ کے پاس ایک ڈھال تھی جس کا نام الجمع تھا (سبل: ص ۳۷۰)

پٹکہ: آپ علیہ السلام کے پاس ایک پٹکہ تھا جس میں ۳ رچاندی کے حلقے تھے جسے کمر پر باندھا جاتا تھا۔ (سبل: ۷/ ۳۶۹)

کمان: آپ علیہ السلام کے پاس ایک کمان تھا جس کا نام السداس تھا۔

(سبل: ص ۳۶۲)

آپ کے پاس چھ کمان: آپ ﷺ کے چھ کمان تھے ① الروحا ② شوحط ③ صفراو ④ السداس ⑤ الزوراو ⑥ الکتوم۔ (ابن سعد: ص ۴۸۹)

آپ کے پاس پانچ تیر تھے: آپ ﷺ کے پاس پانچ تیر تھے ① الصوی ② الثنی ③، ④، ⑤ بنی قینقاع سے حاصل ہوئے تھے۔ (سبل: ص ۳۹۵)

آپ کے نیزے: آپ ﷺ کے پاس پانچ نیزے تھے ① بعہ ② بیضاء ③ منزہ ④ الھد ⑤ القمرد۔ (سبل: ۷/ ۳۶۵)

دو زر ہیں: آپ ﷺ کے پاس جنگ احد میں دو زرہیں تھی ① ذات الفضول ② اور فضہ، اور خیبر کے موقعہ پر بھی دو زرہیں تھیں: ① ذات الفضول ② سعدیہ۔

(ابن سعد: ص ۴۸۷)

سات زر ہیں: آپ ﷺ کے پاس سات زرہیں تھیں: ① ذات الفضول ② السعدیہ ③ فضہ ④ ذات الوشاح ⑤ ذات الحواشی ⑥ البتراء ⑦ الخرنق۔

(جمع الوسائل: ص ۱۵۳)

جھنڈا

آپ ﷺ کا بڑا جھنڈا، کالا تھا اور چھوٹا جھنڈا سفید تھا۔ (ابن ماجہ: ص ۲۰۲)

جھنڈا کیسا تھا: آپ ﷺ کا جھنڈا دھاری دار تھا جس پر چیتے کے نشانات تھے۔ (ترمذی: ص ۳۱۷)

جھنڈے پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ: رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا تھا۔ (ابوالشیخ)

دو قسم کے جھنڈے: آپ ﷺ کے پاس دو قسم کے جھنڈے تھے ایک بڑا جن کو رایۃ اور دوسرے چھوٹے جن کو لواء کہا جاتا ہے اور آپ ﷺ کے جھنڈے کو عقاب کہا جاتا ہے۔ (شمائل کبریٰ: ۴/۳۸۳)

گھریلو سامان کا بیان

آپ کی چارپائی و تکیہ: آپ ﷺ کی چارپائی کھجور کے چھالوں کی بنی ہوئی تھی اور سر کے نیچے وہ تکیہ تھا جس کا بھراؤ چھال سے تھا آپ ﷺ کے جسم اطہر اور چارپائی کے درمیان کچھ نہ تھا۔ (ادب مفرد: ص ۳۴۰)

ایک عصا: آپ کے پاس ایک عصا تھا جس کے سہارے آپ چلتے تھے۔
(السیرۃ الشامیہ: ص ۳۶۷)

کرسی: آپ ﷺ کے پاس ایک کرسی تھی۔ (مسلم: ص ۲۴۷)

آئینہ: آپ ﷺ کے پاس ایک آئینہ تھا۔ (سیرۃ الشامیہ: ص ۳۵۹)

سرمہ دانی: آپ ﷺ کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جسے رات کو سوتے وقت ۳ مرتبہ لگاتے تھے۔ (ابن سعد ص ۴۸۴)

قینچی: آپ ﷺ کے پاس ایک قینچی تھی جس کا نام جامع تھا (سیرۃ الشامیہ: ۳۶۱)

ایک ڈونگا: آپ ﷺ کے پاس ایک ڈونگا تھا جس کا نام الصادرہ تھا۔
(السیرۃ الشامیہ: ص ۳۶۱)

غسل کا برتن: آپ ﷺ کے پاس ایک غسل کا برتن تھا جو تانبے کا تھا۔
(سیرۃ الشامیہ: ۳۶۱)

تین قسم کے برتن

کپڑے دھونے کے لئے: آپ ﷺ کے پاس کپڑا دھونے اور غسل کرنے کے لئے ۳ قسم کے برتن تھے۔ ① پتھر کا ② تانبہ کا ③ پیتل کا۔

(بخاری: ص ۳۲۰)

تیل کا برتن: آپ ﷺ کے پاس ایک تیل کا برتن تھا۔ (السیرۃ الشامیہ: ص ۳۶۱)

لکڑی کا پیالہ: آپ ﷺ کے پاس ایک لکڑی کا پیالہ تھا۔ (بخاری: ص ۸۴۲)

یہ پیالہ درخت شمشاد کی لکڑی سے بنا پیلے رنگ کا تھا۔ (حاشیہ بخاری: ص ۸۴۲)

شیشے کا پیالہ: آپ ﷺ کے پاس ایک شیشے کا پیالہ تھا جس سے آپ ﷺ پانی پیتے۔ (ابن ماجہ: ص ۲۶۴)

ایک پیالہ پر چاندی کا ملمع: آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ تھا جس پر چاندی کا ملمع تھا آپ ﷺ اس سے پانی بھی پیتے اور وضو بھی فرماتے۔

(مجمع الزوائد: ۵/۸۰)

مٹی کا پیالہ: آپ ﷺ کے پاس ایک مٹی کا پیالہ تھا۔ (سیرۃ الشامیہ)

ایک بڑا پیالہ: آپ ﷺ کے پاس ایک بڑا پیالہ تھا جسے چار آدمی اٹھاتے تھے۔ (سیرۃ الشامیہ: ص ۲۶۱)

گھر کا سامان

نرم بستر: آپ ﷺ نرم بستر پسند نہیں فرماتے تھے۔ (شمائل: ص ۲۲)

صرف ایک بستر: آپ کے پاس صرف ایک ہی بستر تھا۔ (مواہب لدنیہ: ۵/۵۲)

ٹاٹ کا بستر: آپ ﷺ کے پاس ایک ٹاٹ کا بستر تھا اسے دوہرا کر کے بچھا

دیا جاتا۔ (ابن سعد: ص ۴۶۵)

کھجور کی چٹائی: آپ ﷺ کے پاس ایک کھجور کی چٹائی تھی۔
(ابن سعد: ص ۴۶۷)

چمڑے کا تکیہ: آپ ﷺ کے پاس ایک چمڑے کا تکیہ تھا۔ (مسلم: ص ۱۹۳)

ایک چادر چارپائی پر بچھانے والی تھی۔ (سیرۃ الشامیہ: ص ۳۵۹)

کھجور کی ایک چھوٹی سی چٹائی تھی اسی پر آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے۔
(ابن سعد: ۴۶۸)

سادی زندگی: آپ ﷺ کا مزاج اور زندگی بڑی سادی تھی۔
(ابن ماجہ: ص ۲۵۴)

امتیازی فقر: آپ ﷺ کا فقر اختیاری تھا۔ (احمد: ۵/۲۵۴)

وعظ و تقریر کی سنتیں

آپ ﷺ ہر دن وعظ و تقریر کو پسند نہ کرتے تھے۔ (بخاری: ص ۱۶)

خطبہ امابعد سے شروع: خطبہ اور وعظ و تقریر امابعد سے شروع کرنا سنت ہے۔
(ابوداؤد: ص ۶۷۹)

آپ ﷺ قرأت "مد" کے ساتھ پڑھتے تھے۔ (بخاری: ص ۷۵۴)

بلند آواز سے تلاوت: آپ ﷺ اس حد تک تلاوت بلند آواز سے پڑھتے کہ صحن میں سن لی جاتی تھی جبکہ آپ گھر کے اندر سے پڑھتے تھے (طحاوی: ۲۰۳)

آپ ﷺ بہت خوش الحان تھے۔ (بخاری: ۲/۱۱۲۶)

قرآن سننے کی فرمائش: دوسروں سے قرآن سنانے کی فرمائش کرنا سنت ہے۔
(بخاری: ص ۷۵۶)

دوسروں کی قرأت سننا سنت ہے۔ (مجمع: ۹/ ۲۹۰)

خوش الحانی: خوش الحانی سے پڑھنے کا حکم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

(بخاری: ۲/ ۱۱۲۶)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوش الحان قاری کی آواز خدا کو پسند ہے۔

(ابن ماجہ: ص ۹۵)

گانے کی طرح پڑھنا: رسول اللہ ﷺ نے گانے کی طرح پڑھنے کی ممانعت فرمائی۔ (مشکوٰۃ: ۱۹۱)

رمضان میں دور فرماتے: رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک میں دور فرماتے اور وفات کے سال میں دو مرتبہ سنایا۔ (مسند احمد: ص ۳۴۵)

عبادت کے اہتمام کا بیان

ماہ رمضان میں عبادت: ماہ رمضان میں آخیر عشرہ میں عبادت کا زیادہ اہتمام سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ۳/ ۱۷۷)

نیند کا غلبہ ہو تو: نیند کا غلبہ ہو تو تہجد پڑھنا خلافِ سنت ہے۔ (مسند احمد: ۶/ ۲۵۸)

آخیر عشرہ میں اہل خانہ کو عبادت کی تاکید کرنا سنت ہے۔ (مسند احمد: ص ۹۸)

رمضان میں نوازنا: رمضان المبارک میں ہر ایک کو نوازنا سنت ہے۔

(ابن ابی الدنیا: ص ۲۵۳)

گھر کا اکرام: آپ ﷺ نے فرمایا کہ کچھ نمازوں کے ذریعے سے اپنے گھر کا اکرام کرو۔ (ترغیب: ص ۲۸۰)

عید سے قبل نفل: عید سے قبل نفل ادا کرنا خلافِ سنت ہے۔ (مسند احمد: ۳/ ۴۰)

گھر میں مسجد: آپ ﷺ نے گھروں میں مسجد بنانے کا حکم دیا ہے اور یہ کہ

اسے پاک صاف رکھیں۔ (ابوداؤد: ص ٦٦)

آپ ﷺ کے پاکیزہ خصائل ذکر میں

آپ ﷺ خوب ذکر کرتے تھے۔ (الدعا طبرانی: ص ۱۶۳۷)

نماز کے بعد کی دعا: آپ ﷺ نماز کے بعد مذکورہ دعا فرماتے تھے:

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ."

(بخاری: ص ۹۳۷)

بیچ رات کا ذکر: بیچ رات میں یہ ذکر کرنا سنت ہے۔

"لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ." (حاکم: ص ٧٤٠)

جب رات میں بیدار ہو جائے تو ۳ مرتبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھنا سنت ہے۔

(الدعا: ۱۱۵۵)

فجر کے بعد: فجر کے بعد اشراق تک ذکر کرنا سنت ہے۔ (مجمع: ۱۰/ ۱۰۷)

مجلس سے اٹھتے بیٹھتے ذکر کرنا سنت ہے۔ (شمائل: ص ۲۳)

آپ ﷺ کی عمر مبارک کے متعلق

آپ ﷺ کا وصال مبارک ۶۳ رسال میں ہوا۔ (بخاری: ص ۵۵۲)

آپ ﷺ نے فرمایا میری امت کی عمر ۶۰ رسے ۷۰ رسال تک ہے۔

(مشکوٰۃ: ص ۴۵۰)

چند متفرق عادتوں کا بیان

جوتا کھول کر بیٹھنا سنت ہے۔ (کنز العمال: ص ۱۵۲)

صبح کی نماز کے بعد اشراق تک مصلے پر بیٹھنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ۱۰/۱۰۵)

کسی کا نام معلوم نہ ہو تو: آپ ﷺ کو جب کسی کا نام معلوم نہ ہوتا تو اے ابن عبداللہ کے بیٹے کہہ کر پکارتے۔ (جامع صغیر: ص ۳۲۱)

عیدین کی نماز کے لئے کب جائے: عیدالفطر کی نماز کے لئے کچھ کھائے بغیر نہ جاتے۔ (الاحسان: ۷/۲۸۱۲)

عیدالاضحیٰ کی نماز کے لئے کچھ کھائے بغیر جانا سنت ہے۔ (الاحسان: ۷/۲۸۱۲)

عورتوں کے ہاتھ: آپ ﷺ عورتوں کے ہاتھوں کو بلا مہندی کے پسند نہ کرتے تھے۔ (اداب بیہقی: ص ۳۷۹)

عمدہ لباس: وفود یا مہمان کی آمد پر عمدہ لباس زیب تن کرنا سنت ہے۔
(فیض القدیر: ۵/۱۵۵)

صدقہ خیرات میں کسی کو واسطہ نہ بناتے: آپ ﷺ صدقہ و خیرات میں کسی کو واسطہ نہ بناتے (کسی کے حوالے نہ کرتے)۔ (ابن ماجہ: ص ۳۰)

لوگوں کی خدمت: آپ ﷺ لوگوں کی خدمت کو پسند فرماتے تھے۔
(مسند احمد: ص ۱۹۹)

آپ ﷺ اس وقت تک لوگوں سے الگ نہ ہوتے جب تک وہ الگ نہ ہوتے۔ (مطالب عالیہ: ۴/۲۴)

آپ ﷺ بڑے مہربان اور رعایت کرنے والے تھے (مطالب عالیہ: ۴/۲۴)

خاص کپڑے کا اہتمام: جمعہ اور عیدین کے دن خاص کپڑے کا اہتمام کرنا

سنت ہے۔ (مجمع ص ۱۷۹)

مہمان کی خدمت خود کرنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ۱۰/۲۰)

لوگوں کے مرتبہ کی رعایت: لوگوں کے مرتبہ کی رعایت کرنا سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۲۶۵)

باوضو رہنا: باوضو رہنا سنت ہے۔ (ابن سعد: ص ۳۶۹)

حفظ خدا کی دعا دینا سنت ہے۔ یعنی حفظك اللّٰه کہنا سنت ہے۔ (ابوداؤد: ۲/۷۰۹)

نکاح میں شہرت اور اعلان کرنا سنت ہے۔ (مسند احمد: ۴/۴۷)

نیک عمل میں ہمیشگی اختیار کرنا سنت ہے۔ (ابن سعد: ص ۳۷۹)

تعجب کے وقت کیا کہے: تعجب کے وقت سبحان اللہ کہنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۵۲)

کسی تکلیف کا احساس ہوتو: جب کسی تکلیف کا احساس ہو تو معوذتین بار پڑھ کر دم کرنا سنت ہے۔ (بیہقی فی الشعب: ۲/۵۱۴)

غسل میں خوشبو: غسل میں خوشبو استعمال کرنا سنت ہے۔ (لاحسان: ۳/۱۱۹۷)

شب کی تقسیم: شب اوّل میں سونا اور آخررات میں عبادت کو آپ ﷺ پسند فرماتے تھے۔ (بخاری: ص ۱۵۴)

ٹوپی: سفید ٹوپی پہننا سنت ہے۔ (مطالب عالیہ: ۲/۲۷۲)

ضروری کام بھولنے کا اندیشہ ہوتو: جب کسی ضروری کام کے بھولنے کا اندیشہ ہو تو چھوٹی انگلی یا انگوٹھی میں کچھ دھاگا (وغیرہ) نشان کے طور پر لگا لینا سنت ہے۔ (جامع صغیر: ص ۴۰۹)

پکارنے والے کو جواب: پکارنے والے کو حاضر حاضر کا جواب دینا سنت.

ہے۔(مجمع الزوائد:ص۲۰)

مار پیٹ کی عادت نہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مار پیٹ کی عادت نہیں تھی۔

(مختصر اوائل:ص۳۱۲)

اللہ کے فرائض میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نرمی اور درگزر نہ فرماتے تھے۔

(اخلاق النبی:ص۴۵)

حد درجہ رعایت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی حد درجہ رعایت فرماتے تھے۔

(اخلاق:ص۴۰)

زمزم کا اہتمام: آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمزم کا اہتمام فرماتے تھے۔(ترمذی:ص۱۹۰)

کوئی کھانا بھیجے تو باقی روانہ کر دینا سنت ہے۔(مسند احمد:۹۴/۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سریہ کو روانہ فرماتے شروع دن میں روانہ فرماتے۔

(مسند احمد:۴۳۲/۳)

عمدہ خواب پسندیدہ ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمدہ خواب کو پسند فرماتے تھے۔

(فیض القدیر:۲۲۸/۵)

جنازے میں خاموشی: جب جنازے میں جائے تو خاموش جانا سنت ہے۔

(جامع صغیر:ص۶۷۳۲)

کسی کے گھر کے سامنے کھڑے ہونا خلافِ سنت ہے۔(مشکوٰۃ:ص۴۰۱)

تقسیم کے لئے کوئی چیز آئے تو: تقسیم کے لئے کوئی چیز آئے تو فوراً تقسیم کرنا سنت ہے۔(جامع صغیر:ص۶۶۳۲)

سونے والے کی رعایت کرنا سنت ہے۔(ترمذی:ص۹۶)

بروں کے ساتھ اخلاق: بروں کے ساتھ بھی رعایت اور اخلاق کا برتاؤ سنت ہے۔(بخاری:۸۹۴/۲)

اندھیرے گھر میں بیٹھنا خلاف سنت ہے۔ (کنزالعمال جدید: ۲۲۲/۷)

جھوٹ بولنے پر ناراض ہو جاتے تھے: جب آپ ﷺ کے گھر والوں میں سے کسی کے جھوٹ بولنے پر مطلع ہو جاتے تو اس سے اعراض فرماتے رہتے (اس سے رابطہ محبت نہ رکھتے) تاوقتیکہ توبہ نہ کر لیتا۔ (کنزالعمال: ص ۱۸۳۸۱)

اٹھتے وقت ایک ہاتھ کا سہارا لینا سنت ہے۔ (کنزالعمال: ۱۵۰/۷)

کسی کام کے شروع سے پہلے یہ دعا پڑھنا سنت ہے۔ "اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ"۔ (ترمذی: ۱۹۱/۲)

کھانے پینے کی چیزوں کی برائیاں کرنا خلاف سنت ہے۔ (دلائل النبوۃ: ص ۳۲۱)

آپ ﷺ تیز آواز سے چلانے کو پسند نہ فرماتے تھے۔ (ابن سعد: ص ۳۶۵)

چمن میں نماز پڑھنا: چمن اور باغیچوں میں نماز پڑھنا سنت ہے۔ (ترمذی: ۷۷)

قضاء حاجت کے متعلق

قضائے حاجت اور استنجاء کی سنتیں

تین مرتبہ استنجاء: جب تم پیشاب کرو تو اپنے ذکر (شرم گاہ) کو تین مرتبہ کھینچو اور تین مرتبہ صاف کرو۔ (کنز: ۵۲/۹)

بول و براز کرتے وقت کپڑا وغیرہ ڈالنا چاہئے برہنہ سر نہ ہوں لیکن پگڑی کے ساتھ بیت الخلاء جانا مکروہ ہے۔ (المغنی: ۱۵۸/۱)

بول براز کے وقت زبانی ذکر نہ کریں اور ذکر (لسانی) نہ کریں مگر دل سے۔ (المغنی: ۱۵۸/۱)

بول و براز کے مجموعی فقہی آداب

استنجاء کرتے وقت تین سے زیادہ انگلی استعمال نہ کریں۔ (عالمگیری: ۴۹/۱)

مناسب ہے کہ استنجاء انگلیوں کے اندر کے حصے پر کریں سروں سے نہیں۔
(البدائع والصنائع: ص ۳۲)

استنجاء سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوئے۔ (حلامت الفتاوی: ص ۴۴)

پاخانہ کے لئے جاؤ تو دور جانا سنت ہے۔ (ترمذی: ص ۱۲)

پاخانہ کے لئے جوتا پہن کر سر ڈھانک کر جانا سنت ہے۔ (مسند احمد: ۴/۳۶۳)

پاخانہ کے لئے جاتے وقت انگوٹھی اتار لینا سنت ہے۔ (الاحسان: ۴/۱۴۱۳)

پاخانہ سے فراغت پر مٹی سے ہاتھ دھونا سنت ہے۔ (مسند احمد: ص ۲۸۸)

پاخانہ سے فارغ ہونے پر وضو کرنا سنت ہے۔ (طحاوی: ص ۵۵)

طہارت میں اور پاکی کے مسئلہ میں کسی کو واسطہ نہ بناتے (خود کرتے تھے)۔
(ابن ماجہ: ص ۷۰)

جنابت کی حالت میں سونا ہو تو: جنابت کی حالت میں سونا ہو تو وضو کرنا سنت ہے۔ (مسلم: ۱۴۴)

سر پر کپڑا یا رومال ڈالے رکھنا سنت ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/۵۰)

ادباً و اکراماً موافقت میں کھڑا ہونا سنت ہے۔ (فتح الباری: ۱۱/۵۲)

خاموش رہنا بھی سنت ہے۔ (ابن سعد: ص ۳۷۲)

طہارت کے سلسلے میں سنت

اسلام صفائی اور طہارت ہے۔ (کنز العمال: ص ۲۷۷)

قیامت میں سب سے پہلے حساب: قیامت میں سب سے پہلے طہارت کا حساب ہوگا۔ (کنز العمال: ص ۲۷۸)

پاک صاف لوگ: پاک وصاف لوگ ہی جنت میں داخل ہوں گے۔
(کنز العمال، کشف: ۱/۲۲۶)

پاک وصاف لوگ ہی جنت میں داخل ہوں گے۔ (کنز العمال: ۹/ ۲۷۷)

طہارت اور نظافت سے فرشتے دعا کرتے ہیں۔ (کنز العمال: ص ۲۷۷)

پاک صاف کپڑا: پاک صاف کپڑا تسبیح کرتا لیکن گندہ ہوجاتا ہے تو اس کی تسبیح بند ہو جاتی ہے۔ (کنز العمال: ص ۲۷۶)

بچہ پیشاب کر دے تو: بچہ گود میں یا کپڑے میں پیشاب کر دے تو پانی بہا دینے سے پاک ہو جاتا ہے۔ (بخاری: ص ۳۵)

سو کر اٹھنے کے بعد: سو کر اٹھنے کے بعد اولاً تین مرتبہ ہاتھ دھونا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۲۸)

بلی کے جھوٹے میں کوئی حرج نہیں یعنی پاک ہے۔ (ترمذی: ص ۲۷)

ناپاک زمین سوکھنے پر پاک: ناپاک زمین سوکھ جانے سے پاک ہو جاتی ہے۔ (ابوداؤد: ص ۲۷۹)

ناپاک زمین اور فرش پانی بہا دینے سے پاک ہو جاتی ہے۔ (بخاری: ص ۳۵)

جنگلی تالاب سے وضو: جنگلی تالاب اور جھیل وغیرہ سے وضو کرنا سنت ہے۔ (دار قطنی: ۱/ ۲۶)

پیشاب گڑھے یا تالاب میں منع ہے: کسی تالاب یا پانی کے گڑھے میں پیشاب کرنا خلاف سنت ہے۔ (بخاری: ص ۳۷)

بہتے پانی میں پیشاب کرنا خلاف سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ۱/ ۲۰۹)

کفار اور مشرکین کے برتنوں کے پانی کا استعمال سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۳۲)

پاخانہ کے سلسلہ میں سنت

پاخانہ کہاں کرے: پاخانہ کے لئے آبادی سے دور جانا سنت ہے۔ (ترمذی: ۱۲)

پاخانہ پیشاب کرتے وقت پردہ سنت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۴۳)

کسی ٹیلہ یا درخت کا پردہ سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۲۹)

پیشاب کے لئے نرم زمین: پیشاب کے لئے نرم زمین اختیار کرنا سنت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۴۲)

سخت زمین ہو تو کرید کر نرم کرنا سنت ہے۔ (زاد المعاد: ص ۱۷۱)

پیشاب اور پاخانہ کی دعا: پاخانہ و پیشاب سے پہلے اللھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث پڑھنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۲۶)

خدمت وضو واستنجا میں: کسی بڑے نیک صالح کے استنجاء و وضو کی خدمت کرنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۳۵)

کہاں پاخانہ و پیشاب نہ کرے: راستے میں پاخانہ کرنا خلافِ سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۵)

نہر کے کنارے یا سایہ دار درخت کے نیچے پاخانہ پیشاب کرنا خلافِ سنت ہے۔ (کنز العمال: ۹/۳۵۳)

پاخانہ پیشاب میں بائیں ہاتھ کو استعمال کرنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۲۷)

غسل خانہ میں پیشاب کرنا خلافِ سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۲۶)

ہوا کے رخ میں پیشاب کرنا خلافِ سنت ہے۔ (کنز العمال: ص ۳۴۶)

ستر زمین کے قریب کھولنا: پاخانہ پیشاب کے لئے ستر زمین کے قریب ہو کر کھولنا سنت ہے۔ (مشکوٰۃ: ۴۲)

قبلہ کی طرف رخ یا پشت نہ ہو: قبلہ کی طرف رخ یا پشت کرکے پاخانہ پیشاب کرنا خلافِ سنت ہے۔ (بخاری: ص ۲۶، مسلم)

استنجاء کس چیز سے کرے: استنجاء میں ڈھیلے اور پانی دونوں کا استعمال سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ۱/ ۲۱۷)

پاخانہ پیشاب میں پانی کا استعمال سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ۱/ ۱۰۵)

عورتوں کے پاخانہ پیشاب میں صرف پانی ہی سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ۱/ ۱۰۵)

استنجاء کردہ ڈھیلے سے دوبارہ استنجاء کرنا خلافِ سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ۱/ ۱۱۲)

پاخانہ سے پہلے انگوٹھی اتارنا: پاخانہ گاہ جانے سے پہلے انگوٹھی اتارنا سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۴)

کسی برتن میں پیشاب: عذر یا مرض کی وجہ سے رات میں کسی برتن میں پیشاب کرنا سنت ہے۔ (نسائی: ص ۱۴)

پیشاب کا گھر میں پڑا رہنا خلافِ سنت ہے۔ (کنز العمال: ۹/ ۳۴۹)

کھڑے یا بیٹھ کر پیشاب کرے: کھڑے ہو کر پیشاب کرنا خلاف سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۲۶)

بیٹھ کر پیشاب کرنا سنت ہے۔ (ترمذی: ص ۹)

عورتیں پاخانہ کے لئے جنگل جائیں تو رات کو نکلنا سنت ہے۔
(صحیح ابن خزیمہ: ۱/ ۳۲)

عذاب قبر: زیادہ تر عذاب قبر پیشاب کی بے احتیاطی سے ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ: ۲۹)

قبر میں سب سے پہلا حساب پیشاب کا ہوگا۔ (کنز العمال: ص ۳۴۴)

پاخانہ سے فراغت پر: پاخانہ سے فراغت پر ہاتھ زمین سے رگڑ کر صاف کرنا سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۷)

پاخانہ پیشاب کرتے وقت دونوں پیروں کو کشادہ رکھنا سنت ہے۔
(ابن خزیمہ: ۱/ ۳۶)

سو کر اٹھنے کے بعد ہاتھ دھو کر پانی میں ڈالنا سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۱۴)

جوتا پہن کر قضائے حاجت: قضاء حاجت فرماتے وقت سر ڈھانک لینا جوتا پہن لینا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ۱/ ۹۶)

پاخانہ کے وقت بات کرنا: پاخانہ پیشاب کرتے وقت بات کرنا خلاف سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ۱/ ۲۱۲)

پاخانہ پیشاب کرتے وقت سلام کرنا خلاف سنت ہے۔

(ابن ماجہ: ص ۲۹ حدیث نمبر ۲۵۲)

پاخانہ پیشاب کی حالت میں سلام کا جواب دینا خلاف سنت ہے (ابوداؤد: ص ۴)

سوراخ میں پیشاب کرنا خلاف سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۵)

خروج ریح یعنی ہوا نکلنے کی آواز سے ہنسنا خلاف سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ۱/ ۲۱۲)

پاخانہ کی ضرورت ہو تو نماز نہ پڑھے: پاخانہ پیشاب کی شدید ضرورت ہو تو نماز پڑھنا خلاف سنت ہے۔ (ترمذی: ص ۳۶)

پاخانہ پیشاب سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھنا سنت ہے۔ "غفرانك"۔

بعض احادیث کی کتابوں سے یہ دعا بھی مروی ہے۔ "الحمد لله الذی اذهب عن الاذیٰ وعافانی." (ترمذی: ص ۷)

مسواک کا بیان اور سنتیں

مسواک حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ (ترمذی)

مسواک محبوب سنت: مسواک حضور اکرم ﷺ کی محبوب سنت ہے۔

(بخاری: ص ۳۸)

مسواک نصف ایمان ہے۔ (اتحاف السادۃ: ۲/ ۳۵۰)

بیماری کی دوا: مسواک ہر بیماری کی دواء ہے۔ سوائے موت کے۔
(کنز العمال: ۹/۳۱۰)

مسواک کب سنت ہے: مسواک کے ساتھ وضو پر نماز کا ثواب ۷۰ گنا زائد ہے۔ (کنز العمال: ۹/۳۱۴)

گھر سے باہر نکلتے وقت مسواک کرنا سنت ہے۔ (ترغیب: ۱/۱۶۶)

گھر میں داخل ہوتے وقت مسواک کرنا سنت ہے۔ (مسلم: ۱/۱۲۸)

تہجد کی نماز سے پہلے وضو میں مسواک کرنا سنت ہے۔ (مسلم: ص ۱۲۸)

رات کو اٹھنے کے بعد مسواک سنت ہے۔ (مسلم: ص ۱۲۷)

سونے کے لئے جاتے وقت مسواک کرنا سنت ہے۔ (شمائل کبریٰ: ۵/۱۲۱)

کھانا کھانے سے قبل اور بعد میں بھی مسواک کرنا سنت ہے۔
(ابن ابی شیبہ: ص ۱۷۰)

موت پر کلمہ کی توفیق: مسواک کا اہتمام رکھنے سے موت کے وقت کلمۂ شہادت کی توفیق ہوتی ہے۔ (مرقات المصابیح: ص ۳۰۱)

مسواک ہر جگہ اور ہر وقت سنت: مسجد میں بھی مسواک کو ساتھ رکھنا سنت ہے۔ (مجمع: ۵/۷۱)

حالت احرام میں بھی مسواک کرنا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ۵/۹۵)

حالت سفر میں بھی مسواک سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ۵/۱۷۱)

عورتوں کے لئے بھی مسواک سنت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۴۵)

روزہ کی حالت میں بھی مسواک سنت ہے۔ (مسلم)

زبان مبارک پر مسواک کرنا سنت ہے۔ (النہایہ: ص ۱۴۹)

مسواک دانتوں کی چوڑائی میں سنت ہے۔ (السعایہ: ص ۱۱۴)

پیلو کا مسواک: پیلو کا مسواک سنت ہے۔ (سبل الہدیٰ: ص ۲۶)

اتفاقاً مسواک نہ ہو تو: اتفاقاً مسواک نہ ہونے کی صورت میں انگلی سے کام لینا سنت ہے۔ (سنن: ص ۴۰)

مسجد کے اندر مسواک: مسجد کے اندر مسواک کرنا خلاف سنت ہے۔
(ابن عبدالرزاق: ص ۴۳۹)

مسواک کا ہدیہ: مسواک کا ہدیہ دینا سنت ہے۔ (مجمع: ص ۱۰۰)

مسواک دھو کر رکھنا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ)

مسواک وضو سے قبل یا کلی کرتے وقت سنت ہے۔ (ابوداؤد)

تلاوت قرآن کے لئے مسواک سنت ہے۔ (بنایہ: ص ۱۴۷)

مسواک فصاحت زبانی کا باعث: مسواک فصاحت زبانی کا باعث ہے۔ (کنزالعمال: ص ۳۱۱)

مسواک بیک وقت کم از کم تین مرتبہ سنت ہے۔ (شامی: ص ۱۱۴)

غسل میں بھی مسواک مسنون ہے۔

مسواک کے ساتھ پڑھی گئی نماز کا ثواب ستر درجہ زیادہ ہے۔ (کنز: ۹/۱۳۸)

مسواک نصف وضو ہے اور نصف وضو ایمان ہے۔ (کنز: ۹/۱۴۷)

مسواک نہ ہو تو: مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانت صاف کرنا چاہئے اس سے مسواک کا ثواب ملتا ہے۔ (کنز: ۹/۱۳۸)

مسواک سے فصاحت بڑھتی ہے۔ (کنز: ۹/۳۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں تشریف لاتے تو ابتداء مسواک سے فرمایا کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

بعض سلف سے مسواک کرتے وقت کی دعا منقول ہے۔

"اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ بِہٖ اَسْنَانِیْ وَشُدَّ بِہٖ لِسَانِیْ وَثَبِّتْ بِہٖ لَھَوَاتِیْ

وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ." (الاتحاف)

مسواک کی ساخت: مسواک چھوٹی انگلی بقدر موٹی اور ایک بالشت لمبی ہو۔
(عالمگیری: ص ۷)

کروٹ پر لیٹ کر مسواک کرنے سے کلیجہ بڑھتا ہے۔ (عالمگیری: ص ۷)

مسواک کس طرح رکھے: مسواک لٹا کر رکھنی نہ چاہئے بلکہ نصب کر کے کھڑی کرنی چاہئے اس سے جنون کا خطرہ ہے۔ (شامی: ص ۸۵)

مسواک کے بعض فائدے: بڑھاپا لانے میں تاخیر کرتی ہے۔

موت کے وقت روح کو سہولت سے نکالتی ہے۔ (شامی: ص ۸۵)

کھانے سے پہلے مسواک: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھانا کھانے سے پہلے مسواک کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ: ص ۱۷۱)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم کانوں پر بھی رکھا کرتے تھے۔
(مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۱۶۹)

وضو کی سنتیں

بسم اللہ سے شروع: وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔
(ابوداؤد: ص ۱۴)

اس کا وضو کامل نہیں ہوتا جس نے بسم اللہ نہ پڑھی۔ (ترمذی: ص ۱۳)

وضو کرتے وقت بسم اللہ۔ الحمد للہ پڑھنا سنت ہے۔ (کنز العمال: ص ۲۵۳)

وضو کی دعا وزکوٰۃ: آپ ﷺ نے فرمایا جب وضو کرو تو یہ دعا پڑھو یہ وضو کی زکوٰۃ ہے:

"بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ تَمَامَ الْوُضُوْءِ وَتَمَامَ الصَّلٰوةِ

وَتَمَامَ مَغْفِرَتِكَ." (مطالب عالیہ: ص ۱/۲۵)

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بِاسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ." (بنایہ: ص ۱۳۹)

اوّلاً دایاں دھونا: وضوء میں اوّلاً دایاں ہاتھ دھونا سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۲۲)

ہاتھ دھونے کے بعد کلی کرنا ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے۔ (نسائی: ص ۲۹)

وضوء کی ابتدا کلی سے خلاف سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۴۷)

بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا اور ۳ مرتبہ سنت ہے۔ (نسائی: ص ۲۷)

روزہ کی حالت ہوتو: روزہ کی حالت ہو تو ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ نہ کرے۔ (ترمذی: ص ۴۱)

کلی اور ناک میں پانی: کلی اور ناک میں پانی تین مرتبہ سنت ہے۔

(سنن کبریٰ: ص ۵۰)

کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے لئے ہر مرتبہ الگ پانی لے لینا سنت ہے۔

(معارف السنن: ص ۱۶۹)

وضو میں چہرہ کیسے دھوئے: ناک کے بعد چہرہ کو ۳ مرتبہ دھونا سنت ہے۔

(بخاری: ص ۲۸)

چہرے پر پانی آہستہ مارنا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۵۵)

ڈاڑھی کا خلال سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۳۴)

ہاتھوں کے دھونے کا طریقہ: دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک تین مرتبہ دھونا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۲۸)

مسح کا طریقہ: وضو میں سر کا مسح ایک بار کرنا سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۳۴)

پورے سر کا مسح سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۵۹)

سر کا مسح دونوں ہاتھوں سے پیشانی کی طرف پیچھے لے جانا پھر واپس لانا سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۱۷)

مسح کے لئے الگ پانی لینا سنت ہے۔ (دارقطنی: ص ۹۱)

چوتھائی سر کا مسح بھی سنت ہے۔ (مسلم: ص ۱۳۴)

کانوں کا مسح: وضو میں کانوں کا مسح سنت ہے۔ (بیہقی: ص ۶۲)

گردن کا مسح سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۶۰)

پیر دھونے سے قبل: پیر دھونے سے پہلے پیر پر چھینٹیں مار لینا سنت ہے۔ (اعلاء السنن: ص ۷۷)

ہاتھ اور پیر کا خلال کرنا سنت ہے۔ (ترمذی: ص ۱۶)

پنڈلی کی طرف پانی: ٹخنے سے اوپر پنڈلی کی طرف پانی پہنچانا سنت ہے۔ (کشف الاستار: ص ۱۴۰)

وضو کے بعد پاجامہ لنگی پر شرم گاہ کی جگہ چھینٹا مارنا سنت ہے۔ (ترمذی)

وضو کا باقی ماندہ پانی: وضو کا باقی ماندہ پانی کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔ (نسائی: ص ۴۸)

وضو کے بعد: وضو کے بعد ہاتھ منہ کے پانی کو جھاڑنا خلافِ سنت ہے۔ (اتحاف: ۲/ ۳۷)

تین مرتبہ سے زائد خلاف سنت: اعضاء وضو کو ۳ مرتبہ سے زائد دھونا خلافِ سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۳۴)

ہاتھ میں انگوٹھی ہو تو: ہاتھ میں انگوٹھی ہو تو وضو کرتے وقت اسے حرکت دینا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۵۷)

وضو میں اعضاء کو رگڑ کر دھونا سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۲۰)

اگر وضو میں کچھ چھوٹ جائے تو اسے دھونا واجب ہے۔ (سنن کبریٰ ص ۸۳)

پانی کی کمی ہو تو: پانی کی کمی یا جلدی یا اور کسی وجہ سے اعضاء وضو کو ایک مرتبہ دھونا سنت ہے۔ (بخاری)

وضو میں اعضاء کو تین تین مرتبہ دھونا سنت ہے۔ (ترمذی)

وضو میں دوسرے سے مدد حاصل کرنا بھی سنت ہے۔ (بخاری)

دعا کے لئے وضو: دعا کے لئے وضو کرنا سنت ہے۔ (ابن خزیمہ: ص ۱۰۶)

باوضو گھر سے جائے: باوضو گھر سے مسجد جانے پر حج کا ثواب ملتا ہے۔

(ابوداؤد: ص ۸۲)

باوضو مسجد جانے پر ہر قدم پر دس نیکیاں اور صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

(ابن خزیمہ: ص ۳۷۴، ۳۷۵)

حوض جس سے عامۃ الناس وضو کریں وہ بہتر ہے۔ (مصنف عبدالرزاق: ص ۴۷)

وضو کے بعد دو رکعت: وضو کے بعد دو رکعت سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۵۴)

وضو پر وضو: وضو کے باوجود نماز کے لئے نیا وضو سنت ہے۔ (بخاری)

وضو پر وضو کرنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ (ابوداؤد: ص ۳۹)

کس برتن سے وضو: پیتل و تانبہ کے برتن سے وضو کرنا سنت ہے۔

(بخاری: ص ۳۲)

گرم پانی سے وضو: گرم پانی سے وضو درست ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ص ۲۵)

غسل کے بعد وضو کی ضرورت نہیں ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ص ۶۸)

وہم سے وضو نہیں ٹوٹتا: وہم یا شک کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے۔

(بخاری: ص ۲۵)

وضو سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

تمام اعضاء وضو سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ (مسلم: ص ۱۳۵)

باوضو سوئے تو: باوضو سوئے مرجائے تو شہادت کا ثواب ملتا ہے۔

(اتحاف: ص ۳۷۶)

وضو کے بعد خوشبو سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ص ۲۲۵)

دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا خلافِ سنت ہے۔ (بیہقی: ص ۶)

رومال کا استعمال وضو کے بعد: وضو کے بعد رومال یا تولیہ کا استعمال سنت ہے۔ (ترمذی: ص ۱۸)

وضو کی کچھ دعائیں: وضو کے بعد یہ دعا سنت ہے۔

"اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ." (ترمذی)

وضو کے درمیان یہ دعا پڑھنے سے وضو کے درمیان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

"اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله." (ترغیب: ص ۱۷۳)

جو وضو سے فارغ ہونے کے بعد یہ پڑھے گا اسے مہر لگا کر عرش الٰہی میں محفوظ کر دیا جائے گا اور قیامت کے دن ہی اسے لایا جائے گا۔

"سبحانك اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ." (ابن ابی شیبہ: ص ۳)

وضو کے درمیان یا بعد کی ایک دعا۔

"اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ

رزقی" (اتحاف المهرة: ص ۳٤۳)

وضو کے بعد درود و آیۃ الکرسی: وضو کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے۔

(کنزالعمال: ۹/۲۹۶)

جو وضو کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا اسے چالیس عالم کا ثواب اور اللہ تعالیٰ اس کے چالیس درجے بلند کرے گا۔ اور چالیس حوروں سے اس کی شادی ہوگی۔

(کنزالعمال: ۹/۴۶۵)

جو وضو کے بعد سورۃ اِنَّآ اَنْزَلْنَا پڑھے گا وہ صدیقین میں داخل ہوگا۔ دو مرتبہ پڑھے گا اس کا نام شہداء کے دفتر میں لکھا جائے گا۔ اور جو تین مرتبہ پڑھے گا اس کا حشر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ہوگا۔ (کنزالعمال: ۹/ ۲۹۹)

چمڑے کے موزہ پر مسح کی سنتیں: چمڑے کے موزے پر مسح سنت ہے۔

(بخاری: ص۳۳)

کس رنگ کا موزہ: چمڑے کے موزے سیاہ رنگ کے سنت ہیں (ابوداؤد: ص۱۲)

زخم کی پٹی پر مسح سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ص۲۶۲)

سفر میں موزے پر مسح سنت ہے۔ (نسائی: ص۳۲)

موزے کے اوپری جانب مسح: موزے کے اوپری جانب مسح سنت ہے۔

(ابوداؤد: ص۲۲)

مسح ایک مرتبہ سنت ہے۔ (مطالب عالیہ: ص۳۴)

غسل جنابت میں موزہ کھولنا: غسل جنابت میں موزہ کھولنا سنت ہے۔

(کنزالعمال: ص۶۰۳)

جورب منعل پر مسح کرنا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص۲۸۵)

جرموق۔ موزے کے خول پر مسح کرنا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص۲۸۹)

چمڑے کے لفافہ پر مسح سنت ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ص ۱۸۴)

موزہ پہننے سے قبل جھاڑ لینا سنت ہے۔ (مجمع: ص ۱۴۳)

تیمّم کا بیان

پانی نہ ملنے پر تیمم کی اجازت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۲۳۰)

تیمم مٹی سے سنت ہے۔ (بخاری: ۴۹)

مٹی سے پاکی بھی مسلمان کا وضو ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۵۴)

تیمم میں دو مرتبہ ہاتھ مارنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ص ۲۶۲)

اگر ہاتھ میں مٹی کا غبار لگ جائے تو جھاڑ لینا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۲۱۴)

تیمم میں پہلے چہرے کا پھر ہاتھ کا مسح سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۲۱۶)

شدت ٹھنڈک کی وجہ سے ٹھنڈے پانی سے غسل نقصان دے تو تیمم سنت ہے۔ (مجمع: ص ۲۶۳)

غسل کے لئے تیمّم: غسل کے لئے پانی نہ ملنے پر تیمم سنت ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ص ۱۵۶)

جنبی کو غسل نقصان دہ ہو تو تیمم سنت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۵۵)

تیمّم کب: پانی کم ہو یا ضرورت سے زائد نہ ہو تو تیمم سنت ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ص ۱۰۵)

پانی مریض کو نقصان دہ ہو تو تیمم سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۲۲۴)

غسل کے متعلق بیان و سنتیں

غسل میں اوّلاً وضو: غسل کرتے وقت اولاً وضو کرنا سنت ہے (بخاری: ص ۳۹)

غسلِ جنابت: غسلِ جنابت میں کلی کرنا۔ ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے۔

(ابوداؤد:ص ۳۲)

غسل جنابت میں اہتمام سے ناک میں پانی ڈال کر صاف کرنا سنت ہے۔

(مطالب عالیہ:ص ۴۷)

غسل کے شروع میں بسم اللہ: غسل کے شروع میں بسم اللہ سے جناتوں سے پردہ ہوجاتا ہے۔ (کنز العمال:۹/۱۳۸۴)

کتنی دفعہ پانی بہائے: غسل میں کم از کم تین مرتبہ پانی ڈالنا پورے بدن پر سنت ہے۔ (بخاری:ص ۳۹)

غسل میں پورے بدن پر ایک مرتبہ پانی بہانا بھی سنت ہے۔ (بخاری:ص ۴۱)

دائیں رخ کو پہلے دھوئے: غسل میں دائیں رخ کو پہلے دھونا سنت ہے۔

(بخاری:ص ۴۰)

مقام غسل میں پانی جمع ہوجائے تو پیر بعد میں دھونا سنت ہے۔ (بخاری:ص ۴۰)

غسل جنابت میں تاخیر: غسل جنابت میں تاخیر کرنا خلافِ سنت ہے۔

(کنز العمال:ص ۳۷۸)

غسل جنابت میں تاخیر کی فجر تک گنجائش ہے۔ (کنز العمال:۹/۵۵۶)

غسل میں عورتوں کو چوٹیوں کا کھولنا ضروری نہیں۔ (ترمذی:ص ۲۹)

جنابت اور جمعہ کا ایک غسل: صبح کو غسل جنابت ہو تو جمعہ کے غسل کے لئے کافی ہے۔ (سنن کبریٰ:ص ۲۹۸)

اگر جمعہ اور عید ایک دن جمع ہوجائیں تو ایک ہی غسل سے دونوں دنوں کی غسل کی سنت ادا ہوجائے گی۔ (اتحاف السعادۃ)

جنابت کی حالت میں سونا: آپ ﷺ جب جنابت کی حالت میں

(غسل سے قبل) سونا چاہتے تھے تو مقام مخصوص کو دھو لیتے اور نماز کی طرح وضو فرماتے۔ (بخاری: ص۴۳)

آپ ﷺ جنابت کی حالت میں کھاتے تو وضو فرمالیتے۔ (بخاری: ص۲۶)

جنبی کا ملنا جلنا: جنابت کی حالت میں بلا غسل کے گھر سے باہر نکلنا اور لوگوں سے ملنا جلنا درست ہے۔ (بخاری: ص۴۲)

جنابت کی حالت میں سلام اور مصافحہ کی اجازت ہے۔ (بخاری: ص۴۲)

جنبی کا ذکر علاوہ قرآن کے: جنابت کی حالت میں ذکر و استغفار، درود وغیرہ تلاوت کے علاوہ جائز ہے۔ (بخاری: ص۴۴)

روزانہ غسل کرنا سنت ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ص۱۹۹)

گرم پانی سے غسل: گرم پانی سے غسل کرنا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص۶)

غسل میں نجاست کے دور کرنے کا مسنون طریقہ

اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ فرماتی ہیں کہ میں نے پردہ کیا آپ ﷺ نے غسل جنابت کیا۔ پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو دھویا پھر دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور مقام مخصوص کو دھویا۔ پھر دیوار پر (جو مٹی تھی) یا مٹی پر ہاتھ رگڑ کر دھویا پھر نماز کی طرح وضو کیا مگر پیر نہیں دھویا پھر پانی بہایا پھر الگ ہٹ کر پیر دھویا۔
(ابن عبدالرزاق: ص۲۶۱)

بالوں کا دھونا: بال کتنے ہی گھنے اور لمبے کیوں نہ ہوں ۳ مرتبہ دھونا مسنون ہے۔
(مصنف عبدالرزاق: ص۲۶۳)

غسل میں صابن: غسل میں صابن یا میل کچیل دور کرنے والی چیزوں کا استعمال سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص۱۸۲)

بالوں میں اور اس کی جڑوں میں اہتمام سے پانی پہنچانا سنت ہے۔
(سنن کبریٰ ص ۱۷۵)

ایک بال بھی رہ جائے تو: اگر ایک بال بھی رہ جائے تو غسل صحیح نہ ہوگا۔
(ابوداؤد ص ۳۳)

کچھ حصہ باقی رہ جائے تو: غسل میں کچھ حصہ باقی رہ جائے تو دھو لے دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں ہے۔ (سنن کبریٰ ص ۱۸۴)

غسل جنابت یا فرض کے بعد کچھ نکلے تو: غسل جنابت کے بعد اگر کچھ نکلے تو صرف وضو کرے۔ (مجمع الزوائد ص ۲۸۰)

غسل فرض کے بعد عورت کو کچھ نکلے تو صرف وضو کرے۔ (ابن ابی شیبہ ص ۱۴۰)

ننگے نہانا خلاف سنت ہے: غسل خانے میں یا تنہائی میں یا پردے کی جگہ بھی ننگے نہانا خلاف سنت ہے۔ (مجمع الزوائد ص ۲۷۳)

پردہ کا اہتمام

غسل میں پردہ کا اہتمام کرنا سنت ہے۔ (بخاری ص ۴۲)

پانی کی مخلوق سے بھی پردہ ہے۔ (مصنف ابن عبدالرزاق ص ۲۸۹)

کھلی اور عام جگہ میں غسل کرنا خلاف سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ۱۹۸)

تالاب یا ندی سمندر میں بھی تہبند باندھ کر غسل کرنا سنت ہے۔
(ابن خزیمہ ص ۱۲۳)

کھلے میدان اور بے ستری کے مقام پر غسل کرنا خلاف سنت ہے۔
(سنن کبریٰ ص ۱۹۹)

رسول اللہ ﷺ ایسی جگہ غسل فرماتے جہاں کوئی نہ دیکھتا۔ (سیرۃ شامی: ۲۳)

خالی میدان میں بھی کسی طرح پردہ اختیار کرنا سنت ہے۔ (مجمع ص ۲۷۳)

کپڑا نہ ہوتا تو کسی اونٹ یا درخت کی آڑ میں غسل فرماتے تھے۔

(مصنف ابن عبد الرزاق: ص ۲۸۹)

عین دوپہر یا رات میں نہانا: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عین دوپہر اور نصف رات سے قبل نہانا پسند نہیں کرتے تھے۔ عین دوپہر اور نصف رات میں نہانا خلاف سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ص ۲۷۵)

مسنون اور مستحب غسل کا بیان

احرام کے وقت غسل کرنا مسنون ہے۔ (طبرانی)

اسلام قبول کرنے کے بعد غسل مسنون ہے۔ (کنز العمال: ۵۷۱/۹)

جمعہ کے لئے غسل کرنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۲۲)

عیدین کے لئے غسل کرنا مسنون ہے۔ (مجمع الزوائد: ص ۲۰۱)

عرفہ کے دن غسل سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۹۲)

میت کو غسل دینے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۲۹۹)

حجامت اور پچھنا لگانے کے بعد غسل کرنا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۲۹۹)

جن موقعوں پر غسل مستحب اور مندوب ہے

1. مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے قبل۔
2. مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے قبل۔
3. شب براءت ۱۵ شعبان کی رات میں۔
4. شب قدر میں اگر گمان ہو جائے۔
5. وقوف مزدلفہ کے لئے۔
6. طواف زیارت کے لئے۔
7. طواف وداع کے لئے۔

⑧ منیٰ میں داخل ہونے کے لیے۔

⑨ یوم النحر کے لئے (یہ ایک غسل پانچ امور کے لئے کافی ہو جائے وقوف مزدلفہ، دخول منیٰ، رمی، جمرہ، دخول مکہ، طواف زیارت)۔ (شامی ص ۱۰۲)

⑩ صلوۃ خوف۔

⑪ صلوۃ کسوف۔

⑫ صلوۃ الاستسقاء کے لئے۔

⑬ صلوۃ التوبہ۔

⑭ جسے قتل کیا جا رہا ہو اس کے لئے۔

⑮ لوگوں کے اجتماع میں شرکت کے لئے۔

⑯ مجنون کے لئے جب ہوش میں آجائے۔

⑰ سفر سے واپس آنے والوں کے لئے۔

⑱ ایام تشریق میں ہر دن۔

⑲ جو عمر سے بالغ ہوا ہو اس کے لئے۔ (اسعایہ ص ۳۲۳)

مسجد کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ تعلیمات کا بیان اور سنتیں

مسجد بنانے کی فضیلت: جو خدا کے واسطے مسجد بنائے گا اس کا گھر جنت میں بنے گا۔ (بخاری ص ۶۴)

جو نام اور شہرت کے لئے نہ بنائے تب جنت میں گھر بنے گا۔ (مجمع: ۲/۸)

مسجد بنانا صدقہ جاریہ ہے اس کا ثواب موت کے بعد بھی ملتا ہے۔

(ترغیب ص ۱۹۶)

مسجد کی تعمیر میں مدد اور تعاون کرنے کا ثواب اللہ تعالیٰ جنت میں ایک گھر بنائے گا۔ (سنن کبریٰ ص ۴۳۷)

مسجد کا خادم اللہ کا محبوب: جب اللہ پاک کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو اسے مسجد کا خادم بنا دیتا ہے۔ (کنز العمال ص ۶۵۳)

تین مسجدیں: ان تین مسجدوں کے علاوہ کسی مسجد کی طرف سفر کرنا جائز نہیں ① مسجد حرام کی طرف ② مسجد نبوی کی طرف ③ مسجد اقصیٰ کی طرف (بخاری ص ۱۵۸)

بدبودار چیز مسجد میں نہ لائے: بدبودار چیز مسجد میں لانا اور کھا کر آنا خلافِ سنت ہے۔ (مسلم ص ۲۰۹)

مسجد میں کیسے داخل ہو: مسجد میں داخل ہوتے وقت دایاں پیر اور نکلتے وقت بایاں پیر نکالنا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ ص ۴۴۳)

مسجد کی صفائی: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک عورت مسجد کی صفائی کرتی تھی وہ فوت ہوگئی آپ کو اس کی دفن کی اطلاع نہیں دی تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو مجھے اطلاع دیا کرو کہ میں ان پر نماز جنازہ پڑھوں کہ میں نے ان کو جنت میں دیکھا تھا۔ (مجمع)

حضرت حابس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بے شک فرشتے مسجد کے آگے حصے میں صبح کے وقت دعا رحمت کرتے ہیں۔ (احمد طبرانی و مجمع ص ۱۹)

مسجد کے قریب گھر: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجد کے قریب کے گھر کی فضیلت دوسرے گھر والے پر ایسی ہے جس طرح نمازی کی فضیلت گھر میں بیٹھنے والے پر۔ (احمد طبرانی، مجمع ص ۱۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے تم میں سے مسجد کے اندر تھوکا تو وہ نہ تھوکے دائیں طرف لیکن ہاں بائیں طرف یا قدم کے نیچے تھوک سکتے ہیں۔ (بزار و مجمع ص ۲۲)

قبلہ کی طرف تھوکنے کی سزا: ایک روایت میں ہے جس نے قبلہ کی طرف تھوکا، وہ قیامت کے دن اسی طرح آئے گا حتی کہ وہ تھوک اس کے دونوں آنکھوں کے درمیان میں ہوگا۔

قیامت کی نشانیاں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ لوگ مسجد کے طول وعرض پر گزریں گے اور دو رکعات یعنی تحیۃ المسجد نہیں پڑھیں گے۔ (طبرانی کبیر مجمع ۲/ ۲۷)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درس ہے میں نے آپ ﷺ سے سنا کہ جسے تم دیکھو کہ وہ مسجد میں اشعار پڑھ رہا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اسے نہ پائے (تین مرتبہ فرمایا)۔

انگلیوں کا انگلیوں میں ڈالنا: آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی مسجد میں ہرگز انگلیاں انگلیوں میں نہ ڈالے کیونکہ تشبیک شیطان کی طرف سے ہے تو تم میں جو مسجد میں موجود رہتا ہے وہ نماز کے اندر ہوتا ہے یہاں تک کہ مسجد سے نکل جائے۔ (احمد اسنادہ حسن مجمع ۲/ ۲۸)

تکبیرہ اولیٰ کے لئے تیز چلنا: حضرت ابی مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد کی طرف نکلے آپ نے تیز چلنا شروع کیا کسی نے کہا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اس سے منع کرتے ہیں۔ اور خود (دوڑتے ہیں) تو آپ نے فرمایا کہ میں تکبیرہ اولیٰ کو پانے کے لئے کر رہا ہوں۔ (طبرانی)

مسجد میں داخل ہونے کا طریقہ: آپ ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سکھایا کہ جب مسجد میں داخل ہو تو نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھے اور مذکورہ دعا پڑھے اور جب نکلے تو درود پڑھے اور دعا پڑھے۔

داخل ہونے کی دعا: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَافْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ."

گھر میں جماعت: حضرت ابوبکر سے مروی ہے کہ آپ ﷺ مدینہ کے گردونواح سے تشریف لائے نماز پڑھنے کے ارادے سے اور نماز ہو چکی تھی پھر آپ گھر تشریف لے گئے پس آپ ﷺ نے اہل اور گھر والوں کو اکٹھا کیا اور انہیں نماز پڑھائی۔ (مجمع: ۳/ ۴۸)

مسجد کی صفائی: مسجد کی صفائی کرنا سنت ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ص ۳۹۸)

مسجد میں تھوک اور رینٹ وغیرہ دیکھو تو صاف کرنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۵۸)

محلوں اور قبیلوں میں مسجد بنانے کا حکم فرماتے تھے۔ (سنن کبریٰ: ۲/ ۴۴۰)

برکۃً کسی بزرگ سے نماز پڑھوانا: برکۃً کسی بزرگ سے نماز پڑھوا کر اپنے لئے نماز کی جگہ بنانا سنت ہے۔ (الفتح الربانی: ۳/ ۸۱)

نوافل گھر میں: فرائض کے لئے مساجد اور نوافل کے لئے گھر بہتر اور سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۵۸)

مسجد نبوی کی فضیلت کے باوجود آپ ﷺ نوافل گھر میں پڑھتے تھے۔ (ترغیب: ۹/ ۲۷)

گھر کو قبرستان کی طرح مت بناؤ۔ (بخاری: ص ۱۵۸)

مسجد سے تعلق رکھنے والے: مسجد سے زیادہ ربط اور تعلق رکھنے والے اہل اللہ ہیں۔ (کشف الاستار)

ہماری امت کی رہبانیت یہ ہے کہ مسجد میں بیٹھا جائے۔ (مشکوٰۃ: ص ۶۹)

مسجد متقی لوگوں کا گھر ہے۔ (کنز العمال: ص ۶۵۹)

مسجد میں دل لگا رہنا: عرش کے سایہ میں جگہ پانے والا وہ آدمی جس کا دل جب مسجد سے نکلے تو مسجد میں لگا رہتا ہو۔ (بخاری: ص ۹۱، مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ مساجد اللہ پاک کے گھر ہیں اور اللہ پاک کا حق

ہے کہ اپنے گھر میں آنے والے کا اکرام کرے۔ (مجمع الزوائد: ۲/۲۲)

خدا کے پڑوسی: مساجد کو آباد رکھنے والے خدا کے پڑوسی ہیں۔

(کنز العمال: ۷/۵۷۸)

مسجد حرام کی فضیلت: مسجد حرام میں ایک لاکھ کا ثواب ہے دوسری مساجد کے مقابلے میں۔ (ابن ماجہ: ص ۱۰۱)

مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کی فضیلت: ایک روایت کے مطابق مسجد نبوی کا ثواب دو لاکھ کے برابر ہے۔ (ترمذی: ۲۲۹)

مسجد میں بلاناغہ چالیس نماز باجماعت کا ثواب اس کے لئے دوزخ کے عذاب سے نفاق سے برأت لکھ دیا جاتا ہے۔ (ترغیب: ۲/۲۱۵)

مسجد اقصیٰ میں نماز سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (ابن ماجہ: ص ۱۰۱)

مسجد قبا میں دو رکعت: آپ ﷺ ہر سنیچر کے دن قباء پیدل اور سوار تشریف لاتے اور ۲ رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔ (بخاری: ص ۱۵۹)

جامع مسجد: جامع مسجد کا ثواب ۵۰۰ گنا زیادہ ہے۔ (مختصراً ابن ماجہ: ص ۱۰۲)

کہاں نماز ممنوع: مقبرہ میں نماز پڑھنا خلاف سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۷۰)

جہاں عذاب الٰہی کا نزول ہوا ہو وہاں نماز پڑھنا خلافِ سنت ہے۔

(ابوداؤد: ص ۷۰)

مسجد سے قریب گھر کی فضیلت: قریب مسجد کے جو گھر ہو دور گھر کے مقابلے میں وہ ایسا ہے جیسے نمازی کو فضیلت حاصل ہے گھر بیٹھنے والے پر۔

(مجمع الزوائد: ۲/۱۶)

مسجد سے دور رہنے والوں کو ثواب زیادہ ملتا ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۶۸)

مسجد میں امورِ ممنوعہ کا بیان

گم شدہ چیز (اشیاء) کا اعلان مسجد میں کرنا خلافِ سنت ہے۔ (سنن کبریٰ ص ۴۴۸)

مسجد کو گزرنے کا راستہ بنانا خلافِ سنت ہے۔ (ترغیب ص ۲۰۵)

جوں کھٹمل وغیرہ مسجد میں مارنا خلافِ سنت ہے۔ (مجمع ۲/۲۰)

قبلہ کی (طرف) جانب تھوکنے کی سزا وہ قیامت کے دن اس کے چہرے پر ہوگی۔ (ترغیب ص ۲۰۱)

خوشنما مسجد میں نماز پڑھنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا۔ (مرقات: ۴۵۹)

مسجد کے لئے صرف سفید رنگ ہی بہتر ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۴۵۵)

مسجد کی تزئین اور خوبصورتی قومِ لوط کا عمل تھا۔ (مرقات: ص ۴۵۶)

مساجد کو رنگ برنگ سے منقش کرنا خلافِ سنت ہے۔ (مرقات: ص ۴۵)

مسجد میں چھوٹے بچوں کو لانا ممنوع ہے۔ (ابن عبدالرزاق: ص ۴۴۲)

کافر مشرک کو مسجد میں داخل ہونے کی اجازت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۴۴۵)

آپ ﷺ نے فرمایا عنقریب آخری زمانہ میں لوگ پیدا ہوں گے جن کی گفتگو کا اڈہ مسجد ہوگا ایسے لوگوں کی خدا کو کوئی ضرورت نہیں۔ (ترغیب: ص ۲۰۵)

مسجد میں دنیاوی باتوں کا کرنا نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح چوپائے گھاس کو چیر لیتے ہیں۔ (شرح احیاء: ۳/۳۱)

مسجد میں ہنسنا قبر کی تاریکی کا باعث ہے۔ (کنز العمال: ۷/۶۶۸)

مسجد میں آوازوں کا بلند ہونا قیامت کی علامت ہے۔ (ترمذی: ۲/۴۴)

سوائے ذکر کے ہر کام لغو: سوائے ذکر اور نیکی کے ہر کلام مسجد میں لغو ہے۔ (کنز العمال: ص ۶۷۱)

مسجد میں خاموش نہ رہنے والوں پر فرشتوں کی لعنت ہوتی ہے۔(مدخل:ص ۲۲۷)

مسجد میں خوشبو: ہر جمعہ کو مسجد میں خوشبو کی دھونی دینا سنت ہے۔(مجمع:۲/۱۱)

مسجد کو ہفتہ میں ایک مرتبہ ضرور دھونی دے یہی سنت ہے۔(مجمع:۲/۲۶)

ذکر اور تعلیمی حلقے: مسجد میں ذکر اور تعلیمی حلقے اور اس کی مجلسیں ہوں تو وہ خدا کے راستے میں جہاد کرنے والے کے مثل ہے۔(ترغیب:ص ۱۰۵)

مسجد میں جھاڑو دینا: مسجد میں جھاڑو دینا حوروں کا مہر ہے (مجمع الزوائد:ص ۱۰)

ایک عورت کو مسجد میں جھاڑو دینے کی وجہ سے جنت میں گھر مل گیا۔

(بخاری:ص ۶۵)

مسجد سے گزرے تو: مسجد کے پاس سے گزرے تو نماز پڑھ کر گزرنا سنت ہے۔(نسائی:ص ۱۲۰)

مساجد جنت کے باغ ہیں گزرے تو اس میں چرے پوچھا چرنا کیا ہے فرمایا۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھنا۔(مشکوۃ:ص ۷۰)

مسجد کی تعمیر: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مسجد کی تعمیر میں مزدوروں کی طرح کام کیا۔(مجمع الزوائد:۲/۹)

مسجد میں کھانا پینا سنت ہے۔(مجمع الزوائد:۲/۲۱)

مسجد میں وضو کرنا سنت ہے۔(ابن عبدالرزاق)

مسجد میں وضو کی جگہ: مسجد میں وضو کرنے کی جگہ مسجد کے دروازے پر بنانا چاہئے۔(ابن ماجہ)

مسجد میں سونا: مسجد میں سونا خلافِ سنت ہے۔(کنزالعمال:۷/۳۲۱)

البتہ معتکف کو اور مسافر کو اور تبلیغی جماعت کو ضرورت کی وجہ سے اجازت ہے اور وہ بھی مسجد کی صفائی اور احترام وادب کا لحاظ کرتے ہوئے۔(مجمع الزوائد:۲/۲۴)

قیامت میں زمین فنا ہو جائے گی مساجد باقی رہیں گی۔ (جامع صغیر: ص ۱۹۷)

مسجد میں افضل ترین جگہ: مسجد میں سب سے افضل ترین جگہ امام کے بالکل پیچھے ہے پھر دائیں پھر بائیں پھر پوری مسجد کو گھیر لیتی ہے۔ (کنز العمال: ص ۲۱۲)

جائے نماز روتی اور گواہی دیتی ہے: مؤمن کی وفات پر اس کی جائے نماز روتی ہے۔ (اتحاف السادہ: ص ۱۳)

مسجد میں خلاف سنت کام: نماز جس جگہ پڑھی جائے وہ جگہ گواہ ہو جاتی ہے۔ (کتاب الزہد، اتحاف السادۃ: ۳/۳۱)

مسجد میں مسواک کرنا خلافِ سنت ہے۔ (ابن عبدالرزاق: ص ۴۳۹)

مسجد میں خرید و فروخت لین دین خلافِ سنت ہے۔ (نسائی: ص ۱۱۷)

مسجد میں حلقہ بنا کر بیٹھنا خلافِ سنت ہے۔ (ترمذی: ص ۷۳)

لاٹھی مارنے کا حکم: حارثہ بن معرب سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب تم کسی شخ کو دیکھو کہ وہ جمعہ کے دن مسجد میں شعر پڑھ رہا ہے اور جاہلیت کی باتیں ذکر کر رہا ہے تو اس کے سر پر لاٹھی مارو۔ (مطالب عالیہ: ص ۱۰۱)

عورتوں کی جائے نماز: آپ ﷺ نے فرمایا عورتوں کی نماز پڑھنے کی جگہ گھر کا کونا اور کنارے کا کمرہ ہے۔ (ترغیب: ص ۴۲۶)

عورتوں کی نماز روشنی کے بجائے تاریکی میں بہتر ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ)

محبوب ترین جگہ: آپ ﷺ نے فرمایا خدا کے نزدیک محبوب ترین جگہ مساجد اور مبغوض ترین جگہ بازار ہے۔ (مسلم)

گھر میں نماز کی جگہ: گھر میں نماز ذکر وغیرہ کی جگہ متعین کر لینا مسنون ہے۔ (بخاری: ص ۶۰)

تحیۃ المسجد سنت ہے: مسجد میں داخل ہو تو ۲ رکعت نماز (تحیۃ المسجد) پڑھنا

سنت ہے (بخاری: ص۲۳۸)

عبداللہ بن السائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا فتح مکہ کے موقعہ پر (مسجد حرام) میں نماز پڑھی اور اپنے چپل مبارک کو اپنی بائیں جانب رکھا۔ (ابن ماجہ: ص۱۰۳)

مسجد میں گزرنا اور نماز نہ پڑھنا قیامت کی علامات میں سے ہے۔

(ابن عبدالرزاق: ص۳۲۹)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عورتوں کو مسجد سے نکلنے کا حکم دیتے تھے۔

(مجمع الزوائد: ص۳۵)

مسجد میں وعظ: مسجد میں تقریر وعظ کرنا سنت ہے۔ (سبل الہدیٰ: ۸/۹۶)

کہاں تھوکے: آپ ﷺ نے فرمایا کہ قبلہ کی طرف نہ تھوکے نہ دائیں جانب ہاں مگر بائیں یا پیر کے نیچے تھوکے۔ (بخاری: ص۵۹)

آپ ﷺ نے فرمایا مسجد میں تھوکنا ناک ڈالنا گناہ ہے اس کا کفارہ تھوک اور ناک کو دفن کرنا ہے۔ (بخاری: ص۵۹)

تحیۃ المسجد: مسجد میں داخل ہونے کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے۔

(بخاری: ۱/۲۳۸)

آپ ﷺ کو دیکھا گیا فتح مکہ کے موقع پر مسجد حرام میں نماز پڑھی اور چپل اپنے دائیں جانب رکھے۔ (ابن ماجہ: ص۱۰۳)

مسجد سے گزرنا اور نماز نہ پڑھنا قیامت کی نشانی ہے۔ (ابن عبدالرزاق: ۱/۳۲۹)

قبروں کو مسجد بنانا: قبروں کو مسجد گاہ بنانا یا مثل سجدہ گاہ بنانا حرام ہے۔

(بخاری: ۶۲/۱۸۶)

مسجد میں داخل یا نکلتے وقت کی دعائیں: مسجد میں داخل ہوتے وقت اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ پڑھنا سنت ہے۔ اور جب مسجد سے نکلے تو

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ پڑھنا سنت ہے۔

جب مسجد میں داخل ہو جائے یہ دعا پڑھے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ پڑھنا سنت ہے (بخاری)

جب مسجد سے نکلے تو خاص طور پر یہ دعا پڑھنا سنت ہے۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔ (مطالب عالیہ: ص ۱۰۴)

اذان کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ

اذان کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ (سنن کبری: ۱/۴۱۰)

اذان سے عذاب سے مامون: اذان سے بستی عذاب الٰہی سے مامون ہوتی ہے۔ (عمدہ: ص ۱۱۳)

اذان سن کر شیطان بھاگتا ہے۔ (بخاری: ۱/۸۵)

اذان کا ثواب معلوم ہو جائے تو: اذان کا ثواب معلوم ہو جائے تو تلوار سے لڑائی کریں۔ (مجمع: ص ۳۶۵)

اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جو سورج اور چاند پر نگاہ رکھتے ہیں یعنی (موذن)۔ (ترغیب: ص ۱۷۸)

اذان کا ثواب معلوم ہو جاتا تو لوگ قرعہ اندازی کرتے۔ (بخاری: ۱/۸۶)

قیامت میں موذن کی گردن: قیامت میں اذان دینے والے کی گردن اونچی ہوگی۔ (ابن ماجہ: ص ۵۳)

موذن کا داخلہ جنت میں: انبیاء اور شہدا کے بعد موذن حضرات جنت میں داخل ہوں گے۔ (عمدۃ القاری: ۵/۱۱۳)

اذان دینے کی فضیلتیں: جس نے پابندی کے ساتھ ایک سال اذان دی اس

پر جنت واجب ہوگئی۔ (بیہقی فی الشعب ۲ /۱۱۹)

جس نے پانچ سال تک خلوص نیت کے ساتھ اذان دی اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (عمدۃ القاری ۵: ۱۱۳)

جس نے سات سال مسلسل اذان دی محض ثواب کی نیت سے اس کے لئے جہنم سے آزادی کا پروانہ لکھ دیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۵۳۰، ترمذی ص ۵۱)

آسمان والوں کو زمین سے صرف اذان سنائی دیتی ہے۔ (ابن عبدالرزاق: ص ۱۱۳)

قیامت کے دن گفتگو کی اجازت سب سے پہلے موذن کو ہوگی۔

(شمائل کبریٰ: ص ۳۹۵)

آپ ﷺ نے فرمایا اذان دینے میں سبقت حاصل کرو امامت میں نہیں۔

(ابن عبدالرزاق: ۱/ ۴۸۸)

درخت اور پتھر بھی موذن کے گواہ ہوتے ہیں۔ (ابن عبدالرزاق: ص ۴۸۵)

موذن مجاہد فی سبیل اللہ ہے۔ (ابن عبدالرزاق، ص ۴۸۶)

موذن کی قبر میں کیڑے نہیں لگیں گے۔ (مصنف ابن عبدالرزاق: ص ۴۸۳)

موذن قبر سے اذان دیتے ہوئے اٹھیں گے۔ (مجمع الزوائد: ۱/ ۳۲۷)

موذن مثل شہید کے ہے۔ (مجمع الزوائد: ۲/ ۳)

آخری زمانے میں موذن: آخری زمانے میں موذن کمتر اور نچلے درجے کے ہوں گے (سنن کبریٰ: ص ۴۳۱)

اذان ہر جگہ سنت ہے: آپ ﷺ نے سواری پر رہتے ہوئے اذان اور اقامت کی۔ (ترمذی: ص ۹۴)

سفر کی نماز میں نماز پڑھے تو اذان اور اقامت سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ۱/ ۴۱۱)

جنگل اور صحرا میں نماز پڑھے تو اذان اور اقامت سنت ہے۔

(ابن عبدالرزاق: ص ۵۱۰)

اذان کے کلمات کیسے کہے: اذان کے کلمات کے آخر میں سکون سنت ہے۔ (کنز العمال: ص ۳۵۱)

جو اذان دے اس کو تکبیر کہنا سنت ہے۔ (ترمذی: ص ۵۰)

صبح کی اذان میں الصلوۃ خیر من النوم سنت ہے۔ (تلخیص: ۱/۲۱۲)

اذان مسجد کے باہر: اذان مسجد کے باہر سنت ہے۔ (اعلاء السنن: ۲/۱۲۱)

اذان کے درمیان بات کرنا خلاف سنت ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ص ۲۱۲)

مغرب میں اذان اور جماعت کے درمیان فاصلہ خلافِ سنت ہے۔ (بخاری: ص ۷۹)

گھر میں اذان اور اقامت کی ضرورت نہیں۔ (مجمع الزوائد: ۲/۳)

اذان دینے کا طریقہ: کھڑے ہو کر اذان دینا سنت ہے۔ (تلخیص الخبیر: ص ۲۱۴)

باوضو اذان دینا سنت ہے اس کے برخلاف مکروہ ہے۔ (عمدۃ القاری: ۵/۱۳۹)

حی کے وقت چہرہ پھیرنا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۳۹۵)

بلند آواز سے اذان دینا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ۳۹۷)

دونوں کانوں میں انگلیاں ڈال کر اذان دینا سنت ہے۔ (ابن خزیمہ: ۱/۲۰۳)

قبلہ رخ اذان دینا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ۱/۳۹۱)

اذان کسی اونچی جگہ پر دینا سنت ہے۔ (تلخیص الخبیر: ص ۲۱۷)

نابالغ سمجھدار لڑکے کی اذان درست ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ص ۲۱۶)

اذان ٹھہر ٹھہر کر آہستہ دینا سنت ہے۔ (ترمذی: ص ۴۸)

اذان واقامت میں پیروں کو اپنی جگہ رکھنا سنت ہے۔ (کشف الغمہ: ص ۷۷)

اقامت اور تکبیر مسجد کے اندر سے کہنا سنت ہے۔ (اعلاء السنن: ۲/۱۲۱)

اذان سننے کے وقت کیا کرے: اذان سننے کے وقت اذان کے کلمات کا

لوٹانا سنت ہے۔ (بخاری: ص۸۶)

حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے وقت لا حول ولا قوۃ۔ سنت ہے۔ (مسلم: ص۱۶۷)

اذان کے جواب میں یہ کلمہ کہے: آپ ﷺ نے فرمایا جو موذن کے جواب میں یہ کلمے کہے اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

"وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْناً۔"

(مسلم: ص۱۶۷)

فجر کی اذان صبح صادق سے پہلے نہ دیں۔ (کنز: ۳۵۰/۸)

وقت سے پہلے اذان دے تو: وقت سے پہلے اذان دے تو لوٹانا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ۳۸۳)

اچھی آواز والا موذن: اچھی آواز والا موذن بہتر ہے۔ (اعلاء السنن: ۱۲۸/۲)

اذان ہونے کے بعد مسجد سے نکلنا خلافِ سنت ہے۔ (ابن عبدالرزاق: ص۵۰۸)

قد قامت الصلوٰۃ پر کیا کہے: تکبیر میں "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ" پر "اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا" کہنا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص۴۱۱)

نماز کے لئے اطمینان سے آئے: نماز کے لئے اطمینان سے آئے۔

(کنز العمال: ص۶۴۶)

اقامت شروع ہو جائے تو کوئی نماز نہ پڑھے۔ (مشکوۃ: ص۹۶)

اذان کا جواب جس طرح مردوں پر ہے اسی طرح عورتوں پر بھی سنت ہے۔

(مجمع الزوائد: ص۲۳۲ السعایہ)

اقامت شروع ہو جائے تو دوڑ کر آنا خلاف سنت ہے۔ (مشکوۃ: ص۶۷)

آپ ﷺ کے موذن: حضرت بلال، ابن امّ مکتوم، حضرت ابو محذورہ، سعد القراظ۔ (تلخیص الحبیر: ۱/۳۱۹)

بلال، امّ مکتوم مدینہ میں سعد قرظ کو قبا میں اور ابو محذورہ مکہ مکرمہ میں جن کا نام اولین مغیرہ الجمعی تھا۔۔۔۔؟ (السبل الہدی: ۸/۸۸)

موذن اور امام: موذن مسلمانوں کے نمازوں کا ذمہ دار ہے۔ اور امام ضامن اور حضرت ابوامامہ کا قول ہے کہ مجھے اذان زیادہ محبوب ہے امامت سے۔

(سنن کبریٰ: ۱/۴۳۲)

موذن کی تنخواہ: حضرت ابوفردہ نے بیان کیا کہ سب سے پہلے جس نے موذن کا وظیفہ مقرر کیا وہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ (ابن عبدالرزاق: ۱/۴۸۲)

اذان کے بعد کی مسنون دعائیں: جو شخص اذان کے بعد یہ دعا پڑھے اس پر قیامت کے دن میری شفاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدٍ اِلْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اِلَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ۔ (بخاری: ص ۸۶)

آپ ﷺ نے مغرب کے اذان کے وقت یہ دعا سکھائی۔

"اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا اِقْبَالُ لَیْلِکَ وَاِدْبَارُ نَھَارِکَ وَاَصْوَاتُ دُعَاتِکَ فَاغْفِرْلِیْ." (ابو داؤد: ص ۲۹)

نمازوں کے اوقات

نماز اوّل وقت میں: اوّلاً وقت میں نماز پڑھنا افضل الاعمال ہے۔

(ابوداؤد، ترمذی: ص ۶۱)

اوّل وقت میں ادا کرنا وجوب جنت کا باعث ہے۔ (کنزالعمال: ۲/۳۶۱)

اوّل وقت کو ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے دنیا کو آخرت پر۔ (ترغیب: ص ۲۵۶)

تاخیر سے پڑھنے پر وعیدیں: تاخیر سے نماز پڑھنے والوں کے لئے ویل جہنم ہے۔ (ترغیب: ص ۳۸۷)

آپ ﷺ نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب تمہارے امراء حکام نمازوں کو موخر کر کے پڑھیں گے۔ (مسلم: ص ۲۳۰)

حکام کے تاخیر میں موافقت کے بجائے صحیح وقت پر ادا کرنے کا حکم ہے۔ (مسلم: ص ۲۳۰)

نماز میں تاخیر کرنا ہلاکت کا باعث ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ۱/ ۳۱۶)

اہل عیال کے ہلاکت سے برا ہے نماز کا بے وقت پڑھنا۔ (ترغیب: ۱/ ۳۸۷)

صبح کی نماز روشنی آ جانے پر پڑھنے کا حکم فرماتے۔ (ابوداؤد: ص ۶۱)

منافق پر دو نمازیں بھاری ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا دو نمازیں منافق پر بہت بھاری ہیں فجر اور عشاء۔ (بخاری: ص ۹۰)

ظہر کی نماز کب پڑھے: ظہر کو گرمی میں تاخیر سے پڑھنا سنت ہے۔ (نسائی: ۱/ ۸۷)

جاڑوں میں ظہر کی نماز جلد پڑھنا سنت ہے۔ (نسائی: ص ۸۷)

عصر کب پڑھے: عصر کی نماز سورج میں زردی آنے سے قبل پڑھنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۷۸)

عصر میں زیادہ تاخیر کرنا منافق کی علامت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۶۰)

مغرب کب پڑھے: مغرب سورج غروب ہوتے ہی ادا کرنا سنت ہے۔ (نسائی: ص ۸۸)

تاریکی آنے سے قبل روشنی ہی میں نماز ادا فرمالیتے۔ (ابوداؤد: ص ۶۰)

عشاء کی نماز: امت کی رعایت میں عشاء میں زیادہ تاخیر نہ فرماتے (ابن ماجہ ۵۰)

وتر کب پڑھے: سونے سے قبل ہی وتر کا پڑھ لینا بہتر ہے۔ (مسلم ص ۲۵۸)

اشراق کی نماز: سورج طلوع ہو کر بلند ہو جائے تو دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے۔ (اتحاف السادۃ ۳۶۹/۲)

اوابین کی نماز: جو مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت نماز بلا ادھر اُدھر کی بات کرتے ہوئے پڑھے۔ اس کو بارہ سال کا ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی ص ۹۸)

جمعہ کب پڑھے: ہر موسم میں جمعہ زوال کے بعد بلا تاخیر متصلاً ادا فرماتے۔ (بخاری: ص ۱۲۳)

فجر اور عصر کے بعد نوافل جائز نہیں: فجر اور عصر کے نمازوں کے بعد نوافل پڑھنا خلاف سنت ہے۔ (بخاری: ص ۹۶)

ہاں البتہ قضا، فرض نمازیں سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ پڑھنا منع نہیں ہے۔

نماز کی سنتیں: نماز شروع کرتے وقت قبلہ رخ ہونا سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۵۸)

دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے تکبیر کہنا سنت ہے۔ (ابن ماجہ ص ۵۸)

تکبیر کہتے ہوئے ہاتھوں کو اٹھانا آپ ﷺ کی سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۱۰۵)

ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیوں کا رخ اور ہتھیلی قبلہ رخ ہونا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ۱۰۲/۲)

عورتیں کہاں ہاتھ باندھیں: عورتوں کے لئے ہاتھ سینوں کے مقابل اٹھانا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد ۱۰۳/۲)

عورتیں اپنے ہاتھ سینے پر رکھیں اور یہی حکم مخنث کا بھی ہے۔ (اعلاء السنن: ص ۱۷۲)

جب نماز کے لئے ہاتھوں کو اٹھائے تو انگلیوں کو پھیلائے رکھنا سنت ہے۔ (ترمذی: ص ۹۶)

کان کے قریب تک ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ (مجمع ۲ ۰)

نماز پڑھتے ہوئے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لینا سنت ہے (ترمذی ص ۵۹)

نماز میں ہتھیلی پر ہتھیلی رکھ کر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔ (ابوداؤد ص ۲۰۵)

تکبیر تحریمہ کے بعد یہ پڑھنا سنت ہے۔

"سُبحانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبارَكَ اسْمُكَ وَتَعالیٰ جَدُّكَ وَلا اِلٰهَ غَيْرُكَ" (نسائی ص ۱۴۳)

نوافل میں دعائیں: جب نوافل پڑھو تو اللہ اکبر پڑھ کر یہ دعا پڑھنا سنت ہے

اللّٰهُمَّ اِنّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذی فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ اِنَّ صَلاتی وَنُسُكی وَمَحْيایَ وَمَماتی لِلّٰهِ رَبِّ الْعالَمِينَ لا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحانَكَ وَبِحَمْدِكَ" (نسائی ص ۱۴۳)

ثنا کے بعد قراءت سے پہلے اعوذ باللہ، بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔

رسول اللہ ﷺ ہر رکعت میں الحمد للہ پڑھتے تھے۔ (دار قطنی ص ۳۰)

سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورۃ ملانا ضروری ہے۔ (بخاری ص ۱۰۷)

فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف الحمد للہ پڑھنا ضروری ہے۔ (مسلم ص ۱۸۵)

نماز کی حالت میں نگاہ مقام سجدہ پر سنت ہے۔ (عمدۃ القاری ص ۳۰۷)

نماز میں ادھر اُدھر دیکھنے سے سختی سے منع فرمایا: ادھر اُدھر نگاہ کرنے پر ملائکہ کی تنبیہ ہے کہ اگر بندہ جان لیتا کہ وہ کس سے ہم کلام ہے تو ہرگز ادھر اُدھر نہ متوجہ ہوتا۔ (عمدۃ القاری ۵/۳۱۱)

ادھر اُدھر نگاہ کرنے والے کی نماز ہی خدا تعالیٰ واپس کر دیتے ہیں۔
(ترغیب: ص ۳۴۷)

نماز میں آنکھیں بند کرنا خلاف سنت ہے۔ (بخاری: ص ۵۴)

پانچوں نمازوں میں قراءت کی مقدار: ظہر کی نماز میں شروع کی دو رکعتوں میں ۳۰ آیتوں کی مقدار قراءت پڑھنا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ ۶۴)

عصر کی نماز میں شروع کی دو رکعتوں میں ۱۵ آیتوں کی مقدار قراءت پڑھنا سنت ہے۔ (طحاوی: ص ۱۳۲)

مغرب کی نماز میں سورۃ الکافرون اور سورۃ احد پڑھنا سنت ہے۔
(ابن ماجہ: ص ۶۰)

عشاء کی نماز میں سورۃ التین کی مقدار قراءت پڑھنا سنت ہے (بخاری ص ۱۰۶)

فجر کی نماز میں سورۂ واقعہ اور اسی کے مثل پڑھنا سنت ہے۔ (ابن خزیمہ۔ ص ۲۶۵)

سورۂ فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا سنت ہے۔ (ابن ماجہ ص ۶۱)

آمین آہستہ کہنا سنت ہے۔ (دار قطنی: ص ۳۴)

ظہر اور عصر میں قراءت آہستہ کرنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۰۵)

بلا ہونٹوں کے ہلے پڑھنا: بلا ہونٹوں کے ہلے من من میں پڑھنا خلافِ سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ص ۱۱۶)

امام کے پیچھے قراءت: امام کے پیچھے قراءت کرنا خلافِ سنت ہے۔
(دار قطنی: ص ۳۲۳)

رکوع کی سنتیں: رکوع کرتے ہوئے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنا سنت ہے۔
(طحاوی: ص ۱۳۵)

رکوع میں انگلیوں کو کشادہ رکھنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ص ۱۳۵)

رکوع میں کہنیوں کو بدن سے جدا رکھنا سنت ہے۔ (نسائی: ص ۱۵۹)

رکوع میں پیٹھ کو بالکل برابر رکھنا سنت ہے۔(ابن ماجہ: ص ۶۲)

رکوع میں پہلوؤں کو الگ رکھنا سنت ہے۔(ابن ماجہ: ص ۸۴)

قومہ کرنے کی سنتیں: رکوع سے اٹھتے ہوئے پیٹھ کو اوپر کرتے ہوئے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا سنت ہے۔(بخاری: ص ۱۰۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قومہ میں رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہتے تھے۔(السعایہ: ۱۸۶/۲)

رکوع اور سجدہ ٹھیک نہ کرنے پر وعید: جو آدمی نماز میں اپنی پیٹھ کو رکوع اور سجود میں ٹھیک نہیں رکھتا ان کی نماز اللہ تعالیٰ دیکھتے ہی نہیں۔(مجمع: ۱۲۰/۲)

سب سے بڑا چور وہ ہے جو سجدہ اور رکوع صحیح نہیں ادا کرتا۔(ترغیب: ص ۳۳۵)

جس کسی نے سجدہ اور رکوع صحیح ادا نہیں کیا گویا اس نے نماز ہی نہیں پڑھی۔
(مجمع: ص ۱۲۷)

رکوع کی تسبیح: تسبیح رکوع کی حالت میں تین مرتبہ پڑھنا سنت ہے۔
(دار قطنی: ص ۳۴۲)

قومہ کی تسبیح: بسا اوقات قومہ میں یہ بھی پڑھنا سنت ہے۔

"سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ."

(نسائی: ص ۱۶۲)

سجدہ میں جاتے وقت اللہ اکبر کا مسنون طریقہ: سجدہ میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنا سنت ہے۔(نسائی: ص ۱۶۴)

حضرت ابوحمید الساعدی کی روایت میں ہے جب آپ سجدہ کے لئے جھکتے تو اللہ اکبر کہتے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر کہتے ہوئے جھکتے۔(بیہقی ۲/۲۵۳)

فائدہ: سجدہ میں جاتے ہوئے تکبیر کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ تکبیر پوری ہیئت انتقال کو شامل ہو یہ نہیں کہ اللہ اکبر کہا تب گئے، اور نہ یہ کہ جھکنے کے بعد سجدہ سے قبل ختم ہو جائے۔ بلکہ اللہ کا لام تھوڑا دراز کرکے قیام سے لے کر سجدہ تک کو شامل ہو جائے بعض لوگ فقط اللہ کے لام کو کھینچنے سے منع کرتے ہیں جس کی وجہ سے تکبیر سجدہ سے قبل ختم ہو جاتی ہے۔ سو یہ صحیح نہیں امام بخاری نے باب قائم کیا ہے کہ باب یھوی بالتکبیر حین یسجد جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ تکبیر کہتا ہوا جھکے۔

علامہ عینی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "وَیَبْدَأُ بِالتَّکْبِیْرِ یَشْرَعُ فِی الْھَوٰی اِلَی السُّجُوْدِ وَیُمَدِّدُ حَتّٰی یَضَعَ جَبْھَتَہٗ عَلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَشْرَعُ فِیْ تَسْبِیْحِ السُّجُوْدِ" اسی طرح تکبیر کو اس قدر دراز کرتے قیام کی حالت کو ہو جائے یہی سنت ہے۔ (عمدۃ القاری ص ۸۰)

سجدہ میں جانے کا طریقہ: آپ ﷺ جب سجدہ میں جاتے تو پہلے دونوں گھٹنے رکھتے اور جب اٹھتے تو ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے یہی سنت ہے۔

(ترمذی ص ۶۱)

سجدہ میں جانے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ اولاً دونوں گھٹنے پھر دونوں ہاتھ پھر پیشانی پھر ناک اور اٹھنے میں اس کا عکس۔ (عمدۃ القاری ص ۷۹)

اگر سجدہ میں جاتے وقت گھٹنے پہلے نہ رکھ سکتا ہو تو: اور ہاتھوں میں اولاً دائیں گھٹنے کو رکھے پھر بائیں گھٹنے کو رکھے۔ اگر ضعف یا کسی عذر کے بنا پر ہاتھ پہلے رکھنا چاہتے ہیں تو پہلے دایاں ہاتھ پھر بایاں۔ (السعایہ ۱/۱۹۳)

دونوں ہاتھوں کو نہ ملائے: جھکتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو ملائے نہیں جدا رکھنا سنت ہے۔ (ابن خزیمہ ص ۳۱۸)

آپ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا گیا کہ دونوں ہاتھ کانوں کے مقابل

قریب تھے۔ (ترمذی ص ۶۲)

حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا سجدہ کی حالت میں دونوں انگوٹھے کانوں کے مقابل تھے یہی سنت ہے۔

(السعایہ ۲/ ۱۹۵)

سجدہ میں انگلیاں: سجدہ میں انگلیوں کو ملا کر رکھنا سنت ہے (ابن خزیمہ ص ۳۴۴)

حضرت سفیان کہتے تھے کہ رکوع میں انگلیوں کو پھیلا کر رکھو اور سجدہ میں ملا کر رکھو۔ (ابن ابی شیبہ ۱/ ۲۴۰)

سجدہ میں انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف کرنا سنت ہے۔ (ابن خزیمہ ص ۳۲۴)

سجدہ میں پیروں کی انگلیوں کا سرا قبلہ کے جانب رکھنا سنت ہے (بخاری ص ۱۱۴)

سجدہ کی حالت میں ہاتھوں کی انگلیوں کی طرح پیروں کی انگلیوں کو بھی قبلہ رخ کرنا سنت ہے۔ (السعادہ ۲/ ۱۹۶)

بازوؤں کو زمین پر نہ رکھے: بازوؤں کو زمین پر نہ بچھانا سنت ہے۔

آپ ﷺ جب سجدہ فرماتے تو ہاتھوں کو زمین پر نہ بچھاتے اور نہ ان کو سکوڑے رہتے بلکہ ہر ایک عضو کو الگ الگ رکھتے۔ (بخاری ص ۱۱۴)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے منع فرمایا ہاتھوں کو زمین پر بچھانے سے جس طرح کتا بچھا کر بیٹھتا ہے۔ (مسلم ص ۱۹۳)

ہاتھوں کو ران اور پیٹ سے جدا رکھنا سنت ہے۔ آپ ﷺ سجدہ کرتے تو ران کو پیٹ سے الگ رکھتے۔ (صحیح ابن خزیمہ ص ۳۲۹)

آپ ﷺ نے فرمایا جب سجدہ کرو تو ہتھیلیوں کو زمین پر رکھو اور کہنیوں کو بلند رکھو (ملاؤ نہیں)۔ (صحیح ابن خزیمہ ص ۳۲۹)

بازوؤں کو بغل پہلو سے جدا رکھنا سنت ہے۔

آپ ﷺ دونوں بازوؤں کو جدا رکھتے یہاں تک کہ بغل نظر آجاتا۔ (بخاری: ص ۱۱۳)

سجدہ کا طریقہ: سجدہ میں ہر عضو کو دوسرے سے جدا رکھنا سنت ہے۔ (نسائی: ۱۲۳)

ران پیٹ اور سینہ کے درمیان کتنا فاصلہ ہو: ران پیٹ اور سینہ کے درمیان اتنا فاصلہ ہونا چاہئے کہ بکری کا بچہ گزر جائے یہ سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۱۳۰)

آپ ﷺ سجدہ میں اعضاء کو اس طرح الگ الگ رکھتے کہ اگر بکری کا بچہ بھی گزرتا تو گزر جاتا۔ (داری: ۱/۳۰۶)

سرین کو سجدے میں اٹھائے رکھنا پنڈلیوں یا پیروں سے نہ ملانا سنت ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلیوں کو رکھا اور سرین پیچھے حصے کو اٹھایا اور پیٹ کو زمین سے جدا رکھا اور کہا اس طرح آپ ﷺ نے سجدہ کیا۔ (ابن ابی شیبہ: ص ۲۵۸)

ناک بھی زمین سے لگنی چاہئے: پیشانی کے ساتھ ناک بھی زمین پر رکھنا سنت ہے۔ آپ ﷺ نے بارش کے دن سجدہ کیا تو اس کا اثر پیشانی اور ناک پر نظر آرہا تھا۔ (مجمع: ۲/۱۲۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اہل خانہ میں سے ایک نماز پڑھ رہی تھی۔ اور ناک زمین پر نہیں رکھ رہی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا زمین پر ناک ٹیکو، پیشانی کے ساتھ جو ناک نہیں رکھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ (دار قطنی: ص ۳۴۸)

پیشانی کے اوپر کے حصے کو زمین پر ٹیکے رکھنا سنت ہے۔ (دار قطنی: ص ۳۴۹)

آپ ﷺ نے فرمایا جب سجدہ کرو تو پیشانی کو زمین پر ٹیکو۔ (تلخیص الخبیر: ص ۲۲۸)

چادر کے ساتھ سجدہ کرنا: سردی میں چادر کے اندر ہاتھ رکھتے ہوئے سجدہ کرنا سنت ہے حضرات صحابہ کرام سردیوں میں اپنی چادروں کے اندر سے ہاتھ رکھے

ہوئے سجدہ کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ ص ۲۶۶)

اگلے کی پیٹھ پر سجدہ کب جائز ہے: بھیڑ اور اژدہام کی وجہ سے اگلے کی پیٹھ پر سجدہ کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ بھی نماز میں ہو۔ (الفتح الربانی: ۳/۲۸۹)

سجدہ میں سات عضو کا استعمال: سجدہ میں سات عضو کا استعمال سنت ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا جب بندہ سجدہ کرتا ہے۔ تو اس کے سات عضو سجدہ کرتے ہیں چہرہ، دونوں ہتھیلیاں، گھٹنے، دونوں پیر۔ (ترمذی: ص ۶۲)

سجدہ جلدی نہ کرے: کوے کے چونچ مارنے کی طرح سجدہ کرنا خلاف سنت ہے۔ (سنن کبریٰ ص ۱۱۸)

سجدہ میں آنکھ بند کرنا: سجدہ میں آنکھ کو بند کرنا خلافِ سنت ہے۔

آپ ﷺ نے سجدہ کی حالت میں آنکھ کو بند کرنے سے منع فرمایا کہ یہ یہود کی عادت ہے۔ (کنز العمال: ۷/۳۶۵)

سجدہ میں پیروں کو نہ اٹھاتے: سجدہ میں پیر کو زمین سے اٹھانا خلافِ سنت ہے آپ ﷺ نے فرمایا سجدہ میں اپنے دونوں پیروں کو زمین پر لگائے رکھو۔ (ابن ماجہ: ص ۸۹۶)

رسول پاک ﷺ سجدہ میں دونوں پیروں کو کھڑا رکھتے اور انگلیوں کو زمین پر رکھتے۔ (عبدالرزاق: ۲/۱۷۴)

سجدہ، رکوع، جلسہ سب میں اطمینان: آپ ﷺ کا سجدہ رکوع جلسہ سب برابر یعنی اطمینان سے ہوتا جلدی نہیں ہوتا تھا۔ (بخاری)

آپ ﷺ نے فرمایا سجدہ کرو تو خوب اطمینان سے کرو۔ (بخاری: ص ۱۱۲)

ابو وائل کہتے ہیں کہ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا جو ٹھیک طرح سے رکوع وسجود ادا نہیں کر رہا تھا۔ تو حضرت حذیفہ نے ان سے پوچھا

کتنے دن اس طرح نماز پڑھی کہا چالیس سال سے تو فرمایا تم نے خدا کے واسطے نماز نہیں پڑھی اپنے من کے واسطے من کے مطابق جلدی جلدی پڑھی اگر تمہارا اسی حالت میں انتقال ہو گیا تو خلاف سنت (نماز پڑھتے) مروگے۔ (بخاری: ص ۱۰۹)

سجدہ میں کیا پڑھے: آپ ﷺ سجدہ میں تین مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" پڑھتے۔ (ابوداؤد: ص ۱۲۷)

آپ ﷺ نے فرمایا جس نے سجدہ میں تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھ دیا۔ اس کا سجدہ پورا ہو گیا اور یہ کم مرتبہ ہے۔ (مسند طیالسی مرتب: ۱/۱۰۰)

خیال رہے کہ سجدہ اور رکوع میں تین عدد سے زیادہ طاق عدد میں مستحب ہے لیکن امام کے لئے اگر مقتدی کے حق میں گراں ہو جائے تو ۳ مرتبہ بہتر ہے۔

(کبیری: ص ۲۸۳)

ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آپ رکوع وسجدہ میں قریب دس مرتبہ کے تسبیح ادا فرماتے۔ (۱/۲۱۷)

نفل نماز کے سجدہ میں دعا: بسا اوقات آپ ﷺ سجدہ میں یہ دعا فرماتے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ اَعُوْذُبِكَ مِنْكَ مَنْ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ." (ابن خزیمہ: ص ۳۳۵)

عورتوں کو سجدہ: نبی پاک ﷺ کا گزران دو عورتوں کے اوپر ہوا جو نماز پڑھ رہی تھیں۔ تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کے بعض حصوں کو زمین سے چمٹا لو عورتیں سجدہ مرد کی طرح نہیں کریں گی۔ (اعلاء السنن: ۳/۳۰)

جب عورتیں سجدہ کریں گی تو اپنی ران پیٹ سے ملالیں گی اور اپنے سرین کو

(مردوں کی طرح) نہ اٹھائیں گی اور نہ عضو کو الگ الگ رکھیں گی بلکہ ملالیں گی۔
(ابن ابی شیبہ: ۱/۲۷۰)

سجدہ سے دوبارہ اٹھنے کا طریقہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھائی جب دوسرے سجدے سے اٹھے تو اللہ اکبر کہا۔ اور سلام کے بعد فرمایا آپ ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔ (ابن خزیمہ ص ۳۴۳)

خیال رہے کہ اولاً پیشانی یا ناک دونوں میں سے کسی کو اٹھائے اجازت ہے مگر اولاً چہرہ آسان سہل ہے۔ (کذافی السعایہ: ص ۲۰۹)

شرح منیہ میں ہے کہ گھٹنوں کے سہارے یعنی اس پر ہاتھ رکھتے ہوئے زور لگاتے ہوئے اٹھ جائے۔ (حلبی: ص ۳۲۲)

آپ ﷺ سجدہ سے سر اٹھاتے تو بائیں پیر کو بچھا کر بیٹھتے۔ (سنن کبریٰ: ۱۱۸)
آپ ﷺ سجدے سے سر اٹھاتے جب تک ٹھیک سے نہ بیٹھتے سجدہ (دوسرا) نہ فرماتے۔ (سنن کبریٰ: ۱۳۱)

جلسہ کی دعا: آپ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان یہ پڑھتے:
"رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَارْزُقْنِیْ۔"
(سنن کبریٰ: ص ۱۲۲)

جلسہ میں بیٹھنے کا طریقہ: دو سجدوں کے درمیان ایڑیوں کو کھڑا رکھ کر ان پر بیٹھنا خلاف سنت ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہوں وہ تمہارے لئے ناپسند سمجھتا ہوں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں وہ تمہارے لئے پسند کرتا ہوں۔ تم دونوں سجدوں کے درمیان اقعا: (ایڑیوں کو کھڑا کر کے پنجوں پر بیٹھنا) نہ کرنا (ترمذی: ص ۶۳)
عذر کی وجہ سے گنجائش ہے۔ (طحاوی: ص ۱۵۲)

آپ ﷺ نماز سے سیدھے پیروں کے سہارے اٹھتے (بیٹھ کر کھڑے نہ

ہوتے)۔(ترمذی:ص ۶۴)
آپ ﷺ جب سجدہ کو جاتے تو ہاتھ سے قبل گھٹنوں کو رکھتے اور جب سجدہ سے اٹھتے تو گھٹنوں سے قبل ہاتھ اٹھاتے۔(نسائی:ص ۱۶۵)
جب سجدے سے اٹھے پہلے سر پھر ہاتھوں کو پھر گھٹنوں کو اٹھائے۔
(مصنف عبدالرزاق:ص ۱۷۷)

ہاتھوں پر ٹیک لگانا منع ہے: آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ سجدے سے اٹھے تو دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگا کر اٹھے۔(ابوداؤد:ص ۱۴۲)
جب آدمی قیام کی طرف آئے تو ہاتھوں سے ٹیک لگا کر زمین پر رکھ کر نہ اٹھے ہاں مگر ضعیف شخص ہو یا بوڑھا ہو۔

دوسری رکعت کچھ کم: آپ ﷺ پہلی رکعت سے دوسری رکعت کو کچھ کم کرتے یہی سنت ہے۔(ابوداؤد)
آپ ﷺ نماز کی پہلی رکعت کو دوسری کے مقابلے میں لمبی کرتے یہی سنت ہے۔(زادالمعاد:۱/۲۱۳)

تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ: تشہد میں بیٹھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ بائیں پیر کو بچھالو اور دائیں پیر کو کھڑا رکھو۔(ابوداؤد:ص ۱۴۲)
سجدہ میں پیروں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف کرنا سنت ہے(عمدۃ القاری:۱۰۶)
دونوں گھٹنوں پر ہاتھ کی انگلیاں کشادہ اور سیدھی کر کے قبلہ کے جانب رکھے انگلیوں سے گھٹنوں کو نہ پکڑے کہ انگلیوں کا رخ زمین کی طرف ہو جائے یہی مسنون طریقہ ہے۔(اعلاء السنن:ص ۸۹)
اگر تیسری رکعت کے لئے اٹھنا ہو تو درود وغیرہ نہ پڑھے۔(نسائی:ص ۱۷۵)

تشہد اوّل میں نفل میں درود کی اجازت: نفل میں دو رکعت پر تشہد میں

درود وغیرہ کی اجازت ہے۔ تشہد میں دائیں گھٹنے پر دایاں اور بائیں گھٹنے پر بائیں ہاتھ رکھنا سنت ہے۔ (ابن خزیمہ ص ۳۴۳)

تشہد میں انگلیوں سے اشارہ: تشہد میں انگلیوں سے اشارہ کرنا سنت ہے۔ (طحاوی ۱:۱۵۳)

آپ ﷺ جب تشہد کے لئے بیٹھتے تو دائیں ہاتھ کے انگشت شہادت سے اشارہ کرتے اور انگوٹھے کو بیچ والی انگلی پر رکھتے۔ (مسلم ص ۲۱۶)

ان احادیث کو سامنے رکھ کر فقہاء محدثین نے اشارہ کیا کہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ جو تشریح کی ہے وہ تین طریقے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ یہ طریقہ ماخوذ ہے کہ چھوٹی اس کے بعد والی اور بیچ والی کو موڑ کر رکھے انگشت شہادت کو چھوڑ دے انگشت شہادت کو انگوٹھے کے جڑ میں رکھے (مرقات جدید ص ۶۲۴)

تشہد میں انگلی کیسے اٹھائے: حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے یہ طریقہ معلوم ہوتا ہے کہ انگوٹھے کو بیچ والی انگلی سے جو مڑی ہوئی ہو ملالے۔

حضرت وائل بن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت سے یہ طریقہ معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹی انگلی اور اس کے بعد والی انگلی موڑے بیچ والی اور انگوٹھے سے حلقہ بنالے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب کلمہ توحید پر آئے تو حلقہ بنائے۔ (اعلاء السنن: ۳/۸۶)

آپ ﷺ جب انگلی سے اشارہ فرماتے تو اسے حرکت نہ دیتے اور آپ ﷺ کی نگاہ انگلی سے ادھر اُدھر نہ جاتی۔ (ابوداؤد: ص ۱۴۲)

انگشت شہادت کا رخ قبلہ کی طرف رکھے آسمان کی طرف نہیں (مشکوٰۃ: ص ۸۵)

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ سنت ہے کہ انگلی اٹھاتے وقت انگلی کا رخ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے۔ (مرقات جدید: ۲/۶۲۴)

یعنی زیادہ اوپر نہ اٹھائے کہ آسمان کی طرف ہو جائے۔ امام نووی

رَحْمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ نے بھی لکھا ہے کہ رخ قبلہ کی طرف ہونا چاہئے (شرح مسلم ص۲۱۶)

انگلی کا حلقہ آخر تک: انگلیوں کا حلقہ آخر نماز تک باقی رکھنا سنت ہے۔

آپ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے اور انگوٹھے کے بغل والی انگلی سے اشارہ کرتے۔ اور آپ کا بائیں ہاتھ گھٹنے پہ پھیلا ہوا رہتا۔

(سنن کبریٰ ص۱۳۱)

نگاہ انگلی سے نہ اٹھائے: حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ جب نماز میں بیٹھتے اپنے ہاتھوں کو گھٹنے پر رکھتے اور انگلی سے اشارہ کرتے اور نگاہ اسی پر رکھتے اور کہتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ (اشارہ) شیطان پر لوہے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ (مسند احمد)

اور اشارہ کرتے وقت انگلی پر نگاہ رکھنا سنت اور ادھر ادھر دیکھنا خلاف سنت ہے۔

اشارہ ایک انگلی سے کرے دو سے نہ کرے۔ (ترمذی ص ۶۵)

علامہ نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ انگلی سے جب اشارہ کرے تو توحید اللہ کی وحدت کی نیت کرے۔ (۲۱۶/۱)

عورت جب نماز پڑھے تو سرین کے بل بیٹھے اور اپنی رانوں کو ملائے رکھے۔

(مغنی ابن قدامہ ۱ / ۵۶۲)

جب تشہد میں بیٹھے تو یہ پڑھے:

"اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ." (بخاری ص۱۱۵)

تشہد کے بعد درود: تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے۔

(دار قطنی ص۳۵۵)

آپ ﷺ نے فرمایا اس کی نماز نہیں جو اپنے نبی پر درود نہ پڑھے۔

(دار قطنی: ص ۳۵۵)

اگر آخری قعدہ ہے تو تشہد کے بعد درود پڑھنا سنت ہے اور درود ابراہیمی کا پڑھنا بہتر ہے۔ (کبریٰ: ص ۳۳۴)

جو بسم اللہ نہ پڑھے اس کا وضو نہیں جو درود نہ پڑھے اس کی نماز نہیں۔

(ابن ماجہ: ۳۲)

درود کے بعد کی دعا: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ آپ ﷺ درود کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَاثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔"

(بخاری، مسلم)

آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعا پڑھو:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔" (بخاری: ص ۱۵۵)

معاذ بن جبل کو ایک دعا کی تعلیم: معاذ بن جبل نے فرمایا آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم اس دعا کو ہر نماز میں پڑھو:

"اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔"

(الفتح مسند احمد: ص ۳۷)

سلام پھیرنا: دعا کے بعد دائیں بائیں سلام پھیرنا سنت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۸۸)

آپ ﷺ دائیں بائیں جانب سلام اس طرح پھیرتے کہ رخسار مبارک کی سفیدی نظر آجاتی۔ (مسلم: ص ۲۸۸)

سلام پھیرنے کا طریقہ: سلام میں چہرہ پورا دائیں بائیں موڑنا سنت ہے۔ بعض لوگ تھوڑا سا رخ کرتے ہیں اور سلام پھیر دیتے ہیں گردن پوری طرح نہیں موڑتے یہ خلاف سنت ہے۔

سلام میں اللہ کے زبر کو ادا نہ کرے اور نہ سلام پر مد کرنا سنت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حذف سلام سنت ہے۔
(ترمذی:۱/۸۸/۱)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ہم کو حکم دیا کہ ہم امام کو سلام کریں اور ایک دوسرے پر سلام کریں۔ (ابن ماجہ: ص ۶۶)

سلام پھیرتے وقت بھائی کی بھی نیت: بائیں جانب سلام کرتے ہوئے اپنے بھائی کی نیت کریں۔ (مسلم:۱/۱۸۱)

سلام کے بعد دائیں جانب رخ کرنا سنت ہے۔ (نسائی: ص ۱۹۵)

کبھی دائیں کبھی بائیں حسب موقع رخ کرنا سنت ہے۔ (ترمذی: ص ۶۶)

سلام کے بعد کی دعائیں: آپ ﷺ جب سلام پھیرتے تو صرف اس دعا کے مقدار بیٹھتے:

"اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَام." (ابن خزیمہ: ص ۳۶۳)

جب سلام پھیرتے تو ۳ مرتبہ استغفار اللہ پڑھتے اور یہ دعا پڑھتے۔

"اللهم انت السلام و منك ......" (ابوداؤد: ص ۲۱۳)

سلام کے بعد استغفار کرنا سنت ہے۔ (مسلم: ص ۲۱۸)

آپ ﷺ نماز کے بعد لا اله الا الله پڑھتے۔ (مسلم:۱/۲۱۸)

نماز کے بعد تکبیر: سلام کے بعد تکبیر کہنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۱۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کا علم ہم کو تکبیر سے ہوتا۔ (بخاری: ۱/۱۱۶)

ایک مطلب یہ بیان کیا ہے کہ نماز کے بعد ایک مرتبہ یا تین مرتبہ اللہ اکبر فرماتے۔ (حاشیہ نسائی: ص ۱۹۶)

نماز سے فراغت کے بعد سر پر ہاتھ رکھتے اور یہ دعا پڑھتے:

آپ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو دائیں ہاتھ کو سر پر رکھ کر یہ دعا فرماتے:

"بسم اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرَّحِیْمُ اللھمَّ أَذْھَبْ عَنِّیْ الْھَمَّ وَالْحُزْنَ."

فرض کے بعد آیۃ الکرسی: آپ ﷺ نے فرمایا جو فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا اس کے لئے جنت سے روکنے والی چیز صرف موت ہے۔

(زاد المعاد: ص ۳۰۳)

آپ ﷺ نے فرمایا جو فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھے گا قیامت کے دن اس پر میری شفاعت واجب ہوگی۔

"اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدَ اِلْوَسِیْلَۃَ وَاجْعَلْہُ فِی الْمُصْطَفِیْنَ مَحَبَّتَہٗ وَفِی الْعَالِمِیْنَ دَرَجَتَہٗ وَفِی الْمُقَرَّبِیْنَ دَارَہٗ."

(مجمع الزوائد: ص ۱۱۲)

نماز کے بعد کے اذکار

ہر نماز کے بعد ایسے اذکار ہیں کہ اس کا پڑھنے والا نامراد نہیں ہوگا۔ ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر۔ (مسلم: ص ۲۹۱)

فرض کے بعد نفل وسنت کہاں پڑھے: آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی فرض نماز کے بعد نفل پڑھنے کا ارادہ کرے تو آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہو

جائے یہی سنت ہے۔(سنن کبریٰ:۲/۱۹۰)

امام اسی جگہ نماز نہ پڑھے(جس جگہ فرض ادا کیا ہے)۔فرض کی جگہ ہی سنت و نفل نہ پڑھنا سنت ہے۔(فتح الباری:۲/۳۲۴)

ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک شخص کو دھکا دیا جو اسی فرض کی جگہ نفل پڑھ رہا تھا۔فرمایا میں نے اسی وجہ سے دھکا دیا کہ آگے پیچھے ہو جاؤ۔(سنن کبریٰ:ص ۹۱۹)

ایک نماز کے ساتھ دوسری نماز کو مت ملاؤ چاہے گفتگو کرلو یا ہٹ جاؤ۔(مسلم:۱/۱۸۸)

اسی طرح درمختار اور شامیہ میں بھی ہے کہ ایک جگہ پر فرض اور نفل ادا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔(شامی:ص ۵۳۱)

سلام کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا سنت ہے: آپ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھی سلام کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔(اعلاء السنن:۳/۱۶۴)

آپ ﷺ جب دعا فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے پھر چہرے پر پھیر لیتے۔(ابوداؤد:ص ۱۸۷)

حضور کی شفاعت حاصل کرنے کی دعا: حضرت ابوامامہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس دعا کو فرض نماز کے بعد پڑھے گا۔قیامت کے دن اس پر میری شفاعت ضروری ہوگی۔

"اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدِ نِ الْوَسِیْلَةَ وَاجْعَلْهُ فِی الْمُصْطَفِیْنَ مَحَبَّتَهٗ وَفِی الْعَالَمِیْنَ دَرَجَتَهٗ وَفِی الْمُقَرَّبِیْنَ دَارَهٗ."

(مجمع الزوائد:۲/۱۱۲)

ہر نماز کے بعد معوذتین: حضرت عقبہ بن عامر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ہم کو یہ حکم دیا کہ ہر نماز کے بعد معوذتین پڑھوں۔

(ابوداؤد:ص ۲۱۳)

حضرت ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نماز کے

سلام کے بعد یہ دعا پڑھتے۔

"سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ." (الدعاء: ۱۰۹۱/۲)

فجر کے بعد کی خاص دعا: فجر کی نماز کے بعد خاص کر یہ دعا پڑھنا سنت ہے
"اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ رِزْقًا طَيِّبًا وَعِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا."
(ابن ماجه: ص ٦٦)

مغرب کی نماز کے بعد کی دعا: آپ ﷺ نے فرمایا جب تم مغرب کی نماز کے بعد اس دعا کو سات مرتبہ پڑھو گے۔ اگر تم اس دن وفات پا گئے تو آزادیٔ جہنم کا خلاصی نامہ خدائے پاک مرحمت فرمائے گا۔ اسی طرح صبح کی نماز میں "اللھم اجرنی من النار"۔ (ابو داؤد: ص ۶۹۳)

دعا کیسے کرے: حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا نماز دو رکعت ہے ہر رکعت میں تشہد ہے پھر تخشع تخضع تواضع کی ہیئت بناؤ۔ پھر نماز کے بعد دونوں ہاتھوں کا ہتھیلی کا رخ اپنے طرف کرتے ہوئے قبلہ رخ دعا مانگو کہو اے رب اے رب......۔ (ترمذی)

دعا کس وقت زیادہ قبول ہوتی ہے: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ سے پوچھا کس وقت دعا زیادہ قبول ہوتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا شب آخر میں اور فرض نماز کے بعد۔ (ترمذی: ۴۶۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ طفیل بن عمر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا قبیلہ دوس نے نافرمانی کی آپ ﷺ قبلہ رخ ہوئے اور یہ دعا فرمائی۔ "اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا" (اے اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت دے)۔
(ادب مفرد)

دعا میں ہاتھ اٹھانے کی فضیلت: آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا رب بڑا

حیا دار کریم ہے جو کوئی دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو خالی ہاتھ واپس کرنے میں شرم محسوس کرتا ہے۔ (ابن ماجہ، ص ۲۷۵)

نماز کے مجموعی سنن مستحبات کا بیان

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھوں کا اٹھانا: تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو دونوں ہاتھوں کا کان کے مقابل تک اٹھانا۔ (طحاوی، ص ۱۳۹)

یعنی جب نماز شروع کرے تو نیت کے بعد اپنے دونوں ہتھیلیوں کو کان یعنی جب نماز شروع کرے تو نیت کے بعد اپنی دونوں ہتھیلیوں کو کان کے مقابل اس طرح اٹھائے کہ انگوٹھے کان کی لو تک آ جائیں۔ (الطحاوی، ص ۱۳۹)

یا انگوٹھے کان کی لو کو چھو جائیں۔ (الشامی: ص ۴۸۲)

دونوں ہاتھوں کے اٹھانے کے بعد فوراً تکبیر اللہ اکبر کہے۔ (طحاوی، ص ۱۱)

اور یہ بھی سنت ہے کہ پہلے اللہ اکبر کہے پھر ہاتھ اٹھائے۔

كَذَا فِي الْبَحْرِ فَيُكَبِّرُ أَوَّلاً ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ۔ (ص ۳۳۲) اور اس طرح یہ بھی مسنون ہے کہ ہاتھ کا اٹھانا اور تکبیر کا کہنا دونوں ایک ساتھ ہو۔ (الطحاوی، ص ۱۱)

اگر عذر کی وجہ سے کانوں تک نہ اٹھا سکے تو: اگر کسی عذر کی وجہ سے ہاتھ کان تک نہ اٹھا سکے مثلاً ہاتھ میں درد ہو کندھے میں درد ہو یا جاڑے کے کپڑے میں ٹھنڈک کی زیادتی کی وجہ سے ملبوس ہو تو جہاں تک اٹھا سکے اٹھالے۔ (الطحاوی: ص ۱۳۹)

اگر دونوں ہاتھوں کو اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلی کندھے کے برابر ہو۔ اور انگلیاں کان کے مقابل آ جائیں تو یہ بھی سنت ہے۔ (الشامی: ص ۴۸۳)

عورتیں اپنے ہاتھوں کو کندھے تک اٹھا کر باندھ لیں گی۔ (الشامی: ص ۴۸۳)

انگلیاں کس طرح: انگلیوں کا تکبیر تحریمہ کے وقت نہ بالکل الگ الگ کشادہ اور

نہ بالکل ملا کر رکھنا۔ (طحطاوی: ص ۱۳۹)

ہتھیلیوں اور انگلیوں کا اندرونی رخ قبلہ کی جانب رہے، پوری ہتھیلی اور انگلیاں اس طرح سیدھی اور کھلی رہیں گی کہ مکمل ہتھیلی کا رخ بالکل سیدھے قبلہ کی جانب رہے۔ (طحطاوی: ص ۱۳۹)

انگلیوں کا (سیدھا) کھلا ہونا سنت ہے۔

سر کو جھکانا: تکبیر تحریمہ کے وقت بعض لوگ سر کو ذرا جھکا دیتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ اس میں تواضع اور مسکنت کا اظہار ہے۔ یہ طریقہ غلط خلاف سنت بدعت اور مکروہ ہے۔ (الشامی: ص ۱۱)

مقتدی کب تکبیر کہے؟ مقتدی کی تکبیر تحریمہ کا امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہونا سنت ہے۔

یعنی جیسے ہی امام اللہ اکبر کہے ویسے ہی مقتدی بھی اللہ اکبر اس کے بعد متصلاً کہے۔ نیت وغیرہ کی وجہ سے تاخیر نہ کرے یہ خلاف سنت ہے۔ (طحطاوی: ص ۱۴۰)

مسنون اس طرح ہے کہ امام اللہ اکبر کہے تو یہ اللہ شروع کردے۔

(طحطاوی: ص ۱۴۰)

امام سے پہلے ختم نہ کرے: خیال رہے کہ امام کے ساتھ تکبیر میں احتیاط کی ضرورت ہے۔ ایسا نہ ہو کہ امام کے (لفظ) اللہ ختم کرنے سے پہلے مقتدی کا (لفظ) اللہ ختم ہو جائے یا امام کے اکبر سے پہلے مقتدی کا اکبر مکمل ہو جائے تو یہ درست نہ ہوگا اسے دوبارہ تکبیر کہنی ہوگی۔ (طحطاوی: ص ۱۴۰)

افضل یہ ہے کہ امام کے (لفظ) اللہ کے بعد مقتدی (لفظ) اللہ کہنا شروع کر دے۔ (طحطاوی: ص ۱۴۰)

تکبیر تحریمہ پانے کی حد کا بیان: تکبیر تحریمہ کے پانے کی حد کے سلسلے میں

فقہاء کے متعدد اقوال ہیں۔

1. امام کے اللہ اکبر سے متصلاً مقتدی کا بلا تاخیر کے اللہ اکبر کہنا۔
2. ثناء تک۔
3. نصف سورۃ فاتحہ تک۔
4. پوری سورۃ فاتحہ تک۔
5. رکوع سے پہلے اللہ اکبر کہہ کر شریک ہونے والا۔ (طحطاوی: ص۱۴۰)

ہاتھ کس طرح باندھیں: مردوں کو اپنا دایاں ہاتھ بائیں کے اوپر ناف کے نیچے رکھنا۔ (طحطاوی: ص۱۴۰)

دائیں ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے گٹے پر اس طرح رکھے کہ دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور بائیں ہاتھ کے گٹے پر رکھے اور پکڑے اور باقی دائیں ہاتھ کی تین انگلیاں بائیں ہاتھ کی کلائی پر پھیلی رہیں گی یعنی انگلیاں لمبائی میں کہنی کی رخ رہیں گی۔ (طحطاوی: ص۱۴۱)

بعض لوگ چاروں انگلیوں اور انگوٹھے سے بائیں کلائی کو پکڑتے ہیں یہ خلافِ سنت ہے۔

ہاتھ کہاں رکھے: اکثر لوگ غفلت اور تساہل سے ہاتھ پیٹ پر رکھتے ہیں یہ بھی خلافِ سنت ہے۔

سینہ پر رکھنا تو حضرات شوافع کے ہاں ہے مگر پیٹ پر رکھنا کسی کے یہاں نہیں۔

ہتھیلی کو نیچے لٹکانا خلاف سنت ہے: بائیں ہاتھ کے ہتھیلی کو بعض لوگ نیچے لٹکا دیتے ہیں یہ خلافِ سنت ہے۔ یہ سب طریقے احادیث اور فقہاء کرام کے بیان کردہ طریقوں کے خلاف ہیں جو جہالت اور غفلت کی وجہ سے لوگوں میں رائج ہوگئے ہیں۔

ہاتھ بلا نیچے گرائے باندھنا: تکبیر سے فارغ ہوتے ہی بلا نیچے گرائے باندھا جائے گا۔ (فتح القدیر ص ۲۸۷)

بعض لوگ ہاتھ گرا کر پھر باندھ لیتے ہیں احناف کے یہاں یہ طریقہ خلاف سنت ہے۔ (السعایہ ص ۱۵۹)

عیدین کی تکبیروں میں بھی بلا ہاتھ گرائے ہاتھ باندھا جائے گا (السعایہ ص ۱۵۹)

نبی پاک ﷺ کی قبر اطہر کی زیارت کے وقت بھی مواجہہ میں اسی طرح ہاتھ باندھ کر قبلہ رخ پشت کر کے کھڑے ہو کر صلاۃ وسلام کہا جائے گا۔ البتہ کسی صحابی بزرگ کی قبر پر ایسا نہیں کیا جائے گا مکروہ اور ممنوع ہے۔ (السعایہ ص ۱۶۰)

عورت ہاتھ کیسے باندھے: عورتوں کے لئے ہاتھ باندھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ اپنے دائیں ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی پر بلا حلقہ بنائے سینہ پر رکھیں گی (الشامی: ص ۲۸۷)

عورت اپنی ہتھیلی کو صرف رکھے گی پکڑے گی نہیں۔ (الشامی: ص ۱۱)

یہی حکم خنثیٰ کی بھی ہے۔ (الشامی: ص ۲۸۷)

قیام کی سنتیں

ثناء کا بیان: تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھنا خواہ امام ہو یا مقتدی ہو یا منفرد۔

اگر امام نے قراءت شروع کی ہو تو مقتدی ثناء نہیں پڑھے گا۔

✧ اگر مقتدی سری نماز عصر اور ظہر میں کھڑے ہو تو بہر صورت ثناء پڑھے گا۔

تعوذ کون اور کب پڑھے: تعوذ امام منفرد و تنہا کے لئے ہے ہاں اگر مقتدی امام کے پیچھے شیطانی وساوس دور کرنے کے لئے پڑھنا چاہے تو اس کی گنجائش ہے۔

(طحطاوی علی المراقی: ص ۱۴۱)

✧ اگر ثناء سے پہلے بھولے سے اعوذ باللہ پڑھے تو دوبارہ صحیح کرتے ہوئے اولاً ثنا

پڑھے پھر بالله پڑھے۔

✧ اگر اعوذ بالله بھول گیا یہاں تک کہ سورہ فاتحہ پڑھنے لگا اب اعوذ بالله نئے سرے سے نہیں پڑھے گا۔

✧ اگر اعوذ بالله پڑھ لیا بسم الله پڑھنا بھول گیا تو دوبارہ نئے سرے سے بسم الله پڑھے گا پھر اعوذ بالله پڑھے گا۔

✧ اس طرح تکبیر کے بعد ثناء بھول گیا یہاں تک کہ قراءت شروع کردی تو دوبارہ نہیں لوٹے گا۔ امام منفرد تنہا پڑھنے والے کے لئے سنت یہ ہے کہ اعوذ بالله کے بعد بسم الله پڑھے البتہ مقتدی بسم الله نہیں پڑھے گا۔

بسم الله ہر صورت میں سنت ہے:

✧ نماز جہری ہو یا سری ہو۔ بسم الله پڑھنا بہر صورت سنت ہے۔ (بحر:ص۳۳۰)

منفرد تنہا نماز پڑھنے والا ہر رکعت کے شروع میں بسم الله پڑھے گا۔

سورہ فاتحہ کے بعد اور سورۃ سے پہلے بسم الله پڑھنے کی اجازت ہے مگر احناف کے نزدیک سنت نہیں۔

فرض سنت نفل کی ہر رکعت میں الحمدلله سے پہلے بسم الله پڑھنا سنت ہے۔
(طحطاوی:ص۱۵۴)

فاتحہ کے ختم پر آمین:

✧ سورہ فاتحہ کے ختم ہونے پر آہستہ سے آمین کہنا سنت ہے۔ (الشامی:۱/۴۹۲)

قومہ میں کیا پڑھے:

✧ اور اسی طرح امام کے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کے بعد آہستہ سے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہنا اور یہ (آمین اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ) آہستہ سے پڑھنا سنت ہے خواہ امام مقتدی مسبوق یا منفرد ہو۔ فرض نماز ہو یا سنت نفل وغیرہ (مراقی الفلاح طحاوی:۱۴۲)

بلا ہونٹ ہلائے قرأت صحیح نہیں: بعض لوگ من ہی من یعنی دل میں پڑھتے ہیں ان کی ہونٹوں سے حرکت بھی محسوس نہیں ہوتی۔ ہونٹ نہیں ہلتے۔ ان کی قرأت صحیح نہ ہونے کی وجہ سے نماز بھی صحیح نہیں ہوتی۔

بلا سر جھکائے کھڑا ہونا:

✦ تکبیر تحریمہ کے وقت سیدھا کھڑا ہونا بلا سر جھکائے ہوئے سنت ہے۔

(طحطاوی: ص۱۴۳)

بعض لوگ تھوڑا سر جھکا کر کہتے ہیں کہ اس میں تواضع اور سکینت ہے یہ خلاف سنت اور بدعت ہے۔

تکبیر سے پہلے ہاتھ نہ باندھے: اسی طرح تکبیر تحریمہ سے قبل ہاتھ کھلا سیدھا رکھنا سنت ہے تکبیر تحریمہ سے قبل باندھنا خلاف سنت ومنع ہے۔

امام کا اتنا آہستہ تکبیر ادا کرنا کہ مقتدی نہ سن سکے خلاف سنت مکروہ ہے۔

قیام میں قدموں کے درمیان فاصلہ: قیام کھڑے ہونے کی صورت میں دونوں قدموں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ رکھنا سنت ہے۔ (طحطاوی: ص۱۴۲)

بہت زیادہ ملا کر رکھنا اور بہت زیادہ پھیلا کر رکھنا خلاف سنت ہے۔

بعض لوگ یا تو بہت فاصلہ یا بہت ملا کر رکھتے ہیں جو خلاف سنت ہے۔

اس طرح قیام اور کھڑے ہونے کی حالت میں پاؤں کو ٹیڑھا رکھتے ہیں خلاف سنت ہے۔

بہرصورت ہاتھوں پیروں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہونا مستقل سنت ہے۔

ہاں اگر موٹے ہونے کی وجہ یا اور کسی عذر کے بنا پر اگر قدموں کا فاصلہ زیادہ ہو اور اس میں سہولت ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (طحطاوی: ص۱۴۳)

قیام میں قدم پورا زمین پر: قیام کی حالت میں پورے قدم کا زمین پر رکھنا ضروری ہے لہٰذا اگر کوئی شخص بلا عذر کے پیر کی انگلیوں کے بل کھڑا رہا یا ایڑی کے بل کھڑا رہا تو یہ درست نہیں مکروہ تحریمی ہے۔

قیام میں ایک پیر پر زور دینا: قیام کی حالت میں دائیں بائیں ہلنا مکروہ ہے ایک پیر کے بل زمین پر کھڑا ہونا مکروہ ہے البتہ طویل قیام ہو لمبی سورت پڑھ رہا ہو جیسا کہ نوافل میں تو اس کی گنجائش ہے کبھی ایک پیر کے بل کبھی دوسرے پیر کے بل کھڑا ہونا اس کی گنجائش ہے۔ (طحطاوی: ١/١٤٣)

فرض نمازوں کی مسنون قراءت: مقیم کے لئے فجر اور ظہر میں سورۂ فاتحہ کے بعد طوال مفصل کے سورتوں کا پڑھنا اور عصر عشاء میں اوسط مفصل سے پڑھنا اور مغرب میں قصار مفصل سے پڑھنا سنت ہے۔

طوال مفصل: سورہ حجرات سے سورۃ بروج تک۔ (الشامی: ص ٥٤٠)

بعضوں نے سورۃ محمد سورہ فتح سے اور سورہ قاف سے لے کر سورہ بروج کی صورتوں کو کہا ہے۔ اسی طرح پچاس ساٹھ آیتوں کی مقدار پڑھنا سنت ادا ہو جائے گی۔

سورہ بروج سے لے کر سورہ لم یکن تک اوسط مفصل ہے۔ (الشامی: ص ٥٤٠)

اسی طرح ٢٠-٢٥ آیتوں کی مقدار پڑھ لیا تو سنت ادا ہو جائے گی۔

قصار مفصل: سورہ لم یکن سے سورہ ناس تک۔ (طحطاوی: ص ١٤٤)

مغرب میں کوئی چھوٹی سورہ یا ٥-١٠ آیتوں کے مطابق پڑھنے سے سنت ادا ہو جائے گی۔

ظہر میں چھوٹی سورت پڑھنا خلاف سنت ہے: اکثر و بیشتر امام ظہر میں مختصر اور چھوٹی سورتوں پر ہی اکتفا کرتے ہیں جو خلاف سنت ہے۔ اور پوری ایک

سورۃ کا پڑھنا مسنون ہے۔

وقت اگر تنگ یا اور کوئی عذر ہو تو چھوٹی سورتوں پر اکتفا کرنا درست ہے۔

(الشامی ص ۵۴۱)

مسافر جو چاہے پڑھے: مسافر حسب سہولت جو سورہ چاہے پڑھے۔

(طحطاوی، شامی: ۱/۵۳۹)

پہلی رکعت ذرا لمبی سنت ہے: سنت ہے کہ فجر کی پہلی رکعت میں قرأت ذرا لمبی کر کے دوسرے کے مقابلے میں زیادہ ہو۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ پہلی رکعت میں شامل ہو جائیں۔ اور اسی طرح دوسری نمازوں میں مثلاً ظہر، عصر میں پہلی رکعت دوسری کے مقابلے میں ذرا لمبی ہو۔

دوسری کا پہلی رکعت کے مقابلے میں لمبا کرنا مکروہ ہے۔

البتہ اگر ایک دو آیت کا فرق ہو تو کراہت نہیں۔

~~البتہ نفل نماز میں اجازت ہے کہ پہلے کے مقابلے میں دوسری رکعت کو لمبا~~ کرے۔

چھوٹی سورتوں کے درمیان چھوٹی سورت چھوڑنا: چھوٹی سورتوں کے درمیان ایک چھوٹی سورت کا چھوڑ دینا مکروہ ہے۔

ایک ہی رکعت میں دو سورتوں کا جمع کرنا: ایک ہی رکعت میں دو سورتوں کا جمع کرنا مکروہ ہے۔

فرض میں ترتیب کے خلاف: ترتیب کے خلاف فرض میں پڑھنا مکروہ ہے۔ مثلاً پہلے "تبت" پھر "اذا جاء" پڑھے۔ (شامیہ: ص ۵۴۶)

اگر پہلی رکعت میں سورہ ناس پڑھ لی تو: اگر پہلی رکعت میں خیال نہ رہا سورہ ناس پڑھ دی تو پھر دوسری رکعت میں سورہ فلق نہ پڑھے بلکہ سورہ ناس ہی

پڑھے گے۔

اگر کسی لمبی آیت کو دو رکعت میں پورا کیا تو یہ درست ہے۔ (الشامی: ص ۵۴۷)

رکوع کی سنتیں

رکوع میں جانے کا مسنون طریقہ: رکوع میں جانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جھکتے ہی تکبیر شروع کرے اور پیٹھ برابر کرتے ہوئے تکبیر ختم کرے۔

(طحطاوی: ص ۱۵۴)

پس معلوم ہوا کہ اللہ اکبر کہہ کر جھکنا یا جھکتے ہی تکبیر کا ختم کر دینا سنت کے خلاف ہے۔

رکوع کی حالت میں اکثر یہ غلطی ہوتی ہے کہ رکوع متحقق ہونے سے قبل یعنی پیٹھ برابر ہونے سے قبل تکبیر ختم ہو جاتی ہے۔

تمام تسبیحات تین مرتبہ: تمام تسبیحات یعنی رکوع و سجدے کا تین مرتبہ پڑھنا سنت ہے۔ اگر ایک مرتبہ پڑھے گا تو فرض ادا ہو جائے گا مگر سنت کا ثواب نہیں پائے گا۔

تین سے زائد پڑھنا: تین مرتبہ سے زیادہ پڑھنا مستحب ہے۔ (الشامی: ۴۹۴)

تسبیح کا طاق عدد میں یعنی ۳، ۵، ۷، ۹ کی عدد میں پڑھنا سنت ہے۔

(بحرالرائق: ص ۳۳۴)

اگر کوئی عظیم ادا نہیں کر سکتا: اگر کوئی عظیم کی ظا کو ادا نہیں کر سکتا تو "سبحان ربی الکریم" پڑھے۔ (السعایہ: ۲/۱۸۴)

امام کے لئے پانچ مرتبہ تسبیح: بہتر ہے کہ امام ۵ مرتبہ تسبیح کہے تا کہ مقتدی ۳ مرتبہ پوری کرے جو سنت ہے۔

مقتدی کی تین مرتبہ تسبیح ہوئی نہیں کہ امام نے سر اٹھایا تو مقتدی تسبیح کے لئے رکا

نہیں رہے گا۔ (سعایہ: ص ۱۶۴)

رکوع میں گھٹنوں کو پکڑے: رکوع میں اپنے دونوں گھٹنوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑنا سنت ہے۔

اور رکوع میں انگلیوں کو کشادہ رکھنا سنت ہے اس طرح کشادہ رکھے کہ انگلیوں کا رخ پنڈلیوں کی جانب ہو جو گویا کہ قبلہ رخ ہے۔ (طحطاوی علی الدر: ۱/۲۱۶)

رکوع میں پنڈلیاں سیدھی ہونی چاہئیں: اور پنڈلیوں کو رکوع میں سیدھا رکھنا سنت ہے۔ ٹیڑھا پن جھکی ہوئی یہ مکروہ ہے۔ (طحطاوی علی الدر: ص ۲۲۰)

پنڈلیوں کو رکوع کی حالت بالکل سیدھی اور کھڑی نہ رکھ کر آگے کی طرف جھکی رکھنا، پیچھے کی طرف پورا نہ نکلنا مکروہ ہے۔

اور پیٹھ کا بالکل برابر رکھنا سنت ہے۔ (نور الایضاح: ص ۷۲)

رکوع میں پیٹھ اور سرین برابر: رکوع میں پیٹھ کا سرین کے برابر رکھنا سنت ہے۔ اس طرح ہو کہ اگر پانی کا پیالہ پیٹھ پر رکھ دیا جائے تو نہ پیالہ ٹیڑھا ہو اور نہ پانی گرے۔ یعنی رکوع میں سنت یہ ہے کہ سر اور سرین بالکل برابر ہو (نور الایضاح: ص ۷۲)

بعض لوگ رکوع میں سر کو تھوڑا جھکا دیتے ہیں اور اس کو عاجزی اور انکساری سمجھتے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔

رکوع میں پہلوں کو سینہ اور پیٹ سے جدا رکھنا چاہئے: رکوع کی سنتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو پہلوں سے الگ رکھے ملا کر نہ رکھے اوپر کا حصہ سینے میں نہ لگے۔ بعض لوگ جو رکوع کی حالت میں کہنی، پیٹ یا سینہ سے کچھ ملا لیتے ہیں خلاف سنت ہے۔ (الشامیہ: ص ۴۹۳)

رکوع میں ان امور کا خیال رکھنا: رکوع میں ان امور کا خیال رکھنا مسنون ہے۔

تکبیر کہتے ہوئے جانا، جب رکوع کی تسبیح پوری ہو جائے قومہ کے لئے سر اٹھائے اگر جماعت کے ساتھ ہے تو امام کے سر اٹھانے پر رکوع سے اٹھ جائے خواہ تسبیح پوری ہو نہ ہو سر اٹھائے۔ (الشامی ص ۴۹۵)

رکوع کے بعد اطمینان سے قومہ کرنا سنت ہے۔ (نور الایضاح ص ۷۲)

خیال رہے کہ رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سمع اللّٰہ لمن حمدہ امام اور تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے سنت ہے (مقتدی کے لئے نہیں)۔

رکوع سے اٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اٹھتے ہوئے سمع اللّٰہ کہے جب جسم بالکل سیدھا ہو جائے تو ربنا لک الحمد کہے۔ (السعایہ ص ۴۹۷)

رکوع سے اٹھتے ہی سجدہ میں نہ جائے: رکوع سے اٹھنے اور ٹھیک سے کھڑے ہونے سے قبل سمع اللہ کہنے کا مسنون وقت ہے اگر کھڑے ہونے کی حالت میں کہا تو وقت مسنون نکل گیا۔ اب سنت نہیں لہذا کھڑے ہونے کی حالت میں نہ کہے سر اٹھاتے ہی سجدہ کی طرف نہ جائے بلکہ اتنا کھڑا ہو کہ تمام اعضا اپنے اپنے جگہ پر معتدل ساکن اور مطمئن ہو جائیں۔ (السعایہ ص ۱۹۲)

بعض لوگ رکوع سے اٹھتے ہی سیدھا کھڑے بھی نہیں ہو پاتے کہ سجدہ میں چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ اسے نماز کا لوٹانا ضروری ہے ایسی نماز خراب ہو جاتی ہے۔

قومہ سے سجدے میں جانے کا طریقہ: قومہ سے سجدے میں جانے اور جھکنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سر کو اور جسم کے اوپر کے حصہ کو جھکاتے ہوئے نہ جائے بلکہ گھٹنے کے سہارے جھکے اپنے اوپری جسم کو سیدھا رکھے گھٹنے کو موڑتا اس پر ہاتھ رکھتا جائے۔ عموماً لوگ جھکائے ہوئے سجدہ کرتے ہیں یہ ٹھیک نہیں۔ (الشامی ۱/ ۴۹۷)

سجدہ میں جاتے وقت پہلے کون سا عضو رکھے: پھر سجدہ میں جاتے وقت پہلے دونوں گھٹنے پھر دونوں ہاتھ پھر چہرہ رکھے۔ (نور الایضاح ص ۷۲)

قیام سے سجدے میں جانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں گھٹنوں کو زمین پر رکھے پھر دونوں ہتھیلیوں کو پھر چہرے کو جس میں ناک اولا پھر پیشانی کو زمین پر رکھے۔

اگر پہلے پیشانی رکھے پھر ناک تو یہ بھی سنت کے موافق ہے۔ (الشامیہ ص ۴۹۹)

سجدہ کے متعلق سنتیں

صرف پیشانی خلاف سنت ہے: اگر صرف زمین پر پیشانی ٹکایا تو خلافِ سنت اور مکروہ ہے۔

پیشانی کے اکثر یا بعض حصے کا زمین پر ٹکنا لازمی ہے۔ (طحطاوی ص ۲۲۲)

ہاتھوں کو رکھنا سنت ہے گھسیٹنا نہیں: خیال رہے کہ ہاتھ کو رکھنا سنت ہے گھسیٹ کر لے جانا خلافِ سنت ہے (سر کے درمیان) بعض لوگوں کو دیکھا گیا کہ پہلے اپنی ہتھیلی کو زمین پر رکھتے ہیں پھر گھسیٹتے ہوئے لے کے جاتے ہیں یہ بڑی بری عادت ہے۔

ہاں عذر ضعف کی بنا پر گنجائش ہے۔

سجدہ سے اٹھتے وقت ہاتھ کا سہارا نہ لے: سجدے سے اٹھتے وقت پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر نہ اٹھے۔ ہاں وزن زیادہ ہو، یا کوئی عذر...... ہو تو گنجائش ہے۔

جوانوں کو اور طاقت ور کم عمروں کو اس طرح کرنا مکروہ ہے۔ (الشامیہ ص ۵۰۶)

سجدہ سے اٹھنے کا طریقہ: اٹھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ اولاً تکبیر کہتا ہوا اولاً سر اٹھائے پھر دونوں ہاتھوں کو پھر دونوں گھٹنوں کو اور دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ کر ان کے سہارے اٹھے۔

دوسری رکعت میں تعوذ، تسمیہ نہیں: اگر دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہورہا ہوتو دوبارہ تعوذ بسم اللہ نہیں پڑھے گا۔ خواہ امام ہو یا مقتدی۔

تیسری رکعت کے لئے بلا عذر زمین پر ہاتھ رکھتے ہوئے اٹھنا مکروہ ہے۔ اور سجدہ میں جاتے ہوئے تکبیر کہنا یعنی جیسے جھکے تکبیر شروع کرے اور زمین پر چہرہ ٹیکتے ختم کردے۔ (طحطاوی: ص۱۵۴)

دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ: اور سنت ہے کہ سجدہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان ہو یعنی سجدہ میں سر کو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان اس طرح رکھنا کہ دونوں ہتھیلیاں کانوں کے مقابل ہوجائیں افضل ہے۔ (الشامی: ص۴۹۸)

ہاتھ کانوں کے مقابل: ہاتھوں کو کانوں کے مقابل رکھنا زیادہ افضل و بہتر ہے۔ (طحطاوی: ص۱۱)

ہاتھ کانوں سے نہ ملیں: خیال رہے کہ دونوں ہتھیلیاں کانوں کے بغل اور مقابل تو رہے گی مگر کانوں یا گالوں سے نہ ہٹیں گی اور نہ ملیں گی۔ چنانچہ بیشتر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ ان کے انگوٹھے کان اور گالوں سے مل جاتے ہیں۔ کہ سجدے کی حالت میں تمام اعضاء ایک دوسرے سے الگ الگ رکھنا سنت ہے۔ (السعایہ: ۲/۹۱۵)

مردوں کو سجدے میں پیٹ کو ران سے الگ رکھنا سنت ہے۔ (فتح القدیر: ص۳۰۷)

سجدے میں اپنے بازوؤں کو زمین سے علیحدہ رکھے: اور سجدے کی حالت میں اپنے بازوؤں کو زمین سے الگ رکھے۔ نہ زمین سے ملائے اور نہ لگائے۔ (السعایہ: ص۱۹۶)

سجدہ کی حالت میں بازوؤں کو زمین پر رکھنا یا لگانا خلافِ سنت ہے۔

سجدہ میں اپنی انگلیوں کو ملا کر رکھے۔ (شرح وقایہ)

سجدہ میں قدم کی انگلیوں کا رخ: سجدے کی حالت میں دونوں قدم کے

انگلیوں کا سرا قبلہ کی جانب رہے ہاں اگر موٹاپے کی وجہ سے مشکل ہو تو جتنا ہو سکے کر لے۔ (الشامیہ: ۱/۵۰۴)

سجدے سے اٹھنے کا طریقہ: اٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سجدے ہی میں اللہ اکبر شروع کر دے اور بیٹھنے کی ابتدا میں ختم کر دے یعنی انتقال کی پوری حالت تکبیر میں گزر جائے۔

قومہ کرنا سنت ہے۔ (طحطاوی: ص ۱۴۶)

جلسہ پورے اطمینان سے: بعض لوگ سجدے سے سر اٹھاتے ہی دوبارہ چلے جاتے ہیں اچھی طرح بیٹھ بھی نہیں پاتے اس سے بسا اوقات نماز خراب ہو جاتی ہے دونوں سجدوں کے درمیان ایک تسبیح کے مقدار بیٹھنا سنت ہے دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو رانوں اور گھٹنوں کے قریب اس طرح رکھنا کہ انگلیوں کا رخ قبلے کے جانب ہو۔

بیٹھے میں گھٹنوں کو نہ پکڑے: خیال رہے کہ جلسہ میں تشہد میں بیٹھنے کی حالت میں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑا نہیں جائے گا۔ جیسے کہ رکوع میں ورنہ انگلیوں کے سرے کا رخ زمین کی طرف ہو جائے گا جو خلافِ سنت ہے۔

(طحطاوی علی الدر: ص ۲۳۳)

جلسہ میں کہنیاں رانوں سے ملی رہیں: جلسہ اور تشہد کی حالت میں بازو اور کہنیاں ران سے لگی رہیں گی یہاں ملانا اور رکھنا سنت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ (السعایہ: ص ۲۱۵)

دو سجدوں کے درمیان فرائض میں زیادہ بیٹھنا ممنوع ہے۔ (الشامیہ: ص ۵۰۵)

فرض نماز کے جلسہ میں کیا پڑھے: دو سجدوں کے درمیان کچھ نہ پڑھے یہ بھی صحیح ہے فرائض میں کوئی ذکر مسنون نہیں۔ اور اس کی بھی اجازت ہے کہ یہ دعا

پڑھ لے۔ اللھم اغفر لی۔ بلکہ علامہ شامی نے اس کو فرض نماز میں پڑھنا مستحب اور بہتر قرار دیا ہے۔ (الشامی ص ۵۰۵)

منفرد جلسہ میں دعائیں پڑھ سکتا ہے: اگر منفرد تنہا نماز پڑھ رہا ہو تو احادیث میں واردشدہ دعاؤں کو پڑھ سکتا ہے۔ مثلاً:

"اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ۔" (شامی: ۱/۵۰۶)

جلسہ اور تشہد میں پاؤں کی انگلیوں کا رخ: جلسہ اور تشہد میں قدموں کو بجانب قبلہ رکھنا کہ دونوں پاؤں کی انگلیاں بجانب قبلہ رہیں۔ سنت ہے عموماً لوگوں سے اس میں بڑی غفلت ہوتی ہے۔ (الشامی)

بیٹھنے کی حالت میں نگاہ کہاں رکھے: بیٹھنے کی حالت میں مسنون و مستحب یہ ہے کہ نگاہ دونوں ہاتھوں کے درمیان گود میں رہے۔ اور انگشت شہادت سے اشارہ کرنا صحیح قول میں سنت ہے کہ نفی کے وقت اٹھائے اور اثبات کے وقت گرادے۔

بلا حلقہ بنائے اشارہ کرنا: حلقہ بنائے بغیر انگشت شہادت کو اٹھانا خلافِ سنت ہے۔ بلا حلقہ اشارہ کرنا خلافِ سنت ہے ثابت بھی نہیں۔

اشارہ صرف دائیں ہاتھ کے انگشت شہادت سے ہوگا۔ بائیں ہاتھ کی انگلی سے نہیں کہ وہ اپنے حال پر رہے گی دونوں ہاتھوں سے ہرگز اشارہ نہیں کیا جائے گا۔ (الشامیہ: ۱/۵۰۹)

اشارہ کرتے وقت انگلی کو ہلایا اور حرکت نہیں دی جائے گی صرف اٹھایا جائے گا۔ (السعایہ: ۲/۲۲۰)

شروع تشہد ہی سے انگلیاں نہ موڑے: شروع ہی سے انگلیاں نہیں موڑیں گے بلکہ احناف کے یہاں جب اشارہ کا وقت آئے گا۔ تب حلقہ بنائیں گے اور انگلیوں کو موڑیں گے۔ (فتح القدیر)

فرض کی تیسری، چوتھی رکعت میں کیا پڑھے: فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کا پڑھنا ① تیسری اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا ② یا تسبیح پڑھنا جو فاتحہ کی مقدار ہو ③ یا خاموش رہنا فاتحہ کی مقدار میں تینوں درست ہے اور جائز ہے سورہ فاتحہ پڑھنا افضل ہے تسبیح کے مقابلے میں اور تسبیح افضل ہے خاموشی کے مقابلے میں۔

اور تسبیح بھی سورہ فاتحہ کے مقدار میں پڑھیں گے۔

البتہ خاموش رہنا بعضوں نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے۔ ہاں تسبیح کا بجائے سورہ فاتحہ کے کسی قول میں مکروہ نہیں۔ (بحرالرائق: ص ۳۲۵)

تیسری، چوتھی رکعت میں سورۃ نہ ملائے: تیسری چوتھی رکعت میں سورہ نہ ملائے یہ خلاف سنت نہیں خلاف اولیٰ ہے۔

یہ حکم صرف فرض نمازوں میں ہے باقی نفل سنت واجب...... میں سورہ فاتحہ مع سورہ کے واجب ہے۔ (بحرالرائق: ص ۳۴۶)

آخری تشہد میں درود شریف: نماز کے آخری تشہد میں درود شریف کا پڑھنا سنت ہے۔

درود میں درود ابراہیمی کا پڑھنا افضل ہے۔ (الشامیہ: ص ۵۱۲)

خیال رہے کہ نماز کے کسی بھی مقام پر درود کا پڑھنا مکروہ ہے۔ مثلاً رکوع اور سجود میں۔ (طحطاوی علی الدر: ۱/ ۲۲۸)

نوافل کے قعدہ اولیٰ میں درود شریف پڑھنے کی اجازت ہے بلکہ مطلوب ہے کوئی ممانعت نہیں۔ (الشامیہ: ص ۵۱۸، شمائل کبریٰ: ۱۸۱)

درود کے بعد دعاؤں کا پڑھنا: دعاؤں کا پڑھنا جو احادیث پاک میں وارد ہے یا قرآن مجید میں مذکور ہے افضل اور بہتر ہے۔

علامہ نجمی نے مسلم کی اس دعا کو افضل قرار دیا ہے۔

"اللھم انی اعوذبک من عذاب جھنم ومن عذاب القبر ومن فتنة المحیاء والممات ومن فتنة المسیح الدجال۔"

(ص ۳۴۹)

آپ ﷺ نے اس دعا کی تعلیم فرمائی:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْماً كَثِیْراً وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔" (طحطاوی: ص ۱۴۹)

نماز کے اندر دعا صرف عربی میں: نماز کے اندر درود کے بعد دعائیں عربی میں مانگی جاسکتی ہیں اس کے علاوہ میں نماز فاسد ہو جائیں گی۔ ہاں نماز کے بعد اختیار ہے جس زبان میں مانگے عربی میں یا اردو وغیرہ۔

عربی میں بھی ایسی دعا نہ مانگے جو انسانی کلام کے مشابہ ہو۔ جیسے "اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ مَالًا اَوْ مَتَاعًا۔" (شرح منیۃ المصلی: ص ۳۳۵)

دعا قرآنیہ میں دعا کی نیت ملحوظ ہو دعا کی نیت نہ کرے۔ تمام امراض سے شفا اور صحت دائمی کی دعا مکروہ اور ممنوع بلکہ حرام ہے۔ نہ نماز کے بعد نہ نماز کے اندر کسی زبان میں۔ (طحطاوی علی الدر: ۱/۳۲۹)

ہاں مطلق دعا مانگی جاسکتا ہے۔ (السعایہ: ص ۲۳۶)

سلام کا مسنون طریقہ: اور دائیں جانب اور بائیں جانب رخ کر کے دو مرتبہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا سنت ہے۔ اور رخسار کو مکمل دائیں بائیں جانب موڑنا یہاں تک کہ دوسرے کو اس کا رخسار نظر آجائے۔ (فتح القدیر: ۳۱۹)

سنت یہ ہے کہ چہرے کو تھوڑا نہ گھمائے بعض لوگ ذرہ سا چہرہ گھما لیتے ہیں اور سلام کر لیتے ہیں۔ خلافِ سنت ہے۔ (الشامیہ: ۱/۵۲۳)

نماز کے سلام میں برکاتہ نہ کہے: نماز کے سلام میں برکاتہ نہ کہے یہ خلافِ سنت اور بدعت ہے۔ (بحرالرائق: ص ۳۵۲)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ادا کرنا سنت ہے اگر کسی نے اس سے کم ادا کر دیا تو سلام تو ادا ہو جائے گا مگر خلافِ سنت ہوگا۔

السلام علیکم ''الف لام'' کے ساتھ سنت ہے: اسی طرح السلام علیکم الف لام کے ساتھ ادا کرنا سنت ہے سلام علیکم کہے گا تو سنت کے خلاف ہوگا۔

(بحر: ص ۳۵۲)

اگر بھولے سے سلام نہ کیا تو: اگر بھولے سے سلام نہیں کیا اور اٹھ گیا۔ تو اس وقت سلام کرے جب تک کوئی کلام نہ کیا ہو۔ قبلہ سے پھرا نہ ہو (الشامیہ: ص ۵۲۵)

اقتداء کا وقت کب تک: خیال رہے کہ امام کے پہلے سلام السلام کے میم تک اقتداء کا وقت رہتا ہے اگر کسی نے جیسے نیت باندھی اور امام کا السلام ادا ہو گیا اور جماعت میں شامل نہ ہوا۔ تو اقتدا درست نہیں ہوگی۔ (طحطاوی علی الدر: ص ۲۳۰)

سلام کرتے وقت امام کا نیت کرنا: اور سلام کرتے وقت امام کا مقتدی حضرات ملائکہ اور صالحین جن کا نیت کرنا سنت ہے۔

مقتدی کی نیت: مقتدی مسجد کے تمام مؤمنین کی بھی نیت کرے۔

(بحرالرائق: ۳۵۳)

اسی طرح کراما کاتبین کی بھی نیت کرے۔ (بحرالرائق: ص ۳۵۳)

ایک حدیث پاک میں ہے کہ ہر مؤمن پر پانچ محافظ فرشتے متعین ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ ۷۰ فرشتے متعین ہیں۔

اور بعض روایت میں ۱۶۰ کی تعداد ہے۔ (بحرالرائق: ص ۳۵۳)

اور مقتدی اپنے سلام میں امام کی نیت کرے گا۔ اور امام بیچ میں ہو تو دونوں

سلام میں اس کی نیت کرے گا۔اور مقتدی کی محافظ فرشتوں کی اور نیک جنوں کی۔

اگر مقتدی امام کے بالکل پیچھے ہو تو پھر دونوں سلام میں نیت کرے گا۔اسی طرح مقتدی سلام میں تمام شرکاء جماعت کی محافظ فرشتوں کی اور صالح جن کی جو نماز میں شریک ہوں یا مسجد میں ہوں نیت اور خیال کرے گا۔

فائدہ: خیال رہے کہ سلام کے وقت ان امور کا خیال اور اس کی نیت عموماً ذہن میں نہیں رہتی۔پس سلام کا وقت آیا جلدی سے سلام پھیر لیا اور فارغ ہو گئے اگر چند مرتبہ بالقصد ذرا اہتمام کر کے اور دھیان دے کر اس طریقہ کو اختیار کیا جائے اور اس سنت کا اہتمام کیا جائے تو پھر مشق ہو جائے گی۔اور سلام کے وقت اس کا خیال آ جائے گا اور اس متروک سنت کے ثواب عظیم کو پانے والا ہو جائے گا۔

منفرد کی نیت: تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے فرشتوں کی نیت کرنا سنت ہے۔

دوسرے سلام کو پست کرنا: دوسرے سلام کا اوّل کے مقابلے میں پست ہونا سنت ہے اتنی ہلکی نہ کرے کہ مقتدی کو آواز نہ آئے۔(بحر الرائق: ص ۳۵۲)

مقتدی کا سلام امام کے ساتھ ہو: مقتدی کے سلام کا امام کے سلام کے ساتھ ہونا سنت ہے یعنی جیسے امام سلام شروع کرے تو مقتدی بھی سلام شروع کر دے تاکہ امام کے ساتھ سلام میں شریک اور مقارنت ہو جائے۔تاخیر نہ کرے۔(طحطاوی: ۱۴۸)

مقتدی دعا یا درود نہ پڑھے بلکہ امام کے ساتھ سلام پھیرے: اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اگر مقتدی کی دعا جو تشہد کے بعد پڑھی جاتی ہے پوری نہیں ہوتی ہے اور امام سلام پھیر دیتا ہے تو یہ جلدی جلدی دعا پوری کرنے لگتے ہیں اور امام کے سلام کے بعد سلام پھیرتے ہیں گو تھوڑی ہی تاخیر سہی یہ خلاف سنت ہے۔ہاں اگر تشہد پورا نہیں کیا اور امام کھڑا ہو گیا تو جلدی جلدی تشہد پورا کرے۔پھر کھڑا ہو جائے۔(طحطاوی علی الدر)

اسی طرح اگر مقتدی نے درود بھی پورا نہ کیا ہو کہ امام سلام پھیرے تو مقتدی درود پورا کرنے کے بجائے سلام پھیرے۔

سلام پھیرنے کی ترتیب: سلام کی یہ ترتیب سنت ہے کہ پہلے دائیں جانب پھر بائیں جانب سلام پھیرے اگر کسی نے بھول کر پہلے بائیں سلام کیا پھر دائیں جانب کیا تو اب پورا سلام نہیں لوٹائے گا بلکہ صرف دائیں طرف سلام پھیرے گا کافی ہے۔

(الشامی ص ۵۲۴)

اگر دایاں سلام تو پھیر لیا مگر بایاں بھول گیا تو ایسی صورت میں اگر گفتگو نہیں کی قبلہ رخ سے منہ نہیں پھیرا تو دوسرا سلام کرسکتا ہے ورنہ نہیں۔ (طحطاوی ص ۱۴۹)

مسبوق اپنی رکعت کب پوری کرے: سنت ہے کہ مسبوق اپنے امام کے سلام پھیرنے کا انتظار کرے (مسبوق یعنی جس کی ایک دو رکعت چھوٹ گئی ہو) گا۔ اس کے لئے سنت یہ ہے کہ امام کی آواز سنتے ہی فوراً کھڑا نہ ہو جائے بلکہ دونوں سلام سے فارغ ہونے کے بعد اپنی رکعت پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو۔ اسے دوسرے سلام کا انتظار کرنا سنت ہے۔ (الشامیہ ص ۳۷۷)

مسبوق دوسرے سلام کا انتظار کیوں کرے: دوسرے سلام کا مسبوق اس لئے انتظار کرے کہ ایسا نہ ہو کہ پہلا سلام سہو کا ہو اور پھر مسبوق کو سجدہ سہو میں شامل ہونا پڑے۔

بیشتر مسبوق امام کے پہلے سلام کے بعد ہی کھڑے ہو جاتے ہیں دوسرے سلام کا انتظار ہی نہیں کرتے۔ بلکہ امام کے سلام کی آواز سنتے ہی رکعت مکمل کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں یہ خلاف سنت مکروہ تحریمی ہے۔ (طحطاوی ص ۱۵۰)

عذر پر مسبوق جلدی نماز پوری کرسکتا ہے: ہاں اگر وقت تنگ ہو یا وقت کے ختم ہونے کا اندیشہ ہو یا بھیڑ ازدحام لوگوں کے گزر جانے سے اذیت اور

نماز کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو جلدی سے سلام پھیر کر فارغ ہو سکتا ہے۔ (طحطاوی، ص ۱۵۰)

سلام کے بعد دعا: امام کا ظہر مغرب عشاء میں اللھم انت السلام ......الخ کے بقدر مانگنا۔ اس سے زیادہ مانگنا مکروہ ہے۔

اس طرح کرنا خلاف سنت ہے بعض امام حضرات مقتدیوں کی خوشی کے لئے ...... کرتے ہیں۔

فجر اور عصر میں بیٹھنے کی اجازت ہے: ہاں فجر اور عصر میں اجازت ہے۔

جن نمازوں کے بعد سنت نہیں جیسے فجر عصر اس کے بعد دائیں بائیں مڑ کر دعا وظائف کرنا سنت ہے۔ (مراقی الفلاح: ص ۱۷۱)

جن نمازوں کے بعد سنت نہیں تو: جن نمازوں کے بعد سنت ہے ان نمازوں کے بعد قبلہ رخ ہی مختصر دعا کرنا۔ اور اپنی جگہ سے ہٹ کر امام اور مقتدی کا سنت اور نوافل میں مشغول ہونا ہے، اور جن نمازوں کے بعد سنت نہیں ہے عصر اور فجر یہاں مقتدی کی جانب رخ کر کے وظائف اور مثلاً آیۃ الکرسی تسبیح فاطمی وغیرہ پڑھنا سنت ہے۔

جو لوگ ہر نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف نگاہ کر کے دعا کرتے ہیں ثابت نہیں ہے۔ (الشامیہ: ۱/۵۳۱)

فرائض اور سنتوں کے درمیان گفتگو: فرائض کے بعد کی سنتوں میں بلا کلام و گفتگو کے سنت کا ادا کرنا مسنون ہے۔ اس کے خلاف ثواب کی کمی کا باعث ہے۔ (طحطاوی: ص ۱۷۱)

عورتوں کی نماز اس طرح ہوگی

❶ عورتوں کو نماز شروع کرنے سے پہلے پورے جسم کا ڈھانکنا ضروری ہے صرف

چہرہ دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم کھلے رہ سکتے ہیں بعض عورتوں کی کلائیاں، سر کے بال کھلے رہ جاتے ہیں اس میں نماز نہیں ہوتی۔

۲ عورتوں کو ہاتھ کندھے تک ہی اٹھانا سنت ہے۔

۳ دونوں ہاتھ دوپٹے یا چادر کے اندر ہی کندھے تک اٹھائے گی دوپٹے یا چادر سے باہر نہیں نکالیں گی۔

۴ عورتیں ہاتھ سینے پر باندھیں گی دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھیں گی۔

۵ رکوع میں عورتیں پیٹھ اور کمر برابر نہیں کریں گی بلکہ تھوڑا سا جھکے گی۔

۶ رکوع میں عورتیں گھٹنوں پر، انگلیاں ملی ہوئی رکھے گی کھلی اور کشادہ نہیں رکھیں گی۔

۷ رکوع میں پاؤں بالکل سیدھا نہیں رکھے گی بلکہ گھٹنوں کو آگے کی طرف کر کے جھکی رکھیں گی۔

۸ رکوع میں عورتوں کے بازو پہلو (بغل) سے ملی اور لگی رہیں گی علیحدہ نہیں رہیں گی۔

۹ دونوں پیر بھی قریب ملے رہیں گے قدم کے درمیان فاصلہ اور فرق نہ رہے۔

۱۰ رکوع میں دونوں گھٹنے بھی قریب قریب ملے رہیں گے۔

۱۱ عورتیں سجدے میں جاتے ہوئے سینہ جھکاتی ہوئی جائیں گی۔

۱۲ عورتیں سجدے کی حالت میں تمام عضو کو ایک دوسرے سے ملا کر اور لگا کر رکھیں گی۔

یعنی پیٹ ران سے بازو پہلو سے مل جائے، اسی طرح تمام اعضاء ایک دوسرے سے ملے رہیں گے۔

۱۳ کہنی بازو سمیت زمین پر بچھا دیں گی۔

۱۴ بیٹھنے کی حالت میں اپنے پیروں کو داہنے جانب نکال کر سرین پر بیٹھیں گی یعنی سرین زمین پر رکھ دیں گی اور دائیں پیر کی پنڈلی کو بائیں پیر پر رکھیں گی اور بائیں کولہے پر بیٹھیں گی۔

۱۵ دو سجدوں کے درمیان اور تمام تشہد میں خواہ اوّل ہو یا آخر اسی طرح بیٹھیں گی۔

۱۶ سجدے میں اور بیٹھنے کی حالت میں انگلیاں ایک دوسرے سے ملی رہیں گی ان کے درمیان کشادگی نہ رہے گی۔

۱۷ فجر کی نماز عورتوں کی صبح صادق کے بعد جلد اندھیرے میں پڑھنا مسنون ہے۔

۱۸ عورتوں کو نماز میں زور سے قرأت کرنا ممنوع ہے۔

۱۹ عورتوں کی جماعت مکروہ ہے خواہ فرائض کی ہوں یا نوافل کی ہوں۔

۲۰ عورتوں کو مسجد میں تنہا یا شریک جماعت ہو کر نماز پڑھنا ممنوع ہے۔

(شامی: ۱/۵۰۳، البحرالرائق)

۲۱ عورتیں تراویح کی نماز گھروں میں جماعت کے ساتھ مرد کے پیچھے پڑھ سکتی ہیں۔

سجدہ سہو کے متعلق آپ ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات کا بیان

ابی خثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کو نماز میں سہو بھی ہو جاتا۔ (صحیح ابن خزیمہ: ص۱۳۶)

آپ بھول جاتے تو سجدہ سہو ادا فرماتے: حضرت مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (پانچ رکعت پڑھانے پر) لوگوں نے آپ ﷺ سے کہا ۵ رکعت

پڑھائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سجدے کئے اور سلام پھیرا اور فرمایا میں بھی ایک انسان ہوں بھولتا ہوں جس طرح تم بھولتے ہو۔ (ابن خزیمہ ۱۲۳)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز میں تین رکعت پر سلام پھیر دیا..... پھر آپ نے اس رکعت کو پورا کیا جو چھوٹ گئی۔ سلام کیا پھر دو سجدہ سہو ادا کئے پھر نماز کا سلام پھیرا۔ (ترمذی ص ۹۰)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۵ رکعت نماز پڑھی کہا گیا کہ نماز میں زیادتی ہوگئی کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اور دو سجدے ادا کئے۔ (ابن خزیمہ ص ۱۳۱)

بھول جانے پر کم کا اعتبار کرے: حضرت عبدالرحمن بن عوف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو نماز میں بھول ہو جائے نہیں معلوم کہ ایک پڑھی ہے یا دو پڑھی ہے تو ایک سمجھ کر پوری کرے اور اگر شبہ ہو جائے دو ہیں یا تین تو دو سمجھ کر پوری کرے۔ ۳ اور ۴ میں شبہ ہو جائے تو ۳ پر بنا کرے اور سلام سے قبل دو سجدے کرے۔ (طحاوی ۱/۲۵۱)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام (یا مقتدی) دو رکعت پر کھڑا ہونے لگے اگر یاد آ جائے پوری طرح کھڑا ہو جانے سے پہلے تو بیٹھ جائے اگر پورا کھڑا ہو جائے تو نہ بیٹھے اور دو سجدہ سہو کرے۔ (سنن دارمی ص ۳۷۸)

مقتدی کو اگر سہو ہو جائے تو خود سجدہ نہ کرنا سنت ہے۔ اگر مقتدی کو سہو ہو جائے تو اس پر سجدہ سہو نہیں بلکہ امام اس کے لئے کافی ہے۔ (سنن کبریٰ ص ۳۵۲)

اگر سمع اللہ کے بجائے اللہ اکبر کہہ دیا تو سجدہ سہو نہیں۔ (مسند عبدالرزاق ص ۳۲۸)

فائدہ: چونکہ یہ کہنا سنت ہے اور سنت کے سہو پر سجدہ سہو نہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پانچ رکعت پڑھا دی تو سجدہ سہو کیا۔ (بخاری و مسلم: ص ۱۶۳)

اس سے معلوم ہوا کہ زائد ہو جانے پر سجدہ سہو کرے فقہاء نے بیان کیا ہے کہ ایک رکعت ملا دے تا کہ چار فرض، اور دو نفل ہو جائے بشرطیکہ چوتھی کے تشہد کے بعد بھولے سے اٹھا ہو۔

سجدہ سہو کے بعد تشہد پڑھ کر پھر نماز کا سلام پھیرنا سنت ہے۔ (ترمذی: ص ۹۰)

وتر میں دعائے قنوت چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کرنا لازم ہے (سنن کبریٰ: ۲/۳۵۰)

نماز میں اِدھر اُدھر کی بات آ جائے۔ ذہن منتشر ہو جائے تو سجدہ سہو نہیں ہے۔ (بخاری: ص ۷۹۴)

اگر سجدہ سہو واجب تھا اور بھول گیا۔ سجدہ کرنا یاد نہ آیا اور اٹھ گیا اور گفتگو نہ کی ہو۔ تو فوراً بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کرے بشرطیکہ گفتگو نہیں کی ہو۔ (عبدالرزاق: ۲/۳۲۳)

مکروہات اور ممنوعات نماز کے سلسلہ میں آپ کی پاکیزہ تعلیمات کا بیان

نماز میں انگلیوں کو چٹخانا خلافِ سنت ہے:

❶ انگلیوں کو خواہ کھینچے یا دبائے جس سے آواز نکلے مکروہ ہے شامی میں ہے کہ مکروہ تحریمی ہے۔ (ص ۶۳۲)

کمر پر ہاتھ رکھنا منع ہے:

❷ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنے کے متعلق فرمایا کہ یہ اہل جہنم کی راحت کی صورت ہے۔ (ابو داؤد: ص ۱۳۶)

۳ بالوں کی چوٹیاں بنا کر مردوں کو نماز پڑھنا منع ہے۔ (مجمع: ص ۸۶)

۴ منہ بند کر کے نماز پڑھنا خلافِ سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۹۴)

۵ رومال کو اس طرح باندھ کر نماز پڑھنا کہ منہ بند ہو جائے مکروہ ہے۔

۶ مسجد کے محراب میں نماز مکروہ ہے۔ (مجمع الزوائد: ۱۴۸)

۷ امام کا اونچائی پر اور مقتدی کا نیچے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ (ابوداؤد: ۸۸)

۸ ناک و آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا خلافِ سنت ہے۔ (مجمع: ۲/۸۲)

۹ شدید بھوک کی حالت میں نماز مکروہ ہے۔ (بخاری: ص ۹۲)

۱۰ سامنے یا بغل میں تصویر جاندار کی ہو تو نماز مکروہ ہے۔ (ترمذی: ۲/۱۰۸)

۱۱ خوشنما چمکیلے رنگین کپڑے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (بخاری: ج ۲/۸۶۵)

۱۲ چلا کر خوب زور سے قرأت کرنا خلافِ سنت ہے۔ (مطالب عالیہ: ۱/۹۴۷)

۱۳ کرتے یا کپڑے کو نماز میں سمیٹنا خلافِ سنت ہے۔ (بنایہ: ص ۴۵۵)

۱۴ کسی کپڑے کو بلا باندھے لٹکا کر نماز پڑھنا خلافِ سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۹۴)

۱۵ اونگھ کی حالت میں نماز پڑھنا خلافِ سنت ہے۔ (ترمذی: ۸۱)

۱۶ رکوع اور سجدہ میں قرآن کی کسی آیت کا پڑھنا خلافِ سنت ہے۔ (مجمع: ص ۸۵)

۱۷ نماز میں جمائی لینا خلافِ سنت ہے۔ (مجمع: ۸۶)

۱۸ نماز میں جسم کے کسی بھی عضو کو ہاتھ لگاتے رہنا اور کھیلنا خلافِ سنت ہے (یعنی خارش وغیرہ کی صورت میں)۔ (بنایہ: ص ۴۴۳)

۱۹ نماز میں ہنسنا خلافِ سنت ہے۔ (کنز العمال: ۸/۱۹۹)

۲۰ پیشاب کے تقاضا کے وقت نماز مکروہ ہے۔ (ابوداؤد: ص ۱۲)

۲۱ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں جوڑنا خلافِ سنت ہے۔

کعب بن عُجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جس نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو جوڑ کر ملا رکھا تھا آپ نے اس کی انگلیاں

کھول دیں۔ (ابن ماجہ: ۶۸)

۲۲ انتہائی میلے کچیلے کپڑوں میں نماز پڑھنا خلافِ سنت ہے۔ (مجمع: ص ۵۱)

۲۳ عورتوں کے کپڑوں میں نماز پڑھنا خلافِ سنت ہے۔ (ترمذی: ۱۶۱)

۲۴ نماز میں انگڑائی لینا خلافِ سنت ہے۔ (کنز العمال: ۷/۵۱۵)

۲۵ نماز میں داڑھی کے بالوں کو چھونا اور خلال کرنا خلافِ سنت ہے۔ (اعلاء: ص ۱۲۰)

۲۶ قبلہ رخ تھوکنا خلافِ سنت ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو سامنے نہ تھوکے اور نہ دائیں جانب بلکہ بائیں جانب اگر خالی ہو (کوئی نہ ہو) یا بائیں پیر کے نیچے تھوک کر رگڑ دے۔ (ابوداؤد: ص ۶۸)

۲۷ مسجد کے کسی خاص حصہ کو نماز کے لئے متعین کرنا خلافِ سنت ہے۔

(ابوداؤد: ص ۱۲۵)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ مسجد کے کسی حصہ اور جگہ کو خاص کر لینا وہیں پر نماز پڑھے اور عادت بنالے یہ مکروہ ہے مسجد کے تمام حصے برابر ہیں۔

چنانچہ بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ مسجد کے کنارے کو منتخب کر لیتے ہیں اور بلا اوقات وہاں کپڑا وغیرہ رکھ دیا کرتے ہیں یا کوئی مصلیٰ پڑا رہتا ہے تاکہ کوئی دوسرا اس جگہ نہ آئے یہ پڑا رکھنا اور جگہ کو مقید کر لینا یہ بھی درست نہیں اس سے آپ نے منع فرمایا ہے ہاں صف اول کا اہتمام امام کے قریب کا اہتمام یہ مکروہ نہیں ہے یہ جگہ کی تعیین نہیں ہے بلکہ فضیلت کے حصول کا اہتمام ہے۔

ریاض الجنۃ میں اور اس کے ستونوں کے قریب اجازت مستحب ہے۔

(اعلاء السنن: ۵/۱۰۹)

۲۸ ٹخنوں کے نیچے کپڑے کا ہونا مکروہ تحریمی خلافِ سنت ہے۔

خشوع اور خضوع کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اسوہ کا بیان

نماز میں خشوع اور خضوع سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ۲/۸۰)

حضرت عبداللہ بن رافع کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ کا قول ''اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ'' کا مطلب پوچھا گیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا خشوع فی القلب دل کا خشوع ہے، اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے بازو کو مسلمان کے لئے نرم رکھو اور یہ بھی ہے کہ (نماز میں) اِدھر اُدھر نگاہ کرنے سے بچو۔

(سنن کبریٰ: ص ۲۷۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اپنے سر کو آسمان کی طرف کرتے وحی کا انتظار فرماتے۔ اور آنکھوں سے اِدھر اُدھر دیکھ لیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ''قد افلح المؤمنون الذین هم فی صلاتهم خاشعون'' نازل فرمائی۔ ابن عون نے سر جھکا کر دکھایا۔ (سنن کبریٰ: ۲/۲۸۳)

جب بندے کی توجہ رہتی ہے تو اللہ بھی متوجہ رہتا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک نماز میں بندے کی توجہ رہتی ہے اللہ تعالیٰ بھی متوجہ ہوتا ہے جب بندے کی توجہ ہٹ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی توجہ بھی ہٹ جاتی ہے۔

(ابوداؤد: ص ۲۲۱)

بلا خشوع و اطمینان کے نماز قبول نہیں: امام غزالی قرطبی اور دوسرے بعض آئمہ نے فرمایا نماز میں خشوع فرض ہے اگر پوری نماز بلا خشوع کے گزر جائے تو نماز نہیں ہوگی۔ (معارف القرآن: ۲/۲۹۶)

بلا خشوع و خضوع نماز پڑھنے پر وعید: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

روایت ہے کہ جو خضوع بھی صحیح نہ کرے رکوع سجدہ بھی صحیح نہ کرے خشوع اور خضوع سے نہ پڑھے وہ نماز سیاہ کالی نمودار ہوتی ہے اور بددعا دیتے ہوئے کہتی ہے جس طرح تو نے مجھ کو ضائع کیا برباد کیا اس طرح خدا تجھے برباد کرے۔ پھر وہ نماز پرانے کپڑے کی طرح نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔ (ترغیب:۱/۲۲۹)

نماز میں آپ ﷺ کی کیفیت: آپ ﷺ نماز میں ہانڈی کے ابلنے کی طرح روتے۔ (ابوداؤد: ص ۱۳۰)

کبھی اس قدر روتے کہ گلیوں میں آواز سنائی دیتی۔ (اتحاف السادۃ:۳/۲۳)

نماز میں رو رہے تھے بدر کے موقع پر ایک درخت کے نیچے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ (ترغیب:۲/۲۵۲)

جمائی کو پسند نہ فرماتے: آپ ﷺ نماز میں جمائی کو پسند نہ فرماتے۔

(مجمع الزوائد: ص ۸۶)

نماز میں جمائی اور کھانسی شیطان کے اثر میں سے ہے: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نماز میں جمائی کا آنا کھانسی کا آنا شیطان کے اثر سے ہوتا ہے۔ (مجمع الزوائد:۲/۸۶)

آپ ﷺ نماز میں پیشانی کو نہ جھاڑتے۔

نماز رد کردی جاتی ہے: آپ ﷺ فرمایا کرتے جو نماز پڑھتا ہے اور ادھر اُدھر رخ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی نماز رد کردیتے ہیں۔ (مجمع:۲/۸۱)

جب نماز پڑھو تو کیا دھیان رکھو: حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب نماز پڑھو تو گویا کہ آخری نماز پڑھو اس شخص کی طرح جسے گمان ہو کہ اب اس کے بعد نماز کا موقع نہیں ملے گا۔

(اعلاء السنن:۳/۱۷۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ نماز اس طرح پڑھو گویا آخری نماز ہے اور تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔ پس اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تم کو دیکھ رہا ہے۔ (اعلاء السنن)

نماز میں خشوع وخضوع: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تم کو یہ حدیث بیان کرتا ہوں سب سے پہلے جو چیز اٹھائی جائے گی وہ خشوع ہوگا۔ عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ تم دیکھو گے جب جامع مسجد میں داخل ہوں گے تو ایک آدمی بھی خشوع کے ساتھ نماز پڑھنے والا نہیں پاؤ گے۔ (ترمذی: ۳/۹۴)

خشوع خضوع کے اعتبار سے آپ ﷺ نے فرمایا جب آدمی نماز سے فارغ ہو جاتا ہے تو کسی کے لئے ثواب کا دسواں حصہ کسی کے لئے نواں حصہ کسی کو پورا حصہ کسی کو چوتھا تہائی آدھا حصہ لکھا جاتا ہے۔ (ترغیب ص ۳۴۱)

خشوع اور خضوع سے نماز پڑھنے پر نماز دعائے حفاظت کرتی ہے۔

(ترغیب: ۳۳۹)

حضرت محمد بن نصر مشہور محدث ہیں نماز میں بھڑ نے پیشانی پر کاٹا۔ خون بھی نکل آیا مگر نہ حرکت ہوئی نہ خشوع خضوع میں فرق آیا۔ نماز میں لکڑی کی طرح بے حرکت کھڑے رہے۔ (فضائل: ص ۶۷)

حضرت علی کا واقعہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مشہور قصہ ہے کہ لڑائی میں جب تیر لگ جاتا تو نماز میں نکالا جاتا۔ چنانچہ ایک مرتبہ ان میں تیر گھس گیا لوگوں نے نکالنے کی کوشش کی مگر نہ نکل سکا۔ آپس میں مشورہ کیا گیا کہ جب نماز میں مشغول ہو جائیں گے تب نکال لیں گے جب آپ نے نفلیں شروع کر دیں تو لوگوں نے اس کو زور سے کھینچ لیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو آس پاس مجمع دیکھ کر فرمایا کیا تیر نکالنے کے واسطے آگئے ہو۔ لوگوں نے عرض کیا وہ تو ہم نکال چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے خبر ہی نہیں ہوئی۔ (حکایات صحابہ: ص ۸۵)

سجدہ تلاوت کے بارے میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

جب سجدہ تلاوت آجائے تو سجدہ کرنا سنت ہے۔ (بخاری: ۱/۱۴۷)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو "ص" میں سجدہ کرتے دیکھا۔ (ابوداؤد: ص ۲۰۰)

جو سجدہ تلاوت کی آواز سنے اس پر بھی سجدہ واجب ہے۔ (ابوداؤد: ص ۲۰۰)

اگر امام نے سجدہ پڑھا مقتدی نے نہیں تب بھی اقتدا کی وجہ سے سجدہ واجب رہے گا۔ (بنایہ ۲/۷۱۷)

خیال رہے کہ سجدہ تلاوت میں سجدہ کرتے وقت تکبیر کہنا سنت ہے۔

(ابوداؤد: ص ۲۰۰)

سجدہ تلاوت کے لئے وضو ضروری ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ کوئی سجدہ نہ کرے مگر وضو کی حالت میں۔ (فتح الباری: ۲/۴۶۷)

سجدۂ تلاوت فجر کے بعد طلوع الشمس سے قبل اور عصر کے بعد غروب سے قبل کیا جاسکتا ہے۔ (اعلاء: ص ۲۲۷)

سجدۂ تلاوت کی مسنون دعا. آپ ﷺ سجدہ تلاوت میں یہ دعا پڑھتے اور بار بار پڑھتے:

"سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ."

اور بیہقی کی روایت میں اس کے بعد فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ بھی ہے۔ (ابوداؤد: ص ۲۰۰)

اس سے یہ مسئلہ واضح ہوا کہ اگر تنہا سجدہ تلاوت کرے تو یہ دعا پڑھے۔ اگر امام کے ساتھ ہے تو سبحان ربی الاعلیٰ ہی بہتر ہے۔ (اعلاء السنن: ۷/۲۲۲)

سترہ کے سلسلے میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

نماز کے لئے آگے سترہ کا استعمال سنت ہے۔ (بخاری)

سترہ کا حکم فرماتے اور اس کی ترغیب دیتے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے چہرے کی سیدھ میں ایک سترہ رکھے اگر نہ پائے تو عصا رکھ لے، اگر یہ بھی نہ پائے تو ایک لکیر کھینچ لے پھر سامنے سے گزرنے والے سے کوئی حرج نہیں ہوگا۔ (ابوداود: ص ۱۰۰)

آپ ﷺ نے فرمایا بغیر سترہ کے نماز مت پڑھو اور نہ اپنے آگے سے کسی کو گزرنے دو۔ (کنز العمال: ۷/ ۳۵۴)

سترہ قریب رکھے: آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سترہ کی جانب نماز پڑھے تو اسے اپنے قریب رکھے۔

نماز میں گزرنے والے کو ہاتھ کے اشارے سے منع کرنا سنت ہے۔

(ابن ماجہ: ص ۳۳۸)

آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ستون یا کسی شیٔ کی جانب نماز پڑھے تو بالکل آنکھ کی سیدھ میں نہ رکھے بلکہ بائیں بھنویں کی جانب رکھے (بنایہ: ۳۳۸)

ہدایہ میں ہے کہ گزرنے والے کو ہاتھ سے روکے اور یہ بھی اختیار ہے کہ سبحان اللہ کہے، ہاں دونوں جمع نہ کرے۔ (فتح القدیر ۱/ ۲۰۸)

خیال رہے کہ اگر نہ روکے اور اطمینان سے نماز پڑھتا رہے تو یہ بھی درست ہے۔

سترہ کیسا ہو: آپ ﷺ نے نماز پڑھی مقام بطحاء پر اور آپ ﷺ کے سامنے نیزہ (کا سترہ) تھا جو ایک ذراع کے برابر تھا اور ایک انگل کے برابر موٹا

تھا۔ (النسایہ: ۲۳۰)

آپ ﷺ سواری اونٹ وغیرہ کو سامنے رکھ کر سترہ بنا لیتے (ابوداؤد: ص ۱۰۰)

لہٰذا اس اعتبار سے سفر میں اٹیچی، جھولا، بیگ وغیرہ کو سامنے رکھ کر بآسانی سترہ بنایا جا سکتا ہے حتیٰ کہ اگر اونچی چیز نہ ہو تو لوٹا وغیرہ بھی سامنے رکھ کر سترہ بنایا جا سکتا ہے اگر یہ بھی نہ ہو تو خط ہی کھینچ لے تاکہ سترہ کی برکت سے ذہن انتشار سے بچ جائے۔

بغیر سترہ کے نماز پڑھنا: کبھی بغیر سترہ کے بھی نماز پڑھنا سنت ہے۔

(الفتح: ۳/ ۱۳۵)

مسجد حرام میں سترہ کی ضرورت نہیں اور نمازی کے آگے گزرنا اور نماز پڑھنا جائز ہے۔ (مجمع: ۲/ ۶۳)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ رات میں نفل پڑھ رہے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سامنے قبلہ رخ چوڑان میں سوئی ہوئی رہتیں۔ (الفتح الربانی: ص ۱۴۱)

اگر بیوی حائضہ ہو اور سامنے سوئی ہوئی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (بخاری: ص ۴۷)

سترہ لگانے کی صورت میں شیطان حائل نہیں ہوتا۔ (کنز العمال: ۱/ ۲۵۵)

امام کا سترہ مقتدی کے لئے کافی ہے۔ (بخاری: ص ۱۳۳)

سترہ لگانے کے بعد گزرنے والے سے کوئی حرج نہیں ہوگا۔ (مسلم: ص ۱۹۵)

آپ ﷺ نے سونے اور بات کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ (مجمع: ص ۲۶)

نمازی کے آگے سے گزرنے پر وعید: آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم کو یہ بات معلوم ہوئی کہ اپنے بھائی کے آگے سے گزرنا کتنا بڑا گناہ ہے جبکہ وہ نماز میں

ہو تو تم سو سال کھڑا رہنا بہتر سمجھتے اس کے آگے سے گزرنے سے۔ (ابن ماجہ: ص ٦٧)
چالیس سال کھڑا رہنا بہتر ہے نمازی کے آگے سے گزرنے سے (بخاری: ٧٣)
زمین میں دھنس جانا بہتر ہے اس سے کہ تم نمازی کے آگے سے گزر جاؤ۔
(مشکوۃ: ص ٧٤)

نمازی کے آگے گزرنے سے نماز فاسد یا خراب نہیں ہوتی۔ (نسائی: ص ١٢٣)

جماعت کے سلسلے میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

صبح اور عشاء کی نماز میں تاکید: آپ ﷺ مسجد میں جماعت کی تاکید فرماتے خاص کر صبح اور عشاء میں زور دیتے۔ (کشف الغمہ: ص ٦٢)

نماز کی طرف تیزی سے قدم اٹھانا: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ نماز کے لئے (جماعت) چل رہا تھا اور آپ تیزی سے قدم اٹھا رہے تھے۔ (سبل الہدیٰ: ٨/١٩٠)

جماعت کا ثواب: آپ ﷺ نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب تنہا پڑھنے سے ٢٧ گنا زیادہ ہے۔ (بخاری و مسلم)
جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب ٢٥ گنا زیادہ ہے تنہا کے پڑھنے سے۔
(بخاری، مسلم)

حافظ ابن حجر نے بیان کیا ہے کہ اولاً اللہ تعالیٰ نے ٢٥ گنا زیادہ ثواب رکھا ہو۔ پھر ٢٧ درجہ کر دیا ہو مزید یہ بھی احتمال ہے کہ فجر اور عشاء میں ٢٧ اور باقی میں ٢٥۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ نمازیوں کے کمی بیشی یا مسجد کے قرب و بعد کا یہ فرق ہو۔
(فتح الباری: ٢/١٣٢)

حافظ نے بیان کیا ہے اس اعتبار سے جماعت کے شرکاء میں سے ہر ایک کو ٢٦

یا ۲۸ نمازوں کا ثواب ملے گا۔
حافظ ابن حجرؒ نے بیان کیا ہے کہ اگر مسافر جنگل بیابان وغیرہ میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے اور رکوع سجدہ بھی اچھی طرح ادا کرے تو ثواب ۵۰ گنا زیادہ ہو جاتا ہے۔ (فتح الباری: ۲/۱۳۴)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے لئے کھڑے ہوئے میں بھی اٹھا اور آپ کے ساتھ وضو وغیرہ کر کے شریک ہوگیا۔ تو میں آپ کے بائیں جانب کھڑا ہوا تو آپ نے میرا سر پکڑا اور اپنے دائیں جانب کر دیا۔ (بخاری: ۹۷)

(۳) تین آدمی ہو تو جماعت کرنا سنت ہے۔ (نسائی: ص ۱۳۵)

عورتیں کہاں کھڑی ہوں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں عورتوں کو مردوں کے پیچھے رکھو (آخر میں) جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو مردوں کے بعد درجہ دیا۔ (فتح القدیر: ۱/۲۹۰)

امام بخاری نے باب قائم کیا ہے کہ صلاۃ النساء خلف الرجال جس سے وہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ عورتیں مردوں کے پیچھے رہیں گی۔ (بخاری: ص ۱۲۰)

چنانچہ علامہ ابن عبدالبر نے اس پر اہل علم کا اجماع نقل کیا ہے کہ عورتیں دائیں بائیں کھڑی نہ ہوں گی بلکہ مردوں کے پیچھے کھڑی ہوں گی اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ (استذکار جلد ۵ ص ۳۲۸)

لہٰذا مسجد حرام میں جو عورتیں مردوں کے بیچ میں کھڑی ہو جاتی ہیں یہ کسی کے نزدیک درست نہیں۔ مسلک حنفی کے حضرات کو اس سے ضرور احتراز کرنا چاہئے۔ کوئی عورت بغل میں نہ آ جائے اگر آئے تو جگہ بدل دے تاکہ نماز صحیح ہو جائے۔

جس نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی پھر صبح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی گویا اس نے پوری رات عبادت میں گزاری۔ (مسلم: ۱/۲۳۲)

نماز فجر کی فضیلت: جو صبح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہتا ہے۔ (مجمع: ص ۴۱)

حضرت ابو اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو وضو کرے اور فجر کی دو رکعت سنتیں پڑھے اور پہلے سے بیٹھا رہے یہاں تک کہ فجر کی نماز پڑھے اس کی نماز اس دن ابرار کی نماز ہوگی۔ اور اس کا وفد رحمٰن کے وفد خصوصی لوگوں میں ہوگا۔ (مجمع: ۱/۴۱)

ہمارے اور منافقین کے درمیان فرق: آپ ﷺ نے فرمایا ہمارے اور منافقین کے درمیان فرق صبح اور عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا ہے۔
(بیہقی: ص ۵۹۳)

کونسی نماز منافق پر بھاری ہوتی ہے: ایک دن آپ نے پوچھا فلاں حاضر ہے کہا نہیں فرمایا آپ ﷺ نے یہ دو نمازیں عشاء اور فجر منافقین پر بہت بھاری ہوتی ہیں۔ (بیہقی: ۷/۶۸)

بغیر جماعت کی نماز پر وعید: آپ ﷺ نے فرمایا۔ منافقین پر عشاء اور فجر کی نماز بہت گراں ہے میں ارادہ کرتا ہوں کہ اپنے جوانوں کو حکم دوں کہ وہ لکڑیاں جمع کریں پھر کسی کو نماز پڑھانے کے لئے کھڑا کردوں پھر جو مرد گھروں میں ہیں ان کے گھروں کو آگ لگادوں۔ (مسلم: ۱/۲۳۲)

جماعت سے پیچھے رہنے والے منافق ہی ہوتے ہیں (مریض بھی) دو آدمیوں کے سہارے گھسٹتے ہوئے جماعت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ (فتح الباری: ص ۱۲۷)

جنت واجب: جو شخص پانچوں نمازیں جماعت کے ساتھ چالیس دن تک (مسلسل) تکبیر اولیٰ کے ساتھ پڑھے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔
(کنز العمال: ۷/۵۶۵)

آپ ﷺ نے فرمایا جو چالیس دن مسلسل جماعت سے تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھے اس کے لئے دو براءتیں لکھی جائیں گی۔ ① دوزخ سے ② نفاق سے۔

(ترمذی: ص ۵۶)

دوڑ کر آنا منع ہے: نماز کے لئے دوڑ کر آنا آپ ﷺ نے منع فرمایا۔

(نسائی: ص ۱۳۸)

ہاں اقامت ہو رہی ہو تکبیر اولیٰ کے نکل جانے کا خوف ہو تو تیز چل کر آ سکتا ہے۔ (شرح مہذب: ص ۲۰۷)

قریبی مسجد میں نماز پڑھنا سنت ہے۔ (کنز العمال: ص ۶۵۹)

ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس رہا اور قریب ہر دن یہ پوچھتا کہ اس شخص کے بارے میں کہ جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا ہے مگر جمعہ اور جماعت میں شریک نہیں ہوتا اس کا کیا انجام ہوگا۔ فرمایا: "جہنم"۔

(ابن عبد الرزاق: ص ۵۱۹)

مسجد کے پڑوسی کی نماز گھر میں نہیں۔ (بیہقی: ۳/ ۵۷)

مسجد کا پڑوسی کون: مسجد کا پڑوسی وہ ہے جو مسجد کی اذان سنے۔

(سنن کبریٰ: ۳/ ۵۷)

نابینا کے لئے حکم: آپ ﷺ کی خدمت میں ایک نابینا نے عرض کی کہ: میں اذان سنتا ہوں اور کوئی لانے والا نہیں پاتا ہوں کیا گھر ہی میں نماز پڑھ لوں تو آپ ﷺ نے فرمایا اذان سنتے ہو نا۔ کہا ہاں۔ اس پر آپ نے فرمایا جب اذان سنتے ہو تو مسجد آؤ۔ (بیہقی: ۳/ ۵۸)

جماعت میں شریک نہ ہو سکے تو کیا کرے: اگر کبھی جماعت میں شریک نہ ہو سکے تو اہل وعیال کے ساتھ جماعت کرنا چاہئے۔ (مجمع الزوائد: ص ۴۵)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صاحب آئے اور

آپ ﷺ نماز پڑھ چکے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ بتاؤ کون اس کے ساتھ تجارت (دینی نفع حاصل کرنا) چاہتا ہے چنانچہ ایک شخص تیار ہوا اس کے ساتھ اس نے نماز پڑھی۔ (ترمذی: ص۵۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ جب آپ ﷺ کا (مرض الوفات) میں مرض سخت ہوگیا تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کے لئے کہا (اور آپ گھر میں نماز پڑھنے لگے)۔ (بخاری: ۱/۹۴)

آپ مرض میں کچھ خفت پاتے تو آدمیوں کے سہارے مسجد میں جاتے۔ (بخاری: ص۹۱)

جب سخت بارش اور ٹھنڈک کی رات ہوتی تو آپ ﷺ موذن کو حکم دیتے کہ وہ یہ کہہ دے کہ اپنے کجاوہ (اپنی اپنی جگہ) لوگ نماز پڑھ لیں۔ (بخاری)

نماز چھوڑنے پر وعیدیں: آپ ﷺ نے فرمایا جماعت کو چھوڑنے سے باز آجائے یا تو پھر خدائے پاک ان کے دلوں پر مہر لگادے گا۔ پھر وہ غافلین میں شمار ہوجائیں گے۔ (ابن ماجہ: ص۵۷)

ظلم کفر نفاق ہے جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنا۔ (مجمع: ص۴۱)

آپ ﷺ نے فرمایا جب فرض نماز کھڑی ہوجائے تو کوئی نماز نہ پڑھی جائے۔ (مسلم: ۱/۲۴۷)

اور فجر کی جماعت کھڑی ہوجائے تو الگ سنتیں پڑھ سکتا ہے۔ (طحاوی: ص۲۱۹)

آپ ﷺ نے فرمایا یا تو لوگ ترک جماعت سے باز آجائیں یا میں ان کے گھروں کو آگ لگادوں گا۔ (مجمع: ۲/۴۲)

ایک آدمی گھر میں نماز پڑھ لے پھر مسجد میں آئے تو نماز پڑھ لے یہ نماز اس کی نفل نماز ہوگی۔ (مجمع الزوائد: ۲/۴۵)

دوبارہ فجر عصر اور مغرب کی جماعت میں شریک نہ ہو۔ (موطا امام مالک: ص۴۷)

مسجد کی تلاش: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب ان کی جماعت محلے کی مسجد میں چھوٹ جاتی تو اپنے چپل لیتے اور مساجد تلاش کرتے تاکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ سکیں۔ (ابن ابی شیبہ:۲/۲۰۵)

نفل نماز: آپ ﷺ نفل نماز کبھی جماعت کے ساتھ ادا کر لیتے۔ (بخاری:ص ۶۰)

ہاں اہتمام سے لوگوں کو بلا کر پڑھنا منع ہے گھر میں بیوی بچے شامل ہو گئے یہی سنت اور آپ ﷺ سے ثابت ہے اور اسی حد تک گنجائش ہے۔

مسبوق کے متعلق: مسبوق امام کے ساتھ جو رکعت پائے گا وہ اس کے حق میں اول رکعت ہوگی۔ (سنن کبریٰ:ص ۲۹۷)

تکبیر کہہ کر کھڑا ہو: خیال رہے کہ امام کے سلام کے بعد جب کھڑا ہوگا تو تکبیر کہتا ہوا کھڑا ہوگا۔ (ابن عبدالرزاق:۲/۲۸۷)

نماز میں کیسے شریک ہو: امام جس حالت میں ہو اسی حالت میں شریک ہونا سنت ہے (سنن کبریٰ:۲/۲۹۶)

قیام کا انتظار نہ کرے: بعض لوگ جب امام قومہ سجدہ میں ہوتا ہے تو انتظار کرتے ہیں یہ غلط اور خلافِ سنت ہے۔

رکعت پانے کی آخری حد: قیام کے بعد امام کو رکوع میں پائے تو رکعت ہو جائے گی۔ (ابوداؤد:ص ۱۲۹)

مسبوق جب کھڑا ہو تو کیا پڑھے: حضرت ابن جریج نے عطا کا قول نقل کیا ہے کہ مسبوق جب امام کے ساتھ کھڑا ہوگا تو تکبیر کہتا ہوا کھڑا ہوگا اور سبحانک اللھم سے نماز شروع کرے گا۔ (عبدالرزاق:ص ۳۸۵)

جس نے ایک رکعت بھی پالی گویا اس نے جماعت پالی۔ (ابوداود: ص ۱۲۹)

صف سے الگ رکوع نہ کرے: جلدی میں رکعت پانے کے لئے صف سے الگ رکوع نہ کرے۔ (طحطاوی: ص ۲۳۱)

صفوں کے سلسلے میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اقامت ہوتی تو حضور ﷺ ہم لوگوں (مقتدیوں) کی طرف رخ فرماتے اور فرماتے کہ اپنی صفیں درست کرو اور بالکل مل مل کر کھڑے ہو میں تم کو پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔ (بخاری: ص ۱۱۰)

صفوں کو برابر کرنے کا انتظام: آپ ﷺ صفوں کو اس طرح برابر کرتے جس طرح تیر کو تراش کر برابر کیا جاتا ہے (اور اس کا اہتمام فرماتے) یہاں تک کہ ہم نے اس پر پابندی کر لی اور سمجھ گئے۔ تب آپ نے اہتمام چھوڑ دیا۔ (مسلم: ص ۱۸۲)

صفیں درست ہوں تب تکبیر کہے: آپ ﷺ صفوں کے درست ہونے کے بعد تکبیر تحریمہ فرماتے۔ (سنن کبریٰ: ۲/۲۱)

صف تکبیر سے پہلے درست کرنا اور لگانا بہتر ہے: آپ ﷺ کے عہد میں تکبیر سے قبل صف لگ جاتی تھی۔ (مسلم: ۱/۲۲۰)

اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ ﷺ کو دیکھنے کے بعد لوگ صف درست کرتے بہر حال امام کے مصلّٰی میں آنے سے پہلے جب کہ وہ مسجد میں ہو۔ اور جیسے ہی موذن تکبیر کہے صفوں کو درست کرنا یہ سنت سے ثابت ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ تکبیر بعد حی الصلوٰۃ کے وقت کھڑا ہو۔ امام نووی نے شرح مسلم قاضی عیاض سے

جمہور عام علماء کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جیسے ہی موذن تکبیر شروع کرے ویسے ہی لوگ کھڑے ہو جائیں۔ (شرح مسلم, ص ۲۲۱)

حسن صلوٰۃ: صفوں کا درست کرنا حسن صلوٰۃ (نماز کی خوبی) میں سے ہے۔ (بخاری: ص ۱۰۰)

آپ ﷺ صفوں کے اندر جا کر صفوں کو درست فرماتے۔ (ابو داؤد: ص ۹۷)

کندھے سے کندھا ملا کر: آپ ﷺ لوگوں کو کندھے سے کندھا ملا کر صف درست فرماتے۔ (مسند طیالسی منحۃ المعبود: ۱/۱۳۵)

لکڑی سے صف کو درست کرنا: لکڑی سے صف کو درست فرماتے۔ (ابو داؤد: ص ۹۸)

صف بندی اس امت کی خصوصیت ہے۔ (مجمع: ۱/۹۰)

صف کو درست کرنے کا طریقہ: آپ ﷺ جب تکبیر ہوتی تو کسی سے فرماتے دائیں ہو جاؤ اور کسی کو فرماتے بائیں ہو جاؤ اور فرماتے سیدھے ہو جاؤ، یعنی لوگوں کو دائیں بائیں کر کے صف درست فرماتے۔ (دار قطنی: ۱/۲۸۷)

امام کی ذمہ داری: امام کی ذمہ داری ہے کہ تکبیر کے وقت متوجہ ہو کر صف درست کرے۔ (بخاری: ص ۱۰۰)

صفوں کی ترتیب: آپ ﷺ فرماتے اگلی صف پوری کرو پھر دوسری اس طرح کہ اگر کمی بیشی ہو تو آخر صف میں ہو۔ (ابو داؤد: ص ۹۸)

امام کے قریب کون لوگ ہوں: آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے ہمارے قریب اہل عقل فہم رہے پھر اس کے بعد کے مرتبے کے لوگ پھر اس کے بعد کے لوگ۔ (ابو داؤد: ص ۹۸)

حضرت ابو بکر مسجد میں آئے تو آپ رکوع میں تھے تو جلدی سے ہی الگ صف

میں رکوع میں شریک ہوگئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے شوق میں اضافہ فرمائیں آئندہ ایسا مت کرنا۔ (ابوداؤد:ص ۹۹)

دائیں بائیں صف کی ترتیب برابر ہو: آپ ﷺ نے فرمایا اس طرح صف میں لگو کہ امام بیچ میں رہے اور خالی جگہوں کو بھرو۔ (ابوداؤد:ص ۹۹)

صف بندی کی تاکید: وعظ اور تقریر میں صف کی درستگی کی تاکید فرمانا سنت ہے۔ (ابن ابی شیبہ:۱/۳۵۲)

بچے کہاں کھڑے ہوں: صف میں بچوں کو پیچھے رکھنا سنت ہے۔ (ابوداؤد:۹۸۷)

عورتوں کی ترتیب: صف میں عورتوں کی ترتیب بچوں کے بعد رکھنا سنت ہے۔ (مسند احمد:۵/۳۴۱)

عورت صف میں تنہا کھڑی ہوں گی۔ (بخاری:۱/۱۰۰)

استغفار کس کے لئے: آپ ﷺ پہلی صف میں ہونے والوں کے لئے ۳ مرتبہ دوسری صف میں ہونے والوں کے لئے ۲ مرتبہ اور تیسری صف میں رہنے والوں کے لئے ۱ مرتبہ استغفار فرماتے۔ (مجمع:۲/۹۲)

صف اوّل کی فضیلتیں: آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور ملائکہ پہلی صف میں نماز پڑھنے والوں کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں۔ (ابن ماجہ:ص ۷۰)

صف اوّل مستحب ہے: صف اوّل کو اختیار کرنا مستحب ہے۔ (شرح مہذب:۴/۳۰۱)

شیطان سے محفوظ پہلی صف: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پہلی صف شیطان سے محفوظ رہتی ہے۔ (کنز العمال:۹/۶۳۲)

افضل ترین صف: ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ صف اوّل افضل

ترین صف ہے۔ (کنز العمال:۹/۶۲۱)

آپ ﷺ فرماتے یہ دیہاتی لوگ مہاجرین وانصار کے پیچھے رہیں نماز ان کی رہنمائی میں پڑھیں۔ (مجمع:ص۹۴)

ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کسی عمل کی رہنمائی فرمائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنے قوم کے امام ہو جاؤ اور یہ نہ ہو سکے تو موذن ہو جاؤ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو صف اوّل میں رہا کرو۔ (ابن ابی شیبہ:۱/۲۷۸)

فرشتوں کا صف ہے گویا: آپ ﷺ نے فرمایا صف اوّل شاید کہ فرشتوں کی صف کی طرح ہے۔ (ابن ابی شیبہ:ص۲۷۹)

صف بندی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفوں کی برابری کا حکم دیتے فرماتے اے فلاں آگے بڑھو۔ اے فلاں پیچھے ہٹو سفیان اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ صالح اور نیک آدمی کو آگے کرتے اور اس کے علاوہ لوگوں کو پیچھے کرتے۔

(مصنف ابن عبدالرزاق:۲:۵۳)

دائیں جانب: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے صف کے دائیں رخ کو اختیار کرو۔ دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھنے سے بچو اور تم پر صف اوّل کا اہتمام لازم ہے۔ (مصنف ابن عبدالرزاق:۲/۵۸)

دائیں صف کی فضیلت: صف کی دائیں جانب کو بائیں پر ۲۵ درجہ فضیلت ہے۔ (ابوداؤد:ص۹۸)

پیچھے بیٹھنا خلافِ سنت ہے: صف اوّل میں جگہ رہتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا رہنا خلافِ سنت ہے۔ (مسلم:ص۱۸۲)

تکلیف کی وجہ سے صف اوّل کا چھوڑنا: آپ ﷺ نے فرمایا جو

صف اوّل کو اذیت اور تکلیف پہنچنے کی وجہ سے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کو صف اول کا ثواب دے گا۔ (ترغیب: ۱/۳۲۱)

کہاں کھڑا ہونا افضل ہے: آپ ﷺ نے فرمایا اگر ہو سکے تو امام کے پیچھے کھڑے ہو جاؤ۔ ورنہ دائیں طرف۔ (مجمع الزوائد: ص ۹۲)

ستونوں کے درمیان: دو ستونوں کے درمیان نماز بہتر نہیں۔ (ابوداؤد: ص ۹۸)

صف کے خالی جگہوں کو بھرو: آپ ﷺ نے فرمایا صف کی خالی جگہوں کو بھرو کہ اس میں شیطان اس طرح گھس جاتا ہے جیسے بھیڑ کا چھوٹا بچہ۔

(مجمع الزوائد: ص ۹۱)

پیچھے رہنے والے: آپ ﷺ نے فرمایا جو ہمیشہ پچھلی صف میں رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو پیچھے کر دے گا۔ (مسلم: ص ۱۸۲)

پیچھے رہنے پر وعید: آپ ﷺ نے فرمایا صف اوّل سے ہمیشہ پیچھے رہنے والے پیچھے ہی رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو جہنم میں داخل کر دے گا۔

(ابوداؤد: ص ۹۹)

نماز لوٹانے کا حکم: آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ صف کے پیچھے اکیلا نماز پڑھ رہا تھا آپ ﷺ نے تاکیداً لوٹانے کا حکم دیا۔ (ابوداؤد: ص ۹۹)

امامت کے سلسلے میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

آپ ﷺ نماز پڑھاتے پہلی رکعت کو طویل اور دوسری رکعت کو اس سے ذرا کم کرتے۔ (سبل الہدیٰ: ۸/۱۵۹)

سفر کے موقع پر بھی آپ ہی امامت فرماتے۔ (مجمع الزوائد: ص ۷)

ہلکی نماز پڑھاتے: آپ ﷺ لوگوں میں سب سے ہلکی نماز پڑھاتے۔

(مجمع الزوائد: ۵/۷۱)

آپ خود تو لمبی اور دیر تک نماز پڑھتے اور امامت میں ہلکی پڑھاتے۔

(مسند احمد: ۵/۲۰۹)

امامت مختصر کرتے: امامت تو مختصر کرے اپنی نماز لمبی پڑھے۔ (بخاری ص ۱۰۷)

لوگوں کی رعایت میں تاخیر کرنا: لوگوں کی رعایت میں کچھ تاخیر بھی کر دیتے۔ (ابوداؤد: ص ۸۰)

خیال رہے کہ اس وقت نماز کا وقت متعین نہ تھا۔ گھڑی وغیرہ نہیں تھی اب چونکہ گھڑی میں ایک وقت متعین ہوتا ہے لہٰذا وقت کے بعد انتظار کی ضرورت نہیں چونکہ لوگ اپنے اوقات کے مطابق مشغول رہتے ہیں اس لئے انتظار میں حرج ہوگا۔

رکوع اور سجدہ کو اچھی طرح ادا کرتے ہوئے ہلکی نماز پڑھتے۔

(مجمع الزوائد: ص ۳۲۷)

صرف اپنے لئے دعا کرنا خیانت ہے: آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کا بندہ امامت میں صرف اپنے لئے مخصوص دعا نہ کرے یہ خیانت ہے (ابن ماجہ: ص ۶۶)

مقتدی کی رعایت: مقتدی کی رعایت میں نماز مختصر فرما دیتے۔

آپ ﷺ نے فرمایا میں نماز شروع کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ نماز لمبی پڑھوں پھر بچوں کے رونے کی آواز سن لیتا ہوں تو نماز مختصر کر دیتا ہوں میں جانتا ہوں کہ ان کے رونے سے ان کے والدہ کو تکلیف ہوگی۔ (بخاری: ص ۹۸)

ہلکی مختصر نماز پڑھانے کی تاکید: آپ ﷺ امام کو تخفیف ہلکی نماز پڑھانے کو کہا کرتے۔ (ابن ماجہ: ص ۶۹)

آپ ﷺ نے فرمایا نماز ہلکی اور مختصر پڑھایا کرو۔ کیونکہ اس میں تمہارے

بڑھے اور اہل ضرورت حضرات بھی ہوتے ہیں۔ (مطالب عالیہ: ص ۱۱۶)

امامت کون کرائے: آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں کی امامت وہ شخص کرے جو تم میں سے سب سے زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہو اگر قرآن میں سب برابر ہوں پھر وہ کرے جو ہجرت میں پہلے ہو اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو وہ شخص کرے جو سنت سے زیادہ واقف ہو اگر اس میں بھی...... تو جو عمر میں زیادہ ہو۔ (ابن ماجہ: ص ۶۹)

خیال رہے کہ زیادہ قرآن پڑھا ہوا سے مراد اس عہد کا معروف قاری یا حافظ قرآن نہیں بلکہ دین اور فقہ کے زیادہ علم رکھنے والا ہے۔

قوم کا امام اللہ پاک کا قاصد ہے جو تم میں افضل ہو اس کو آگے کرو۔

(المطالب عالیہ: ۱/۱۲۰)

حضرت ابوبکر کی موجودگی میں کسی کو حق نہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی میں کسی اور کو امامت کا حق نہیں۔ (ترمذی: ۲/۲۰۸)

غیر صالح کے لئے جائز نہیں کہ متقین اور صالحین کی امامت کرے۔

(ابن ماجہ: ص ۷۵)

اہل خانہ امامت کے زیادہ لائق ہیں۔ (مجمع: ۲/۶۵)

خیال رہے کہ یہ اس وقت ہے کہ جب مہمان اور اہل خانہ یکساں ہوں۔ اگر اہل خانہ مسائل سے ناواقف آزاد لوگ ہیں اور مہمان نیک اور صالح لوگوں میں سے ہو تو امامت کرنا چاہئے تاکہ نماز درست رہے خراب نہ ہو۔

قوم ناراض ہو تو نماز قبول نہیں: آپ ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتے ایک وہ جو قوم کو نماز پڑھائے اور قوم اس سے ناراض ہو۔ (کنز العمال: ۷/۵۹۰)

اس سے ایسی ناراضگی مراد ہے کہ امام دین سے لاپرواہ ہو، آزاد و فاسق فاجر ہو۔

سنت وغیرہ کی رعایت نہ کرتا ہو۔ نفس کی ناراضگی سے کوئی خلل نہیں ہوگا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ کثیر تعداد جہلاء کی ناراض ہو تو بھی کوئی حرج نہیں ہاں اہل علم حضرات ناراض ہوں تو نماز مکروہ ہے۔

سنت کے تین امور: آپ ﷺ نے فرمایا ۳/امور سنت میں سے ہیں ہر امام کے پیچھے تمہاری نماز ہو۔ تمہاری نماز ہو جائے گی گناہ اس کو ملے گا۔ ہر امیر کے ساتھ جہاد کرو تم کو ثواب ملے گا گناہ اس کے سر ہوگا۔ (دارقطنی: ص ۵۷)

امیر مسلم کی اطاعت واجب ہے: آپ ﷺ نے فرمایا ہر امیر مسلم کے ماتحت جہاد واجب ہے۔ خواہ صالح ہوں یا فاسق تم پر نماز واجب ہے ہر مسلمان کے پیچھے خواہ نیک وصالح ہو یا گنہگار خواہ وہ گناہوں کا ارتکاب ہی کیوں نہ کرتا ہو۔

(دارقطنی: ۲/۵۶)

اور ہر نیک اور فاجر کی ماتحتی میں جہاد کرو اور ہر نیک اور فاجر کی نماز جنازہ پڑھو۔

(دارقطنی: ۲/۵۷)

حضرت حسن وحسین مروان کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے (اعلاء السنن: ۳/۲۰۶)

ظالم کے پیچھے نماز پڑھنا: علامہ شعرانی لکھتے ہیں حضرات صحابہ حجاج کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ حالانکہ وہ ظالم تھا اور اس کے ظالمانہ قتل کی تعداد ایک لاکھ ۲۰ ہزار تھی۔ (کشف الغمہ: ص ۱۳۳)

اہل سنت کی علامت: ہر مومن کے پیچھے خواہ ظالم ہو فاسق ہو نماز پڑھنا اہل سنت کی علامت ہے۔ (مجمع الزوائد)

امامت کا حکم کس کو: بالغ اور بڑے کو امامت کا حکم فرماتے۔ (ابن ماجہ: ص ۶۵)

نابالغ امامت نہ کرے: آپ نے فرمایا کوئی نابالغ امامت نہ کرے تاوقتیکہ بالغ نہ ہو۔ اور تو الاں وہ وہ جو تم میں سے صالح ہو۔ (کنز العمال: ۸/۲۶۷)

عورتوں کی جماعت میں خیر نہیں: کوئی خیر اور بھلائی نہیں عورتوں کی جماعت میں ہاں مگر یہ مسجد میں جماعت جہاں ہوتی ہو۔ (مجمع الزوائد)

عورتوں کے لئے صرف غیر محرم کی امامت ممنوع ہے۔ (مجمع الزوائد: ۲/ ۲۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب آپ ﷺ مسجد سے نماز پڑھ کر آ جاتے تو ہم کو نفل نماز پڑھاتے۔ (اعلاء السنن: ۴/ ۲۴۳)

مسافر امام: آپ ﷺ جب مکہ تشریف لاتے تو دو رکعتیں نماز پڑھاتے اور فرماتے اے اہل مکہ تم اپنی نماز پوری کرو، ہم مسافر لوگ ہیں۔ (موطا امام مالک: ص ۵۲)

مسافر مقتدی: مسافر مقیم امام کے پیچھے پوری چار رکعت پڑھے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ جب مسافر تنہا پڑھے گا تو دو رکعت پڑھے گا اور جب مقیم کی اقتدا میں پڑھے گا تو چار رکعت پڑھے گا فرمایا ہاں یہی سنت ہے۔

غیر قرآن پڑھنے پر ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز چھوڑ دی (مجمع الزوائد: ۶۶)

امام کی کوتاہی کا اثر: امام کی کوتاہی اور گڑبڑ کا اثر مقتدی پر نہ ہوگا۔

(مجمع الزوائد: ص ۶۸)

سنن و مستحبات کے ترک پر جماعت نہ چھوڑے: اگر امام سنن اور مستحبات کی رعایت نہ کرتا ہو تب بھی جماعت نہ چھوڑے۔ (ابن عبدالرزاق: ص ۳۶۹)

امام پر تنقید نہ کرے: امام پر تنقید اور اعتراض نہ کیا کرے۔

(مصنف ابن عبدالرزاق: ۲/ ۳۶۱)

امام سے پہل نہ کرے: ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ہمیں سکھاتے تھے کہ امام سے رکوع اور سجود میں پہل نہ کرو۔ فرماتے جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو جب وہ سجدہ کرے تو تم سجدہ کرو۔ (ابن ماجہ: ص ۶۸)

شیطان کی پریشانی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو امام سے پہلے سر اٹھائے یا جھکائے اس کی پیشانی شیطان کی پیشانی ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۱۰۲)

امام سے سبقت پر سخت وعید: آپ ﷺ نے فرمایا جو امام سے پہلے سر اٹھالیتا ہے اس کو ڈر نہیں کہ اس کا سر مثل گدھے کے ہو جائے۔ (بخاری، مسلم: ص ۱۸۱)

بھول پر لقمہ دینا: بھول پر امام کو لقمہ دینا نماز کی حالت میں درست ہے۔ (مجمع الزوائد: ۲/۶۹)

قیامت کی علامت: سلامہ بنت الحر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی علامت ہے کہ مسجد میں لوگ نماز ایک دوسرے پر لوٹائیں گے کوئی امام نہیں پائے گا کہ ان کو نماز پڑھائے۔ (ابوداؤد: ص ۸۶)

نائب مقرر کرنا سنت سے ثابت ہے: آپ ﷺ جب سفر فرماتے تو مدینہ میں اپنا خلیفہ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کو بنالیتے، پس وہی اذان دیتے اقامت کرتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے۔ (مجمع الزوائد: ۲/۶۵)

نابینا امام: عبداللہ بن نمیر کی روایت ہے کہ قبیلہ بنی حطمہ کے امام آپ ﷺ کے زمانے میں نابینا تھے۔ (ابوداؤد: ص ۸۸)

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ نابینا کی امامت جائز ہے ہاں اگر احتمال ہو کہ کوئی نابینا ایسا ہے کہ طہارت وغیرہ میں اس سے کوتاہی ہو جاتی ہے تو اس کو امام نہ بنائے۔

تیمم کرنے والا وضو کرنے والے کی امامت کرسکتا ہے۔ (ابوداؤد: ص ۴۸)

امام کو اوپر اور مقتدی کو نیچے ہونے سے منع فرماتے۔ (دار قطنی: ۳۶۹)

جنابت کی حالت میں نماز پڑھائے تو کیا کرے: حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے جنابت کی حالت میں نماز

پڑھائی۔ تو آپ نے نماز کو دوبارہ لوٹایا۔ (مصنف ابن عبدالرزاق: ص ۳۵۰)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک مرتبہ جنابت کی حالت میں نماز پڑھا دی تھی یا بلا وضو تو آپ نے خود بھی لوٹایا اور قوم کو بھی اعادہ کا حکم دیا۔

(مصنف ابن عبدالرزاق: ص ۴۷)

نماز کی سنتوں کے متعلق بیان

صبح کے وقت صرف دو رکعت پڑھتے: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نوافل میں آپ ﷺ کا فجر کی دو رکعت سے زیادہ کسی کا التزام اور اہتمام نہیں دیکھا۔ (بخاری: ص ۱۵۶)

فجر کی دو رکعتوں میں دوام: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ فجر کی دو رکعت کبھی ترک نہیں فرماتے۔ (بخاری: ۱/۱۵۷)

فجر کی سنتیں گھر میں پڑھنا مسنون ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا آپ ﷺ فجر کے دو رکعت گھر میں ادا فرماتے۔ (ترمذی: ص ۹۶)

فجر کی سنتیں چھوٹ جائیں تو کیا کرے: آپ ﷺ نے فرمایا جو صبح کی دو رکعت سنت نہ پڑھ سکے تو وہ سورج نکلنے کے بعد پڑھے۔ (ابن ماجہ: ص ۸۰)

سنتیں جماعت سے دور اور الگ پڑھے: ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو نماز کھڑی تھی آپ نے مسجد کے ایک کنارے میں دو رکعت نماز پڑھی پھر قوم کے ساتھ جماعت میں شامل ہو گئے۔ (طحاوی: ۱/۲۲۰)

فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا: آپ ﷺ فجر کی سنت گھر میں ادا فرماتے اور داہنی کروٹ لیٹ جاتے۔ (ترمذی: ص ۹۶)

آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں کوئی فجر کی (دو رکعت) سے قبل دو رکعت

پڑھے تو دائیں کروٹ لیٹ جائے۔ (ابوداؤد، ص ۱۷۹)

آپ ﷺ نے فرمایا فجر کی دو رکعت مت چھوڑو اگرچہ گھوڑے تمہیں روند ڈالیں۔ (ابوداؤد، ص ۱۷۹)

فجر کی سنتوں کی فضیلت: آپ ﷺ نے فرمایا صبح کی دو رکعت (سنت) دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔ (طحاوی، ص ۱۷۷)

فجر کی سنت میں مسنون سورۃ: آپ ﷺ نے فجر کی سنت میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھا۔ (مسلم: ۲۵۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فجر کی دو رکعت میں سے اول میں "قولوا امنا باللّٰہ وما انزل الینا" دوسری رکعت میں "قل یا اھل الکتاب تَعَالَوْ اِلٰی کَلِمَۃٍ ...... بانّا مسلمون" پڑھا۔

(مسلم: ۲۵۱/۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ فجر کی دو رکعت سنت میں سے اول میں آمن الرسول سے ختم سورہ تک اور دوسری میں قل یا اھل الکتاب سے الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم پڑھتے۔

امام مسلم نے اپنی روایت میں امن الرسول کے بجائے قولوا امنا باللّٰہ ذکر کیا ہے۔ (مطالب عالیہ: ۱۳۹/۱)

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ آپ ﷺ فجر کی دو رکعت میں طویل قرأت کرتے۔ (ابن ابی شیبہ، ص ۲۳۳)

فجر کی نماز کی طرف جائے تو کیا پڑھے: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ فجر سے قبل دو رکعت پڑھ کر مسجد تشریف لے جاتے اور یہ دعا فرماتے:

"اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِیْلَ وَ مِیْکَائِیْلَ وَرَبَّ اِسْرَافِیْلَ وَرَبَّ مُحَمَّدٍ اَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ۔" (مجمع: ۲۱۹/۱)

سنن ونوافل کی نمازوں میں آپ ﷺ کی سنتیں

نصف نہار پر چار رکعت: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب نصف نہار ہو جاتا تو آپ ﷺ مدینہ کے باغیچوں میں سے کسی باغیچے میں چلے جاتے اور چار رکعت نماز ایک ہی سلام کے ساتھ پڑھتے۔

(طبرانی کبیر، تبیل، ص ۷۶)

صلوٰۃ زوال کی فضیلت: آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص سورج ڈھلتے ہوئے وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ یا ایسا ہو جاتا ہے کہ اس کی ماں نے جنا ہو۔ (کنز العمال، ص ۸۱۲)

ظہر اور عصر سے پہلے نماز: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ظہر سے قبل ۴ رکعت نماز پڑھتے میرے کمرے میں۔ اور عصر سے پہلے ۲ رکعت پڑھتے اور اس کو ترک نہ فرماتے۔

حضرت عائشہ اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ۴ رکعت کا بھی ذکر ہے جسے شوافع نے اختیار کیا ہے۔

ظہر سے قبل چار رکعت مسنون ہے: ظہر سے قبل چار رکعت ایک سلام کے ساتھ سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۸۰)

ظہر سے قبل چار رکعت کی فضیلت: آپ ﷺ نے فرمایا جس نے ظہر سے قبل چار رکعت پڑھیں گویا اس نے خاندان اسماعیل کے ۴ غلاموں کو آزاد کیا۔

(مجمع: ۲۲۰/۲)

جب ظہر کی ۴ رکعت چھوٹ جائیں تو آپ ﷺ اس کو دو رکعت سنت کے بعد پڑھتے۔ (ابن ماجہ: ص ۸۰)

جہنم سے خلاصی: حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جو ظہر سے قبل ۴ رکعت اور ظہر کے بعد چار رکعت پڑھے گا جہنم اس پر حرام کر دی جائے گی۔

(نسائی: ص ۲۵۸)

عصر سے پہلے چار رکعت کی فضیلت: آپ ﷺ نے اس پر رحمت خدا کی دعا کی جو عصر سے پہلے چار رکعت پڑھے۔ (ترمذی: ص ۹۸)

آپ ﷺ نے فرمایا ہماری امت میں سے جو شخص عصر سے پہلے ۴ رکعت پر مداومت کرے گا وہ زمین پر یقینی طور پر مغفور ہو کر چلے گا۔ (مجمع الزوائد: ص ۲۲۲)

جنت میں گھر: آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص عصر سے پہلے چار رکعت پر ہمیشگی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ (مجمع: ۲/۲۲۲)

مغرب کے بعد دو رکعت میں طویل قرأت سنت ہے: آپ ﷺ مغرب کے بعد دو رکعت میں اس قدر طویل قرأت کرتے کہ تمام مسجد والے چلے جاتے تھے۔ (ابوداؤد: ص ۱۸۴)

مغرب کی سنتیں گھر میں مسنون ہے: مغرب کے بعد دو رکعت اکثر گھر میں پڑھتے۔ (ترمذی: ۹۸)

کبھی مسجد میں بھی مسنون ہے: کبھی مغرب کی سنت مسجد میں پڑھ لیتے۔

(طحطاوی: ص ۲۰۱)

پچاس سال کے گناہ معاف: آپ ﷺ نے فرمایا جس نے مغرب کے بعد ۶ رکعت گفتگو سے قبل پڑھیں اس کے پچاس سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

۱۲ سال کی عبادت کا ثواب: اور ایک روایت میں ہے کہ ۱۲ سال کی عبادت کے برابر ثواب ملے گا۔

مغرب کے بعد چار رکعت: آپ ﷺ مغرب کے بعد چار رکعت پڑھتے تھے۔ (قیام اللیل: ص ۸۸)

اوابین کی نماز: حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مغرب اور عشاء کے درمیان جو خلوت میں نماز پڑھی جائے وہ اوابین میں سے ہے۔

(قیام اللیل: ص ۸۸)

مغرب اور عشاء کے درمیان نوافل: آپ ﷺ مغرب کے بعد نوافل پڑھتے رہے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھ کر نکلے۔ (ترمذی)

حضرات صحابہ کرام کی ایک جماعت مغرب اور عشاء کے درمیان نماز پڑھا کرتی ہے۔ اس پر تتجا فی جنوبهم عن المضاجع آیت نازل ہوئی۔

(نیل: ۳/۵۴)

آپ ﷺ نے فرمایا ہر اذان اور اقامت کے درمیان نماز ہے۔ سوائے مغرب کے۔ (اعلاء السنن: ۷/۱۱۶)

عشاء کے بعد چار رکعت: آپ ﷺ نے فرمایا عشاء کے بعد ۴ رکعت شب قدر کے ۴ رکعت کی طرح ہے۔ (مجمع: ۲/۲۳۱)

جنت میں گھر: آپ ﷺ نے فرمایا جو دن میں ۲۴ گھنٹوں میں بارہ رکعت تطوع ادا کرے گا اس کے لئے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔ (ابوداؤد: ص ۱۷۸)

سنتیں گھر میں پڑھنا مسنون ہے: فرائض سے پہلے اور بعد کی سنتوں کو آپ گھر میں ادا فرما لیتے۔ (زاد المعاد: ۱/۳۱۴)

جو مغرب سے پہلے دو رکعت گفتگو سے پہلے پڑھ لے اس کی نماز علیین میں چڑھ جاتی ہے۔ (ابوداؤد: ص ۵۵)

شب قدر کے برابر ثواب: آپ ﷺ نے فرمایا جو عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے پھر مسجد سے نکلنے سے پہلے چار رکعت پڑھے اس کو شب قدر کے برابر ثواب ملے گا۔ (مرقاۃ: ۱۳۳/۴)

جمعہ کے بعد کی سنتیں: حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ جمعہ کے بعد سنت پڑھو تو چار رکعت پڑھو اور ایک روایت میں ہے کہ اگر جلدی ہو تو ۲ رکعت پڑھو۔ اور دو رکعت واپس آکر پڑھو۔ (مسلم)

اس دور میں سنن فرائض مسجد میں پڑھنا ہی بہتر ہے۔ (مرقاۃ: ص ۱۳۳)

صلاۃ اللیل کی سنتیں: رات کے آخری حصے میں بیدار ہو کر نماز پڑھنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۵۴)

سفر میں تہجد کی نماز پڑھنا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ۱۵۸/۳)

تہجد کی نماز کی ابتداء میں اوّلاً دو رکعت ہلکی پڑھنا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ۶/۳)

تہجد کی نماز دو رکعت پڑھنا سنت ہے۔ (مسند احمد: ۳۱۷/۵)

تہجد کی نماز چار رکعت پڑھنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۵۴)

تہجد کی نماز ۸ رکعت ایک نیت سے پڑھنا بھی سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۱۹۱)

خود پڑھنا اور اہل عیال کو بھی پڑھنے کے لئے اٹھانا سنت ہے۔ (مختصراً، بخاری: ۱۵۲/۱)

تہجد کی نماز کے وضو میں مسواک سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۵۳)

تہجد کے وضو کے بعد عطر لگانا سنت ہے۔ (بزار، مجمع: ۲۶۳/۲)

تہجد کی نماز درمیانی رات میں پڑھنا سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۱۹۱)

کبھی تہجد کی نماز شروع رات میں سونے سے قبل پڑھنا سنت ہے۔
(مسند احمد:۲۹۳)

اگر کسی وجہ سے رات کو نماز نہ پڑھی تو دن میں پڑھنا سنت ہے۔
(ابن خزیمہ:۳/۱۹۵)

حضور اکرم ﷺ کبھی پوری رات نماز میں گزارتے تھے۔
(سبل الہدیٰ:۸/۲۹۷)

بسا اوقات جس مقدار سوتے اسی مقدار نماز پڑھتے تھے۔(نسائی:ص۲۳۲)

کبھی مغرب سے عشاء تک بھی عبادت کرنا سنت ہے۔(سبل الہدیٰ:۸/۲۹۳)

نماز تہجد میں قرأت آہستہ آواز سے پڑھنا سنت ہے۔(ابوداؤد:ص۱۲۷)

نماز تہجد میں سورہ بقرہ ونساء پڑھنا سنت ہے۔(مسند احمد:۶/۹۲)

نماز تہجد میں سورہ مزمل کی مقدار پڑھنا سنت ہے۔(ابوداؤد:ص۱۹۳)

تہجد میں سورہ بقرہ دو رکعت میں پڑھنا سنت ہے۔(مجمع الزوائد:۲/۲۷۴)

تہجد کے فضائل: فرائض کے بعد تہجد کا درجہ زیادہ ہے۔(ترمذی)

تہجد والا جنت میں سلامتی سے داخل ہوگا۔(ترغیب:۱/۴۲۵)

تہجد والوں کے لئے جنت میں شیش محل ہوگا۔(ترغیب:ص۴۲۴)

تہجد پڑھنے والے بلاحساب جنت میں داخل ہوں گے۔(ترغیب:ص۴۲۶)

تہجد صالحین کا شعار ہے۔(ترمذی، ترغیب:۱/۴۲۷)

تین شخص اللہ پاک کو بہت محبوب ہیں ① جو رات کو اٹھ کر عبادت کرے ② بہت چھپ کر صدقہ کرے ③ کفار کا مقابلہ ڈٹ کر کرے۔(مسند احمد، مشکوۃ)

اہل تہجد کی دعا رد نہیں کی جاتی۔(بخاری:ص۱۵۳، مسلم:ص۲۵۸)

تہجد پڑھنے والے پر خدا تعالیٰ تعجب فرماتے ہیں۔(مشکوۃ:ص۱۱۱)

مسجد حرام سے بھی زائد ثواب تہجد کی نماز کا ہے۔(ترغیب:ص۴۳۰)

قیلولہ کرکے تہجد میں اٹھنے کی سہولت حاصل کرنا سنت ہے۔ (قیام اللیل: ص ۱۰۴)

مؤمن کی شان ہے کہ بیماری کی حالت میں ہی تہجد کا ناغہ کرے (بخاری: ص ۱۵۱)

اونگھ آنے پر کیا کرے: اونگھ اور نیند آنے کے وقت نماز پڑھنا خلافِ سنت ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

تہجد چھوٹ جانے پر کیا کرے: تہجد کا عادی اگر تہجد نہ پڑھ سکے تو دن میں ۱۲ بارہ رکعت پڑھنا سنت ہے۔ (نسائی: ص ۲۵۵)

تراویح کی سنتیں

۲۰ رکعت تراویح: رمضان المبارک میں حضور اکرم ﷺ نے تراویح کی ۲۰ رکعت پڑھیں۔ (تلخیص الحبیر: ص ۲)

بلا جماعت تراویح: بلا جماعت بھی ۲۰ رکعت پڑھنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ص ۱۷۵)

جماعت کے ساتھ پڑھی: تراویح جماعت کے ساتھ سنت رسول اللہ ہے۔ (استذکار: ص ۱۳۸)

جس شخص نے ایمان وثواب کے ارادے سے تراویح پڑھی اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (مجمع الزوائد: ۳/۱۷۵)

صحابہ کا اجماع: بیس رکعت پر صحابہ کا اجماع ہے۔ (المغنی لابن قدامہ: ص ۸۰۳)

تراویح کی جماعت سنت کفایہ ہے۔ (استذکار: ص ۱۴۷)

عورتوں کے لئے تراویح: عورتوں کے لئے بھی تراویح کا انتظام سنت ہے جو مرد پڑھائے گا۔ (استذکار: ص ۱۵۲)

چار رکعت کے بعد استراحت: تراویح کی چار رکعت کے بعد استراحت

سنت ہے۔(اعلاء السنن:ص ٦٦)

وتر تراویح کے بعد: رمضان المبارک میں وتر جماعت کے ساتھ تراویح کے بعد سنت ہے۔(استذکار:ص ۱۵۵)

وتر کی سنتیں

وتر کی نماز ۳ رکعت پڑھنا سنت ہے۔(بیہقی:ص ۴۱)

وتر نہ پڑھنے پر وعید: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے تین بار فرمایا۔(ابوداؤد:ص ۲۰۱)

وتر کی کتنی رکعتیں: وتر کی تین رکعت ایک سلام سے پڑھنا سنت ہے۔
(طحاوی:ص ۱٦۵)

وتر کب پڑھے: وتر تہجد کے بعد پڑھنا سنت ہے۔(قیام اللیل:ص ۳۰۵)

وتر عشاء کے وقت سونے سے پہلے پڑھنا بھی سنت ہے۔(مختصر سبل الہدی:۲٦۳)

وتر کو نوافل کے بعد پڑھنا سنت ہے۔(بخاری:ص ۱۳٦)

رات کو نہ اٹھنے کی وجہ سے سونے سے پہلے پڑھنا سنت ہے۔(ترمذی:ص ۱۱۳)

وتر میں کونسی سورت پڑھے: وتر میں سورۃ الاعلیٰ، سورۃ الکافرون، سورۃ الاخلاص پڑھنا سنت ہے۔(نسائی:ص ۲۴۸)

دعائے قنوت کب پڑھے: دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھنا سنت ہے۔
(دار قطنی:ص ۱۳۲)

وتر کے بعد دو رکعت: وتر کے بعد دو رکعت پڑھنا سنت ہے اور پہلی رکعت میں سورۃ زلزال دوسری میں سورۃ الکافرون پڑھنا سنت ہے۔(دار قطنی:۲/۳٦)

وتر کا وقت: وتر کی نماز کا وقت عشاء اور طلوع فجر کے درمیان کا ہے۔
(استذکار:ص ۲۸۷)

وتر نہ پڑھ سکے تو: وتر نہ پڑھ سکے تو دن میں اس کی قضاء کرے۔ (دار قطنی: ۲/۲۲)

وتر سفر میں: وتر سفر میں پڑھنا بھی آپ ﷺ کی سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۳۲)

وتر کے بعد کی دعائیں: وتر کے آخر میں یہ دعا پڑھنا سنت ہے سبحان الملك القدوس ۳ مرتبہ پڑھنا۔ آخر میں (تیسری بار) ذرا کھینچ کر کہے۔ (ابن ابی شیبہ: ص ۲۶۸)

وتر کے بعد یہ دعا پڑھنا سنت ہے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ." (ابوداؤد: ص ۲۰۲)

قنوت نازلہ کب سنت ہے: اعدائے اسلام کی سخت اذیت پر قنوت نازلہ سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۳۶)

قنوت نازلہ صبح میں سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۳۶)

ایک ماہ سے زیادہ نہیں چاہئے: ایک ماہ سے زیادہ آپ ﷺ نے نہیں پڑھی۔ (نسائی: ص ۱۶۴)

سمع اللہ (قومہ) میں قنوت نازلہ سنت ہے۔ (نسائی: ص ۱۶۴)

نوافل گھر میں پڑھنا سنت ہے۔ (شمائل: ص ۱۸)

اشراق کی نماز: صلوٰۃ اشراق دو رکعت پڑھنا سنت ہے۔ (مختصراً ابن ماجہ: ص ۱۸)

اشراق کی فضیلت: اشراق کی نماز کا ثواب مقبول حج و عمرہ ہے (ترمذی: ص ۱۳۱)

اشراق سے جسم پر جہنم حرام ہو جاتی ہے۔ (ترغیب: ۱/۲۹۶)

اشراق کی نماز سے سمندر کی جھاگ سے زیادہ گناہ ہوں تب بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ (اعلاء السنن: ۷/۲۶)

فجر سے طلوع آفتاب تک: فجر سے طلوع آفتاب تک مصلّٰی پر بیٹھ کر ذکر کرنا سنت ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ: ۲/۳۷۳)

چاشت کی نماز

چاشت کی نماز ۸ رکعت پڑھنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۵۷)

چاشت کی کتنی رکعت: چاشت کی نماز ۴ رکعت پڑھنا بھی سنت ہے۔ (مسلم: ص ۲۴۹)

چاشت کی نماز ۲ رکعت پڑھنا بھی سنت ہے۔ (زاد المعاد: ۱/ ۳۴۸)

چاشت کی نماز ۶ رکعت پڑھنا بھی سنت ہے۔ (مجمع: ۲/ ۲۳۷)

چاشت کی نماز کبھی ترک بھی فرماتے۔ (ترمذی: ص ۱۰۸)

چاشت کے بعد کی دعا: چاشت کی نماز کے بعد اللھم اغفر وارحمنی وتب علی انك انت التواب الرحیم سو مرتبہ پڑھنا سنت ہے۔ (زاد المعاد: ۱/ ۳۴۳)

چاشت کی فضیلت: جسم کے ۳۶۰ جوڑوں کا صدقہ کے لئے چاشت کے ۲ رکعت کافی ہیں۔ (ابوداؤد: ص ۱۸۲)

چاشت کی پابندی برگزیدہ بندے کی خاصیت ہے۔ (حاکم: ص ۳۱۴)

چاشت کی نماز میں کیا پڑھے: چاشت کی نماز میں سورۃ الشمس اور سورۃ الضحیٰ پڑھنا سنت ہے۔ (اتحاف السعادۃ: ص ۳۷۱)

تحیۃ المسجد: نماز تحیۃ المسجد سنت ہے۔ (مسلم: ص ۲۴۸)

تحیۃ المسجد کا ترک قیامت کی علامت ہے۔ (کشف الغمہ: ص ۱۱۹)

استخارہ: نماز استخارہ سنت ہے۔ (بخاری: ص ۹۴۴)

عید فطر اور بقرہ عید کی رات: جو شخص عید فطر اور بقرعید کی رات میں عبادت کرے گا اس دن زندہ رہے گا۔ (ترغیب: ۲/۱۵۳)

صلوٰۃ التسبیح

صلوٰۃ التسبیح سے ہر قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں پڑھنے کا طریقہ ۴ رکعت نماز صلوٰۃ التسبیح کی نیت سے باندھو۔ ہر رکعت میں الحمد اور سورۃ پڑھ چکو تو رکوع کرنے سے قبل سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر ۱۵ مرتبہ پڑھو پھر جب رکوع کرو تو رکوع کی تسبیح کے بعد دس مرتبہ پڑھو۔ پھر رکوع سے سر اٹھاؤ دس مرتبہ پڑھو۔ پھر سجدہ کرو تو دس مرتبہ پڑھو۔ پھر سجدہ سے اٹھ کر بیٹھ جاؤ تو دس مرتبہ پڑھو۔ پھر سجدہ میں جاؤ تسبیح کے بعد دس مرتبہ پڑھو پھر سجدہ سے اٹھ کر کھڑے ہونے سے پہلے دس مرتبہ پڑھو اسی طرح ہر رکعت میں ۷۵ مرتبہ ہوگا۔ (۴ رکعت میں ۳۰۰ تین سو ہو جائیں گے) اگر ہو سکے تو دن میں پڑھو۔ نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پڑھو۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو مہینہ میں پڑھو۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں پڑھو۔ سال میں بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک مرتبہ پڑھ لو۔ (ترمذی: ص ۱۰۹)

چار رکعت خواہ جیسے ہو: خواہ چار رکعت پڑھے یا دو رکعت کر کے پڑھے رکوع اور سجدہ کی تسبیح پہلے پڑھی جائے گی پھر یہ تسبیح پڑھی جائے گی۔ (ترمذی: ص ۱۰۹)

اگر سجدہ سہو کی ضرورت پڑ جائے تو سہو میں تسبیح نہیں پڑھی جائے گی (ترمذی: ۱۱۰)

شب برأت کی فضیلت

کینہ پرور کی وعید: اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو تمام اہل زمین کی مغفرت فرماتے ہیں سوائے مشرک کی اور کینہ پرور کی۔ (مصنف ابن عبد الرزاق: ۴/۳۱۷)

موت و حیات کے فیصلے: اس رات (نصف شعبان) کو روزی اور موت و حیات کے فیصلے ہوئے۔ (مشکوٰۃ: ص ۱۱۵)

اس دن (یعنی نصف شعبان) روزہ رکھنا سنت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۱۱۵)

عشرہ ذی الحجہ کی عبادت اور فضیلت

عشرہ ذی الحجہ کی عبادت سے کوئی عمل افضل نہیں۔ (ترمذی: ص ۱۵۸)

روزے کا ثواب: عشرہ ذی الحجہ کے ایک روزہ کا ثواب ایک سال کے روزے کے برابر ہے اور اس کی ایک رات کا ثواب شب قدر کی عبادت کے برابر ہے۔
(مرقاۃ المفاتیح: ۳/۳۰۵)

نماز برائے قوت حافظہ: ۴ رکعت نماز نفل پڑھو پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورۂ یٰسین دوسری میں فاتحہ کے بعد سورہ دخان اور تیسری میں فاتحہ کے بعد الم سجدہ اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ ملک پڑھو۔ (ترمذی: ص ۱۹۷)

صلوٰۃ التوبہ: صلوٰۃ التوبہ سنت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۱۱۷)

مصائب پر نماز: مصائب اور کسی پریشانی کے وقت نماز سنت ہے۔
(ابوداؤد: ص ۱۷۸)

صلوٰۃ الشکر: صلوٰۃ شکر ادا کرنا سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۹۹)

سجدہ میں گرنا: خوشی کے وقت سجدہ میں گر جانا سنت ہے۔ (زاد المعاد: ص ۳۶۰)

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم بھی خوشی سے سجدہ شکر ادا کرتے۔
(نیل الاوطار: ص ۱۰۶)

نماز استسقاء

نماز استسقاء سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۴)

نمازِ استسقاء کہاں: نمازِ استسقاء کے لئے عیدگاہ جانا سنت ہے۔(بخاری:۱۴۰)

بلا اذان واقامت: بلا اذان اور بلا اقامت کے جماعت سنت ہے۔
(سنن کبریٰ:ص ۳۴۷)

نمازِ استسقاء کا کچھ بیان: نماز کے بعد قبلہ رخ ہو کر دعا کرنا سنت ہے۔
(ابوداؤد:ص ۱۶۵)

نمازِ استسقاء میں جہراً قرأت سنت ہے۔(نسائی ۲۲۶)

نماز کے بعد خطبہ دینا سنت ہے۔(ابن ماجہ ص ۹۰)

تفاؤل خیر کے طور پر چادر پلٹ دینا سنت ہے۔(بخاری ص ۱۳۹)

استسقاء میں کھڑے ہو کر دعا کرنا سنت ہے۔(ابوداؤد ص ۱۶۵)

صرف دعا: کبھی استسقاء میں محض دعا پر بھی اکتفاء کرنا سنت ہے(بخاری:ص ۱۳۸)

ہاتھ اٹھا کر استسقاء کی دعا کرنا سنت ہے۔(بخاری:ص ۱۴۰)

سورج گرہن

نمازِ سورج گرہن سنت ہے۔(بخاری:ص ۱۴۳)

طویل نماز: نماز اتنی طویل کرنا کہ گرہن ختم ہو جائے سنت ہے۔(بخاری:ص ۱۴۱)

سورج گرہن پر دو رکعت نماز باجماعت سنت ہے۔(سنن کبریٰ:ص ۳۴۴)

سورج گرہن کی نماز مسجد میں سنت ہے۔(سنن کبریٰ ص ۳۴۱)

جماعت کا انتظام نہ ہو تو تنہا پڑھنا سنت ہے۔(سنن کبریٰ:۳/۳۴۲)

گرہن کے موقع پر کیا کرے: گرہن کے موقعہ پر دعا/ذکر/نماز اور صدقہ دینا سنت ہے۔(بخاری ص ۱۴۲)

گرہن کے موقعہ پر دعا اور استغفار سنت ہے۔(شمائل کبریٰ:۷/۱۶۱)

گرہن کے موقعہ پر مسجد جانا سنت ہے۔ (مسند احمد، الفتح الربانی ۶ ۱۹۵)

وعظ کرنا: گرہن کے موقع پر وعظ کرنا سنت ہے۔ (ابن خزیمہ ۲ ۳۲۵)

سورج گرہن کے موقع پر لوگوں کو بلانا اکٹھا کرنا سنت ہے۔ (بخاری ص ۱۴۲)

قرأت جہراً چاہئے: نماز میں قرأت جہراً سنت ہے۔ (سنن کبریٰ ۳ ۳۳۶)

آہستہ بھی سنت ہے: نماز میں قرأت آہستہ بھی سنت ہے (سنن کبریٰ ۳ ۳۳۵)

نماز چاند گرہن: نماز چاند گرہن سنت ہے۔ (دار قطنی ص ۹۲)

نماز خوف: نماز خوف سنت ہے۔ (بخاری ص ۱۲۸)

نماز جمعہ کی سنتیں

جمعہ بلا تاخیر کے: زوال کے بعد بلا تاخیر جمعہ پڑھنا سنت ہے۔
(ابن ماجہ ص ۷۷، مسلم)

جمعہ کے دن کیا کرے: ناخن لب اور بالوں کی صفائی سنت ہے۔ جمعہ کے دن۔ (سنن کبریٰ: ۳/۲۴۴)

جمعہ کے لئے غسل کرنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۲۰)

فجر سے جمعہ تک: فجر سے نماز جمعہ کے وقت تک غسل کرنا سنت ہے۔
(مثنیٰ ۲۰ ۱۷۵)

عورتوں اور بچوں کے لئے بھی غسل سنت ہے۔ (ابن ابی شیبہ ۲ ۱۰۰)

غسل جنابت کے علاوہ: غسل جنابت کے علاوہ غسل جمعہ کرنا سنت ہے۔
(ترغیب: ۱/۳۹۷)

جمعہ کے لئے چند مسنون امور: جمعہ کے لئے مسواک کرنا سنت ہے۔
(بخاری: ص ۱۲۱)

عطر اور خوشبو کا اہتمام سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۲۳)

جمعہ کے دن بہتر لباس پہننا سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۷۷)

جمعہ کے لئے خاص لباس رکھنا اور اسے پہننا سنت ہے۔ (مطالب عالیہ: ۱/۱۷۱)

جمعہ کے غسل سے نماز جمعہ پڑھنا بہتر ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ۲/۹۹)

کس پر جمعہ واجب نہیں: مریض، مسافر، عورت، بچہ، غلام پر جمعہ واجب نہیں۔ (دار قطنی: ۲/۳)

جمعہ کے فضائل

جمعہ افضل ترین ہے: جمعہ عید الفطر اور بقر عید سے بھی افضل ہے۔

(ابن ماجہ: ص ۷۶)

عید کا دن: جمعہ کا دن مسلمانوں کی عید کا دن ہے۔ (مجمع الزوائد: ص ۱۷۳)

ہزار رکعت سے افضل: جمعہ کی ۲/ رکعت اور دنوں کے ہزار رکعت سے افضل ہے۔ (کنز العمال: ۷/۷۱۹)

مدینہ منورہ میں جمعہ: مدینہ منورہ میں جمعہ کا ثواب ایک لاکھ نمازوں سے زائد ہے۔ (مجمع الزوائد: ۳/۱۴۸)

اہل قبور پر نرمی: جمعہ کے دن اور رات میں اہل برزخ اہل قبور کے ساتھ خصوصی رعایت ہوتی ہے۔ (شرح ابوداؤد: ص ۲۰۲)

یوم جمعہ میں انتقال کرنے والے کی فضیلت: جو جمعہ کے دن انتقال کر جائے عذاب قبر سے بھی محفوظ اور شہادت کا بھی مالک ہے۔ (مرقات: ۳/۲۴۲)

جمعہ کی نماز میں کونسی سورۃ پڑھے: جمعہ کی نماز میں سورۃ الغاشیہ اور سورۃ الاعلیٰ سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۱۶۰)

جمعہ کی نماز میں سورۃ الجمعۃ اور الغاشیہ سنت ہے۔ (مسلم: ۲۸۸)

شب جمعہ کی مغرب اور عشاء میں کونسی سورۃ پڑھے: شب جمعہ کی مغرب میں سورۂ کافرون اور اخلاص سنت ہے۔ (اتحاف السعادہ: ۳/۲۹۵)

عشاء میں سورۂ جمعہ اور منافقین سنت ہے۔ (اتحاف السادۃ: ۳/۲۹۵)

شب جمعہ میں سورۃ یٰسین و دخان کی فضیلت: شب جمعہ میں جو سورۂ دخان پڑھے گا اس کا ثواب ساتوں زمین و آسمان کو گھیر لیتا ہے۔ (ترغیب: ص ۵۱۴)

جو شب جمعہ میں سورۂ یٰسین پڑھے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

(ترغیب: ص ۵۱۴)

جمعہ کی فجر میں کیا پڑھے: جمعہ کے دن فجر کی نماز سورۂ الم سجدہ سورۂ دہر پڑھنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۲۲)

جمعہ کے لئے پیدل جانا: جمعہ کی نماز کے لئے پیدل جانا سنت ہے۔

(ترمذی: ص ۱۱۱)

جمعہ کے دن مسجد کی صفائی: جمعہ کے دن مسجد کی صفائی سنت ہے۔

(مجمع الزوائد: ۲/۱۱)

تحیۃ المسجد: جمعہ کے دن سب سے پہلے تحیۃ المسجد پڑھنا سنت ہے۔ (صحاح ستہ)

جمعہ کے دن دو رکعت جماعت کے ساتھ ہو۔ (ابن ماجہ: ص ۷۴)

جمعہ سے قبل کیا پڑھے: جمعہ سے قبل اور بعد میں ۴ رکعت ایک سلام سے پڑھنا سنت ہے۔ (عمدۃ القاری: ۶/۲۵۰)

جمعہ کے بعد ۲ رکعت سنت ہے۔ (مسلم: ص ۲۸۸)

جمعہ کے لئے کب مسجد جانا: جمعہ کے دن اذان سے پہلے جلد از جلد جانا سنت ہے۔ (نسائی: ۱/۲۰۰)

سب سے پہلی بدعت جمعہ کے لئے جلدی نہ جانا ہے۔(مرقات المفاتیح: ص ۲۵۲)

مسجد میں کہاں بیٹھے: جمعہ میں امام کے قریب سے قریب بیٹھنا سنت ہے۔

(سنن کبریٰ: ۳/۲۳۸)

جمعہ کے اہتمام کی فضیلت: جس نے جمعہ کو غسل کیا صبح جلدی چلا۔ امام کے قریب بیٹھا خاموش رہا لغو حرکت نہ کی تو اسے ہر قدم پر ایک قدم کے بدلے ایک سال کے روزے اور نماز کا ثواب ملے گا۔(ابن ماجہ: ص ۷۶)

دو اذانیں: جمعہ کے دن دو اذان دینا سنت ہے۔(بخاری: ص ۱۲۵)

جمعہ کے دن دو مرتبہ اذان دینا سنت ہے۔(بخاری: ص ۱۲۵)

جمعہ کے دن پہلی اذان کے بعد تمام کام ممنوع اور حرام ہیں۔(معارف: ص ۸)

خطبہ کا بیان و سنتیں

خطبہ یا اذان میں نماز نہ پڑھے: جب اذان یا خطبہ شروع ہو جائے تو آنے والا کوئی عام نماز نہ پڑھے۔(مجمع الزوائد: ص ۱۸۴)

دوسری اذان منبر کے سامنے: دوسری اذان منبر کے سامنے سنت ہے۔

(معارف السنن: ص ۴۳)

خطبہ کے وقت بیٹھنے کا حکم: آپ ﷺ خطبہ کے وقت لوگوں کو بیٹھنے کا حکم دیتے۔(سنن کبریٰ: ص ۳)

خطبہ میں ہاتھ اٹھانا: خطبہ میں ہاتھ اٹھانا حرکت دینا خلاف سنت ہے۔

(ترمذی)

لوگوں کا رخ کہاں ہو: امام جب منبر پر بیٹھ جائے تو لوگوں کا رخ امام کے جانب ہو۔(سنن کبریٰ: ص ۱۹۸)

منبر پر جائے تو کیا کرے: منبر پر جائے تو سلام کرنا سنت ہے۔
(سنن کبریٰ:ص ۲۰۵)

دو خطبے: جمعہ میں دو خطبے دینا سنت ہے۔ (بخاری:۱/۱۲۷)

خطبہ کہاں اور کیسے دے: خطبہ کھڑے ہو کر دینا سنت ہے۔ (بخاری:ص ۱۲۵)

جمعہ کا خطبہ منبر پر دینا سنت ہے۔ (ابن ماجہ:ص ۷۷)

دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا سنت ہے۔ (ابوداؤد:ص ۱۵۸)

نماز لمبی خطبہ مختصر: نماز لمبی اور خطبہ مختصر کرنا سنت ہے۔ (دارمی:۱/۳۶۵)

خطبہ بلند آواز سے: خطبہ بلند آواز سے کہنا سنت ہے (مسلم:، ابن ماجہ:ص ۲۸۵)

اما بعد کہنا بعد حمد کے: خطبہ میں حمد وثناء درود کے بعد اما بعد کہنا سنت ہے۔
(بخاری:ص ۱۲۷)

خطبہ خاموشی اور سکون کے ساتھ سننا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ:ص ۲۲۲)

خطبے میں بولنے پر وعید: خطبہ کے دوران بولنے والا مثل گدھے کے ہے۔
(ابن ابی شیبہ:ص ۱۲۵)

کب گفتگو کی گنجائش ہے: خطبہ کے بعد اقامت سے پہلے گفتگو کر سکتے ہیں۔ (الفتح الربانی:۶/۱۰۰)

گردنوں کو پھلانگتے ہوئے جانا: گردنوں کو پھلانگتے ہوئے آگے جانا خلافِ سنت ہے۔ (ترمذی:ص ۱۱۴)

کس طرح بیٹھے: خطبہ کے وقت حبوہ دونوں گھٹنوں کو ہاتھ سے جوڑ کر بیٹھنا مکروہ ہے۔ (ترمذی:ص ۱۱۴)

نماز سے قبل حلقہ بنا کر بیٹھنا خلافِ سنت ہے۔ (سنن کبریٰ:ص ۲۳۴)

اونگھ آئے تو جگہ بدل دے: اگر مسجد میں اونگھ آنے لگے تو اپنی جگہ بدل دینا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۲۳۷)

کلام خلاف سنت ہے: امام منبر پر آجائے تو کلام اور نماز خلافِ سنت ہے۔ (کنز العمال: ۷/۳۵۷)

مقتدی اذانِ خطبہ کا جواب نہ دے: آپ ﷺ خطبہ کی اذان کا جواب دیتے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطیب موذن کا جواب دے۔ مگر مقتدی اذان خطبہ کا جواب نہ دیں گے بلکہ خاموش رہیں گے۔ (درمختار)

جمعہ سے پہلے وعظ: جمعہ کے دن جمعہ سے پہلے وعظ سنت ہے۔ (مستدرک حاکم: ۱/۱۰۸)

عربی میں خطبہ: جمعہ اور عیدین کا خطبہ عربی میں ہونا سنت اور لازم ہے۔ (عمدہ الرعایہ)

یوم جمعہ میں درود: جمعہ کے دن درود پڑھنا سنت ہے۔ (الترغیب: ص ۵۰۳)

یوم جمعہ کو درود پڑھنے کی فضیلت

جمعہ کے دن ایک ہزار مرتبہ درود پڑھنے والا مرنے سے پہلے جنت میں اپنا گھر دیکھے گا۔ (الترغیب: ص ۵۰۱)

جمعہ کے دن سورۂ کہف: آپ ﷺ نے فرمایا جو جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے گا تو اس کے لئے دونوں جمعہ کے درمیان نور روشن کیا جائے گا (الترغیب: ص ۵۱۲)

جو سورہ کہف جمعہ کے دن پڑھے گا آٹھ دن فتنوں سے محفوظ رہے گا۔ اگر دجال نکلے تو اس کے فتنے سے بھی محفوظ رہے گا۔

جمعہ کے دن احباب کے پاس جانا: جمعہ کے بعد احباب ورفقاء کے ہاں

جانا اور کچھ کھانا پینا سنت ہے۔ (بخاری: ۲/۸۱۳)

جمعہ کے بعد خرید وفروخت: جمعہ کے بعد خرید وفروخت سنت ہے۔

(مجمع الزوائد: ص ۹۴)

کھانا اور قیلولہ کب ہو: جمعہ کے دن کھانا اور قیلولہ بعد جمعہ سنت ہے۔

(بخاری: ص ۱۲۹)

سفر کی اجازت: جمعہ کے دن سفر کی اجازت ہے۔ (کنز العمال)

جمعہ کا وقت آجائے تو سفر پر مت نکلو یہاں تک کہ جمعہ پڑھ لو۔

(ابن ابی شیبہ: ص ۱۰۶)

عید میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا بیان

عید میں چند امور مسنونہ کا بیان: عید و بقر عید میں غسل کرنا سنت ہے۔

(ابن ماجہ: ص ۹۳)

عید و بقر عید میں نیا لباس پہننا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۲۸)

عید سے پہلے اور بعد میں نماز پڑھنا خلافِ سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۳۵)

عید میں عمدہ خوشبو وعطر لگانا سنت ہے۔ (شرح مہذب: ۵/۶)

جس راستے سے عیدگاہ جائے واپس دوسرے راستے سے آنا سنت ہے۔

(سنن کبریٰ: ص ۳۹۰)

عید کی نماز بلا تکبیر و اذان: عید اور بقر عید کی نماز بلا تکبیر و اذان کے پڑھنا سنت ہے۔ (مسلم: ص ۲۹۰)

عیدگاہ جانا: عید اور بقر عید کے لئے عیدگاہ جانا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۳۱)

ضعیفوں اور بوڑھوں کے لئے سنت: محلہ کی مسجد میں عید و بقر عید کی نماز بیماروں، بوڑھوں اور ضعیفوں کے لئے پڑھنا سنت ہے۔ (سنن: ۳/۳۱۰)

خطبہ میں چند امور مسنونہ

عید میں صدقہ کی تاکید: خطبہ عیدین میں خصوصیت سے صدقہ کی تاکید فرماتے۔ (زاد المعاد: ۱/۴۴۵)

عید و بقر عید میں عورتوں کو بھی وعظ کرنا سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۱۶۲)

عیدین کی نماز میں کونسی سورۃ سنت ہے: آپ ﷺ عیدین میں سورۃ قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ پڑھتے۔ (ابوداؤد: ص ۱۶۶)

عید اور بقر عید میں۔ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی اور هَلْ اَتٰكَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ پڑھتے تھے۔

عید بقر عید میں عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ اور وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا پڑھا کرتے تھے۔ (مجمع الزوائد: ص ۱۱)

خطبہ عصا کے سہارے: خطبہ عصا یا کمان کے سہارے دینا سنت ہے۔ (شرح السنۃ: ۲/۵۷۶)

دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا: دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا سنت ہے۔ (بزار: ۱/۱۳۵)

خطبے میں تکبیر سنت ہے: عیدین کے خطبہ میں کثرت سے تکبیر پڑھنا سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۹۱)

آپ ﷺ نے عید کے دن بلا اذان و اقامت کے نماز پڑھی پھر خطبہ دیا۔ (کنز: ص ۸)

خطبہ کب ہو: عیدین کا خطبہ نماز کے بعد سنت ہے۔ (ابن خزیمہ: ص ۳۴۸)

اہل خانہ کے ساتھ عیدگاہ جانا: اپنے اہل عیال و اہل خانہ کے ساتھ عیدگاہ

جاتے۔ (سنن کبریٰ ص ۳)

عید گاہ پیدل جانا سنت ہے۔ (کنز العمال ص ۸)

عید گاہ میں تکبیر کہتے جانا سنت ہے۔ (کنز: ص ۶۴۲)

صبح عید گاہ کی طرف جانے سے قبل فطرہ دینا سنت ہے۔ (ابن ماجہ)

زائد تکبیریں کیسے کہیں: زائد تکبیروں میں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑنا سنت ہے۔ (البحر الرائق: ص ۱۷۴)

بقرہ عید کی سنت

بقرعید میں کچھ نہ کھانا یہاں تک کہ واپس آکر اپنی قربانی سے کچھ کھائے۔

(ترمذی: ص ۱۲۰)

بقرہ عید میں مبارک کن الفاظ کے ساتھ: بقرعید میں ان الفاظ کے ساتھ تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ مبارک باد دینا سنت ہے۔ (مجمع: ص ۲)

بقرعید کے دن اوّلاً نماز پھر خطبہ پھر قربانی سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۳۳)

تکبیر کب: بقرعید میں یوم عرفہ کے دن صبح سے ایام تشریق تک تکبیر کہنا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۳۵۱)

قربانی سے کلیجی کھانا: عید کے بعد اپنی قربانی کے گوشت سے کلیجی کھانا سنت ہے (سنن کبریٰ: ۳۰/۲۸۳)

عورتوں کی سنت: عید اور بقرعید میں عورتوں کا مہندی لگانا سنت ہے۔

(مصنف عبدالرزاق: ۳/۳۳۳)

معتکف کی سنت: معتکف، کے لئے سنت یہ ہے کہ عید کی شب عبادت کرکے مسجد سے نکلے۔ (ادب الاعتکاف)

سفر کی نماز

سفر کی سنتیں: سفر میں چار رکعت والی نماز کو دو پڑھنا سنت ہے۔ (بخاری:۱/۱۴۹)
امن کی حالت میں ہو یا خوف کا ہو یا نہ ہو پھر بھی دو رکعت ہی پڑھے (ترمذی ص ۱۲۲)
اڑتالیس (۴۸) میل یا تین فرسخ کے ارادے سے سفر میں دو رکعت پڑھتے۔ (مسلم:ص ۲۴۲)

سفر میں اذان کے ساتھ نماز: سفر میں اذان کے ساتھ نماز پڑھنا سنت ہے۔ (مختصر البخاری:ص ۸۸)

مسافر ہو کر امامت کرے تو: مسافر ہو کر امامت کرے تو مقیمین کے لئے اعلان سنت ہے۔ (مشکوۃ شریف:ص ۱۸۸)

مقیم خلف المسافر کیا کرے: مقیم کا مسافر کے پیچھے پوری نماز پڑھنا سنت ہے۔ (مصنف عبدالرزاق)

سفر میں تہجد: سفر میں رات کو سواری پر تہجد پڑھنا سنت ہے۔ (بخاری:ص ۱۴۹)

قبل و بعد سفر دو رکعت: سفر کرنے سے پہلے اور سفر کرنے کے بعد واپس پہنچ کر دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے۔ (طبرانی)

زکوٰۃ وصدقات کے سلسلے میں آپ ﷺ کے پاکیزہ طریق اور اسوۂ حسنہ کا بیان

آپ ﷺ زکوٰۃ وصدقات وصول کرنے والوں کو بھیجتے:
حضرت عقبہ ابن عامر جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے مجھے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ (مسند احمد:۴/۱۴۵)

مالداروں سے وصول اور غرباء میں تقسیم: حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا کہ میں اپنے مالداروں سے زکوٰۃ لوں اور اپنے غرباء و مساکین کو زکوٰۃ دوں۔ میں ایک یتیم بچہ تھا۔ میرے پاس کوئی مال نہ تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھی چند اونٹ دیئے۔

(ترمذی: ص ۱۴۱)

زکوٰۃ متوسط مال کی: سعد اخی بنی عدی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں کے پاس (ہمارے پاس قبیلہ اور بستی میں) دو آدمی آئے اور کہا کہ ہم دونوں کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی زکوٰۃ صدقات کو وصول کرنے بھیجا ہے۔ چنانچہ بکریوں میں بہترین بکری گابھن تھی اسے دے دیا۔ ان دونوں نے اسے واپس کر دیا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گابھن جانور لینے سے منع فرمایا (نہ عمدہ نہ گھٹیا بلکہ بیچ قسم کا مال) چنانچہ میں نے متوسط درجہ کی بکری دی تو انہوں نے اسے لے لیا۔

(مسند، شافعی)

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ صدقات وصول کرنے کے لئے لوگوں کے پاس جانا سنت سے ثابت ہے۔ ان مالداروں کو نہ فرصت اور نہ موقع لہٰذا ان کے پاس جا کر زکوٰۃ صدقات کا وصول کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسنون طریقہ ہے لہٰذا جو لوگ سفراء کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے اور اس کام کو بیجا سمجھتے ہیں جہالت ہے۔

(شمائل کبریٰ: ۹/۲۱)

مالداروں سے زکوٰۃ لے کر مساکین وغیرہ پر تقسیم کا بیان:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یمن کی جانب (گورنر بنا کر) بھیجا تو فرمایا...... ان کو بتاؤ کہ اللہ نے تم پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو تمہارے مالداروں سے لی جائے گی اور تمہارے غرباء فقراء پر تقسیم کر دی جائے گی۔ (بخاری: ص ۱۸۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب کسی کو صدقات وصول کرنے کے لئے بھیجتے تو ان کو حکم دیتے کہ ان سے صدقات لے کر ان کے قریبی رشتہ داروں میں حسب مراتب تقسیم کر دو۔ اگر رشتہ دار نہ ہوں تو قبیلہ کے محلے والوں کو دے دو پھر ضرورت مند پڑوسیوں کو دے دو۔ (مجمع: ۳/۹۰)

ابن قیم نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ یمن کے مالداروں سے زکوٰۃ لے کر یمن کے غرباء اور فقراء میں تقسیم کر دو۔ آپ ﷺ نے اپنے پاس اسے نہیں منگوایا۔ (زاد المعاد: ص ۳۰۸)

ایک علاقے کی زکوٰۃ دوسرے علاقے نہیں دی جاتی: اس حدیث سے اس بات کی بھی وضاحت ہوتی ہے کہ جس علاقہ کے لوگوں سے زکوٰۃ لی جائے وہاں کے غرباء و مساکین میں زکوٰۃ تقسیم کی جائے اسی وجہ سے فقہاء کرام نے ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر میں لے جانے کو جب کہ وہاں زائد ضرورت نہ ہو منع اور مکروہ قرار دیا ہے۔ (فتح القدیر: ص ۲۸۲)

زکوٰۃ کی تقسیم کا بیان: اس حدیث کے پیش نظر علاقے میں زکوٰۃ کی تقسیم کا خیال رکھا جائے وہاں کے فقراء مساکین بیواؤں اہل ضرورت کا اولاً خیال کیا جائے عموماً باہر سے آنے والوں کو لوگ زکوٰۃ و صدقات دے دیتے ہیں اور علاقے کے لوگ رہ جاتے ہیں۔ سو یہ شرعی نظام زکوٰۃ کے خلاف ہے ہاں اگر علاقے کے لوگوں کے مقابلے میں دوسری جگہ زیادہ ضرورت ہو یا زیادہ نفع بخش ہو یا صالح متقی پرہیزگار ہو جیسے مدارس کا نظام یہ بہتر ہیں۔ (شامی: ۲/۳۵۴)

مال کا چالیسواں حصہ: آپ ﷺ مال کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں نکالتے تھے۔

دینار اور درہم پر زکوٰۃ: ابو کثیر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ

بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یمن کی جانب روانہ کیا فرمایا کہ ہر چالیس دینار پر ایک دینار وصول کریں اور ہر دو سو درہم پر پانچ درہم۔ (دارقطنی: ۲/۹۵)

رسول اللہ ﷺ سال گزرنے پر زکوۃ واجب ہونے کا حکم فرماتے تھے۔

سال کا گزرنا ضروری ہے: ابن عمر اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مال (نصاب) میں اس وقت تک زکوۃ نہیں جب تک کہ سال نہ گزر جائے۔ (ترمذی: ص ۱۳۸)

بخلاف کھیتی اور باغ کی پیداوار پر زکوۃ دسواں یا بیسواں حصہ ہے اس پر سال گزرنا شرط نہیں ہے اسی طرح قربانی اور صدقہ فطر ہیں۔ (شامی: ۲/۲۶۷)

سال گزرنے سے پہلے بھی زکوۃ نکالنے کی اجازت: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ سال گزرنے سے پہلے زکوۃ نکالی جاسکتی ہے بھلائی میں جلدی کے پیش نظر آپ ﷺ نے اجازت دے دی کہ ہاں پہلے نکالی جاسکتی ہے۔ (ابوداؤد: ص ۲۲۹)

مال کی کس مقدار پر زکوۃ کا حکم فرماتے تھے:

فائدہ: خیال رہے کہ ہمارے دیار میں ساڑھے سات تولہ سونا ۵۲ تولہ چاندی نصاب ہے اگر سونا چاندی دونوں ہو تو چاندی کی قیمت کے اعتبار سے مال پائے جانے پر زکوۃ واجب ہے یعنی مالیت ۵۲ تولہ چاندی کے برابر ہو جائے اسی طرح روپیہ میں بھی چاندی کا اعتبار ہے چاندی مثلاً ۸۰ روپیہ تولہ ہو تو ۴۲ سو روپیہ قریب ہونے پر نصاب کی مقدار پائی گئی اس قیمت پر سال گزرنے سے زکوۃ واجب ہو جاتی ہے۔

بیچ سال میں مال کی کمی کا اعتبار نہیں: اگر شروع اور آخر میں نصاب کی مقدار پائی گئی اور بیچ سال میں کم ہو گیا تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا زکوۃ واجب ہو

جائے گی۔(فتح القدیر:۲/۲۲۰)

ہاں اگر ایسا ہوا کہ بیچ سال میں بالکل مال ختم ہوگیا ایک روپیہ بھی نہ رہا یا قرض ہوگیا تو نصاب کے ختم ہوجانے کی وجہ سے زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔(فتح القدیر:۲/۲۲۱)

نصاب زکوٰۃ کے لئے شرط ہے: نصاب سے کم مقدار مال ہوتا تو زکوٰۃ واجب نہ فرماتے۔

نصاب کا بیان: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا دو سو درہم (جو چاندی کے نصاب سے ہے) اس سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔(سنن کبریٰ:ص ۱۳۸)

نصاب سے زائد مقدار پر اسی حساب سے زکوٰۃ ہے۔

ابن ضمرہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ دو سو درہم سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے اور اس سے زائد پر اسی حساب سے زکوٰۃ ہے۔(ابن ابی شیبہ:ص ۱۱۹)

روپیہ، سونا، چاندی پر بہر صورت زکوٰۃ ہے خواہ رکھے ہوئے ہوں اور تجارت نہ کی جارہی ہو۔

گھریلو سامان پر زکوٰۃ نہیں: ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ حضرت عطاء کہتے ہیں سامانوں پر (گھریلو اور برتنے والے) زکوٰۃ نہیں تاوقتیکہ ان کی تجارت نہ کی جائے۔ سوائے سونے اور چاندی کے کہ اگر وہ رکھے ہوئے ہوں اور ان سے تجارت نہ کی جاتی ہو تب بھی زکوٰۃ نکالی جائے گی۔(مصنف عبدالرزاق:ص ۹۷)

کپڑے کے تاجروں پر زکوٰۃ ہے: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اونٹ میں، بکریوں میں، گائے میں اور کپڑے میں زکوٰۃ ہے۔(دار قطنی:ص ۱۰۱)

قرض دیئے گئے مال پر بھی زکوٰۃ ہے: ابن شہاب زہری سے اس آدمی

کے بارے میں پوچھا گیا جس کا مال دوسرے کے پاس قرض ہے کیا اس مال پر زکوٰۃ ہے؟ کہا ہاں اگر وہ معتمد (ادا کرنے والے) کے پاس ہے اگر ایسا قرض ہے جس کے ملنے کی امید نہیں تو پھر نہیں۔ ہاں مل جائے تو گزشتہ ایام پر بھی زکوٰۃ ہے۔

(مصنف عبدالرزاق: ۱۰۴/۴)

زیورات میں جواہرات جڑے ہوتے ہیں اس پر زکوٰۃ نہیں:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ موتیوں پر زکوٰۃ نہیں۔ (شمائل کبریٰ: ۳۰/۹)

حضرت عکرمہ نے کہا جواہر، موتیوں، زمرد پر زکوٰۃ نہیں ہاں مگر یہ کہ وہ تجارت کے لئے ہوں۔ (اعلاء السنن: ص ۶۲)

سونے چاندی کے علاوہ زکوٰۃ نہیں: رحمۃ الامۃ کے حوالہ سے ہے کہ سونے چاندی کے علاوہ گوہر، موتی، جواہر، یاقوت زمرد، مشک، عنبر پر زکوٰۃ نہیں اور اسی پر اجماع ہے خواہ اس کی قیمت لاکھ اور کروڑ کیوں نہ ہو۔ (اعلاء السنن: ص ۶۲)

تجارتی اشیاء پر زکوٰۃ کا بیان: حضور اکرم ﷺ خرید و فروخت ''تجارتی اشیاء'' پر زکوٰۃ کا حکم فرماتے تھے۔ (ابوداؤد: ص ۲۱۸)

ادائیگی زکوٰۃ پر ترغیب کا بیان: آپ ﷺ ادائیگی زکوٰۃ کی سخت ترغیب دیتے تھے۔ (ترغیب: ۵۲۰/۱)

مال کی حفاظت: حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے مال کی حفاظت زکوٰۃ کے ذریعے کرو۔ اپنی بیماریوں کا علاج صدقہ سے کرو۔ مصائب کی موجوں کا دفاع دعا اور تضرع سے کرو۔ (ترغیب، طبرانی، بیہقی)

مال کے شر اور فتنے سے حفاظت: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو اس مال کی برائی تم سے دور ہو گئی۔ (ترغیب: ص ۵۱۹)

زکوٰۃ نہیں دی تو نماز قبول نہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں آپ ﷺ نماز کے قائم کرنے کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ جس نے زکوٰۃ ادا نہیں کی اس کی نماز نہیں ہوگی (ترغیب: ص ۵۴۰)

زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر وعید: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں ادا کرتا۔ قیامت کے دن اس مال کو گنجا سانپ بنا دیا جائے جسے اس کی گردن میں لٹکا دیا جائے گا۔ (ترغیب ص ۵۲۸)

زکوٰۃ کی کوتاہی سے مال کا خسارہ اور ہلاکت: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مال نہ خشکی میں (زمین پر) اور نہ سمندر میں (کشتی اور جہاز سے) ہلاک و برباد ہوتا ہے مگر زکوٰۃ کی کوتاہی اور نہ دینے سے۔ (ترغیب: ص ۵۴۱)

مال کی حفاظت، مریض کی شفاعت، مصیبت کا ٹلنا: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کوئی مال بر و بحر خشکی ہو یا سمندر میں مطلب یہ ہے کہ ساری دنیا میں اس کے بغیر ضائع نہیں ہوتا کہ زکوٰۃ نہ ادا ہوئی ہو۔ اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کر کے ذریعہ حفاظت کیا کرو۔ اور اپنے بیماروں کا صدقہ کے ذریعے سے علاج کیا کرو۔ اور اپنی ناگہانی مصیبتوں کو دعاؤں کے ذریعے ہٹایا کرو۔ کہ دعا اس مصیبت کو زائل کر دیتی ہے اور اس کو روک دیتی ہے جو ابھی تک نہ آئی ہو۔ (فضائل صدقات: ص ۲۵۵)

بارش کے روک دینے کی سزا زکوٰۃ کی کوتاہی ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے جب لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ روک دیتے ہیں تو آسمان سے بارش روک دی جاتی ہے۔ (ترغیب: ص ۵۴۴)

نابالغ کے مال پر زکوٰۃ نہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نابالغ کے مال پر زکوٰۃ نہیں۔ تاوقتیکہ اس پر نماز فرض نہ ہو جائے (یعنی بالغ نہ ہو جائے)۔ (اعلاء السنن: ۹/۴)

کس پر زکوٰۃ نہیں: قرض ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ (اعلاء السنن: ۹/۱۱)

وکیل نائب کو زکوٰۃ ادا کرنے والا بری ہے۔ (مسند احمد بلوغ الامانی: ۹/۳۶)

زکوٰۃ وصول کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے۔ (ترغیب: ص ۵۵۹)

زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ کے وصول کا بیان

کھیتی کا نصاب: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے مجھے یمن کی جانب بھیجا اور مجھے یہ حکم دیا کہ جس کھیت کی سیرابی آسمانی پانی سے ہو اس میں دسواں حصہ ہے اور جسے ڈول سے سیراب کیا گیا ہو اس میں بیسواں حصہ لوں۔ (نسائی: ۲۴۴)

اور جو پیداوار اپنے ہاتھ سے یا جانور سے یا اس دور میں مشین سے یا سرکاری نہر سے سیراب کی گئی ہو اس پیداوار پر بیسواں حصہ ہے۔ (فتح القدیر: ۲/۲۴۶)

قابل ذخیرہ اشیاء پر زکوٰۃ عشر واجب ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۱۵۹)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے گیہوں، جو، کھجور اور کشمش پر صدقہ "عشر" متعین فرمایا ہے۔ (دارقطنی: ص ۹۶)

سبزیوں پر زکوٰۃ کا بیان: سبزیوں اور ساگ پات پر زکوٰۃ نہیں۔ (ترمذی: ص ۱۳۸)

زمین کی پیداوار خواہ کم ہو یا زائد بہر صورت عشر ہے: حضرت مجاہد نے بیان کیا کہ زمین کی پیداوار خواہ کم ہو یا زائد نصف عشر واجب ہے حماد نے کہا

زمین کی پیداوار جو بھی ہو اس پر دسواں یا بیسواں حصہ ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ۳/ ۱۴۹)

پیداوار پر خاص مقدار نہیں اور عاقل بالغ ہونا شرط نہیں: زمین کی پیداوار پر نہ کوئی خاص مقدار ہے اور نہ اس پر سال گزرنا ضروری ہے بہرصورت پیداوار پر دسواں یا بیسواں حصہ واجب ہے اسی طرح اس کے لئے بالغ اور عاقل ہونا بھی ضروری نہیں لہٰذا نابالغ اور پاگل کے کھیت کی پیداوار میں بھی عشر ہے۔ (شامی: ۲۲۶)

زکوٰۃ کے علاوہ بھی مال میں حق کا بیان: حضرت فاطمہ بنت قیس نبی کریم ﷺ سے نقل کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے۔ (ترمذی: ص ۱۴۳)

زکوٰۃ میں گھٹیا مال کا بیان: زکوٰۃ میں ردی اور گھٹیا مال ادا کرنا منع ہے۔ (سنن کبریٰ: ۴/ ۱۸۶)

بعض تاجروں اور دکانداروں کو آپ دیکھیں گے کہ جو مال نہ بکنے والا ہو یا ردی ہو گیا ہو یا خراب ہو گیا ہو یا بازار میں اس کی بکری اور قیمت کم ہو گئی ہو اس مال کو زکوٰۃ میں سفیروں کو دے دیتے ہیں چنانچہ کپڑے کے تاجر عموماً ایسا کرتے ہیں اس کی اصلی قیمت پر نکالے تو جائز اور درست ہے مگر بہتر نہیں۔ (شمائل کبریٰ: ۹/ ۴۳)

زکوٰۃ لے کر آنے والے کو دعا: زکوٰۃ لے کر آنے والے کو دعائیہ کلمات کہنا سنت ہے۔ (بخاری و مسلم)

زکوٰۃ خود مصرف پر لگائے: بہتر ہے کہ زکوٰۃ خود سے مصرف میں ادا کرے۔ (مصنف عبدالرزاق: ۴/ ۴۸)

زکوٰۃ تقسیم کرنے کا بیان

سائلین کو خود دینا مسنون ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی

ہے کہ آپ ﷺ کو میں نے نہیں دیکھا کہ صدقہ خیرات کی تقسیم دوسروں کے حوالے سے فرماتے بلکہ خود سے سائلین کے ہاتھ میں دیتے۔ (ابن ماجہ)

زکوٰۃ اولاً رشتہ داروں کو دینا سنت ہے: حضور اکرم ﷺ زکوٰۃ اولاً قریبی رشتہ داروں کو دینے کا حکم فرماتے تھے۔ (مجمع: ۳/۹۰)

رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینے پر ثواب: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قریبی رشتہ داروں کو زکوٰۃ وصدقات دینے پر دوگنا ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی: ص ۱۴۳)

تکلیف دہ رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا سنت ہے: مخالف تکلیف دہ قریبی رشتہ داروں کو زکوٰۃ وصدقات دینا افضل ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا وہ قریبی رشتہ دار جو مخالفت اور عداوت رکھتے ہوں ان پر صدقہ کرنا افضل ترین صدقہ ہے۔ (مجمع: ۳/۱۱۹)

بوقت ضرورت ومطلب اقرباء پر بھلائی نہ کرنے کی سزا: حضرت عبداللہ البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی قریبی رشتہ دار کسی قریبی رشتہ دار کے پاس آئے اور اس سے کسی ایسی چیز کا سوال کرے (طلب کرے) جس سے اللہ پاک نے اسے نوازا ہے وہ اس سے بخل کر جائے نہ دے تو اللہ پاک اس کے لئے جہنم سے ایک اژدہا نکالے گا جو زبان کو حرکت دے رہا ہو گا جسے اس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا۔ (ترغیب: ۳/۳۹)

کون سی زکوٰۃ وصدقات خدا کے نزدیک مقبول نہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اے امت محمدیہ جس ذات نے ہمیں حق کے ساتھ بھیجا ہے اور اللہ پاک کسی آدمی کے صدقہ کو قبول نہیں فرماتے کہ اس کے قریبی رشتہ دار محتاج حاجت مند ہوں اور وہ غیروں پر صدقہ وخیرات کر رہا ہو قسم خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے خدائے پاک

اسے قیامت کے دن دیکھے گا بھی نہیں۔ (شامی: ۲/۲۵۳)

مالدار صاحب نصاب مرد عورت کو زکوٰۃ جائز نہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زکوٰۃ وصدقات غنی مالدار کے لئے جائز نہیں اور اس آدمی کے لئے جو صحت مند طاقت ور ہو۔

(ترمذی: ص ۱۱...)

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ اگر صحت مند آدمی محتاج اور ضرورت مند ہو اس کے پاس مال نہ ہو تو اس کو زکوٰۃ کا دینا جائز ہے۔ (ترمذی: ص ۱۱...)

اپنی آل اولاد کو صدقہ خیرات دینا درست نہیں: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بیٹے اور باپ کو زکوٰۃ دینے کا حق نہیں۔

(اعلاء السنن: ۹/۸۷)

ہاں اپنے چچا زاد کے بھائی کو اپنی بہن کو یہ سب غریب ہوں تو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ (شامی: ۲/۲۵۸)

پاک مال پر زکوٰۃ: اللہ تعالیٰ پاک مال ہی کی زکوٰۃ قبول فرماتے ہیں۔

(بخاری: ص ۶۸۲)

پرہیز گاروں کو زکوٰۃ دینا افضل ہے: اہل صلاح اور پرہیز گار نیک لوگوں کو زکوٰۃ وصدقات دینا افضل اور انفع ہے۔ (بلوغ الامانی: ۱۰/۱۹۵)

دینی مدارس پر خرچ کا بیان: اہل علم دین کی خدمت کرنے والے اور دینی مدارس پر خرچ افضل اور بے انتہا ثواب کا باعث ہے۔ (اتحاف السادۃ)

زکوٰۃ محل اور مصرف میں پہنچ جانے کے بعد مالداروں کے لئے جائز: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا ہے۔ کہا یہ وہ ہے جو

حضرت بریرہ پر صدقہ کیا گیا ہے۔آپ نے فرمایا وہ ان کے لئے صدقہ ہے ہمارے لئے ہدیہ ہے۔(بخاری: ص ۲۰۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے صدقہ فطر کو فرض قرار دیا۔(بخاری)

روزہ معلق رہتا ہے: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا آسمان زمین کے درمیان روزہ معلق رہتا ہے اور نہیں چڑھتا ہے جب تک کہ صدقہ فطر نہ نکالے۔(کشف الغمہ: ص ۱۸۳)

صدقہ فطر کب واجب ہوتا ہے: خیال رہے کہ یہ عیدالفطر کی صبح صادق سے واجب ہو جاتا ہے اور جب تک نہ نکالے ذمہ میں نکالنا واجب رہتا ہے۔

(عنایہ علی الفتح: ۲/۲۹۹)

صدقہ فطر صاحب نصاب مالدار پر ہے: آپ ﷺ نے فرمایا صدقہ فطر نہیں مگر اس پر جو مالدار ہو (صاحب نصاب)۔(فتح القدیر: ص ۲۸۳)

صدقہ فطر کی کیا مقدار نکالی جائے: حضرت علقمہ اور حضرت اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ گیہوں میں نصف صاع اور کھجور اور جو میں ایک صاع ہے۔(دار قطنی: ص ۱۵۲)

صدقہ فطر کب نکالے: آپ ﷺ عیدگاہ جانے سے قبل فطرہ نکال دیتے تھے۔(ابن ماجہ: ص ۱۳۵)

نماز عید سے قبل فطرہ نکالنا باعث قبولیت وفضیلت ہے۔(دار قطنی: ص ۱۳۸)

صدقہ فطر ہر ایک پر واجب: دیہاتی اور شہری ہر ایک پر صدقہ فطر ہے۔

(سنن کبریٰ: ص ۱۷۳)

صدقہ فطر میں غلہ کی قیمت لگائی جا سکتی ہے۔(ابن ابی شیبہ: ۳/۱۷۴)

مالداروں سے زکوٰۃ وصدقات کی وصول یابی اور اس کی تقسیم کا نظام قائم کرنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۲۰۳)

غلطی پر زکوٰۃ دینے سے دوبارہ زکوٰۃ نہیں: اگر کسی کو زکوٰۃ کا مستحق سمجھ کر دے دیا پھر بعد میں پتہ چلا کہ وہ تو مالدار تھا تو اب زکوٰۃ ادا ہوگئی دوبارہ دینے کی ضرورت نہیں۔ (الشامی: ۲/۳۵۳)

غریب نابالغ سمجھدار بچے کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ (رحیمیہ: ۵/۱۴۷)

ایک تنبیہ: خیال رہے کہ عشر بیسواں حصہ ہر پیداوار پر ہے اگر سال میں دو پیداوار ہوں مثلاً گیہوں، چاول تو دونوں پر ہے ۳ پیداوار ہوں مثلاً مکئی تو اس کا بھی بیسواں نکالا جائے گا۔ (الشامی: ص ۳۲۶)

ہلال کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

شعبان کا چاند دیکھنے کا اہتمام: آپ ﷺ شعبان کے چاند کو دیکھنے کا جتنا اہتمام فرماتے اتنا دوسرے ماہ کا نہ فرماتے ابن ہمام نے لکھا ہے کہ شعبان کی ۲۹ کا چاند دیکھنا واجب علی الکفایہ ہے۔ (فتح القدیر: ۳/۳۱۳)

شعبان کی تاریخوں کو اہتمام سے یاد رکھنے کا حکم: آپ ﷺ فرماتے تھے شعبان کی تاریخوں کو رمضان کے لئے یاد رکھا کرو۔ (دارقطنی: ۲/۱۶۳)

چاند دیکھنے والے کی ذمہ داری: چاند دیکھنے والے کو لازم ہے کہ وہ اس کے ذمہ داروں کو اطلاع دے دے۔ (ابوداؤد: ص ۳۲۰)

معتبر آدمیوں کی شہادت: دو عادل معتبر آدمیوں کی شہادت سے چاند کا ثبوت ہو جاتا ہے۔ (سنن کبریٰ: ۴/۲۴۸)

معتبر کیا: کلینڈر اور اہل حساب ماہر فلکیات کا قول معتبر نہیں۔ (شمائل کبریٰ: ۹/۸۸)

ایک عادل کی گواہی سے رمضان کا ثبوت ہو جاتا ہے۔ (ترمذی: ص ۱۴۸)

۲۹ ر کا چاند نظر نہ آئے تو ۳۰ دن پورے کرو۔ (صحیح ابن خزیمہ: ۲۰۲/۳)

ثواب میں کمی نہیں: ۲۹ ر کا روزہ ہونے پر ثواب کی کمی نہیں (مجمع الزوائد: ص ۱۵۰)

فائدہ: رمضان المبارک کا چاند ۲۹ کو ہو جائے تو یہ افسوس نہ کرے کہ ۲۹ روزوں کا ثواب ملے گا کاش کہ ایک دن اور چاند نظر نہ آتا تو مکمل ایک ماہ ہوتا اور ایک مہینہ کا پورا ثواب ملتا جیسا کہ بعض جاہلوں سے سنا جاتا ہے۔ (بلوغ الامانی: ۲۷۴/۹)

اگر کسی وجہ سے روزے ۲۸ ہو جائیں تو: اگر کسی وجہ سے روزے ۲۸ ہو جائیں تو ایک دن کی قضاء واجب ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۲۵۱)

دو آدمیوں کی شہادت: دو آدمیوں کی شہادت سے آپ ﷺ نے روزہ تڑوادیا۔ (دار قطنی: ص ۱۶۹)

چاند کی شہادت دن کے آخر حصہ میں آئے تب بھی روزہ توڑ دے۔

(کنز العمال: ص ۵۶۵)

رمضان کا چاند ایک گواہ سے اور عید کا دو گواہوں سے: حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ایک آدمی کی شہادت پر رمضان المبارک کا چاند تسلیم فرما لیتے تھے اور آپ ﷺ عید کی چاند پر دو آدمی کی شہادت پر ہی فیصلہ فرماتے تھے (مجمع الزوائد: ۱۴۹/۳)

آپ ﷺ رمضان کا چاند دیکھتے تو کیا پڑھتے تھے: آپ ﷺ رمضان کا چاند دیکھتے تو اس کی طرف رخ فرما کر یہ پڑھتے:

"اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالْعَافِيَةِ الْعَاجِلَةِ وَدِفَاعِ الْاِسْقَامِ وَالْعَوْنِ عَلَى الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْنَا لِرَمَضَانَ وَيُسَلِّمْ لَنَا.

وَمُسْلِمَةً مِنَّا حَتّٰی یَخْرُجَ رَمَضَانُ وَقَدْ غَفَرْتَ لَنَا وَارْحَمْنَا وَعَفَوْتَ عَنَّا." (کنزالعمال: ۵۹۰/۸)

چاند دیکھنے والے ٹیلیفون سے خبر دیں تو بالکل معتبر نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۱۸۸/۵)

شہادت کہاں معتبر ہے اور کہاں نہیں: شہادت میں خط، ٹیلی گراف ٹیلی فون وغیرہ کا قطعاً کوئی اعتبار نہیں۔ (احسن الفتاویٰ: ۴۲۰/۴)

روزہ رمضان کے سلسلہ میں بیان

آپ ﷺ کو میں نے رمضان کے علاوہ پورے ماہ کا روزہ رکھتے نہیں دیکھا۔ (ابوداؤد: ص ۳۱۹)

ہر ماہ میں کچھ نہ کچھ روزے رکھنا مستحب ہے۔ (جمع الوسائل)

آپ ﷺ نے ۹ سال رمضان کا روزہ رکھا۔ (شرح مہذب: ص ۲۵۰)

ماہ مبارک کے آنے کی خوشخبری: آپ ﷺ ماہ رمضان المبارک کی آنے کی بشارت دیتے (مسند احمد: ۲۸۴/۲)

رمضان آنے سے قبل رجب میں دعا کرتے: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رجب کا مہینہ آتا تو آپ ﷺ دعا فرماتے۔

"اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَارِكْ لَنَا فِیْ رَمَضَانَ."

(مسند احمد)

آپ ﷺ رمضان کے آنے پر یہ دعا سکھلاتے تھے۔

"اَللّٰھُمَّ سَلِّمْنِیْ لِرَمَضَانَ وَسَلِّمْ رَمَضَانَ لِیْ وَسَلِّمْهُ لِیْ مُتَقَبَّلًا" (کنزالعمال: ۵۱۴/۸)

ماہ مبارک میں چند اُمور

آپ ﷺ ماہ رمضان المبارک میں قیدیوں کو چھوڑ دیتے سائل کو واپس نہ

فرماتے تھے۔ (ابن سعد: ص ۹۹)

آپ ﷺ شعبان کے آخر میں رمضان کی فضیلت اور اہمیت پر وعظ فرماتے تھے (یعنی وعظ کرنا سنت ہے)۔ (ترغیب: ۲/۹۵)

آپ ﷺ عبادتِ رمضان کی خصوصیت سے تاکید فرماتے تھے۔

(الفتح الربانی: ص ۲۰)

بہت زیادہ عبادت کرنا: اور دنوں کی بہ نسبت رمضان المبارک میں بہت زیادہ عبادت کرنا سنت ہے۔ (مسلم: ص ۳۷۲)

آخرعشرہ میں آپ ﷺ کا بستر اٹھ جاتا: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا ہے تو آپ ﷺ کا بستر اٹھ جاتا عورتوں سے الگ ہوجاتے اور رات کا کھانا سحر کے وقت ہی کھاتے۔

(سبل الہدیٰ: ۸/۴۳۹)

رمضان المبارک میں آپ ﷺ کے کھانا نہ کھانے کا بیان:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رمضان آتا تو آپ (شروع رمضان میں کچھ سوتے) اور جب آخری عشرہ آتا تو ازار بند مضبوط باندھ لیتے اہل خانہ سے علیحدہ ہوجاتے مغرب وعشاء کے درمیان غسل فرماتے رات کو کھانا نہ کھا کر سحری کھاتے۔ (سبل الہدیٰ: ۸/۴۴۱)

عشرۂ اخیرہ میں ہمہ تن عبادت میں مشغول: رمضان المبارک کے آخیر عشرہ میں آپ ﷺ ہمہ تن عبادت میں مشغول ہوجاتے تھے۔

(مسند احمد: ۶/۴۶)

اہل خانہ کو عبادت کی تاکید: رمضان کے آخیر میں اہل خانہ کو عبادت کی انتہائی تاکید فرماتے تھے۔ (مسند احمد: ص ۱۳۲)

اہل خانہ سے علیحدگی: رمضان کے اخیر عشرہ میں اہل خانہ یعنی عورتوں سے

علیحدگی اختیار فرما لیتے تھے۔ (ابن ابی سیر: ۳/۷۷)

رمضان میں قرآن پاک کا شغف زیادہ ہو جاتا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر سال (حضرت جبرئیل علیہ السلام) ایک مرتبہ قرآن پاک آپ ﷺ پر پیش فرماتے تھے اور جس سال آپ کی وفات ہوئی اس سال آپ پر دو مرتبہ پیش کیا ہے۔ (بخاری)

روزہ کی حالت میں کوئی کھانا پیش کرتا تو آپ کیا کرتے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کو کھانے کے لئے بلایا جائے تو اگر وہ روزہ سے ہو تو کہہ دے میں روزہ سے ہوں۔ (مسلم)

روزہ دار کے سامنے کھایا جائے تو روزہ دار کے لئے ثواب: حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا کچھ لوگ اس وقت روزہ سے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا روزہ دار کے سامنے کھایا جائے تو اس کے لئے ملائکہ رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ (ابن عبدالرزاق: ۴/۳۱۳)

بھول سے کھا پی لینے پر قضاء کا حکم نہ فرماتے: ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول میں نے بھول سے کھا پی لیا میرا روزہ تھا آپ نے فرمایا اللہ نے آپ کو کھلایا پلایا۔ (نسائی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا بھولے سے جس کا روزہ رمضان میں ٹوٹ جائے تو اس پر نہ قضاء ہے اور نہ کفارہ۔

(سنن کبریٰ: ۴/۲۲۶)

اگر کسی کا فرض یا واجب روزہ رہ جائے اور انتقال کر جائے تو: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ اس شخص کے

بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا وہ مرجائے اور اس پر رمضان کا روزہ رہ جائے اور وہ اس کی قضا نہ کرسکا۔ تو اس کی جانب سے ہر دن کے لئے نصف صاع گیہوں کسی کو دے۔ (سنن کبریٰ: ۲۵۴/۴)

فائدہ: خیال رہے کہ ایسا شخص جو مرض یا انتہائی بڑھاپے کی ضعف و نقاہت کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکا۔ تو اس کے ذمہ لازم ہے کہ وہ اپنی جانب سے ہر روزہ کا فدیہ نصف صاع گیہوں یا ایک مسکین کو دونوں وقت کھانا کھلانے کی وصیت کر جائے۔
(ہدایہ فتح القدیر: ۳۵۷/۲)

احناف کے نزدیک اس کے بدلے روزہ رکھنا درست نہیں بلکہ فدیہ ادا کرنا ہوگا۔ (شمائل کبریٰ: ص ۱۲۱)

رمضان المبارک کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کب بہتر ہے:

آپ ﷺ کا رمضان کا روزہ چھوٹ جاتا (سفر جہاد کی وجہ سے) تو آپ اس کی قضاء عشرۂ ذی الحجہ میں ادا کرتے۔ (کنز العمال: ص ۵۲۱)

رمضان المبارک اور روزہ کی حالت میں زبان کی حفاظت کا حکم:

آپ ﷺ نے فرمایا روزہ کھانے پینے سے بچنے کا نام نہیں روزہ لغو اور واہیات امور سے بچنے کا نام ہے۔ (ترغیب: ص ۱۴۸)

بہت سے روزہ داروں کو سوائے بھوک کے کچھ حاصل نہیں ہوتا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ ان کو روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے حاصل نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۱۷۷)

روزہ کا مقصد گناہوں سے بچنا ہے: آپ ﷺ نے فرمایا کھانے پینے سے بچنے کا نام روزہ نہیں بلکہ گناہوں سے بچنے کا نام روزہ ہے۔
(مسند طیالسی مرتب: ص ۱۸۸)

گرمی کی وجہ سے منہ خشک ہوجانے پر کلی کی اجازت: حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ منہ میں پانی لیتے تھے اور پھر کلی کر کے پھینک دیتے تھے۔
(ابن عبدالرزاق: ص ۲۰۶)

روزہ کی حالت میں منہ اور ناک میں پانی ڈالنے کا بیان: روزہ کی حالت میں منہ اور ناک میں پانی ڈالنے میں احتیاط کرے۔ (سنن کبریٰ: ۴/۲۶۱)

روزہ کی حالت میں سرمہ لگانا سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۱۲۱)

رسول اللہ ﷺ سخت گرمی کی وجہ سے سر پر ٹھنڈا پانی بہالیتے تھے۔
(مشکوٰۃ: ص ۱۷۷)

رمضان اور روزہ میں مسواک کرنا سنت ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ۴/۳۵)

روزہ کے لئے مسواک اچھی چیز ہے۔ (شمائل کبریٰ: ص ۱۲۷)

روزہ نہ رکھنے پر سخت وعید کا بیان: ساری زندگی روزہ رکھے تب بھی تلافی نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا جس نے بلا رخصت کسی عذر مرض (سستی وتغافل) سے روزہ نہیں رکھا اگر وہ زندگی بھر بھی روزہ رکھے گا تو اس کی تلافی نہ ہوگی۔
(ابوداؤد: ص ۳۲۶)

روزہ چھوڑنا کفر ہے۔ (ترغیب: ۲/۱۱۰)

حد درجہ بوڑھے کمزوروں کو روزہ کے بجائے فدیہ کی گنجائش ہے۔
(سنن کبریٰ: ۴/۲۷۱)

روزہ نہ رکھنے کی حاملہ مرضعہ کو اجازت: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کو روزہ اور نصف نماز اور حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتوں سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی ہے۔ (ترمذی: ص ۱۵۲)

بچوں کو روزہ کی عادت: صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم بچوں کو روزہ کی عادت

دلواتے تھے۔ (مسلم: ص ۳۶۰)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ بچے اگر کھانا مانگتے تو ہم ان کو کھلونا دیتے جس سے وہ کھانا بھول جاتے یہاں تک ان کا روزہ پورا ہو جاتا۔ (مسلم: ص ۳۶۰)

ناپاکی یا جنابت کی حالت میں صبح صادق ہو جائے تو روزہ فاسد نہیں: علامہ ابن قیم نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ اپنے ازواج مطہرات سے جنابت کی حالت میں ہوتے تو فجر اور صبح صادق کے بعد غسل فرماتے۔ (زاد)

مزید اس سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک کی راتوں میں بیوی سے ملنے میں کوئی قباحت اور کراہت نہیں کہ آپ کا فعل ان امور سے پاک ہوتا ہے ہاں البتہ عشرہ اخیرہ میں حظ نفس کو قربان کرنا اور عبادت میں لگنا سنت ہے۔

احتلام ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ (ابوداؤد: ص ۳۲۳)

افطار اور سحری کا بیان

سورج ڈوبتے ہی افطار کرنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ص ۱۵۷)

سورج کو دیکھنے کے لئے بلندی پر ایک آدمی مقرر کرنا سنت ہے۔
(سبل الهدیٰ: ۸/۳۱۴)

افطاری میں جلدی کی تاکید: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ ہماری امت بھلائی پر رہے گی جب تک وہ افطار میں جلدی کرے گی۔ (بخاری: ص ۲۶۳)

افطاری سامنے ہوتی اور آپ ﷺ غروب کے انتظار میں رہتے: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ روزہ سے تھے میں نے آپ کو دیکھا کہ کھجور لئے ہوئے سورج ڈوبنے کا انتظار کر رہے ہیں بس جیسے ہی سورج ڈوبا آپ نے منہ مبارک میں ڈال دیا۔ (کنز العمال: ۸/۶۱۴)

افطاری نماز سے قبل: افطاری مغرب کی نماز سے قبل سنت ہے۔
(ابن خزیمہ: ص ۲۷۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب روزے سے ہوتے تو نماز اس وقت تک نہ پڑھتے جب تک کہ تازہ کھجور اور پانی نہ لے آتے۔
(سنن کبریٰ: ۵/۲۲۹)

افطار میں جلدی: آپ ﷺ نے فرمایا امت کی بھلائی افطار جلدی کرنے میں ہے (بخاری و مسلم)

آپ ﷺ نے فرمایا دین کا غلبہ اس وقت تک ہے جب تک افطاری میں جلدی ہو۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتے ہیں میرے نزدیک محبوب بندہ وہ ہے جو افطار میں جلدی کرنے والا ہو۔ (ترمذی)

تاروں کے طلوع کا انتظار کرنا افطاری میں ممنوع ہے۔ (ترغیب: ص ۱۴۰)

کس چیز سے افطار: تازہ کھجور سے افطار کرنا سنت ہے۔ (سبل الہدیٰ: ص ۳۰۵)

خشک چھوہارے سے افطاری کرنا سنت ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

دودھ سے بھی افطاری کرنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ص ۱۵۹)

کھجور یا چھوہارے کی طاق عدد سے افطاری کرنا سنت ہے۔ (شمائل کبریٰ: ۱۴۰)

کھجور یا چھوہارے نہ ہوں تو پانی سے افطار کرنا سنت ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

آگ سے پکی ہوئی چیزوں سے افطار شروع کرنا خلافِ سنت ہے۔
(ترغیب: ص ۱۳۲۰)

اگر بھولے سے کھا پی لے: اگر بھولے سے کھا پی لے تو معاف ہے۔
(ابوداؤد: ص ۳۲۶)

سورج ڈوبنے سے قبل اگر بھولے سے افطار کرلیا تو قضاء لازم ہے۔

افطار کی دعا: افطار کے وقت یہ دعا۔ اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ پڑھنا سنت ہے۔ (ابوداؤد)

اور ایک حدیث میں یہ دعا بھی منقول ہے فَتَقَبَّلْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ سنت ہے۔ (سبل الہدیٰ: ص ۴۱۶)

اور ایک حدیث میں ہے کہ بِاسْمِ اللّٰهِ اَللّٰھُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ سنت ہے۔ (مجمع الزوائد)

آپ ﷺ کسی دوسرے کے ہاں افطار کرتے تو اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْكُمُ الْمَلَائِكَةُ پڑھتے تھے۔

(ابن سنی: ص ۲۳۳)

سحری کا بیان

سحری کھا کر روزہ رکھنا سنت ہے۔ (بخاری ص ۲۵۷)

آپ ﷺ نے ایک شخص کو سحری میں بلایا اور فرمایا کہ آؤ برکتی کھانا کھاؤ۔

(ابوداؤد)

سحری کھانے والوں پر خدائے پاک اور حضرات ملائکہ کی دعا ہوتی ہے۔

(مجمع الزوائد: ۱۵۳/۳)

سحری ذرا تاخیر سے کھانا سنت ہے۔ (کنز ۸ / ۴۲۹)

جب صبح صادق کی ابتداء ہو جائے تو سحری کا وقت ختم اور روزہ کی ابتداء ہوتی ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۲۱۱)

سحری کا حساب نہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سحری اور روزہ دار کے کھانے کا حساب نہیں ہوگا۔ (بزار کشف الاستار ص ۴۶۰)

سحری آخری وقت کے قریب کھانا سنت ہے۔ (سبل الہدیٰ: ص ۴۱۷)

آپ ﷺ سحری کھانے کی تاکید فرماتے تھے۔ (سنن کبریٰ ص ۲۳۶)

یہود و نصاریٰ سے روزہ میں فرق: آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہمارے اور یہود و نصاریٰ کے روزے میں سحری کا فرق ہے۔ (ابوداؤد: ص ۳۲۰)

سحری تمام انبیاء کی سنت: سحری کھانا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ۴/۲۳۸)

سحری میں میٹھا: سحری میں کسی میٹھی چیز کا استعمال سنت ہے (سنن کبریٰ: ۴/۲۳۷)

شب قدر کے متعلق بیان

آپ ﷺ شب قدر کو تلاش فرماتے اور حاصل کرنے کا حکم دیتے تھے۔ (بخاری: ص ۲۷۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے شب قدر دکھائی گئی تھی پھر مجھے گھر والوں نے جگا دیا تو میں اسے بھول گیا پس اسے آخیر عشرہ میں تلاش کرو۔ (سنن کبریٰ ص ۳۰۸)

ان راتوں میں شب قدر کا احتمال ذکر فرمایا: ان راتوں میں شب قدر کا احتمال ذکر فرماتے اور عبادت کا حکم دیتے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ۱۷، ۲۱، ۲۳ میں تلاش کرو۔ (سنن کبریٰ: ۴/۳۱۰)

شب قدر کے پائے جانے کی علامتیں: عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اسے (۲۹، ۲۷، ۲۵ ویں شب میں تلاش کرو۔ (طحطاوی: ص ۵۲)

حضرت ابی بن کعب سے مروی ہے کہ اس رات کی صبح کو سورج طلوع ہوتا تو

اس میں کرنیں اور شعاعیں نہیں ہوتیں۔ (عمدۃ القاری: ۱۱/۱۳۴)

حضرت عبادہ بن صامت کی حدیث میں ہے کہ اس رات چاند صاف نمایاں ہوتا ہے نہ گرمی نہ سردی اور نہ تارے اس رات ٹوٹتے ہیں یعنی شیاطین پر رجم نہیں ہوتا کیونکہ اس رات شیاطین نہیں نکل پاتے۔ (شمائل کبریٰ: ص ۱۵۶)

ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ اس رات نہ گرمی نہ سردی اور سورج بلا شعاع اور کرنوں کے نکلتا ہے۔ (فتح القدیر: ص ۳۹۰)

جابر بن سمرہ اور ابو سعید کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رات ہلکی سی بارش بھی ہوتی ہے اور ہلکی سی ہوائیں بھی چلتی ہے۔ مگر خیال رہے کہ یہ علامتیں ہر ایک کو محسوس نہیں ہوتی ارباب کشف خواص اولیاء ہی اس سے واقف ہو سکتے ہیں۔

(شمائل کبریٰ: ص ۱۵۶)

شب قدر کی بعض خصوصیات: اس رات کا ثواب اور فضیلت ہزار راتوں کی عبادت سے زائد ثواب رکھتا ہے۔

شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ جس طرح اس رات کی عبادت کا ثواب ایک ہزار رات سے زائد ہے اسی طرح اس رات گناہ اور معصیت کی سزا بھی ایک لاکھ گناہ اور معصیت سے زائد ہے۔ (عمدۃ القاری: ۷/۱۳۱)

اس رات تورات، زبور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحائف اور قرآن پاک کا نزول ہوا۔ اسی رات اللہ پاک نے جنت میں باغ اور پودوں کی ابتدا کی۔

(عمدۃ القاری: ۱۱/۱۳۴)

حضرت ضحاک نے کہا اس رات ہر توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کی جاتی ہے آسمان کے دروازے غروب شمس سے طلوع فجر تک کھول دیے جاتے ہیں۔

(عمدۃ القاری: ص ۱۱)

شب قدر کی دعا: آپ ﷺ نے شب قدر کے موقعے پر یہ دعا پڑھنے کی

تاکید فرمائی۔

"اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ." (ترمذی)

- اخیر عشرہ کی کسی طاق رات میں بہت کثرت سے واقع ہوتی ہے کبھی کبھی اس کے علاوہ میں ہوتی ہے حضرت عائشہ کی حدیث بخاری و مسلم میں ہے عشرۂ اخیرہ میں اسے تلاش کرو۔

شب قدر کے سلسلے میں مختلف اقوال ہونے کی ایک معقول وجہ یہ بھی ہے کہ جس نے جس رات میں شب قدر کا ہونا علامتوں کے ذریعے سے بار بار محسوس کیا اس نے اس رات کا شب قدر ہونا ذکر کر دیا۔

حافظ نے بیان کیا کہ علامتوں سے کسی کو شب قدر ہونا معلوم ہو جائے تو اسے چھپانا بہتر ہے لوگوں کو اپنا کشف نہ بیان کرے۔ (فتح الباری: ۴/۲۶۶)

اعتکاف کے متعلق بیان

عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف سنت ہے۔ (بخاری: ص ۲۷۱)

تاحین حیات اعتکاف فرماتے رہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے عشرہ اخیرہ کا اعتکاف تا وقت وفات ہمیشہ فرماتے رہے اس کے بعد آپ کی بیویاں اعتکاف کرتی رہیں۔ (بخاری: ۲۷۱)

اعتکاف پر مداومت: آپ ﷺ نے ہمیشہ اعتکاف فرمایا۔ اور اس پر مواظبت فرمائی آپ جب سے مدینہ منورہ تشریف لائے اور ماہ رمضان کی دولت سے نوازے گئے اعتکاف کو نہیں چھوڑا (صرف ایک مرتبہ شدید عذر کی وجہ سے نہیں فرما سکے تھے) نہایت ہی پابندی سے ادا فرماتے رہے اسی وجہ سے فقہاء کرام نے اعتکاف کو سنت موکدہ قرار دیا ہے۔

آپ ﷺ نے عشرہ اولیٰ کا بھی اعتکاف کیا: حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے پہلے عشرہ کا اعتکاف فرمایا۔ پھر دوسرے کا اس کے بعد تیسرے عشرہ کا بھی اعتکاف کیا۔ (مجمع الزوائد:۳/۱۷۶)

آپ ﷺ نے ۲۰ دن کا بھی اعتکاف کیا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ہر رمضان میں ایک عشرہ کا اعتکاف کیا کرتے تھے اور جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس سال آپ ﷺ نے ۲۰ دن کا اعتکاف کیا۔ (بخاری: ص ۲۷۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے بیچ عشرہ کا اور آخری عشرہ کا بھی اعتکاف کیا ہے۔ (الفتح الربانی:۱۰/۲۳۵)

پورے ماہ رمضان کا اعتکاف بھی سنت سے ثابت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۱۸۲)

اعتکاف کا مقصد: مزید اس روایت سے معلوم ہوا کہ اعتکاف کا مقصد شب قدر کی تلاش اور اس کی فضیلت کا حصول ہے اعتکاف کی حالت میں ہمہ وقت چونکہ مسجد میں ہوگا اور بحالت اعتکاف سونا آرام کرنا بھی عبادت ہی شمار ہوتا ہے لہٰذا معتکف شب قدر کی فضیلت کو حاصل کرے گا اسی لئے آپ ہمیشہ اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

اعتکاف چھوٹ جانے پر تلافی: اگر کسی سال آپ ﷺ اعتکاف نہ کر سکتے تو آئندہ سال ۲۰ یوم کا اعتکاف فرماتے۔ (سنن کبریٰ:۴/۳۱۴)

علامہ ابن قیم نے کہا کہ آپ ﷺ تا وفات اعتکاف فرماتے رہے ایک مرتبہ اعتکاف چھوٹ گیا تھا تو اس کی قضا شوال میں کی۔ (زاد المعاد: ص ۳۵۷)

پس اس سے معلوم ہوا کہ اگر چھوٹ جانے پر تلافی کرے تو باعث فضیلت ہے تاکہ ثواب کا دوامی سلسلہ اور اس کے دوام و ہمیشگی کی برکات باقی رہیں۔ علماء نے

بیان کیا کہ جو ہمیشہ اعتکاف کا عادی رہا ہو اور وہ کسی وجہ سے اعتکاف نہ کر سکا تو مستحب ہے کہ رمضان کے بعد اعتکاف کرے۔ (نیل الاوطار: ص ۲۶۴)

عورت کا اعتکاف سنت ہے: عورتوں کے لئے بھی اعتکاف سنت ہے۔ (بخاری: ص ۲۷۱)

مستحاضہ عورت بھی اعتکاف کرسکتی ہے۔ (سنن کبریٰ)

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے استحاضہ کی حالت میں اعتکاف کیا تھا۔ (عمدۃ القاری: ص ۱۵۴)

شوہر کی اجازت سے: عورت شوہر کی اجازت سے اعتکاف کرے گی۔ (بخاری: ص ۲۷۴)

عورت عدت میں ہو تو اعتکاف نہیں ہے: عورت عدت میں ہو تو اعتکاف نہیں کرے گی۔ (سنن کبریٰ: ص ۳۲۳)

حضرت عطاء نے بیان کیا ہے کہ اعتکاف کرنے والی عورت کو جب ماہواری آجائے تو وہ اعتکاف کو چھوڑ کر گھر چلی آئے گی۔ (ابن عبدالرزاق: ص ۳۶۹)

حالت اعتکاف میں زوجین کا آپس میں خلط مباشرت ممنوع ہے۔ (ابوداؤد: ص ۳۳۵)

معتکف شوہر کے لئے بیوی کی خدمت سنت سے ثابت ہے۔ (بخاری: ص ۲۷۳)

احباب کے ساتھ اعتکاف: احباب، متعلقین، حلقہ اور ارادت مندوں کے ساتھ اعتکاف سنت سے ثابت ہے۔ (بخاری: ص ۲۷۲)

آپ ﷺ مہینہ میں ہفتہ اتوار اور دوشنبہ کا روزہ رکھا کرتے تھے اور آخر ماہ کے منگل بدھ جمعرات کا رکھا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ: ص ۱۸۰)

مسجد میں اعتکاف کی جگہ: مسجد میں اعتکاف کی جگہ کو چادر وغیرہ سے گھیر لینا

مسنون ہے۔ (بخاری: ص۲۷۲)

آپ ﷺ کے اعتکاف کی جگہ کو کھجور کے پتیوں سے گھیرا گیا تھا اور چٹائی کا دروازہ بنایا گیا تھا۔ (مجمع الزوائد: ص۱۷۶)

حضرت ابن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے لئے ماہ رمضان میں کھجور کی چھالوں کا حجرہ بنا دیا جاتا تھا۔ (ابن خزیمہ: ص۳۵۱)

مسجد سے باہر سر نکالنا: مسجد سے باہر جسم کا کوئی حصہ نکالنا درست ہے۔ حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ حالت اعتکاف میں سر مسجد سے باہر نکال دیتے اور میں اسے دھو دیتی اور میں حائضہ ہوتی۔ (بخاری: ۲۷۲)

مسجد میں معتکف کا سامان: معتکف کا مسجد میں سامان رکھنا سنت ہے۔ (بخاری: ص۲۷۳)

آپ ﷺ اعتکاف کی حالت میں صرف پاخانہ پیشاب کے لئے گھر جاتے تھے مسجد میں پاخانہ پیشاب کی جگہ نہ ہونے کی صورت میں پاخانہ پیشاب کے لئے گھر جانا سنت ہے۔ (بخاری: ص۲۷۲)

معتکف مریض کی عیادت نہیں کرسکتا یہی سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص۳۳۵)

مسجد سے باہر جانا وضو کے لئے: نماز کے وضوء کے لئے آپ ﷺ مسجد سے باہر نکلتے تھے مسجد میں وضو خانہ نہ ہونے کی صورت میں وضوء کے لئے باہر جانا سنت ہے (مسند احمد، الفتح الربانی: ۱۰/۲۴۸)

مردوں کے لئے اس مسجد میں اعتکاف کرنا سنت ہے جہاں باجماعت نماز ہوتی ہے۔ (سنن کبریٰ: ص۳۱۵)

اعتکاف واجب کی قضاء کا حکم آپ ﷺ نے فرمایا۔ (سنن کبریٰ: ۴/۲۱۶)

اعتکاف کب ختم ہوتا ہے: حضرت ابراہیم نخعی نے بیان کیا کہ لوگ (حضرات

صحابہ کرام اور تابعین عظام) مستحب سمجھتے تھے کہ شب عید مسجد میں گزاریں اور وہیں سے صبح عید کے لئے نکلیں۔ (استذکار: ص۳۱۶)

فائدہ: خیال رہے کہ اعتکاف تو سورج ڈوبتے ہی شب عید الفطر میں پورا ہو جاتا ہے۔ لیکن اعلیٰ بہتر مستحب یہ ہے کہ شب عید بھی عبادت و اعتکاف میں گزارے تا کہ شب عید کی عبادت کی جو فضیلت ہے کہ جس دن لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے شب عیدین میں عبادت کرنے والوں کا دل زندہ رہے گا۔ اس کا پانے والا ہو جائے جہاں دس رات بسر کی وہاں ایک رات اور بسر کرے ثواب عظیم کا حامل ہوگا۔ اسی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت اس فضیلت پر عمل کرتی تھی۔ (شمائل کبریٰ: ص۱۸۸)

بلا روزہ اعتکاف نہیں: آپ ﷺ نے فرمایا اعتکاف بلا روزے کے نہیں ہے۔ روزہ نہیں تو عشرہ اخیرہ کا اعتکاف بھی نہیں۔ (دار قطنی: ۲/۲۰۰)

آپ ﷺ اعتکاف شب قدر کی تلاش اور اس کی فضیلت کے حصول کے لئے فرماتے تھے۔ (ابن خزیمہ: ۳/۲۴۳)

اعتکاف کے فضائل

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اعتکاف سے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔
(فیض القدیر: ۶/۷۴)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی ایک عشرہ کا ثواب دو حج دو عمرہ کے برابر ہوتا ہے۔ (کنز العمال: ص۵۳۰)

نفلی اعتکاف تھوڑی دیر کے لئے بھی جائز اور باعث ثواب ہے۔
(نیل الاوطار: ص۲۶۸)

جنت میں محل: آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے مغرب سے عشاء تک مسجد

جماعت میں (جہاں جماعت کے ساتھ نماز ہو) اعتکاف کیا اور سوائے نماز کے اور تلاوت قرآن پاک کے (ذکر وغیرہ) گفتگو نہیں کی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں محل بنائیں گے۔ (کشف الغمہ: ص ۲۱۲)

نفلی روزوں کے سلسلہ میں آپ ﷺ کی پاکیزہ عادات کا بیان

آپ ﷺ رمضان کے علاوہ بھی روزہ رکھتے تھے اور یہی سنت ہے۔ (ابوداؤد)

ہر ماہ میں تین روزے: آپ ﷺ ہر ماہ میں ۳ روزے اور عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔ (مسند احمد: ص ۲۳۶)

شعبان کا روزہ: آپ ﷺ شعبان کا روزہ رکھتے تھے۔ (نسائی: ص ۳۰۶)

آپ ﷺ نے فرمایا ہر ماہ کے ۳ روزے رکھنا صوم الدہر ہے۔

(ابن خزیمہ: ۳/۳۰۱)

ایام بیض کا روزہ

عبدالمالک بن منہال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صحابی رسول اللہ تھے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ہم لوگوں کو ایام بیض کے روزہ کا حکم دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ صوم الدہر ہے۔ (سنن کبریٰ: ۴/۲۹۴)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ ۱۳، ۱۴، ۱۵ کا رکھنا صوم الدہر ہے۔ (کنز العمال)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر ماہ کے ۳ روزے اس طرح رکھتے تھے کہ ہر ہر ماہ پہلا دن دسواں دن، بیسواں دن اور کہتے تھے کہ یہ صوم الدہر ہے۔

(عمدۃ القاری: ۱۱/۹۶)

ایام بیض کے روزے کی ابتداء: ایام بیض کے روزے کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ (عمدۃ القاری ۱۱/۹۵)

آپ ﷺ ہر ماہ میں ۳؍ روزے رکھتے مہینہ کا پہلا دوشنبہ، بدھ اور کوئی دن۔ (سنن کبریٰ: ص ۲۸۵)

آپ ﷺ ایام بیض کا روزہ رکھتے اور امت کو بھی حکم دیتے تھے۔ (ترمذی)

ایام بیض کے روزے رکھنا سنت ہے۔ (نسائی: ص ۳۲۸)

نفلی روزے کے مختلف اوقات: آپ ﷺ ہر ماہ کے شروع چاند میں روزہ رکھا کرتے تھے اور اس کی ابتداء جمعہ کے دن سے فرماتے۔ (صحیح ابن خزیمہ: ص ۳۰۲)

اگر ہر ماہ میں ۳؍ روزے نہ رکھ سکے تو ایک ہی رکھ لیا کرے یہی سنت ہے۔ (ابن خزیمہ: ۳/۳۰۰)

آپ ﷺ مہینہ کے ۲؍ دنوں میں روزہ رکھا کرتے تھے۔ مہینہ کی پہلی جمعرات اس کے بعد والا دوشنبہ پھر اس کے بعد والا دوشنبہ۔ (الفتح الربانی: ص ۲۱۴)

آپ ﷺ ہر ماہ میں ۳ روزے رکھتے پہلے دوشنبہ کا اور دو جمعرات کا۔ (مسند احمد: ۶/۲۸۹)

آپ ﷺ ہر ماہ کے عشرہ میں (شروع ماہ) روزہ رکھا کرتے تھے اور بہت کم جمعہ کو بے روزہ ہوتے۔ (الفتح الربانی: ۱۰/۲۱۵)

ماہِ شوال کے روزے کے متعلق

ماہِ شوال کے روزوں کی فضیلت: آپ ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے ۶ روزے رکھے اس نے گویا ہمیشہ روزہ رکھا۔ (مسلم: ص ۳۶۹)

آپ ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان کا روزہ رکھا پھر اس کے بعد شوال کے ۶ روزے رکھے تو وہ گناہوں سے ایسا صاف ہو جائے گا جیسا کہ اس کی ماں نے آج جنا ہو۔ (ترغیب: ۱۱۱/۲)

ذوالحجہ کے روزے کے متعلق

عشرہ ذی الحجہ کا روزہ رکھنا سنت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۱۸۰)

عشرہ ذی الحجہ کے روزے کی فضیلت: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا عشرہ ذی الحجہ کے دنوں کی عبادت سے بڑھ کر عمل افضل نہیں لوگوں نے پوچھا کہ کیا جہاد بھی نہیں آپ نے فرمایا ہاں جہاد بھی نہیں۔ (ابن ماجہ)

عرفہ کے روزے کی فضیلت: آپ ﷺ نے فرمایا جس نے عرفہ کے دن ۹ ذی الحجہ کا روزہ رکھا اس کے دو سال کے مسلسل گناہ معاف ہوں گے۔
(مجمع الزوائد: ۱۹۲/۳)

آپ ﷺ نے حج کے دوران عرفہ کے دن روزہ نہیں رکھا (ترمذی: ص ۱۵۸)

رجب کے روزے کے متعلق

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ رجب میں روزے رکھتے تھے۔ (کشف الغمہ)

رجب کا ۲۷ واں روزہ: آپ ﷺ نے رجب کے روزے سے منع بھی فرمایا۔ (ابن ماجہ)

رجب میں ۲۷ تاریخ کا روزہ جو عوام میں مشہور ہے یہ بھی غلط ہے نہ اس کی کوئی فضیلت ہے نہ آپ ﷺ سے اور نہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم و تابعین کرام سے

ثابت ہے۔

شعبان کے روزے کے متعلق آپ کا معمول

بسا اوقات پورے ماہ شعبان کا روزہ رکھتے تھے۔ (ترمذی)

رمضان کے بعد افضل ترین روزہ: آپ ﷺ رمضان کے بعد افضل ترین روزہ شعبان کا فرماتے تھے (ترمذی)

۱۵ ویں شعبان کے روزے کے متعلق: آپ ﷺ ۱۵/ شعبان کا روزہ رکھتے اور حکم دیتے تھے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد: ۸/۴۳۳)

محرم کے روزے کے متعلق

آپ ﷺ اشہر حرم، محرم، رجب، ذیقعدہ ذی الحجہ کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ)

رمضان المبارک کے بعد ماہ محرم کے روزے افضل ہیں۔ (ترمذی)

ماہ محرم کے ۳/ روزوں کی فضیلت ۶۰ سال کی عبادت کے برابر: آپ ﷺ نے فرمایا جو محرم کے ماہ میں ۳ روزے جمعرات، جمعہ، سنیچر کا رکھے گا اسے ساٹھ سال کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ (مجمع: ۳/۱۹۳)

عاشورہ کے روزے کے متعلق

عاشورہ کا روزہ اب واجب نہیں بلکہ جائز اور سنت ہے۔ (مسلم: ص ۳۵۸)

کس دن عاشورہ کا روزہ ہے: آپ ﷺ نے حکم دیا کہ عاشورہ کا روزہ محرم کی دسویں تاریخ کو رکھا جائے۔ (عمدۃ القاری: ص ۱۱۷)

اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے ہے کہ وہ نویں تاریخ ہے۔ ابو اللیث

کی تفسیر میں ہے کہ وہ گیارہویں تاریخ ہے۔ (عمدۃ القاری ص ۱۱۷)

آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں زندہ رہا تو یوم عاشورہ کے روزے کے بارے میں ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کے روزہ کا حکم دوں گا۔ (سنن کبریٰ ۴/۲۸۷)

عاشورہ کا روزہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام نے رکھا ہے (عمدۃ القاری: ۱۱/۱۱۸)

عاشورہ کے دن اہل وعیال پر توسع سال بھر برکت کا باعث ہے۔

(بیہقی فی الشعب: ۳/۳۶۶)

ہفتہ واری روزہ رکھنے کے متعلق آپ کا معمول مبارک

پیر اور جمعرات کا روزہ رکھنا سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۱۲۴)

پیر، جمعرات کو کیوں روزہ رکھتے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ اہتمام سے پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے تو آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا پیر اور جمعرات کے دن اللہ پاک مسلمانوں کی مغفرت فرماتے ہیں سوائے دو بغض رکھنے والوں کے ان کو چھوڑ دیتے ہیں یہاں تک کہ آپسی مصالحت کرلیں۔ (ابن ماجہ: ص ۱۲۴)

ابوقتادہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سے پیر دوشنبہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اسی دن میں پیدا ہوا اسی دن مجھ پر وحی نازل ہوئی۔

(نسائی)

ایک اور روایت میں ہے کہ اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن میری وفات ہوگی۔ (ابن خزیمہ: ۳/۲۹۹)

بدھ جمعرات و جمعہ کے روزے کی فضیلت: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو بدھ جمعرات جمعہ کو روزہ رکھے گا اس کے لئے جنت میں ایسا گھر بنایا جائے گا جس کا باہر اندر سے اور اندر باہر

سے نظر آئے گا یعنی شیش محل ملے گا۔ (مجمع الزوائد: ص۲۰۲)

بدھ اور جمعرات کے روزے سے آزادی جہنم کا پروانہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے بدھ اور جمعرات کا روزہ رکھا اس کے لئے جہنم سے آزادی کا پروانہ لکھا جائے گا (مجمع ۳/۲۰۱)

آپ سنیچر اور اتوار کا روزہ رکھتے تھے: آپ ﷺ کثرت سے ہفتہ اور اتوار کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ (مجمع الزوائد: ص۲۰۲)

صوم داؤدی اور اس کی فضیلت: حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت میں ہے کہ صوم داؤدی سے بہتر کوئی روزہ نہیں جو صوم الدہر ہے کہ ایک دن روزہ اور ایک دن افطار۔ (بخاری: ۲۶۶)

عورت کا نفلی روزہ: آپ ﷺ نے فرمایا کہ شوہر کی موجودگی میں عورت بلا اجازت کے نفلی روزہ نہ رکھے۔

مہمان کا نفلی روزہ: میزبان کی اجازت کے بغیر مہمان نفلی روزہ نہ رکھے۔

(مجمع: ص۲۰۴)

میزبان کے کہنے سے نفل روزہ توڑ سکتا ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ان کے پاس ایک عورت آئی تو انہوں نے ان کو کھانا پیش کیا انہوں نے کہہ دیا میں روزے سے ہوں۔ تو نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کیا رمضان کی قضا ہے اس نے کہا نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا روزہ توڑ دو۔

(مجمع الزوائد: ۴/۲۰۴)

آپ ﷺ دعوت سے یا کھانے کے لئے بلانے پر روزہ نہ توڑتے تھے۔

(مختصراً بخاری: ص۲۶۶)

گھر میں کھانے پینے کی سہولت نہ ہو تو روزہ رکھنا سنت ہے۔ (مسلم: ص۳۶۴)

ممنوع روزوں کا بیان

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنا منع ہے۔ (بخاری، مسلم)

آپ ﷺ ایام تشریق میں روزہ رکھنے سے منع فرماتے تھے (دار قطنی: ص ۲۱۲)

آپ ﷺ ۳۰ شعبان یوم الشک میں روزہ رکھنے سے منع فرماتے تھے۔

(دار قطنی: ص ۱۵۷)

رمضان سے ایک دن قبل روزہ رکھنا منع ہے۔ (بیہقی: ص ۲۵۹)

جمعہ کے دن روزہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے ہاں مگر ایک دن پہلے یا بعد کا ملا کر رکھے (بخاری ۲۶۷)

جمعہ ہفتہ عید ہے اس لئے آپ ﷺ روزہ سے منع فرماتے تھے۔

(مسند احمد: ۱۰/۱۴۳)

روزہ کی ترتیب جمعہ کے دن آ جائے تو رکھ سکتا ہے۔ (مسند احمد: ص ۱۴۳)

آپ ﷺ جمعہ کا روزہ آگے پیچھے ملا کر رکھتے تھے۔ (مسند احمد: ۱۵۰)

آپ ﷺ سنیچر ہفتہ کے روزے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

(مسند احمد مرتب: ص ۱۴۸)

سنیچر کا روزہ آپ ﷺ اتوار کے ساتھ رکھتے یہی سنت ہے۔ (مشکوٰۃ: ۱۸۰)

صوم الدہر مسلسل ہر دن روزہ رکھنے سے منع فرماتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ: ۳/۷۸)

نصف شعبان کے بعد: آپ ﷺ نے فرمایا جب نصف شعبان گزر جائے تو روزہ سے رک جاؤ۔ یہاں تک کہ رمضان آ جائے۔ (طحاوی: ص ۳۴۰)

سفر میں روزہ رکھنے کے متعلق آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ

آپ ﷺ سفر میں بھی روزہ رکھا کرتے تھے۔ (بخاری: ص ۲۶۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے سفر میں روزہ رکھا بھی اور نہیں بھی رکھا۔ (مسلم: ص ۳۵۶)

سفری روزہ میں دِقت: سفری روزہ میں دِقت و پریشانی ہو تو نہ رکھنا بہتر ہے۔ (مسلم: ص ۳۵۶)

سفر میں قوت و طاقت ہو تو روزہ رکھنا بہتر ہے۔ (مسلم: ص ۳۵۶)

رفقاء اور مصاحبین کی خدمت کی وجہ سے سفر میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔ (ابن خزیمہ: ص ۲۶۱)

بیمار پرسی اور عیادت کی سنتیں

بیمار کے گھر سے کچھ نہ کھائے: آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو کسی کی بیمار پرسی کرے تو وہ ان کے ہاں کوئی چیز نہ کھائے بے شک وہ حصہ ہے ان کی بیمار پرسی سے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ بہتر عیادت خفی ہے (یعنی جس میں زیادہ وقت نہ لگے)

سب کی عیادت: آپ ﷺ نے فرمایا کہ عیادت کرو ان کی جو تمہاری عیادت نہ کریں اور ہدیہ دو ان کو جو تمہیں ہدیہ نہ دیں۔ (کنز: ۹/۴۱)

مکمل عیادت اور ملاقات: آپ ﷺ نے فرمایا کہ مکمل عیادت یہ ہے کہ تم میں سے کوئی مریض کے ماتھے پر ہاتھ رکھے اور ان سے صحت کے بارے میں پوچھے اور مکمل ملاقات مصافحہ کرنا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مریض کو کھلایا اس کی خواہش کی چیز اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے میوے کھلائے گا۔ (کنز: ۹/۴۰)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزوں کی عیادت نہیں کرنی چاہیے۔ ① آنکھوں کے درد والے کی ② دانت کے درد کی ③ پھوڑے کے زخم والے کی۔

عیادت کا ثواب: آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے بیمار کی عیادت کی۔ اور ان کے ساتھ بیٹھا اللہ تعالیٰ اسے ایک ہزار سال کا ثواب دیتے ہیں جس میں سے اس نے کوئی نافرمانی نہ کی ہو۔ (کنز: ص ۴۰)

آپ ﷺ نے فرمایا عیادت نہ کی جائے مگر تین دن کے بعد۔ (کنز: ۹/۴۰)

تعزیت کی سنتیں: جس نے کسی کی تعزیت کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اپنے عرش کا سایہ رحمت فرمائیں گے۔ (ابن سنی)

تعزیت کی دعا: تعزیت کے وقت کی دوسری دعا: "اَللّٰهُمَّ عَزِّ حُزْنَهَا وَاجْبُرْ مُصِيْبَتَهَا وَاَبْدِلْهَا بِهَا خَيْرًا مِّنْهَا." (کنز: ۱۵/۴۷۸)

تعزیت صرف ایک مرتبہ: تعزیت صرف ایک مرتبہ کرنی چاہئے بار بار نہیں کرنی چاہئے۔

مصیبت کے موقع پر تین دن بیٹھنا تعزیت کے لئے جائز تو ہے مگر خلافِ اولیٰ ہے اور مسجد میں تو خصوصی طور پر مکروہ ہے۔

خط کے ذریعے تعزیت: خط کے ذریعے بھی تعزیت کی جا سکتی ہے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن میں تھے کہ ان کا بیٹا فوت ہوا تو آپ ﷺ نے ان کو تعزیتی خط لکھا۔ (مجمع: ۳/۲)

خدا کی جانب سے خیر کا فیصلہ: خدا کی جانب سے خیر کا فیصلہ موت سے قبل نیک عمل کی توفیق ہوتا ہے۔ (حاکم: ص ۳۴۰، الفتح الربانی: ص ۴۱)

موت کا بیان

کس وقت اور کس حالت کی موت بہتر

رمضان اور عرفہ کے دن کی موت: آپ ﷺ نے فرمایا جس کی

موت رمضان میں ہو وہ جنت میں داخل ہوگا جس کی موت عرفہ کے دن ہو جائے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ابونعیم شرح الصدور: ص ۳۱۴)

جمعہ کے دن کی موت: جمعہ کے دن مرنے سے عذاب قبر سے حفاظت اور شہادت کا ثواب ملتا ہے اور حساب سے بھی معافی ہوتی ہے۔ (مجمع الزوائد: ص ۳۱۹)

باوضو موت: باوضو موت پر شہادت کا ثواب ملتا ہے (طبرانی، مرقات المفاتیح: ۳/ ۳۷)

باوضو موت پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کی آمد ہوتی ہے (شرح احیاء: ۱۰/ ۲۸۳)

مرض کی حالت میں موت: بیماری اور مرض کی حالت میں موت شہادت کی موت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۱۱۶)

وہ موت جس پر شہادت کا ثواب: حضرت سلمان ذکر کرتے ہیں کہ میں تین مرتبہ آپ ﷺ کی خدمت میں زکوۃ لے کر حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے پوچھا جانتے ہو شہید تمہارے میں کون ہے؟ کہا جو اللہ کے راستے (جہاد) میں مارا جائے تو آپ نے فرمایا تو اس طرح ہماری امت میں شہداء کم ہو جائیں گے۔ خدا کے راستے میں موت بھی شہادت ہے۔ طاعون میں مرنا بھی شہادت ہے بحالت نفاس (بچہ کی ولادت یا اس کے بعد خون آنے کی مدت) میں مرجائے تو بھی شہادت ہے حمل میں مرنا بھی شہادت ہے۔ ڈوب کر مرنا بھی شہادت۔ ٹی بی کے مرض میں مرنا بھی شہادت ہے پیٹ کی بیماری میں مرنا بھی شہادت ہے۔ (مجمع الزوائد: ۲/ ۳۱۷)

مسافرت کی حالت میں مرنا: وطن سے دور مسافر کی حالت میں مرنا شہادت ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۱۳۹)

وبائی امراض میں مرنا: وبائی امراض طاعون ہیضہ میں مرنے والا شہید ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۱۳۹)

طالب علمی کی حالت میں مرنا: طالب علمی کی حالت میں مرنے والا شہید

ہے۔ (جامع بیان العلم: ص ۵۳)

مؤمن کی موت: مؤمن موت کے وقت خدا کی ملاقات کا مشتاق ہوتا ہے۔

مؤمن کی وفات پر آسمان کے دو دروازے روتے ہیں۔ (کنز العمال: ۱۵/ ۲۹۱)

حسن عمل کے ساتھ طول عمر بڑی اچھی بات ہے۔ (کنز العمال: ۱۵/ ۳۵۳)

نیکی کے ساتھ عمر کی زیادتی بڑی مبارک بات ہے۔ (کنز العمال: ۱۵/ ۲۶۸)

لوگوں میں افضل: لوگوں میں افضل وہ ہے جس کی عمر زائد عبادت الٰہی میں گزرے۔

آپ نے فرمایا مسلمان کی عمر جس قدر بھی زائد ہو بہتر اور خیر ہے۔
(طبرانی، کنز العمال: ۱۵/ ۵۹۵)

عذاب دینے سے خدا کو شرم: آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو شرم آتی ہے اس بات سے کہ اپنے بندے کو جبکہ اسلام پر بوڑھے ہوں عذاب دیں۔
(طبرانی، کنز العمال: ۱۵/ ۲۷۰)

چالیس سال اور اس کے بعد عمر کی فضیلت: حضرت انس سے مروی ہے کہ جب بندہ چالیس سال کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ پاک اسے تین بلاؤں جنون، جذام اور برص سے مامون فرمادیتے ہیں اور جب پچاس سال کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ پاک اس سے حساب آسان اور سہل فرمادیتے ہیں اور جب ساٹھ سال کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ پاک اسے اپنی نیابت اور توجہ سے حسب مرضی نوازتے ہیں اور جب ستر سال کو پہنچ جاتا ہے تو آسمان والے (فرشتے) اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اسی سال کا ہوجاتا ہے تو اس کی نیکیاں باقی رہ جاتی ہیں اور گناہ ختم جاتے ہیں اور جب نوے سال کا ہوجاتا ہے تو اس کے پچھلے اگلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور اس کے گھر والوں کے لئے اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے اور آسمان سے آواز دی جاتی ہے یہ اللہ کی زمین پر اللہ کا اسیر ہے۔ (کنز العمال: ص ۶۶۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ ساٹھ اور ستر سال کی عمر میں اللہ پاک اسے معذور قرار دیتے ہیں۔ (بخاری، سنن کبریٰ ۳/۳۷۰)

اس امت کی عمر اکثر ساٹھ و ستر کے درمیان ہوگی۔ (سنن کبریٰ ۳: ۳۷۰)

۷۰ سال پر آسمان والوں میں محبوب ہو جاتا ہے۔ (کنزالعمال ص ۹۷۰)

خاتمہ کا اعتبار: آپ ﷺ نے فرمایا کہ اعمال کا مدار خاتمہ پر ہے۔

(بخاری ص ۹۷۷)

جس کا خاتمہ کلمہ توحید پر ہو وہ جنت میں داخل ہوتا ہے۔

(ابن حبان تلخیص الحبیر ص ۱۰۹)

نزع کی حالت میں کلمہ کی تلقین: آپ ﷺ نے فرمایا اپنے مرنے والوں کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو۔ (مسلم ص ۳۰۰)

کلمہ کی تلقین کے ساتھ (ایمان پر) ثابت قدمی کی دعا کرے۔

(طبرانی، کنزالعمال ۱۵/۵۵۹)

مرنے کے وقت تلقین اور جنت کی بشارت سنائے۔ (کنزالعمال ص ۵۵۶)

موت کے وقت کلمہ نصیب: موت کے وقت کلمہ نصیب ہو جائے تو جہنم حرام ہو جائے گی (حاکم تلخیص ۲/۱۱۰)

جسے کلمہ نصیب ہو جائے اس پر جنت واجب۔ (مسند احمد ص ۷۷)

نماز کے پابند کو فرشتے کی جانب سے تلقین: ابو حاتم نے حضرت جعفر بن محمد سے نقل کیا ہے کہ ملک الموت نماز کے اوقات میں لوگوں پر نگاہ رکھتے ہیں کون نماز وقت پر پڑھتا ہے اور کون نہیں۔ پھر موت کے وقت وہ دیکھتا ہے اگر ان لوگوں میں سے ہے جو نماز کی وقت پر پابندی کرتا تھا تو اس سے فرشتے قریب ہوتے ہیں اور شیطان اس سے دور بھاگ جاتا ہے اور فرشتے اس کو کلمہ کی تلقین کرتے ہیں اس حالت میں۔ (اتحاف ۱: ۳۷۳)

بوقت موت آدمی کو اپنے ٹھکانے کا پتہ چل جاتا ہے۔

(ابن ابی الدنیا، احیاء، ۲۶۶/۱۰)

محض موت راحت کی بات نہیں بلکہ مغفرت ہو جائے تو راحت کی بات ہے۔

(طبرانی، کنز العمال ص ۷۳۹)

اچانک موت کا حادثہ مومن کے راحت، فاسق کے لئے حسرت کا باعث ہے۔

(سنن کبریٰ: ۳۷۹/۳)

اچانک حادثہ: اچانک حادثہ وغیرہ کی موت سے آپ ﷺ پناہ مانگتے۔

(مجمع الزوائد: ۳۱۸/۲)

اچانک موت گدھے کی موت کے مانند ہے۔ (مختصر ابن الفوائد: ص ۳۵۴)

اچانک موت (ہارٹ اٹیک) قرب قیامت کی علامت ہے۔

(ابن ابی شیبہ ص ۳۶۹)

اچانک موت غضباً مواخذہ الٰہی کی پہچان ہے۔ (مطالب عالیہ ۲۲۹/۱)

اصحاب کی موت: آپ ﷺ اپنے اصحاب کی موت کے وقت اہتمام سے حاضر ہوتے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۴۱)

آپ ﷺ اپنے اصحاب کی موت کی خبر سے غمگین ہوتے۔ (بخاری: ص ۱۷۴)

اصحاب کے موت کی اطلاع نہ دی جاتی تو آپ ﷺ زجر فرماتے اور افسوس ظاہر کرتے۔ (بخاری ۱۷۹/۱)

قریب الموت پر یٰسین: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے (اہل اسلام) مرنے والوں پر سورہ یٰسین شریف پڑھو۔ (ابن ماجہ ص ۱۰۴)

یٰسین کا پڑھنا میت کے لئے مغفرت کا باعث ہے۔ (الفتح الربانی ص ۲۳)

سورہ یٰسین پڑھنے سے موت اور قبض روح میں سہولت ہوتی ہے (مسند احمد ۲:۲۸)

سورہ رعد کا پڑھنا بھی سہولت اور تخفیف کا باعث ہے۔ (ابن ابی شیبہ ص ۲۳۷)
میت کے سامنے سورہ بقرہ کی بھی تلاوت کی جائے۔ (ابن ابی شیبہ ص ۲۳۹)
موت کے وقت امید رحمت کا دھیان رکھے۔ (ترمذی: ص ۱۹۲)

حسن ظن اور امید

زندگی میں ڈراؤ اور موت کے وقت امید دلاؤ۔ (اتحاف: ۱۰/ ۲۷۷)

حسن ظن کی قیمت جنت ہے۔ (اتحاف: ۱۰/ ۲۷۷)

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو وہ اسم اعظم نہ بتادوں جس کے ذریعے جب دعا کی جائے تو قبول کی جاتی ہے سوال کیا جاتا ہے تو پورا کیا جاتا ہے جس سے حضرت یونس علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ انہوں نے رات کی تاریکی میں دعا کی تھی۔

وہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ" ہے۔
(مستدرک حاکم ۱/ ۵۰۵)

مؤمن کی موت: آپ ﷺ نے فرمایا مؤمن کی موت پیشانی کے پسینے کے ساتھ ہوتی ہے۔ (ترمذی: ص ۱۹۲)

موت کے وقت پیشانی پر پسینہ آنا اچھی علامت ہے۔ (الفتح الربانی: ۷/ ۵۹)

موت سے قبل استغفار کی کثرت اچھی علامت ہے۔ (اتحاف: ۱۰/ ۲۷۳)

برے خاتمہ کا باعث: والدین کی ناراضگی برے خاتمہ کا سبب ہے۔
(شرح احیاء: ۱۰/ ۲۳۲)

اکابر و اسلاف کو برا کہنا سوء خاتمہ کا سبب ہے۔ (شرح الصدور)

دینی فتنہ کے مقابلے میں موت کی تمنا کر سکتا ہے۔ (اتحاف: ۱۰/ ۲۲۴)

موت کی تمنا نہ کرے: آپ ﷺ موت کی تمنا سے سختی سے منع فرمایا

کرتے۔ (نسائی: ص۲۵۸)

موت کی تاخیر بہر صورت ہر ایک کے لئے بہتر ہے۔ (کنز العمال: ص۵۵۵)

کسی دنیاوی پریشانی کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے۔ (بخاری مختصر: ص۵۵۴)

آپ موت کے وقت کیا دعا فرماتے: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ میرے جسم پر سہارا لگائے ہوئے تھے (موت کی حالت طاری ہونے پر) یہ پڑھ رہے تھے۔

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی."

(بخاری: ص۸٤۷)

موت کے وقت کی سختی: حضرت عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ مجھ پر موت کی سختی نہ ہو، چونکہ یہ آخری وقت ہے جس سے مسلمانوں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ مؤمن جو برا عمل کرتا ہے اس وجہ سے موت کے وقت اس پر سختی ہوتی ہے۔ تاکہ گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔

اور کافر کوئی نیک عمل کرتا ہے تو موت کے وقت اس پر آسانی کر دی جاتی ہے تاکہ اسے (اسی دنیا میں) جزا مل جائے۔ (کنز العمال: ص۵۶۴)

موت کے وقت کی سختی اور شدت آپ ﷺ کو بھی ہوئی۔ (ترمذی: ص۱۹۲)

شہیدان جہاد کو موت کی پریشانی نہیں۔ (فضائل صدقات: ص۶۱۲)

موت فتنہ اور ابتلاء میں پڑنے سے بہتر ہے۔ (مسند احمد، اتحاف: ص۲۳۰)

جہاں موت مقدر ہوتی ہے وہاں ضرورت اسے کھینچ لاتی ہے۔ (ترمذی: ۳۶/۲)

شیطان موت کے وقت سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ (شرح احیاء: ۲۸۳/۱۰)

مردوں کے حق میں بری باتیں: مردوں کے حق میں بری اور نامناسب

باتوں کا ذکر سخت منع ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۷۵)

اچھی علامت ہے: جس میت اور جنازہ کی تعریف لوگ کریں یہ اس کے لئے اچھی علامت ہے۔ (بخاری: ص ۱۸۲)

لوگوں کی زبانوں کا اعتبار: لوگوں کی زبانوں کا اللہ پاک اعتبار فرما لیتے ہیں۔ (عمدۃ القاری: ص ۱۹۷)

کسی بڑے نگران ذمہ دار اور قائد کی وفات پر دعا مناسب ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا موت خوفزدہ کرنے والی ہے جب تمہیں اپنے بھائی کی موت کی خبر پہنچے تو یہ دعا پڑھو:

"اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰهُمَّ اكْتُبْهُ عِنْدَكَ فِی الْمُحْسِنِيْنَ وَاجْعَلْ كِتَابَهٗ فِیْ عِلِّيِّيْنَ وَاخْلُفْ عَقِبَهٗ فِی الْآخِرِيْنَ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ." (کنز العمال: ۵۷۱/۱۵)

میت کے پاس جائے تو: میت کے پاس جائے تو خیر ہی کی بات کہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۱۸۰)

کسی مؤمن کی وفات کی خبر سنے تو کیا کرے: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حالت سفر میں اپنے بھائی قثم کی وفات کی خبر ملی تو انہوں نے "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" پڑھا اور راستے سے ذرا ہٹ گئے۔ اونٹ کو روکا اور دو رکعت نماز پڑھی اور خوب دیر بیٹھے پھر سواری کی طرف آتے ہوئے یہ آیت پڑھی۔

اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ یعنی مصیبت اور حوادث کے موقع پر نماز سے مدد حاصل کرو۔ (عمدۃ القاری: ۱۰۰/۸)

اس مؤمن کی جزاء جنت ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے اس مؤمن بندے کی کیا جزاء ہے جس کے محبوب بچے کو میں نے لے لیا دنیا سے پھر اس نے صبر کیا سوائے جنت کے۔

(فتح الباری: ۳/۱۱۹)

حضرت ابو اسود دیلی کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس مسلمان کے تین بچے اس کی زندگی میں انتقال کر گئے ان کے لئے جنت واجب ہے حضرت صحابہ نے فرمایا اور جس کے دو بچے آپ نے فرمایا دو بچوں پر بھی۔

(ترمذی: ص ۲۰۴)

جس دروازے سے چاہے داخل ہو: حضرت عتبہ بن عبداللہ کی روایت ہے کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس مسلمان کے تین بچوں کا انتقال ہو جائے جو سن بلوغ کو نہ پہنچے ہوں تو جنت کے آٹھوں دروازے ان کا استقبال کریں گے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔

(ابن ماجہ: ص ۱۱۵)

حمل ساقط ہونے اور ناتمام بچے کی موت ہو جانے پر بھی اجر و ثواب: معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا قسم اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ ناتمام بچہ اپنی ماں کو نال (آنول) کے سہارے کھینچ کر جنت لے جائے گا اگر اس نے صبر کیا ہو۔ (ابن ماجہ: ص ۱۱۵)

کسی وفات پر آنسو گرنا: اولاد کی وفات پر بلا چلائے آنسو کا گرنا سنت سے ثابت ہے۔ (ترمذی: ص ۱۹۶)

آپ ﷺ عورتوں کو میت پر شریعت کے مطابق اعتدال کے ساتھ رونے کی اجازت دیتے۔ (مسند احمد: ۱/۲۳۷)

متعلق رشتہ دار کی وفات پر آنسو کے قطرات گرنا بھی سنت سے ثابت ہے۔

(ترمذی: ص ۱۱۸)

آنکھوں سے آنسو گرنا اور دل سے رنجیدہ و غمگین ہونا اور اس کا اظہار خلافِ سنت نہیں۔ (بخاری: ۱/۱۷۱)

نزع کے وقت: نزع کے وقت عورتوں کا مجمع میت کے پاس بہتر نہیں ممنوع ہے۔ (مجمع الزوائد: ۲/۳۳۰)

نزع کے وقت آپ کو اطلاع دی جاتی آپ تشریف لاتے۔ (الفتح الربانی: ۷/۶۰)

مرنے والے کی معرفت آپ ﷺ کو سلام بھیجنا یہی سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ۱۰۴)

مرنے کے بعد کے چند امور کا بیان

میت کو قبلہ رخ کر دینا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۳۸۴)

روح نکل جانے کے بعد میت کو چادر سے ڈھانک دینا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۶۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ (آپ وفات کے بعد) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے آپ ﷺ کو دیکھا تو آپ چادر سے ڈھکے ہوئے تھے آپ کے چہرے مبارک کو کھولا اور جھک کر بوسہ لیا۔ یہی سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۶۶)

جان نکلنے کے بعد: جان نکلتے ہی آنکھیں بند کرنا سنت ہے۔ (مسلم: ص ۳۰۰)

جان نکل جائے تو اس کے جبڑوں کو باندھ دے اور آنکھوں کو بند کر دے یہی سنت ہے۔ (فتح القدیر: ۲/۱۰۴)

آنکھ بند کرتے وقت کی دعا: بکر مزنی نے بیان کیا کہ جب میت کی آنکھ بند کرو تو یہ دعا پڑھو:

"بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔" (ابن ابی شیبہ: ۳/۲۴۰)

میت کا بوسہ لینا: از راہ محبت آپ ﷺ میت کا بوسہ لے لیتے یہی سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۴۵۷)

حضرت عثمان بن مظعون آپ کے دودھ شریک بھائی تھے پہلے وہ مہاجر تھے جن کی وفات مدینہ میں ہوئی۔ (مرعاۃ: ۱/۵)

میت کی معرفت متعارف اہل برزخ کو سلام کرنا درست ہے یہی سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۱۰۴)

غسل کے متعلق سنتیں

غسل کی ابتداء: غسل اور کفن اور خوشبو وغیرہ کی ابتداء ملائکہ سے ہوئی۔ (سنن کبریٰ: ۳/۴۰۳)

غسل کرانے میں امانت داری کی فضیلت: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو میت کو غسل دے اس میں امانت داری ادا کرے۔ کوئی چیز دیکھے تو اس کا افشاء نہ کرے تو وہ گناہوں سے ایسا نکل جاتا ہے۔ جیسے اس کی ماں نے آج ہی اسے جنا ہو۔ (مسند احمد: ۱۵۳)

آپ ﷺ نے فرمایا جو میت کو غسل دے اور (ناپسندیدہ بات) چھپائے تو اس کی ۴۰ مرتبہ مغفرت کی جائے گی۔ (حاکم: ص ۳۶۲)

حضرت ابورافع کی حدیث میں ہے کہ جس نے کسی کے لئے قبر کھودی اور اس نے اس کو مکان دینے کا ثواب قیامت تک پایا جس نے کسی کو کفن دیا اللہ پاک اسے ریشم سندس اور استبرق کا جوڑا جنت میں دے گا۔ (سنن کبریٰ: ۳/۳۹۵)

میت کے تمام امور طاق عدد میں: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب کہا کرتے تھے کہ میت کے (تمام امور) غسل دینا کفن پہنانا دھونی دینا طاق عدد میں ۳، ۵، ۷ عدد میں سنت ہے۔ (ابن شیبہ: ص ۱۳۶)

میت کو غسل دینے کا مسنون طریقہ

میت کو غسل گرم پانی سے: عبداللہ بن الحارث کہتے ہیں میت کو غسل گرم پانی سے دیا جائے گا یہی سنت ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ۳/۲۴۹)

میت کو کسی تخت وغیرہ پر رکھ کر غسل دینا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ص ۲۵۰)

غسل کی ابتداء دائیں طرف سے مسنون ہے۔ (بخاری: ص ۱۶۸)

غسل کی ابتداء سر اور ڈاڑھی سے سنت ہے۔

ابو قلابہ نے کہا کہ اولاً سر سے ابتداء کرے پھر ڈاڑھی پھر دائیں طرف سے غسل دے اور ۲ تین مرتبہ دے اور ہر مرتبہ بیری کے پانی سے دے اور ایک مرتبہ خالص پانی سے دے۔ یہی سنت ہے۔ (مصنف عبدالرزاق: ۳/۳۹۷)

حضرت ابراہیم فرماتے ہیں میت کو وضو کرانے کے بعد سر کی جانب سے غسل دینا شروع کیا جائے گا۔ یہی سنت ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ص ۲۴۵)

بیری کے پتے: میت کو بیری کے پتے سے غسل دینا مسنون ہے۔

(بخاری: ص ۱۶۸)

میت کے لئے کافور: میت کے لئے کافور کا استعمال سنت ہے۔

(بخاری: ص ۱۶۸)

پردے کے ساتھ غسل: غسل کپڑے اور پردے کے ساتھ سنت ہے۔

(سنن کبریٰ: ۳/۳۸۷)

ایک تنبیہ: خیال رہے کہ قمیص کا نہ کھولنا اور قمیص پہنے غسل کرانا یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی عام لوگوں کا کرتا اور پیٹ کا لباس کھول دیا جائے گا۔ البتہ ناف سے لے کر گھٹنے تک مثل لنگی کے کپڑے سے چھپا کر غسل دیا جائے گا۔ آپ ﷺ کو غسل دینا پاکی اور طہارت کے لئے نہیں تھا آپ زندگی میں اور موت کے بعد بہر

صورت پاک ہیں۔ (اعلاء السنن: ص ۱۷۷)

میت کے مقام ستر کا دیکھنا ناجائز ہے اور ہاتھ سے چھونا بھی ناجائز ہے۔

(ابوداؤد: ص ۴۴۸)

غسل دیتے وقت دستانہ: میت کو غسل دیتے وقت کپڑے کا دستانہ سنت ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ۳/۲۴۰)

ابن ہمام نے لکھا ہے غسل دینے والے کے لئے مستحب ہے کہ ہاتھ میں کپڑے کا دستانہ باندھ لے۔ (فتح القدیر: ص ۱۰۷)

پیٹ کو دبانا: غسل کے وقت ہلکا سا پیٹ کو نچوڑا جائے تاکہ نجاست وغیرہ نکل جائے یہی سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۱۰۶)

غسل سے پہلے وضو: ابوقلابہ حضرت ابراہیم حضرت ابن سیرین کہتے ہیں کہ میت کو (غسل میں) نماز کے وضو کی طرح وضو کرایا جائے گا۔ یہی مسنون ہے۔

(ابن ابی شیبہ: ۳/۲۴۱)

میت کو وضو کرایا جائے گا مگر ناک میں پانی اور کلی نہیں کرائی جائے گی چونکہ منہ اور ناک میں پانی ڈالنا میت کے لئے مشکل ہے۔ (عمدۃ القاری: ص ۴۳)

ایسے ہی چھوٹے بچے کو جو نماز کی عقل اور سمجھ نہیں رکھتا اس کو وضو غسل کے موقع پر نہیں کرایا جائے گا۔ ہاں اگر نماز کی سمجھ رکھتا ہو تو وضو کرایا جائے گا۔ (مراقی: ص ۳۱۰)

میت کے غسل میں ناک و منہ میں پانی نہ ڈالا جائے: حضرت ابراہیم نے فرمایا۔ (غسل یا وضو کے وقت) میت کے ناک اور منہ میں پانی نہ ڈالا جائے بلکہ ایک صاف کپڑا (یا روئی لی جائے) اس کے ذریعے سے منہ اور ناک کو بدن کر دیا جائے۔ (ابن ابی شیبہ: ۳/۲۴۳)

میت کے وضو میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنا مسنون نہیں، البتہ اگر میت ناپاک ہے۔ مثلاً مرد کا انتقال جنابت کی حالت میں اور عورت کا انتقال حیض یا ولادت کی

حالت میں ہوا ہو تو ناک میں پانی ڈال کر اسے کپڑے یا روئی سے نکال لینا لازم ہوگا۔

غسل طاق عدد میں دینا مسنون ہے۔ (بخاری: ص ۱۶۷)

غسل کے بعد کچھ نکلے تو دوبارہ غسل کی ضرورت نہیں۔ (ابن ابی شیبہ: ص ۴۴۵)

نجاست نکلنے پر دوبارہ غسل نہیں: میت کو غسل دینے کے بعد اگر جسم یا پاخانہ و پیشاب کے راستہ سے کوئی نجاست وغیرہ نکلے تو اس صورت میں نہ دوبارہ غسل دیا جائے گا اور نہ وضو کرایا جائے گا اس سے میت کا غسل وضو نہیں ٹوٹتا ہاں زندوں کا وضو ٹوٹ جائے گا صرف دھو دینا کافی ہے۔ (نفع المفتی والسائل: ص ۱۰۲)

غسل وغیرہ میں وصیت کی رعایت: امام جعفر نے بیان کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وصیت کی تھی کہ جب میں مر جاؤں تو اے اسماء تم مجھے غسل دینا اور میرا شوہر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، چنانچہ ان کو حضرت اسماء اور حضرت علی نے غسل دیا یعنی موت سے قبل غسل کے بارے میں وصیت کرنے کی رعایت ہے۔ (سنن کبریٰ: ۳/ ۳۹۷)

میت کو چارپائی پر رکھنا: میت کو غسل دینے کے بعد چارپائی پر رکھ دینا ثابت ہے۔ یہی مسنون ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۳۸۵)

عورت کا شوہر کو غسل دینے کی اجازت: عورت شوہر کو ضرورت پر غسل دے سکتی ہے۔

حضرت ابوبکر نے وصیت کی تھی کہ حضرت اسماء بنت عمیس غسل دے۔

(ابن ابی شیبہ، سنن کبریٰ: ص ۳۹۷)

شوہر بیوی کو غسل نہیں دے سکتا: شوہر بیوی کو غسل نہیں دے سکتا ہے امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کی یہی رائے ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ص ۳۵۰)

شوہر کے غسل دینے کی ممانعت کی وجہ: چونکہ عورت کی وفات کے بعد اس کا رشتہ نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ مرد پر عدت نہیں کہ تعلق نکاح باقی رہے اس لئے اجنبی ہو جانے کی وجہ سے غسل جائز نہیں۔ بعض روایتوں میں جو مرد کے غسل کے بارے میں آیا ہے۔ اس سے مراد غسل کے امور میں تعاون اور مدد کرنا ہے۔

(اعلاء السنن: ۸/۱۸۵)

میت کو غسل دینے کے بعد غسل: میت کو غسل دینے والے کے لئے غسل سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۴۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے بعض میت کو غسل دینے کے بعد غسل کرتے تھے اور بعض نہیں کرتے تھے۔ (عمدۃ القاری: ص ۳۸)

ابن شہاب زہری نے کہا میت کو غسل دینے کے بعد غسل کرنا سنت ہے۔ یعنی واجب نہیں۔ (ابن عبدالرزاق: ۳/۴۰۸)

شہداء کا بیان

میدانِ جنگ کے شہداء کو غسل نہیں دیا جائے گا۔ یہی سنت ہے۔ (بخاری)

میدان جنگ کے علاوہ شہدا کو غسل دیا جائے گا۔ (تلخیص الحبیر: ص ۱۵۲)

میت کو غسل کون دے: میت کو غسل اس کے قریبی رشتہ دار دیں اور وہی قبر میں اتاریں یہی سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۳۹۵)

آپ ﷺ کو غسل کس نے دیا: ابن عبدالبر نے بیان کیا کہ حضرت علی نے آپ کو غسل اور کفن دیا اور ساتھ میں حضرت فضل بن عباس اور حضرت عباس بھی تھے۔ (استذکار: ص ۲۰۹)

غسل کے بجائے تیمم: مرد اجنبی عورتوں میں اور عورت مردوں کے درمیان

مر جائے تو تیمم کرایا جائے گا یہی سنت ہے۔ (سنن کبریٰ ص ۳۹۶)

میت غسل دینے والے، اٹھانے والے، قبر میں ڈالنے والے کو جان لیتا ہے۔ (کنز العمال: ۱۵/۲۹۰ د)

سمندری سفر میں انتقال ہو جائے تو کیا کرے: واصل نے حضرت حسن بصری سے نقل کیا کہ سمندر میں (جہاز وغیرہ) پر کسی کا انتقال ہو جائے تو (کفنا کر) کسی ٹوکری وغیرہ میں رکھ کر اسے سمندر میں ڈال دیا جائے (ابن ابی شیبہ: ۳/۲۴۸)

اگر ساحل کے قریب ہونے کا علم اور لاش کے تغیر سے قبل منزل یا ساحل تک پہنچ جائے گا تو پھر سمندر میں ڈوبانا جائز نہیں۔ (طحاوی علی المراقی: ص ۳۳۶)

حج کے دوران احرام کی حالت میں انتقال ہو جائے تو: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کے صاحبزادے کا انتقال حالت احرام میں ہوگیا تو انہوں نے اسے کفنایا، چہرہ ڈھانک دیا اور سر کو چھپا دیا کپڑا رکھ دیا۔ یہی سنت ہے۔ (عمدۃ القاری: ۸/۵۱)

کفن کے سلسلے میں آپ کے اسوۂ حسنہ کا بیان

آپ اپنے اصحاب کو غسل دیتے کفن پہناتے یہی سنت ہے۔ (سبل: ۸/۳۵۹)

میت کے کفن دفن کا صرفہ میت کے پورے مال سے ہوگا، یہی سنت ہے۔ (مجمع الزوائد ۳/۲۶، طبرانی)

میت کے مال کا بیان: صحیح بخاری میں ابراہیم نخعی کا قول نقل کیا ہے کہ میت کے مال سے سب سے پہلے کفن وغیرہ کا پیسہ دیا جائے گا پھر اس کے بعد قرضہ جو اس کا ہوگا ادا کیا جائے گا پھر اس کے بعد اگر اس نے وصیت کی ہوگی تو اس باقی مال کی تہائی سے اسے ادا کیا جائے گا، یہی سنت ہے۔ (بخاری: ۱/۱۷۰)

مردے کو تین کپڑوں میں کفن: مردوں کو تین کپڑوں میں کفن دینا سنت

ہے۔ (ابوداؤد، ص ۴۴۹)

آپ ﷺ کو ۳ ر کپڑوں میں کفن دیا گیا قمیص، ازار، لفافہ یہی سنت ہے۔

(کشف الاستار ۱/۳۸۴)

آپ کا کفن: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ کو ۳ ر یمنی کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ (بخاری ص ۱۶۹)

ایک، دو کفن پر اکتفا کیا جا سکتا ہے: دو کفن پر بھی اکتفا کیا جا سکتا ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو کفن میں کفنایا گیا تھا۔ (کشف الاستار، ص ۳۸۴)

حضرت ابوبکر نے فرمایا مجھے ان دو کپڑوں میں کفنانا جس میں میں نماز پڑھتا رہا۔ (ابن سعد ۱/۱۸، ص ۲۰۲)

کفن نہ ہو تو ایک پر بھی اکتفا کیا جا سکتا ہے۔ (بخاری ص ۱۷۰)

کفن میں کیسا کپڑا: کفن میں نیا کپڑا ہی سنت نہیں ہے۔ (موطا ص ۷۸)

نئے اور دھلے صاف دونوں برابر ہیں۔ (فتح القدیر ۲/۱۱۴)

عورت کے لئے پانچ کپڑے: عورتوں کے لئے ۵ کفن سنت ہے۔

(ابوداؤد ۲/۳۵۰)

عورت کیلئے ۵ کفن سنت ہے۔ درع، ازار، خمار، لفافہ، سینہ بند (فتح القدیر: ۱۱۵)

کم سے کم عورت کے لئے تین کپڑے ہیں: اگر عورت غریب ہو ۵ ر کی وسعت نہ ہو ۳ ر پر بھی اکتفا کیا جا سکتا ہے قمیص، ازار، لفافہ اس سے کم دینا مکروہ و ممنوع ہے۔ (فتح ص ۱۰۰)

کفن کا کپڑا: کفن میں عمامہ سنت نہیں۔ (مصنف عبدالرزاق ص ۴۱۷)

کفن میں سوتی کپڑا مسنون ہے۔ (مسلم ص ۳۰۵)

سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے ولی کو چاہئے کہ اپنے بھائی کو بہتر

کفن دے یہی سنت ہے۔ (نسائی ص ۲۶۷)

علامہ نووی نے شرح مسلم میں ذکر کیا ہے کہ بہتر کفن دینے کے متعلق جو ہے اس سے مراد صاف اور نظیف ہے گراں قیمتی اور نفیس مراد نہیں ہے۔ (شرح مسلم ص ۳۰۶)

سفید کفن: سفید کفن دینا مسنون ہے۔ (ابن ماجہ ص ۱۰۶)

آپ ﷺ کو ۳ سفید یمنی کفن دیا گیا تھا یہی سنت ہے۔ (نسائی ص ۱۷)

گراں اور قیمتی کفن دینا خلاف سنت ممنوع ہے۔ (ابوداؤد ص ۴۴۹)

کفن تیار رکھنے کی اجازت: اپنا کفن تیار رکھنے کی گنجائش ہے (بخاری ۱/۱۷۰)

علامہ عینی نے لکھا ہے کہ کفن کی جو چیزیں میت کے لئے ہوتی ہیں۔ مثلاً کافور، خوشبو، وغیرہ زندگی میں اپنے لئے رکھ سکتا ہے۔ (عمدۃ القاری ص ۶۱)

البتہ قبر متعین نہیں کر سکتا ہے۔ کہ کھود کر رکھ دے۔ (اعلاء) ہاں صالحین کے بغل میں دفنانے کی وصیت کر سکتا ہے۔

شرح مبینہ میں ہے کہ آدمی کفن کو اپنے لئے تیار کر کے رکھ سکتا ہے۔ ہاں قبر کو نہیں کیا پتہ کہاں کس زمین میں انتقال ہو۔ (بیہقی ص ۲۱۰)

کفن کو دھونی طاق عدد میں: کفن میت کو طاق عدد میں دھونی دینی سنت ہے۔ (سنن کبری ص ۴۵۰)

حضرت ابن موسیٰ کہتے ہیں کہ میت کو دھونی دی جائے تو سر کی طرف سے شروع کیا جائے یہاں تک کہ پیر کی طرف آئے اور طاق عدد میں دھونی دی جائے۔ (ابن عبدالرزاق ص ۴۱۹)

سجدہ کے مقام پر خوشبو: سجدہ کے مقام پر کافور و خوشبو لگانا سنت ہے۔ (ابن ابی شیبہ ۳/۲۴۴)

کفنانے کا مسنون طریقہ

مرد کے لئے ۳ کفن کے کپڑے مسنون ہیں۔

ازار یہ سر سے پاؤں تک ہوتا ہے۔

لفافہ۔ اسے چادر بھی کہتے ہیں یہ ازار سے قریب ۴ گز بڑا ہوتا ہے۔

قمیص یا کرتہ بغیر کلی کا ہوتا ہے۔ اسے کفنی بھی کہا جاتا ہے یہ گردن سے لے کر پاؤں تک لمبا ہوتا ہے۔

عورتوں کا کفن: عورتوں کے لئے پانچ کپڑے مسنون ہیں۔

❶ ایک کپڑا جو سر سے پاؤں تک ہوگا۔

❷ لفافہ چادر جو ازار سے قریب ۴ گز بڑا ہوتا ہے۔

❸ قمیص یا کرتہ بغیر آستین اور کلی کا ہوتا ہے، گردن سے پاؤں تک۔

❹ سینہ بند، بغل سے رانوں تک اور ناف و کمر تک بھی درست ہے۔

❺ خمار، سر بند اوڑھنی قریب ۳/۱ ہاتھ لمبا۔

میت کو کفن دینے کی فضیلت: سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا جس نے کسی میت کو کفن دیا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں حریر و ریشم کا لباس پہنائے گا۔

(سنن کبریٰ ۳/۳۹۵)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی کو کفن دیا اس کو ہر بال کے بدلے ایک نیکی ملے گی۔ (کنز العمال ۱۵/۵۷۸)

میت کے جنازہ کے سلسلہ میں آپ کے شمائل اور طریق مبارک کا بیان

آپ ﷺ میت پر جنازہ پڑھنے کا حکم فرماتے۔ (نسائی ص ۲۷۵)

میت پر نماز جنازہ حاضرین پر فرض کفایہ ہے چند لوگ پڑھ لیں گے تو تمام لوگوں کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔ (طحطاوی ص ۳۱۸)

خیال رہے کہ نماز جنازہ میں جماعت کا ہونا شرط نہیں ہے۔
(الطحاوی علی المراقی ص ۳۱۹)

لہٰذا کوئی ایسی جگہ جنازہ ہے جہاں صرف ایک ہی مسلمان شخص ہے تو بھی نماز جنازہ پڑھ کر دفن کردے۔ اگر کہیں ایسا واقعہ پیش آیا کہ میت کے علاوہ کوئی مرد نہیں سوائے عورت کے تو عورت ہی نماز جنازہ پڑھے۔ پھر بعد میں مرد آجائیں کہ نماز جنازہ کا اعادہ نہیں۔ حتیٰ کہ مرد کے رہتے ہوئے کسی عورت نے ہی جنازہ پڑھا تب بھی صحیح ہوگیا اب اعادہ کی ضرورت نہیں۔ (فتح المغنی ص ۱۴۳)

جنازہ میں حاضری کی اطلاع کے لئے میت کا اعلان سنت اور مشروع ہے۔
(بخاری ص ۱۷۸)

اقارب رشتہ دار کے آنے کی وجہ سے تاخیر کرنا کہ صبح کا جنازہ رات میں اور رات کا جنازہ دوپہر شام تک کرنا سخت مکروہ اور ممنوع ہے چونکہ آپ ﷺ نے جلدی تدفین کا حکم دیا ہے اور اس بات سے منع کیا ہے کہ مسلمان کا جنازہ اس کے اہل کے درمیان پڑا رہے۔ یہی سنت ہے۔ (طحطاوی ص ۳۰۹)

جنازہ میں چار تکبیریں مشروع ہیں: نماز جنازہ میں چار تکبیریں ہی سنت اور مشروع ہیں۔ (بخاری ص ۱۷۸)

ابو وائل کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو جمع اور جنازہ کی تکبیروں کے سلسلہ میں مشورہ فرمایا بعضوں نے کہا آپ ﷺ نے ۷ر تکبیریں کہیں بعضوں نے کہا آپ نے ۵ر تکبیریں کہی ہیں بعضوں نے کہا آپ ۴ر تکبیر کہتے تھے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۴ر پر اجماع کرلیا۔

مستدرک حاکم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آخر میں آپ ﷺ جنازہ میں ۴ر تکبیر کہتے تھے۔ یہی سنت ہے۔ (حاکم، فتح ص ۳)

حضرات ملائکہ نے حضرت آدم کے جنازہ میں ۴ر تکبیرات کہیں یہی سنت ہے۔
(کنز العمال ص ۵۸۲)

نماز جنازہ کی پہلی تکبیر میں ہاتھ باندھنا سنت ہے۔ (عمدۃ القاری ۸: ۱۲۳)

جنازہ میں مسنون دعائیں

امام شعبی نے بیان کیا کہ جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد خدا کی حمد وثنا (سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ) دوسری تکبیر میں نبی پاک ﷺ پر درود، اور تیسری تکبیر میں میت کے لئے دعا اور چوتھی تکبیر میں سلام کیا جائے گا۔ (ابن ابی شیبہ ص ۲۹۵)

جنازہ میں چار تکبیریں ہیں پہلی تکبیر کے بعد ہاتھ اٹھا کر باندھ لیا جائے۔ تکبیر کے بعد ثنا پڑھے۔ "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ" دوسری تکبیر کے بعد درود شریف کوئی سا بھی پڑھے درود ابراہیمی جو نماز میں پڑھی جاتی ہے وہ پڑھ لیا جائے۔

تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھے۔

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ."

اور چوتھی تکبیر کے بعد بلا کوئی چیز پڑھے دونوں طرف سلام کرے۔

(الشامی: ص ۲۱۲)

اور بعض مشائخ نے اجازت دی ہے کہ چوتھی تکبیر کے بعد رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً پڑھ لے۔ (فتح القدیر: ص ۱۲۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب نماز جنازہ پڑھتے تو یہ دعا پڑھتے۔

"اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى

اَلْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ.''

یہی دعا مسنون ہے۔ (ابوداؤد: ص ۴۵۶)

جنازہ کی نماز میں دونوں جانب سلام پھیرنا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ۴/۴۳)

سلام سے قبل ہاتھ چھوڑنا: جنازہ کی نماز میں سلام سے قبل دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دینا اور پھر سلام کرنا بہتر ہے۔ (احسن الفتاویٰ)

مسبوق تکبیریں کیسے کہے؟: اگر نماز جنازہ میں کوئی مسبوق ہو جائے یعنی اس کی کچھ تکبیریں چھوٹ جائیں تو وہ امام کے تکبیر کہنے کے بعد تکبیر کہہ کر شریک ہوا اپنی چھوٹی تکبیر امام کے سلام کے بعد فوراً ادا کرے اس طریقہ پر کہ جنازہ اٹھنے سے پہلے تکبیر ادا ہو جائے (عنایہ علی فتح القدیر: ۱۲۵)

خیال رہے کہ پہلی تکبیر چھوٹ جائے تو اب مسنون ہے کہ اس وقت تکبیر کہے جب امام دوسری تکبیر کہے بیچ میں نہ کہے۔ (کبیری: ص ۵۸۷)

اسی طرح وہ چار تکبیرات بلا دعا و درود کے پوری کرے تا کہ جنازہ اٹھنے سے قبل پوری ہو جائے۔ (کبیری: ص ۵۸۷)

جنازہ میں شمولیت کی فضیلت: صرف نماز جنازہ میں شریک ہونے پر ایک قیراط ثواب۔ (مسلم: ص ۳۰۷)

جنازہ کے بعد دفن سے فارغ ہونے تک رہے ۲ قیراط۔ (ترمذی: ص ۲۰۱)

میت کے امور میں شریک ہونے کے ۳/ درجے اور ۳/ صورتیں ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ صرف جنازہ پڑھ کر واپس آ جائے اس پر ایک قیراط ثواب ہے۔ عام آدمی کے لئے ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ صرف جنازہ پڑھے، نماز جنازہ کی چارپائی کے ساتھ پیچھے پیچھے جائے اور دفن تک شریک رہے۔ دفن کے بعد چلے آئے، اس پر دو قیراط

ثواب ہے۔ اقارب، رشتہ دار، احباب رفقاء، پڑوسی کا اور اہل محلہ کا حق ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ دفن کے بعد تھوڑی دیر رکا رہے اور میت کے حق میں دعائے مغفرت اور دعائے رحمت کرے اور منکر نکیر کے سوال پر ثابت قدم رہنے کی دعا کرے قریب ۱۰/۱۵/۲۰ منٹ رک کر اس کے حق میں دعا کر کے آئے جیسا کہ آپ اپنے احباب کے لئے کیا کرتے تھے، یہ سنت ہے۔

نماز جنازہ کون پڑھائے؟: مسروق نے کہا کہ حضرت عمر نے فرمایا ولی زیادہ مستحق ہے نماز جنازہ کا۔ (ابن عبدالرزاق:۳/۴۷۲)

اگر محلے کا امام نہ ہو تو پھر اس میت کا ولی مثلاً باپ موجود ہو تو زیادہ لائق ہے۔ یا اس کی اولاد۔ (اعلاء السنن: ص۲۰۹)

امام یوسف رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی رائے ہے کہ میت کا ولی ہر صورت میں زیادہ مستحق ہے۔

خیال رہے کہ محلے کے امام کا پڑھانا واجب نہیں مستحب ہے۔ ولی بھی پڑھا سکتا ہے مثلاً بیٹے کی نماز والد۔ (فتح القدیر: ص۱۱۹)

میت کے سینے کے مقابل کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھائے۔ یہی سنت ہے۔

(ابن ابی شیبہ:۳/۳۱۲)

حضرت اُمّ المومنین میمونہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا نے وصیت کی تھی کہ ان کی نماز جنازہ حضرت سعید بن زید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ پڑھائیں۔ (ابن ابی شیبہ:۳/۳۸۵)

دوسری مرتبہ نماز جنازہ: دوسری مرتبہ جنازہ کی نماز ممنوع ہے۔ حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ جب کسی سے نماز جنازہ فوت ہو جائے تو پھر دوبارہ نہ پڑھی جائے گی۔ (مصنف ابن عبدالرزاق: ص۵۱۹)

قبرستان میں نماز جنازہ: ابو مرثد غنوی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے کہ آپ

ﷺ فرماتے ہے تھے قبروں کے رخ نماز نہ پڑھو اور قبر پر نہ بیٹھو۔ (مسلم ص ۳۱۲)

آپ ﷺ قبروں کے درمیان نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرماتے۔ بلکہ قبرستان کے باہر پڑھے۔ (مجمع الزوائد: ۳/ ۳۹)

بچے کی نماز جنازہ: آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب بچہ پیدا ہو کر روئے تو وراثت بھی ہوگی اور اس کی جنازہ پڑھی جائے گی۔ (سنن کبریٰ: ۴/ ۹)

دودھ پیتے بچے پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ یہی سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ۴/ ۹)

اگر نومولود بچے میں زندگی کے آثار نہیں تو نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ یہی سنت ہے۔ (فتح القدیر: ص ۱۳۱)

کثرت سے موت کو یاد کرنا سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۳۱۴)

پیدا شدہ بچے میں اگر کوئی علامت زندگی کی پائی گئی۔ مثلاً رونا، خواہ ایک سیکنڈ، کسی عضو کی حرکت یا کسی قسم یا کسی طرح کی آواز تو ایسے بچے پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ اس کا نام بھی رکھا جائے گا، کفن غسل دیا جائے گا۔ اگر پیدا ہوا، پیدا ہوتے ہوئے ابھی پورا باہر نہیں آیا تھا کہ مر گیا۔ تو ایسی صورت میں دیکھا جائے گا کہ اگر آدھے سے زائد باہر آ کر مرا تو نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ (فتح القدیر: ص ۱۳۰)

موت کو یاد کرنے کی فضیلت

کثرت سے موت کو یاد کرنا سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۳۱۴)

موت کی یاد گناہوں سے روک اور دنیا سے زہد کا باعث ہے۔

(کنز العمال: ص ۵۴۳)

اچھا اور چالاک کون؟: اچھا چالاک وہ آدمی ہے جو موت کو یاد کرے اور اس کی تیاری کرے۔ (اتحاف: ص ۲۲۹)

• حضرت انس سے آپ نے فرمایا اگر تم میری وصیت یاد رکھو تو تمہارے نزدیک

موت سے زیادہ کوئی شئی زیادہ محبوب نہ ہو۔ (اتحاف: ص ۲۳۰)

موت کی یاد سے موٹاپا نہیں: آپ ﷺ نے فرمایا اگر یہ جانور موت کے بارے میں جان لیں جنہیں اولادِ آدم جانتے ہیں تو تم کسی موٹے جانور کو نہ کھا سکو۔ (شرح احیاء: ۱۰/۲۲۷)

قبر کی پکار: آپ نے فرمایا قبر کی تیاری کرلو، قبر ہر روز سات مرتبہ پکارتی ہے۔

آپ نے فرمایا جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی (ہمیشہ) پڑھے گا اسے جنت سے روکنے والی کوئی شئے نہیں سوائے موت کے۔ (مشکوۃ: ص ۸۹)

موت کی یاد کے کچھ فضائل: موت کی یاد افضل ترین زہد ہے۔

(شرح احیاء: ص ۲۳۱)

آپ نے فرمایا مؤمن کا تحفہ موت ہے۔ (کنز العمال: ۱۵/۵۴۶)

موت کی یاد دل کی حیات ہے۔ (کنز العمال: ۱۵/۵۴۶)

بیس مرتبہ موت کی یاد سے شہادت کے ساتھ حشر ہوگا۔

عبادت اور مجاہدہ کے باوجود موت کی یاد کا حکم: حدیث میں ہے کہ حضور کی مجلس میں ایک صحابی کی عبادت اور مجاہدہ کی کثرت کا ذکر ہوا آپ نے فرمایا وہ موت کو کتنا یاد کرتا ہے صحابہ نے کہا اس کا تذکرہ ہم نے نہیں سنا آپ نے فرمایا پھر وہ اس درجہ کا نہیں جیسا تم سمجھ رہے ہو۔ (فضائل اعمال: ص ۴۵۵)

کونسی حالت کی موت بہتر ہے: آپ نے فرمایا جس حالت اور عمل پر انتقال ہوتا ہے اسی حالت پر اس کی بعثت ہوگی۔ (کنز: ص ۶۸۱)

آدمی اگر اچھا عمل کرتا ہوا مر جائے تو اس سے اچھی امید رکھو اور اگر برا عمل کرتا ہوا مرا ہے تو اس پر خوف کرو، ہاں مگر نا امید مت ہو۔

موت سے پہلے بیماری: موت سے پہلے بیماری اور مصائب مؤمن کے حق

میں بہت بہتر ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۱۰۰)

پریشانی اور بیماری کی حالت کے بعد موت بہتر ہے صحت کی حالت سے۔ (مجمع الزوائد: ص ۲)

موت سے پہلے بیماری اور پریشانی آتی ہے تاکہ دنیا سے پاک صاف جائے۔ (مجمع: ۲/ ۳۰۲)

موت سے پہلے عمل صالح: موت سے کچھ پہلے عملِ صالح کی توفیق اچھی علامت ہے۔ (اتحاف السعادۃ: ۳۷۳)

جنازہ اٹھا کر چلنے کی فضیلت: آپ ﷺ نے فرمایا جو جنازہ کے چار پایوں کو لے کر چلے اس کے چالیس گناہ معاف ہوں گے۔ (کنز: ۱۲/ ۵۹۸)

آپ ﷺ نے فرمایا جو جنازہ کے چار پایوں کو کندھا دے اس کے چالیس گناہ کبیرہ معاف ہوں گے۔ (کنز العمال: ۱۷/ ۵۹۳)

جنازہ اٹھاتے وقت بسم اللہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جنازہ اٹھاتے وقت بسم اللہ کہو۔ (ابن ابی شیبہ: ۳/ ۲۸۵)

جنازہ کے پائے کو اٹھائے تو بسم اللہ کہنا نہ بھولے، بہتر ہے کہ ذرا زور سے بسم اللہ کہے تاکہ دوسروں کو بھی یاد آ جائے۔

چاروں پایوں کو کندھا دینا: احناف کے نزدیک چاروں پایوں کو کندھا دینا سنت ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ صرف ایک کندھا دینے سے سنت کا ثواب حاصل نہ ہوگا۔ (مرقاۃ: ۴/ ۵۸)

علامہ عینی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک سنت یہ ہے کہ چاروں پایوں کو کندھا دے کر چار مرتبہ اٹھائے اور ہر جانب سے دس قدم چلے۔ (بنایہ: ۲/ ۲۸۲)

چاروں پایوں کو اٹھانا اور پکڑنا سنت ہے۔ (عبدالرزاق، تلخیص: ص ۱۱۸)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ جو جنازہ کے پیچھے چلے چاہئے کہ اس کے چاروں پاؤں کو اٹھائے۔ یہی سنت ہے۔ (ابن ماجہ ص ۱۰۶)

پہلے دائیں کندھے سے: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم سے ہو سکے تو پہلے دائیں طرف اپنے کندھے پر لو۔ پھر چارپائی کے گرد گھوم جاؤ قریب سے (یعنی چاروں پایوں کو ترتیب سے لو)۔ (ابن ابی شیبہ ۳/۲۸۲)

میت کو اٹھانے کا مکمل طریقہ: میت کو اٹھانے میں اصولی طور پر یہ خیال رہے کہ اول میت کا بھی دایاں مونڈھا اور اٹھانے والے کا بھی دایاں کندھا ہو۔ اس کے بعد پیچھے آ کر میت کا پچھلا یعنی پیر کے جانب والا اپنے دائیں کندھے پر اٹھائے اس کے بعد پیچھے سے میت کے بائیں جانب سر کی طرف چلا جائے اسے اپنے بائیں کندھے پر اٹھائے پھر پیچھے پیر کی طرف آ جائے اور پچھلا بایاں طرف بائیں کندھے سے اٹھائے اس طرح اول دایاں رخ ہوگا پھر بایاں رخ ہوگا اور اٹھانے والے کا بھی اول دایاں ہوگا اور پھر بایاں اس طرح دائیں سے شروع بائیں پر ختم ہوگا۔

(البحر الرائق: ص ۲۰۷)

خیال رہے کہ میت کے آگے سے جا کر پایوں کو پکڑنا خلاف سنت ہے۔

(البحر الرائق)

جنازہ کے ساتھ پیدل: جنازہ کے ساتھ پیدل جانا سنت ہے۔

(سنن کبریٰ: ۴/۲۳)

جنازہ میں سواری پر جانا خلاف سنت ہے۔ (مصنف عبدالرزاق)

جنازہ کے پیچھے چلنا: جنازہ کے پیچھے چلنا سنت ہے۔ (مسند احمد: ۸/۱۷)

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنازہ میں آگے چلتے تھے اور حضرت علی پیچھے چلتے تھے تو کسی نے حضرت علی سے اس کے بارے پوچھا تو کہا ان

دونوں کو معلوم تھا کہ جنازہ کے پیچھے چلنا افضل ہے لیکن وہ لوگوں کی سہولت کے لئے ایسا کرتے تھے تاکہ لوگوں کو (چلنے میں) آسانی ہو۔ (عمدۃ القاری: ۸/۷)

جنازہ خاموشی اور تیزی سے لے کر جانا: جنازہ خاموشی سے لے کر چلنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ۳/۲۲)

جنازہ کو ذرا تیزی سے لے کر چلنا سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۱۷۹)

جنازہ اتنی تیزی سے لے کر چلنا کہ میت ہلنے لگے منع ہے۔ (عمدۃ القاری: ۸/۱۱۴)

جنازہ کا ہلکا ہونا سعادت کی بات ہے۔ (اعلاء السنن: ۸/۲۳۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جنازہ پر ۱۰۰ آدمی ہو جائیں تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (کنز العمال: ص ۵۸۲)

جنازہ میں کثرت سے لوگوں کے شامل ہونے کی فضیلت: آپ ﷺ نے فرمایا جس ایمان والے کا انتقال ہو جائے اس پر مسلمان کی ایک جماعت نماز پڑھے جو ۳ صف کو پہنچ جائے تو اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔
(ابوداؤد: ص ۴۵۱)

اگر ۳ صف نہ ہو سکے تو امام کے علاوہ ۲ صف بھی مستحب ہے چنانچہ امام بخاری نے باب صف صفین اور ثلثہ سے اسی کی جانب اشارہ کیا ہے۔

شرح بخاری میں ہے ہمارے نزدیک بہرصورت ۳ صف بہتر ہے خواہ لوگ کم ہی ہوں۔ (عمدۃ القاری: ۸/۱۲۱)

آپ ﷺ نے فرمایا جس مرد مؤمن کا انتقال ہو جائے اور اس کے جنازہ میں ۴۰ مسلمان شریک ہوں تو اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ (مسند احمد: ص ۲۰۶)

کسی جنازہ میں عام لوگوں کا شریک نہ ہونا بڑی بری بات ہے۔
(مصنف عبدالرزاق: ۳/ ۵۱۵)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مرفوعاً روایت ہے کہ کسی اہل

جنت کا انتقال ہو جائے اس کے جنازہ کو کوئی اٹھائے اس کے پیچھے چلے اور اس پر نماز جنازہ پڑھے تو اللہ پاک کو شرم آتی ہے کہ اسے عذاب دے۔ (کنزالعمال: ۱۵/ ۵۹۵)

عام لوگوں کے جنازہ میں شریک ہونا سنت ہے۔ (مطالب عالیہ: ۱/ ۱۲۵)

فاسق پر بھی جنازہ: فاسق و فاجر کبائر میں مشغول پر بھی جنازہ پڑھنے کا حکم ہے۔ حضرت نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولد الزنا پر اور اس کی ماں پر جو نفاس کی حالت میں مرگئی نماز جنازہ پڑھی ہے۔

حضرت ابراہیم نے فرمایا: خودکشی کرنے والے اور زنا کرنے والی عورت جو نفاس کی حالت میں مرجائے اور جو شراب کے نشہ میں مرجائے ان سب پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

بلا جنازہ پڑھے دفن کیا تو: اگر بلا جنازہ پڑھے دفن کر دیا تو قبر پر جنازہ پڑھی جائے گی۔ (مسند احمد مرتب: ص ۲۲۵)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کی قبر پر اس کے دفن ہونے کے بعد نماز جنازہ پڑھی۔ (نسائی: ص ۴۵۴)

علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ صاحب ہدایہ نے بیان کیا اگر کسی میت کو بلا نماز پڑھے دفن کر دیا ہو، تو اس کی قبر پر اس وقت تک نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں جب تک کہ اس کے سڑنے اور گلنے کا اندیشہ نہ ہو۔

عورتوں کو جنازہ کے ساتھ نکلنا: عورتوں کو جنازہ کے ساتھ نکلنا سخت منع اور حرام ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۷۸)

فرض نماز کے وقت جنازہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب نماز جنازہ آجائے اور فرض نماز کا وقت بھی ہو تو پہلے فرض پڑھ لو (پھر جنازہ کی نماز پڑھو) یہی سنت ہے۔ (مصنف عبدالرزاق: ص ۵۲۶)

صبح اور عصر کے بعد نماز جنازہ درست ہے۔ (مصنف عبدالرزاق)

تین چیزوں میں جلدی: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی ۳/ چیز میں تاخیر مت کرو نماز جب اس کا وقت آ جائے جنازہ جب کہ وہ سامنے آ جائے غیر شادی شدہ لڑکے لڑکیاں جبکہ ان کا کفو مل جائے۔ (ترمذی ۱/۴۳)

ایک ساتھ جنازے: مرد اور عورت دونوں کی نماز جنازہ ایک ساتھ سنت ہے۔ (استذکار: ۸/۲۷۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ۹/ کی جنازہ (ایک ساتھ) پڑھی مردوں کو امام کے متصل رکھا اور عورتوں کو قبلہ رخ رکھا اور ایک صف میں سب کو رکھا۔

(سنن کبریٰ: ۳/۳۳)

عورت اور نابالغ لڑکا جنازہ میں جمع ہو جائے تو: حضرت سعید بن العاص نے حضرت زید بن عمر بن الخطاب اور ان کی والدہ ام کلثوم بنت علی پر نماز جنازہ پڑھی تو اپنے سامنے لڑکے کو رکھا پھر عورت کو اس کے بعد (جنازہ میں) قریب اسی (۸۰) صحابہ کرام تھے تمام نے اسے صحیح قرار دیا اور کہا یہی سنت ہے۔

(تلخیص: ص ۱۴۶)

لڑکوں کا مردوں کے ساتھ ہونا: علامہ عینی نے لکھا کہ بچوں کا مردوں کی صف میں بڑوں کے ساتھ جنازہ میں کھڑا ہونا درست ہے۔ (عمدۃ القاری ص ۱۴۰)

جنازہ مسجد سے باہر: نماز جنازہ مسجد سے باہر سنت ہے۔ (بخاری ص ۱۷۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بعض کی جنازہ مسجد میں پڑھنا ثابت ہے وہ کسی عذر کی بنا پر تھا۔

چنانچہ اگر جنازہ مسجد کے باہر رکھا جائے اور امام اور کچھ لوگ مسجد میں ہو جائیں تو

صورت مکروہ نہیں ہے۔ (کبریٰ ص ۵۹۹)

تدفین میں تاخیر ممنوع ہے: وفات کے بعد تدفین میں تاخیر کرنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا۔ (ابوداؤد ص ۴۵۰)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر کی وفات ہوئی منگل کی رات ہی انہیں دفن کیا گیا (دن ہونے کا بھی انتظار نہیں کیا گیا) یہی سنت ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ۳/۳۶۹)

صبح انتقال ہو تو دوپہر تک دفن کر دے (یعنی جتنا جلدی ہو سکے)

کہاں دفنایا جائے: اپنے اقرباء احباب رفقاء کے بغل میں دفن ہونا۔

(بخاری: ص ۱۸۴)

کسی نیک صالح کے بغل میں دفن کے خواہش مشروع اور بہتر ہے۔

(بخاری: ص ۱۸۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا صالحین نیکوں کے درمیان مردوں کو دفن کرو کیوں کہ میت کو بھی اپنے برے پڑوسی سے تکلیف پہنچتی ہے جس طرح زندوں کو اپنے برے پڑوسی سے۔

(اعلاء السنن: ص ۲۹۸)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات ہونے لگی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ایک پتھر کی مار کی مسافت کی مقدار بیت المقدس کے قریب کر دیا جائے۔

(اعلاء السنن: ۸/۲۹۸)

جس مٹی سے پیدا ہوتا ہے اسی میں جاتا ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حبشہ کا باشندہ مدینہ میں دفن ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا اسی مٹی میں دفن ہوا جس سے پیدا ہوا تھا۔ (مجمع: ۳/۴۵)

آپ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون کی قبر کے سرہانے ایک پتھر رکھ دیا

اور فرمایا کہ اپنے بھائی کی قبر معلوم رہے اپنے خاندان والوں کو اسی مقام پر دفن کرو یہ سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ۳/ ۴۱۲)

شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ میت کو اقرباء و رشتہ دار کے مابین دفن کرنا سنت ہے۔ (مرقاۃ: ۴/ ۷۹)

جہاں انتقال ہو وہیں دفن کرنا سنت ہے: جہاں انتقال ہو اسی جگہ دفن ہونا سنت ہے۔ (ابن ابی شیبہ: ۳/ ۳۹۶)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ جسم وہیں دفن کر دیا جائے گا جہاں روح قبض ہوئی ہے یعنی جس بستی میں انتقال ہوا وہیں دفن کیا جائے گا دوسری بستی منتقل نہیں کیا جائے گا اسی بستی و علاقے کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ (مصنف عبد الرزاق: ۳/ ۵۱۰)

میت کو منتقل کرنا: قاضی خان نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ میت کو ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی مصر میں وفات ہوئی اور شام منتقل کیے گئے اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام مصر سے شام ایک زمانہ کے بعد منتقل کیے گئے۔

(فتح القدیر مراقی علی الطحاوی: ص ۳۳۷)

دو میل کے آگے پیچھے تو منتقل کیا جا سکتا ہے اس سے زائد (مثلاً ۱۵، ۲۰ میل اور اس سے زائد) تو یہ مکروہ ہے۔ (طحطاوی المراق: ص ۳۳۷)

میت کو ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (طحطاوی علی المراق)

علامہ شامی نے ایک قول لکھا ہے کہ مدت سفر سے کم یعنی ۷۸/ میل سے کم ہو تو منتقل کیا جا سکتا ہے۔ (ص ۲۳۹)

مطلب یہ کہ شرف صحابیت کی وجہ سے کرامۃً لاش متغیر نہ ہونے کی وجہ سے ایسا کیا گیا ہوگا دوسروں میں یہ وجہ نہیں پائی جا سکتی۔ (طحطاوی المراق: ص ۳۳۷)

اس سے معلوم ہوا کہ کراہت اس وقت ہوگی جبکہ لاش اتنی مسافت پر لے جائی

جائے کہ اس میں تغیر پیدا ہو جائے۔ اگر تغیر پیدا ہونا وقت کی وجہ سے نہ ہو یا کرامت کی وجہ سے ہو جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے تو جائز ہے۔

بعض حضرات صحابہ نے میت کو منتقل بھی کیا ہے۔ (سنن کبریٰ: ۴/ ۵۷)

وصیت کے مطابق تدفین: وصیت کے مطابق دفن کرنے کی اجازت ہے۔

(بخاری ابن ابی شیبہ: ص ۱۸۶)

رات کی تدفین: رات کی تدفین بہتر نہیں گو جائز ہے۔ (ابوداؤد: ص ۴۴۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت فاطمہ کو رات میں دفن کیا۔ (طحاوی: ص ۲۹۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر کو رات میں دفن کیا گیا۔ (طحاوی: ص ۲۹۶)

رات کی تدفین میں روشنی: رات کی تدفین میں روشنی کا استعمال سنت سے ثابت ہے۔ (عمدۃ القاری: ص ۲۶)

قبرستان کہاں ہو: عام قبرستان میں دفن ہونا یا کرنا سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۸۶)

علامہ شامی لکھتے ہیں لوگوں کو عام قبرستان میں دفن کرنا چاہئے گھر میں یا احاطہ میں دفن ہونا / کرنا مکروہ ہے اسی طرح مدرسہ اور مسجد میں دفن کرنا مکروہ ہے اسی طرح جو لوگ اپنے بنائے ہوئے مدرسہ کے احاطہ یا مسجد کے احاطہ میں دفن کی وصیت یا خواہش و تمنا کر جاتے ہیں یہ مکروہ ہے، ایسی وصیت خلاف سنت و ممنوع ہے۔

بغلی قبر: بغلی قبر بہتر اور سنت ہے۔ (استذکار: ص ۲۸۹)

آپ ﷺ نے فرمایا بغلی قبر ہمارے لئے اور سیدھی قبر غیروں کے لئے ہے۔ (نسائی: ص ۲۸۳)

علامہ شامی اور دیگر فقہاء نے بیان کیا کہ بغلی قبر ہی بنائے ہاں مجبوری ہو تو پھر غیر بغلی بنالے جیسے زمین نرم ہو۔ (الشامیہ: ص ۲۳۴)

قبر کھودنا: آپ ﷺ نے فرمایا کھودو کشادہ اور گہرا کھودو یہی سنت ہے۔

(ابوداؤد: ص ۴۵۹)

قبر کی کھدائی میں ہڈی مل جائے تو ہڈی نہ توڑے جگہ بدل دے۔

(ابن ماجہ: ص ۱۱۶)

اگر کسی قبر میں میت سڑ گل کر مٹی نہ ہوئی ہو تو ایسی قبر کا کھودنا منع ہے میت کے اکرام کے خلاف ہے۔ اگر میت بالکل مٹی ہو جائے تب دوسری قبر اس میں جائز ہے قبر ہی نہیں اس پر کھیتی بھی جائز ہے۔ (الشامیہ: ص ۲۳۳)

پھاوڑے یا کدال سے مٹی برابر کرنا: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگوں نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دفن کو جانا ہی نہیں یہاں تک کہ بدھ کی آخری شب میں پھاوڑے کی آواز کو سنا۔ (طحطاوی: ۱/۲۹۵)

آپ ﷺ کو حضرت علی، حضرت فضل، حضرت اسامہ نے قبر میں اتارا۔

(سنن کبریٰ، ابوداؤد: ص ۴۵۸)

قبر میں کون اتارے: قریبی رشتہ دار کا اتارنا بہتر ہے اجنبی کے اتارنے سے اسی طرح عورتوں کے اس کے محرم کا اتارنا افضل ہے مثلاً بھائی باپ وغیرہ اگر قریبی رشتہ دار نہ ہوں تو اجنبی غیر رشتہ دار اتار دیں۔ (بحر الرائق: ص ۲۰۸)

اپنے متعلقین واحباب کو قبر میں ڈالنے کے لئے اترنا سنت ہے۔

(ابوداؤد: ص ۴۵۱)

عورتوں کو قبر میں داخل کرتے وقت کپڑے کا پردہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک جنازہ میں تشریف لائے لوگ میت دفن کر رہے تھے اور اس کی قبر پر کپڑا تانے ہوئے تھے (پردہ کے لئے) تو حضرت علی نے پردہ کھینچ لیا اور فرمایا عورتوں کی

قبر میں (دفن کے وقت) ایسا کیا جاتا ہے۔ یہی سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ۴/۵۴)

میت عورت ہو تو اسے قبر میں چادر وغیرہ سے قبر پر سائبان کی طرح کر دیا جائے گا خنثیٰ مشکل کے قبر میں ڈالتے وقت بھی پردہ کیا جائے گا۔ یہی سنت ہے۔

(شامی: ص ۲۳۶)

میت کو قبر میں اتارنے کا طریقہ: میت کو قبلہ کی جانب سے اتارنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ص ۴۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ میت کو قبر میں رکھتے تو فرماتے "بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ" یہی سنت ہے۔

(تلخیص: ص ۱۲۷)

قبر میں میت کو ڈھیلا یا پتھر لگا کر قبلہ رخ کر دینا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ۳/۴۷)

صرف منہ قبلہ کی طرف ہونا کافی نہیں: صرف منہ قبلہ رخ کر دینا کافی نہیں دائیں کروٹ قبلہ رخ کرنا مسنون ہے۔

عموماً اس دور میں یہ رائج ہے کہ دفن کے بعد صرف میت کا سر قبلہ کی جانب کر دیتے ہیں اور پورا جسم چت رہتا ہے یعنی سینا پیٹ اور پورے جسم کا رخ بجانب آسمان ہوتا ہے جیسا کہ پیٹھ کے بل سونے میں۔ یہ غلط اور خلاف سنت طریقہ رائج ہے۔

خیال رہے کہ فقہاء کرام کی ایک جماعت نے دائیں کروٹ کو واجب قرار دیا ہے۔

قبر میں کفن کی گرہوں کو کھول دیا جائے۔ (مراقی الفلاح: ص ۳۳۴)

ابن مسیب کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک ہوا جب جنازہ قبر میں رکھا تو انہوں نے پڑھا۔ "بِسْمِ اللّٰہِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" اور جب قبر

میں کچی اینٹیں دے کر بند کرنے لگے تو یہ پڑھا:

"اَللّٰھُمَّ اَجِرْھَا مِنَ الشَّیْطَانِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰھُمَّ جاف الارض عن جبیھا وصعد زوجھا ولقامك رضوانا."

بغلی قبر میں بانس کے ٹکڑوں یا کچی اینٹیں مسنون ہیں۔(ابن ابی شیبہ)

قبر میں پکی اینٹیں جائز نہیں:

فَائِدَۃ: قبر میں کچی اینٹوں یا کچے ڈھیلوں کا استعمال کرنا اور لگانا تو درست ہے پکی ہوئی اینٹوں کا استعمال مکروہ تحریمی ہے۔(فتح القدیر:ص ۱۳۹)

قبر میں کپڑا وغیرہ رکھنا ممنوع ہے بخلاف سوکھی مٹی کے: قبر میں میت کو کسی کپڑے پر لٹانا یا کوئی کپڑا وغیرہ رکھ دینا ممنوع ہے۔(ترمذی:ص ۲۰۲)

سنت یہ ہے کہ قبر کی زمین پر میت کو رکھے اگر قبر میں نمی ہو تو سوکھی مٹی ڈال دے۔(کبریٰ:ص ۵۹۷)

قبر کیسے بند کرے: قبر میں کوئی خلا نہ رکھے، مکمل طور پر بھرنا سنت ہے۔

(مسند احمد، مرتب:ص ۵۷)

قبر پر کھودی ہوئی مٹی کے علاوہ مٹی ڈالنا ممنوع ہے۔(سنن کبریٰ:ص ۴۱۰)

خیال رہے کہ قبر کی ساری مٹی کا قبر پر اس طرح ڈالنا کہ قبر ایک بالشت سے زیادہ اُٹھ جائے خلافِ سنت منع ہے۔(البحرالرائق:ص ۱۰۹)

قبر پر مٹی ڈالنے کی فضیلت: آپ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مسلمان میت پر ثواب کی نیت سے مٹی ڈالی اس کے لئے ہر مٹی کے بدلہ نیکی لکھی جائے گی۔

(تلخیص:ص ۱۳۸)

حضرت ابوامامہ کی روایت میں ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہوا اس کے پاس کوئی نیکی نہیں تھی سوائے اس کے کہ اس نے ۳ مٹی کسی کی قبر پر ڈالی تھی سو اس کے گناہ

معاف کردیے گئے۔ (کنز العمال: ۱۵/ ۳۰۷)

ہاتھ سے تین مرتبہ مٹی ڈالنا: قبر پر اپنے ہاتھ سے ۳ر مرتبہ مٹی ڈالنا سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۴۱۰)

آپ ﷺ میت پر ۳ر مرتبہ دونوں ہاتھوں سے مٹی ڈالتے۔ (مشکوٰۃ: ص ۱۴۸)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ مٹی ڈالنے کا مسنون طریقہ لوگوں کے لئے یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے مٹی اٹھائے اور ۳ر مرتبہ ڈالے۔ ہاتھ میں مٹی لگنے سے بچنے کے لئے کسی برتن یا آلہ وغیرہ کا استعمال خلاف سنت ہے۔

مٹی ڈالتے وقت کی دعائیں

پہلی مرتبہ مٹی ڈالنے میں یہ دعا پڑھے: "منها خَلَقْنٰكُمْ"

دوسری مرتبہ: "وفيها نعيدكم"

تیسری مرتبہ: "ومنها نخرجكم تارة اخرى"

اور یہ بھی آیا ہے کہ پہلی مرتبہ: "اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْهُ جنبه"

دوسری مرتبہ میں: "اَللّٰهُمَّ افْتَحِ ابوابَ السماءِ لِرُوْحِهٖ"

اور تیسری مرتبہ میں: "اَللّٰهُمَّ زَوِّجْه مِنَ الْحُورِ الْعِيْن"

اور عورت ہو تو: "اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْهَا الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِكَ" پڑھی۔ (الشامی: ص ۲۳۷)

ابن مسیب کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس کسی جنازہ میں حاضر ہوا چنانچہ جب قبر میں رکھا گیا تو انہوں نے کہا "بسم الله وفي سبيل الله وملة رسول الله" پھر جب قبر پر مٹی ڈال کر برابر کرنے لگے تو کہا۔

"اللهم اجرها من الشيطان ومن عذاب القبر ومن عذاب النار."

پھر جب مٹی ڈال کر برابر ہوگئی تو قبر کی ایک جانب کنارے کھڑے ہو کر یہ دعا

کی۔

"اَللّٰھُمَّ جافِ الأرض جنبیه وصعد بروحها ولقها منك رضوانك."

آپ صلی اللہ علیہ وسلم دفن سے فارغ ہوتے تو رک کر میت کے لئے دعا اور استغفار فرماتے اور لوگوں کو حکم دیتے۔ (ابوداؤد ص ۴۵۹)

دفن کے بعد دعا: میت کے دفن اور اس پر مٹی ڈالنے سے فارغ ہو جائے تو تمام حضرات یا کم از کم چند حضرات وہاں تھوڑی دیر رک جائیں ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ پاک ان کو منکر نکیر کے سوال کے جواب میں ثابت قدم رکھیں ان کے خوف و دہشت سے جواب میں لا ادری نہ کہیں۔ سنجیدگی اور اطمینان سے جواب دیں۔ ثابت قدمی کی دعا اجتماعی طور پر کرنا اور رکنا یہ سنت ہے۔ (شامی ۲/۲۳۷)

قبر پر پانی چھڑکنا: دفن سے فراغت پر قبر پر پانی چھڑکنا سنت ہے۔ (مجمع الزوائد ص ۴۷)

قبر پر علامت: علامت کے لئے قبر پر کسی علامت و نشانی کا مقرر کر دینا سنت ہے۔ (تلخیص ص ۱۴۱)

شرح مشکوۃ میں ہے کہ قبر پر کسی علامت کا لگا دینا پتھر وغیرہ رکھ کرتا کہ معلوم ہو جائے کہ فلاں کی قبر ہے اور اس کے بغل میں دوسرے رشتہ داروں کو دفنایا جائے سنت ہے۔ (مرقاۃ: ۵/۳۸)

قبر پر سورۂ بقرہ کی آیتیں پڑھنا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو اسے روکے مت رکھو (دیر مت کرو) جلدی سے اسے قبر پہنچاؤ اور اس کے (دفن کے بعد) سرہانے سورہ بقرہ کی ابتدائی آیتیں اور اس کے پائینتے سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھو۔ (مجمع الزوائد ص ۴۷)

میت کے سرہانے الم ذالك الكتب سے مفلحون تک اور پیر کی جانب آمن الرسول سے آخیر سورہ تک پڑھنا مستحب ہے۔ (طحطاوی علی المراقی ص ۳۳۶)

دفن کے بعد قبر پر ہری شاخ وٹہنی کا گاڑنا سنت ہے۔ (بخاری ص ۳۵)

دفن سے فراغت کے بعد قبلہ رخ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا سنت ہے۔

(فتح الباری: ۱۱/۱۴۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب میت کی قبر (مٹی ڈالنے سے) برابر ہو جاتی تو قبر پر کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھتے:

"اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ رُدَّالَيْكَ فارأف به وارحمه اللهم جاف الارض عَن جَنْبِه وَافتح اَبْوَابَ السماءِ لِرُوحِهِ وتقبله منه بِقَبولٍ حَسَنٍ اَللّٰهُمَّ ان كان محسناً فضاعف لَهُ فِي اِحْسَانِه او قال فزد فى احسانه وان كان مسيئا فتجاوز عنه." (ابن ابی شیبہ: ۳/۳۳۰)

دفن کے بعد قبر پر تلقین خلاف سنت ہے۔ (زوائد: ۱/۳۰۲)

صرف تین دن سوگ کی اجازت: حضرت اُمِّ عطیہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ منع فرمایا کرتے تھے کہ ہم لوگ کسی میت پر ۳ روز سے زائد سوگ منائیں سوائے شوہر کے کہ ۴ ماہ دس دن ہے نہ سرمہ لگائیں نہ خوشبو لگائیں نہ رنگین کپڑے (خوشنما) پہنیں۔ (بخاری ص ۸۰۳)

قبر ایک بالشت سے زائد نہ ہو: قبر کو ایک بالشت سے زائد اونچا کرنا خلاف سنت ہے۔ (شرح مسند احمد: ۸۵)

آپ ﷺ کی اور خلفاء راشدین کی قبر ایک بالشت مثل کوہان کے اونچی تھی۔ (ابن ابی شیبہ ص ۳۳۲)

اٹھی ہوئی اور اونچی قبروں کو برابر کرنے کا حکم فرماتے۔ (ابوداؤد ص ۴۵۹)

حضرت عمران بن حصین نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبر ۴/۱۱ انگشت کے برابر اونچی کی جائے۔ (ابن ابی شیبہ ص ۳۳۵)

قبر کو ایک بالشت سے زائد اونچی کرنا منع ہے۔ (مجمع الزوائد: ۳/۶۰)

قبرستان میں کیسے رہے: قبرستان میں خاموش بیٹھے یا عذاب قبر سے پناہ مانگے یہی سنت ہے۔ (مسند احمد: ۳/۲۸۷)

اگر قبر تیار نہ ہو تو قبلہ رخ بیٹھ جانا سنت ہے کھڑا نہ رہے۔ (ابوداؤد ص ۴۵۹)

آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ قبروں کو پختہ کیا جائے اور یہ کہ کتبہ لگایا جائے اور یہ کہ اسے روندا جائے۔ (ترمذی ص ۲۰۳)

قبرستان یا مزاروں پر روشنی جلانا روشن کرنا سخت منع ہے لعنت کا فعل ہے۔ (نسائی ص ۲۸۷)

صالحین کی قبروں پر کتبہ جائز ہے: شرح مسند شوافع کا مسلک یہ لکھا ہے کہ اہل علم اور اہل اصلاح میں ہو تو جائز ہے۔ (بلوغ الامانی: ۸/۵۰)

خاص طور پر اگر صالحین میں سے ہوں تو تعارف لکھنا اچھا ہے تاکہ زمانہ کے گزرنے کے بعد ان کا تعارف رہے۔ (مرقات: ۲/۷۶)

چنانچہ فقہائے احناف نے کتابت اور لوح کو علامت قرار دیا ہے اور استدلال میں حضرت عثمان بن مظعون کی قبر پر آپ کے پتھر رکھنے کے واقعہ سے استدلال کیا ہے۔ (شامی: ۲، ۲۳۸)

قبر کو پختہ اور پکا بنانا جائز نہیں آپ اس سے منع فرماتے۔ (مسلم: ۳۱۲)

قبر پر مٹی کا لیپ ممنوع ہے۔ (بنایہ: ۳/۳۰۳)

قبروں کے درمیان چپل و جوتا پہن کر جانا ممنوع ہے: آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو جوتا پہنے قبروں کے درمیان چل رہا تھا تو آپ نے

فرمایا او جوتے والے اسے اتار لو یعنی قبرستان کے درمیان جوتے پہن کر نہ چلو۔
(ابن ماجہ: ص ۱۱۲)

میت کے قرضہ کی ادائیگی: آپ ﷺ نے فرمایا مردہ معلق (جنت سے رکا) رہتا ہے اپنے قرضہ کی وجہ سے تاوقتیکہ اسے ادا نہ کر دیا جائے۔ (سنن کبریٰ: ص ۶۱)

قرض کی وجہ سے صالح میت بھی جنت جانے سے روک دی جاتی ہے۔
(مجمع الزوائد: ۳/۴۳)

میت والے گھر کھانا بھیجنا: جن کے یہاں میت ہوئی ہو ان کے یہاں کھانا بھیجنا سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۴۴۷)

آپ ﷺ میت کے بغل والوں کو (خواہ رشتہ دار ہو یا صرف پڑوسی ہوں) میت کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔
(کشف الغمہ: ص ۱۷۵)

میت کے گھر کھانے مجلس یا دعوت طعام ممنوع اور بدعت ہے (ابن ماجہ: ص ۱۱۶)

پوسٹ مارٹم ممنوع ہے: مسلمان میت کا پوسٹ مارٹم کرنا کروانا ناجائز ہے۔
(ابوداؤد: ۲/ ۴۵۸)

ابن عبدالبر مالکی نے بیان کیا کہ جن امور سے زندوں کو تکلیف ہوتی ہے انہی امور سے مردوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے لہٰذا اپنے اختیار میں ہو اور بس چلے تو پوسٹ مارٹم ہرگز نہ ہونے دے۔ (مرعاۃ: ۵/۴۳۹)

مرنے والے کے متعلق عقیدت مندانہ کلمات کہنا: حضرت ابوداؤد کو جب حضرت عبداللہ (بن مسعود) کی وفات کی خبر پہنچی تو کہا اپنا مثل نہیں چھوڑا۔

عمار نے بیان کیا کہ ہم لوگ حضرت ابن عباس کے ساتھ محل کے سایہ میں حضرت زید بن ثابت کے جنازہ کے موقع پر بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے فرمایا آج کے دن بہت بڑے علم کو دفن کر دیا گیا۔ (ابن ابی شیبہ: ۳/ ۳۶۶)

فتنہ اور آزمائش قبر کا بیان: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ سے روایت کی ہے کہ قبر میں دباؤ اور سختی ہوتی ہے اگر اس سے کوئی بچ سکتا تو حضرت سعد بن معاذ بچتے۔ (مجمع الزوائد:ص ۴۹)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک چھوٹا سا بچہ دفن کیا گیا آپ ﷺ نے فرمایا اگر قبر کے دباؤ اور سختی سے کوئی بچتا تو یہ بچہ محفوظ رہتا۔ (مجمع الزوائد:ص ۴۹)

عذاب قبر حق ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا عذاب قبر حق ہے۔ (عمدۃ القاری)

آپ ﷺ نے فرمایا مردوں کو قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے یہاں تک کہ جانور ان کی آوازوں (چیخ و پکار کو) سنتے ہیں۔ (مجمع الزوائد:ص ۵۹)

دو قسم کی قبریں: علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ عذاب قبر کی دو قسمیں ہیں دائمی جو کافروں اور بعض گنہ گاروں کے لئے ہے غیر دائمی یہ کم گناہ والوں کے لئے ہے ان کے جرائم کے مطابق عذاب ہوگا پھر ختم ہو جائے گا یہ دعا صدقہ وخیرات سے بھی ختم ہو جاتا ہے پس لوگوں کو چاہئے کہ صدقہ خیرات کیا کریں اپنے مردوں کے لئے۔

قبر میں سوالات: حضرت عبداللہ کی حدیث میں ہے کہ جب مؤمن کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کو قبر میں بٹھا دیا جاتا ہے اور اس سے سوال کیا جاتا ہے من ربک من دینک من نبیک پس وہ جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے میرا دین اسلام ہے میرے نبی محمد ﷺ ہیں۔ (مجمع الزوائد:ص ۵۷)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا آپ سواری پر تھے کہ وہ جانور بدکنے لگے میں نے کہا اے اللہ کے رسول آپ کے جانور کو کیا ہو گیا ہے کہ بدک رہا ہے۔ آپ نے فرمایا اس آدمی کو قبر

میں عذاب ہو رہا ہے اسی وجہ سے بدک رہا ہے۔ (مجمع الزوائد ص ۱۸۴)

میت کو سوال کے لئے زندہ کیا جاتا ہے: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو فرشتے (قبر میں مردے کے پاس آتے ہیں) اسے اٹھا کر بٹھا دیتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ: ص ۲۵)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب میت کو قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے (پھر جب اسے سوال کے لئے زندہ کر دیا جاتا ہے) تو اسے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سورج ڈوبنے جا رہا ہے بس وہ اٹھ بیٹھتا ہے اور اپنی آنکھوں کو پونچھتا ہے اور کہتا ہے چھوڑو مجھے نماز پڑھنے دو۔ (مشکوٰۃ: ص ۲۶)

مردوں کی روحیں قبر میں لوٹا دی جاتی ہیں۔ (مشکوٰۃ: ص ۲۵)

مردے قبر میں سنتے ہیں اور بولتے بھی ہیں۔ (بخاری: ص ۱۷۸)

عذاب قبر روح اور جسم دونوں کو: عذاب قبر روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔ (مجمع الزوائد: ۳/۵۷)

کسی بھی طرح موت ہو راحت اور عذاب کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔
(مجمع الزوائد: ۳/۵۹)

عذاب قبر کن بداعمالیوں سے ہوتا ہے: آپ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا ان دو قبروں میں عذاب ہو رہا ہے اور ان کو عذاب کسی بڑی بات سے نہیں ہو رہا ہے ایک کو تو اس وجہ سے کہ پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا دوسری کو اس وجہ سے کہ وہ چغل خوری کرتا تھا۔ (بخاری ص ۳۵)

اکثر عذاب قبر پیشاب کی بے احتیاطی سے ہوتا ہے۔ (دار قطنی: ص ۱۹۸)

بلا طہارت نماز پڑھنے پر عذاب قبر ہوتا ہے۔ (مصنف عبدالرزاق: ص ۵۸۸)

غیبت سے عذاب قبر ہوتا ہے: غیبت اور پس پشت برائی سے عذاب قبر

ہوتا ہے۔(مصنف عبدالرزاق:ص ۵۸۸)

چغل خوری سے عذاب قبر ہوتا ہے۔(مجمع الزوائد:ص ۵۸)

مظلوم کی فریادرسی نہ کرنے پر عذاب قبر ہوتا ہے۔(مصنف عبدالرزاق:ص ۵۸۸)

مسجد میں ہنسنا قبر کی تاریکی کا باعث ہے۔(شرح صدور:ص ۱۵۸)

بے وقت نماز پڑھنے پر بھی عذاب قبر ہوتا ہے۔(کتاب الروح:ص ۶۲)

ظلم اور ناجائز و ناحق مال لینے سے قبر میں آگ ہوگی۔(کتاب الروح:ص ۶۱)

ماں سے بے ادبی سے عذاب ہوتا ہے: ماں کو بے ادبی کے ساتھ پکارنے کی سزا قبر میں ہوتی ہے۔(کتاب الروح:ص ۶۲)

عذاب قبر سے حفاظت کے اعمال

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جس نے رات کو سورۃ تبارک الذی پڑھی اللہ تعالیٰ اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا۔(شرح الصدور)

کسی مؤمن کو خوش کرنے والا قبر میں خوش اور وحشت سے دور ہوگا۔

(شرح الصدور:۱۵۹)

جس سے لوگوں کو تکلیف نہیں عذاب قبر سے وہ محفوظ رہے گا۔

(شرح الصدور:ص ۳۵۰)

طویل سجدہ عذاب قبر سے حفاظت کا باعث ہے۔(شرح الصدور:ص ۱۸۳)

اعمال صالحہ کا اثر قبر ہی سے شروع ہو جاتا ہے اور عذاب سے روکنے کا باعث بنتا ہے۔(شرح الصدور:ص ۲۹۷)

عذاب قبر سے پناہ: خالد بن سعید کی صاحبزادی (ام خالد) کہتی ہیں کہ انہوں نے سنا آپ ﷺ عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے یہی سنت ہے۔(بخاری:ص ۱۸۴)

مؤذن قبر کے کیڑوں سے محفوظ: آپ ﷺ نے فرمایا ثواب کی نیت

سے اذان والا اس شہید کے مانند ہے جو خون میں لت پت ہو اور جب وہ مر جائے گا تو اس کے قبر میں کیڑے نہیں لگیں گے۔ (شرح الصدور: ص ۱۷۲)

حافظ قرآن کا اکرام قبر میں: آپ ﷺ نے فرمایا جب حافظ القرآن کا انتقال ہو جاتا ہے تو اللہ پاک کی وحی زمین کی جانب آتی ہے کہ اس کے گوشت کو مت کھانا تو زمین کہتی ہے اے اللہ کیسے میں اس کے گوشت کو کھاؤں جب کہ آپ کا کلام اس کے پیٹ میں ہے۔ (شرح الصدور: ص ۳۰۳)

گناہوں سے محفوظ کو عذاب قبر نہیں ہوگا۔ (شرح صدور: ص ۳۱۹)

جمعہ اور رمضان میں انتقال کرنے والے کو عذاب قبر نہیں: جمعہ کے دن انتقال کرنے والا عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ (شرح الصدور)

آپ ﷺ نے فرمایا ماہ رمضان میں مرنے والوں سے عذاب قبر اٹھالیا جاتا ہے۔ (شرح: ص ۲۰۷)

فائدہ: اگر جمعہ کے دن انتقال ہو جائے تو قبل مغرب دفن کر دیا جائے تاکہ جمعہ کی فضیلت کو پالے۔ چونکہ مغرب کے بعد سے ہفتہ کی رات شروع ہو جاتی ہے۔

علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ جمعہ کی رات میں مؤمنین گنہگاروں سے عذاب قبر کو موقوف کر دیا جاتا ہے۔ جمعہ کی برکت کی وجہ سے حتیٰ کہ نسفی نے تو یہاں تک کہا کہ کافر سے بھی عذاب قبر (عذاب برزخ) جمعہ اور اس کی شب میں روک دیا جاتا ہے۔ اسی طرح رمضان میں بھی۔ (شرح صدور: ص ۱۸۱)

علماء صالحین کی قبر کیڑے سے محفوظ رہیں گی۔ (شرح: ص ۱۵۸)

امام احمد نے کتاب الزہد میں ابن عبد البر نے کتاب العلم میں حضرت کعب سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ وحی بھیجی ہے پہلے علم سیکھو اور لوگوں کو سکھلاؤ تو سیکھنے اور سکھانے والوں کی قبر کو نور سے منور کر دیتا ہوں تاکہ وہ

اس جگہ سے گھبرائیں نہیں۔ (شرح صدور: ۱۵۸)

مسجد میں روشنی دینے والا اور خوشبو دینے والے کی قبر میں روشنی اور خوشبو ہوگی۔ (شرح الصدور: ص ۱۵۸)

پیٹ کی بیماری میں مرنے والا عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ (ترمذی: ص ۲۰۲)

قبرستان و قبر کی خواہش: مؤمن صالح کے لئے قبرستان کا ہر خطہ تمنا کرتا ہے کہ دفن ہو۔ (شرح صدور: ص ۲۲۵)

مؤمن صالح کی قبر مرحبا مرحبا خوش آمدید کہتی ہے۔ (ترمذی: ص ۲۰۵)

مؤمن صالح کی قبر لیلۃ بدر کی طرح روشن ہوتی ہے۔ (شرح صدور: ص ۲۰۵)

مؤمنین صالحین کے لئے قبر جنت کی کیاری بن جاتی ہے۔ (مجمع الزوائد: ص ۵۸)

مؤمن کو قبر میں نماز کی فکر ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ: ص ۲۶)

آپ ﷺ جب شب معراج میں گزرے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں ریت کے ٹیلے کے پاس نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ (مسلم: ص ۲۶۸)

بعض برگزیدہ بندوں کے ساتھ قبر میں خصوصی معاملہ: حضرت سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ جنگ حرہ کے موقعہ پر میں روضۂ اقدس پر تھا جب بھی نماز کا وقت آتا تو آپ کی قبر اطہر سے اذان کی آواز آتی۔ (شرح الصدور)

قبر سے مشک کی خوشبو اور تلاوت کی آواز سنی گئی۔ (شرح الصدور: ۱۸۹)

آپ ﷺ کے زمانہ میں بھی قبر سے قرآن کی آواز سنی گئی۔

حضرت سعید خدری کہتے ہیں میں ان لوگوں میں تھا جو حضرت سعد بن معاذ کی قبر بقیع میں کھودنے میں تھے جب ہم لوگ قبر کھود کر مٹی نکالتے تھے تو اس سے مشک کی خوشبو آتی۔ (شرح الصدور: ص ۱۹۹)

شرجیل بن حسنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد کی قبر سے ایک مٹھی مٹی لے لی اور اسے گھر لے گئے اسے دیکھا تو وہ مشک ہو گیا تھا۔ (شرح الصدور: ص ۱۹۹)

ایک شخص کو قبر میں گود میں لئے قبلہ رخ قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے دیکھا۔
(شرح الصدور: ص ۱۹۹)

قبر میں علمی مشغلہ کی بعض کو اجازت ہوگی۔

حفظ نامکمل تھا موت آگئی تو: عطیہ عوفی نے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا (ناظرہ یا حفظ) اور اس کے پورا ہونے سے پہلے موت آگئی تو قبر میں ایک فرشتہ آئے گا جو قبر میں اسے تعلیم دے گا۔

بروز جمعہ قبرستان جانا اور والدین کی قبر کی زیارت: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے والدین کی قبر پر جمعہ کے دن جائے اس کی مغفرت کردی جائے گی اور اس کے لئے نیکی لکھی جائے گی۔ (مجمع الزوائد: ۳/۶۳)

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے والدین میں کسی ایک کی زیارت جمعہ کے دن کرے گا۔ اور سورہ یٰسین پڑھے گا اور اس کی مغفرت کردی جائے گی۔
(جامع صغیر: ص ۵۲۸)

جن اصحاب کے موت اور جنازہ میں شریک نہ ہوسکتے تو قبر پر بعد میں جاتے۔
یہی سنت ہے۔ (بخاری: ص ۱۷۸)

قبرستان کس لئے جائے: عبرت یا ایصال ثواب کے لئے قبرستان جانا سنت ہے۔ (مشکوۃ: ص ۱۵۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ آخر عمر کی راتوں میں سے شب آخیر میں بقیع (قبرستان مدینہ جو مسجد نبوی کے بغل میں تھا) نکل جاتے۔ (مشکوۃ: ص ۱۵۴)

قبر کا بوسیدہ ہونا: قبر کا بوسیدہ اور خستہ حال ہونا رحمت الٰہی کے نزول کا باعث ہے۔ (شرح صدور: ص ۳۱۴)

قبرستان جانے کی دعا: حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ قبرستان جاتے وقت یہ دعا سکھایا کرتے تھے۔

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَ اِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ وَاَسْئَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ." (مسلم: ۱/۳۱۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ ایک رات بقیع تشریف لے گئے اور یہ دعا پڑھی:

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُمْ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُمْ."

(ابن ماجہ: ص۱۱۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ مدینہ کے قبرستان سے گزرے تو متوجہ ہو کر یہ دعا پڑھی:

"السلام علیکم یا اهل القبور یغفر اللّٰه لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر." (ترمذی: ص۲۰۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب ان کی باری ہوتی تو شب آخیر میں بقیع جا کر آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے:

"السلام علیکم دار قوم مؤمنین واتاکم ما توعدون کذا موجلون انا انشاء اللّٰه بکم لاحقون"

کس چیز سے عذاب قبر میں تخفیف: صدقہ، دعا، استغفار ایصال ثواب سے عذاب ختم یا اس میں تخفیف یا کمی آجاتی ہے۔ (مسلم: ص۴۱)

ایصال ثواب کا مسنون ومشروع طریقہ

معلوم ہونا چاہئے کہ ایصال ثواب کے لئے نہ کوئی مقرر وقت ہے نہ کوئی دن نہ کوئی خاص طریقہ جو بھی نیک عمل مثلاً قرآن پاک کی تلاوت یا نفلی نماز روزہ یا صدقہ خیرات کرے تو اس میں نیت کر لے کہ اس کا ثواب یا اللہ فلاں شخص کو پہنچا دیجئے صرف دل میں کہہ دینا کافی ہے خواہ عمل سے پہلے یا عمل کے بعد ثواب پہنچ جاتا ہے۔

کسی بھی عمل سے حصول ثواب کے لئے اساسی اور بنیادی طور پر دو شرطیں ہیں۔

1. عمل کا صحیح ہونا یا عمل کا شریعت کے مطابق ہونا۔
2. خالصۃً لوجہ اللہ ہونا۔

احمد مروزی نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم جب بھی قبرستان داخل ہو تو سورۃ فاتحہ پڑھو، سورۃ الناس، سورۃ الفلق، سورۃ اخلاص پڑھو اور اس کا ثواب اہل قبرستان کو بخش دو۔

(مرقات شرح مشکوۃ: ص ۸۲)

ابو محمد سمرقندی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً یہ روایت نقل کی ہے کہ جو شخص قبرستان سے گزرے اور گیارہ مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے اور اس کا ثواب اہل قبرستان کو بخش دے تو تمام مردوں کی تعداد کے برابر سب کو ثواب ملے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا جو قبرستان میں داخل ہو سورۂ فاتحہ سورہ قل ہو اللہ احد اور سورہ الہٰکم التکاثر پڑھے اور اس کا ثواب اہل قبرستان کے مومن مرد اور عورتوں کو بخش دے تو یہ سب اللہ پاک کے پاس اس کی (مغفرت اور نجات کی) شفاعت کرنے والے ہو جائیں گے۔ (شائل: ص ۳۵۸)

موجودہ دور میں رائج قرآن خوانی: موجودہ دور میں آج کل جو رائج ہے

کہ کسی کے انتقال کے بعد خواہ دوسرے یا تیسرے یا دسویں یا چالیسویں دن گھر میں مختلف لوگوں کا محلے یا اڑوس پڑوس والوں کا یا مدارس و مکاتب کے بچوں کا جمع ہو کر قرآن خوانی کی رسم کو ادا کرنا یہ خلاف سنت اور شریعت ہے۔

میت کو قرآن کا ثواب ملتا ہے: میت کو قرآن پاک کا ثواب بخشا جائے تو ملتا ہے۔ (شرح ص۳۱۲)

روزوں اور حج کی طرح تلاوت کا بھی ثواب ملتا ہے۔

تعزیت: آپ ﷺ مصیبت کے وقت لوگوں کو تسلی دینے تشریف لے جاتے۔ یہی سنت ہے۔ (مصنف عبدالرزاق: ص۲۹۵)

اگر وفات پر خود نہ جا سکتے تو دوسروں کے ہاتھ تعزیتی پیغام بھیج دیتے۔ یہی سنت ہے۔ (الفتح الربانی: ۸/۸۹)

عورتوں کو بھی پردہ کے ساتھ تعزیت کے لئے جانا مسنون ہے (سنن کبریٰ: ۴/۶۰)

ابو خالد والبی نے کہا کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کی تعزیت فرمائی تو فرمایا اللہ اس پر رحم کرے اور تم کو ثواب دے۔ ان کلمات کا پڑھنا سنت ہے (ابن ابی شیبہ: ۳۸۶)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ کی کسی صاحبزادی کا کوئی بچہ انتقال کر گیا تو آپ ﷺ نے ان کی جانب سلام بھجوا کر فرمایا یہ کہہ دو:

"ان لِلّٰہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شیء عندہ الی اجل مسمی فلتصبر ولتحسب."

یہی سنت ہے۔ (الفتح الربانی)

آپ ﷺ کی وفات پر تعزیت

آپ ﷺ کی وفات پر تعزیت حضرات ملائکہ نے کی۔

آپ کی وفات پر حضرت خضر علیہ السلام تعزیت کے لئے تشریف لائے۔

(مجمع الزوائد: ص ۳۹۰)

مؤمن کی وفات پر تعزیت مسنون ہے۔

تعزیت کا ثواب: آپ ﷺ نے فرمایا تعزیت کرنے والے کو مصیبت زدہ کی طرح ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی: ص ۲۰۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کی اسے جنت میں جوڑا پہنایا جائے گا (ترمذی: ۱/۲۰۶)

تعزیت کے لئے نہ جاسکے تو: تعزیت کے لئے خود نہ جاسکے تو تحریر یا خط بھیجنا بھی سنت ہے۔ (مجمع ۲/۶)

وصیت کے متعلق سنتیں

آپ ﷺ کی آخری وصیت: آپ ﷺ کی عام وصیت وفات کے وقت جس وقت جان مبارک رخصت ہو رہی تھی نماز اور غلام کے متعلق تھی۔

(ابن ماجہ: ص ۱۹۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ نے بوقت وفات فرمایا میں تم لوگوں کو ۳ چیزوں کی وصیت کرتا ہوں۔ مشرکین کو خطہ جزیرہ عرب سے نکال دینا اس وفد کو تیار کر کے روانہ کر دینا جیسا کہ میں ان کو تیار کر کے بھیجنے والا تھا۔ اور (راوی) تیسری وصیت بھول گئے۔ (وہ غالباً یہ ہے کہ میری قبر کو مثل عید کے نہ بنانا)۔ (مسلم ۲/۴۳)

آپ نے مال یا خلافت و جانشینی کے متعلق کوئی نصیحت نہیں فرمائی (مسلم ص ۴۲)

آپ نے حضرت علی کے خلافت کی وصیت نہیں فرمائی۔ (مسلم ص ۴۲)

خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اپنے وصی ہونے کی تردید کی ہے۔

مؤمن کی شان کہ وہ وصیت لکھ کر رکھے: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کسی مرد مؤمن کو یہ حق نہیں کہ وہ دو رات اس حالت میں گزارے مگر یہ کہ وصیت اس کے پاس لکھی رکھی ہو۔ (بخاری: ص ۳۸۳)

وصیت نامہ لکھنے والوں کی وصیت: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس کا انتقال وصیت پر ہوا (یعنی اس نے وصیت نامہ لکھ دیا تھا) تو اس کی وفات بہتر طور پر سنت کے مطابق تقویٰ اور شہادت پر ہوئی۔ اور مغفرت کی حالت میں اس کی موت ہوئی۔ (ابن ماجہ: ص ۱۹۳)

آپ ﷺ نے فرمایا محروم (خیر) وہ ہے جس نے وصیت نہیں کی۔

(ابن ماجہ: ص ۱۹۳)

قیس بن قبیصہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جو وصیت نہیں کرے گا اسے دوسرے مردوں کے ساتھ کلام و گفتگو کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ مردے بھی گفتگو کرتے ہیں۔ فرمایا ہاں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔ (کنز العمال: ص ۱۱)

میت کی وصیت پر عمل کا حکم: ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول میری ماں نے وصیت کی ہے کہ میری طرف سے مؤمنہ باندی آزاد کر دینا۔ آپ نے فرمایا جس طرح اس نے کہا آزاد کر دو۔ (کشف الغمہ: ص ۳۶)

شریعت کے خلاف کسی وصیت پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

حضرت حبہ طائی کہتے ہیں میرے بھائی نے اپنے مال میں سے کچھ (راہ خدا میں) خرچ کرنے کی وصیت کی تو میں نے ابودرداء سے پوچھا کہ اس وصیت کے مال کو کہاں خرچ کر دوں فرمایا فقراء و مساکین اور مجاہدین میں۔ (الفتح الربانی: ۱۵/۱۸۲)

وصیت کتنے مال میں سے: وصیت تہائی مال سے کرنے کی اجازت ہے۔
(مختصراً ابوداؤد: ص ۳۹۵)

حضرت حسن سے مروی ہے کہ جس آدمی نے تہائی سے زائد وصیت کی پس اگر وارثین اجازت دے دیں تو درست ہے۔ (سنن داری: ۲/۳۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ وصیت (صدقہ خیرات اور وقف کی) مناسب نہیں تاوقتیکہ مال کثیر نہ ہو۔ مثلاً جو سات سو درہم چھوڑے وہ وارث کے لئے باقی رکھنے کی وجہ سے وصیت نہ کرے۔ چونکہ اللہ پاک نے ترک خیراً فرمایا ہے اور خیر مال کثیر کو کہتے ہیں۔ (کشف الغمہ: ۲/۵۳)

جابر بن قرہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے وفات کے وقت وصیت کردی (ادائیگی حقوق واجب کی یا صدقہ خیرات کی) اور یہ وصیت کتاب اللہ کے موافق ہوئی (یعنی شریعت کے موافق) تو اس کی زندگی کے چھوٹے ہوئے زکوۃ صدقات کی تلافی اور کفارہ کا باعث ہوگا۔ (ابن ماجہ: ص ۱۹۳)

وارث کے لئے حق وراثت کی وجہ سے وصیت جائز نہیں ہے (ابوداؤد: ص ۳۹۶)

وارثین کی اجازت ہو تو وارث کے حق میں وصیت نافذ ہو سکتی ہے۔
(سنن کبریٰ: ص ۲۶۳)

وصیت کے بارے میں معلوم کرنا: آپ ﷺ مرض الموت میں وصیت کے بارے معلوم کرتے۔ یہی سنت ہے۔ (ترمذی: ص ۱۹۳)

بغیر وصیت کے صدقہ خیرات: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا میرے والد کا انتقال ہو گیا مال چھوڑ گئے۔ اور کوئی وصیت (صدقہ و خیرات کی) نہیں کر گئے اگر میں ان کی جانب سے صدقہ کر دوں تو کیا ان کی جانب سے کفارہ اور ثواب کا باعث ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ (ابن ماجہ: ص ۱۹۵)

زندگی میں خرچ کرنا: آپ ﷺ نے فرمایا زندگی میں ایک درہم خرچ کرنا موت کے وقت ۱۰۰ درہم خرچ کرنے سے افضل ہے۔ (ابوداؤد: ص ۳۹۶)

آخر وقت میں صدقہ خیرات کی وصیت بہتر نہیں۔ (نسائی: ص ۱۳۸)

وارثین کے حصہ کو نقصان پہنچانے کے ارادہ سے وصیت کرنا عذاب دوزخ کا سبب ہے۔ (الفتح الربانی: ص ۱۸۰)

مال زائد ہو تو اہل اصلاح کے حق میں وصیت کرنا بہتر ہے۔ یہی سنت ہے۔ (مجمع الزوائد: ص ۲۱۷)

اگر میت کا قرضہ ہو تو: اگر میت کا قرضہ ہو تو وصیت سے پہلے اسے پورا کیا جائے گا۔ یہی سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ۶/ ۲۶۶)

وصیت نامہ کا مسنون طریقہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام وصیت نامہ کا آغاز اس طرح کیا کرتے تھے۔

یہ وصیت نامہ ہے جو فلاں ابن فلاں کی جانب سے ہے وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ تنہا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور قیامت آکر رہے گی اس میں کوئی شک نہیں۔ اور یہ کہ اللہ پاک لوگوں کو قبر سے اٹھائیں گے۔

میں وصیت کرتا ہوں اپنے خاندان کے ان لوگوں کو جو میرے بعد ہیں کہ وہ اللہ سے ڈریں جو اس سے ڈرنے کا حق ہے (یعنی تقویٰ اختیار کریں) اور آپس میں بہتر اور اچھے برتاؤ کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ رہے خدا کی اور اس کے رسول کی وہ اطاعت کریں اگر مؤمن ہیں۔ اور میں ان کو وہی وصیت کرتا ہوں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد اور حضرت یعقوب کو کی کہ یعنی اللہ پاک نے تمہارے لئے

دین اسلام کو منتخب کر دیا کفر کے مقابلے میں سو اسلام ہی پر تمہاری موت ہونی چاہئے۔ (سنن کبریٰ ۲/۶)

وراثت کے متعلق آپ ﷺ کی تعلیمات

وراثت کا علم سیکھنے کی آپ ﷺ سخت تاکید فرماتے اور اسے نصف علم فرماتے۔ (ابن ماجہ ۲/۱۹۵)

سب سے پہلا علم جو امت سے اٹھے گا وہ وراثت کا علم ہوگا۔ (ابن ماجہ: ص ۱۹۵)۔

وراثت کا علم رکھنے والوں کا نہ ہونا قیامت کی علامت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۲۰۸)

میت کے مال کا حکم اور صرف: آدمی کا جب انتقال ہو جاتا ہے تو اس کا مال سے حق ختم ہو جاتا ہے۔ (مجمع الزوائد: ص ۲۲۹)

حدیث پاک میں ذکر کیا گیا ہے کہ مرنے والے کا اس کے مال سے حق اور تعلق ختم ہو جاتا ہے اب اس کے حق میں خواہ صدقہ و خیرات کیوں نہ ہو ناجائز اور ممنوع ہو جاتا ہے صرف تجہیز اور تکفین کی اجازت ہے اس کے علاوہ کسی بھی خیر کے مصرف میں اسے خرچ نہیں کیا جا سکتا بلکہ وارثین کے درمیان تقسیم کرنا واجب ہو جاتا ہے وارثین اس کے مالک ہو جاتے ہیں۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ عام طور پر جو لوگ میت کو ثواب پہنچانے کے لئے صدقہ و خیرات کرتے ہیں غریب اور مسکین کو لا کر کھلاتے اور دعوت طعام کرتے ہیں قرآن خوانی کراتے ہیں چالیسواں کرتے ہیں اس میں میت کا مال لگاتے ہیں یہ سب ناجائز اور ممنوع ہے آپ ﷺ نے اس کے مال سے ایصال ثواب کو منع فرمایا ہے۔

وراثت میں انصاف سے تقسیم پر جنت کی وراثت کی ضمانت ہے۔

(مجمع الزوائد: ۴/ ۲۲۷)

وراثت کی تقسیم: پہلے ذی الفروض کو دیتے ہیں اس کے بعد بچنے پر عصبہ قریبی رشتہ دار کو دیتے ہیں یہی سنت ہے۔ (بخاری و مسلم: ص ۳۴)

ماں کو چھٹا حصہ عطا فرماتے۔ یہی سنت ہے۔ (کشف الغمہ: ۳/۳۹)

میت کی بیٹی اور بہن ہو تو کس طرح حصہ دلواتے: آپ ﷺ کے سامنے ایک آدمی کا ذکر کیا گیا جس نے اپنی بیٹی اور بہن کو چھوڑا تو آپ ﷺ نے بیٹی کو آدھا دلوایا اور بہن کو (جو باقی بچا) آدھا دلوایا شوہر کو اپنی بیوی کی وراثت میں جب کہ عورت سے کوئی اولاد نہ ہو تو نصف (آدھی وراثت) ملے گی اور اولاد اگر ہے مثلاً بیٹے ہیں یا بیٹی تو والد کو چوتھائی وراثت ملے گی۔ (سنن کبریٰ: ص ۲۲۷)

بیوی کا حصہ: بیوی کو اولاد کی موجودگی میں آٹھواں حصہ دلواتے یہی سنت ہے۔
(سنن دارمی: ص ۹۷)

صرف ایک بیٹی ہو تو نصف ترکہ ملے گا۔ یہی سنت ہے۔ (دار قطنی: ۴/۸۰)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے شوہر اور حقیقی بہن کے متعلق یہ فیصلہ کیا کہ شوہر کو نصف دیا اور بہن کو بھی نصف دیا۔
(کشف الغمہ: ۳/۲۳۱)

دادا اور نانی کا حصہ: ماں اور باپ کی موجودگی میں دادا اور نانی کو نہیں ملے گا یہی سنت ہے۔ (سنن کبریٰ: ص ۲۳۶)

دادا کو چھٹا حصہ دلواتے یہی سنت ہے۔ (ابوداؤد: ص ۴۰۱)

دادی کو چھٹا حصہ دیتے یہی سنت ہے۔ (دار قطنی: ۴/۹۱)

پھوپھی اور خالہ کا حصہ: پھوپھی اور خالہ کو ترکہ نہیں دلواتے یہی سنت ہے۔
(دار قطنی: ۴/۸۰)

پھوپھی اور خالہ کو جب کہ قریبی رشتہ دار نہ ہو تو تب دلواتے یہی سنت ہے۔
(سنن کبریٰ: ص ۲۱۷)

وارث نہ ہو تو: وارث نہ ہونے کی صورت میں آپ بہن کی اولاد کو دلواتے۔ یہی سنت ہے۔ (طحاوی: ۲/۳۲۹)

قاتل وارث نہیں: جس نے اپنے مورث کو قتل کر دیا اس کے لئے وراثت نہیں۔ یہی سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۹۶)

وراثت سے محروم کرنے سے آپ منع فرماتے۔ (کنز العمال: ۹/۱۱)

آپ ﷺ کی وفات

جب آپ ﷺ بیمار ہوئے اور مرض وفات میں تھے آپ کا سر مبارک حضرت عائشہ کی گود میں تھا اور آپ پر غشی طاری ہو رہی تھی جب آپ ہوش میں آتے تو چھت کی طرف دیکھتے پھر فرماتے:

"اللھم فی الرفیق الاعلی"

اے اللہ ہمیں ملا اعلیٰ میں شامل فرما۔ یہی سنت ہے۔ (بخاری: ص ۶۳۸)

معوذات تکلیف پر: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہے کہ جب آپ ﷺ کو کوئی تکلیف ہوتی تو اپنے اوپر معوذات پڑھ کر دم فرماتے اپنے ہاتھ کو بدن پر پھیرتے پس آپ جب مرض الموت کی تکلیف میں مبتلا ہوئے تو میں معوذتین پڑھتی اور آپ ہی کے دست مبارک کو پورے بدن پر پھیرتی۔ یہی سنت ہے۔ (بخاری: ۶۳۹)

مرض وفات کی دعا: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جس مرض میں آپ کی وفات ہوئی آپ یہ پڑھتے تھے:

"مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النبیین والصدّیقین والشھداء والصالحین"

اس سے اشارہ ہے کہ آپ وفات کے بعد ان حضرات کی رفاقت چاہتے تھے۔

یہی سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۱۱۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مرض وفات کی تکلیف میں آپ ﷺ کے پاس ایک پیالہ رکھا تھا جس میں پانی تھا آپ اس پیالہ میں ہاتھ ڈالتے پھر چہرہ انور پر پانی مل لیتے اور یہ دعا فرماتے۔ اللھم اعنی علی سکرات الموت۔ اے اللہ موت کی سختی آسان فرما۔ یہی سنت ہے۔ (ابن ماجہ: ص ۱۱۷)

آپ کا وفات کا دن: قریب دوشنبہ کو چاشت کے وقت آپ پر نزع کی آخری حالت طاری ہوئی حضرت عائشہ کی گود میں آپ ﷺ کا سر مبارک تھا اللھم فی الرفیق الاعلی پڑھتے ہوئے روح پرواز کر گئی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں ہی آپ بے جان ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دن دوشنبہ کا اور وقت چاشت کا تھا البتہ تاریخ میں اختلاف ہے۔ مشہور قول ۱۲ ربیع الاول ہے۔

آپ ﷺ کو غسل دینا:

فائدہ: آپ ﷺ کو قمیص پہنے غسل دیا گیا یہ آپ ﷺ کی خصوصیت تھی امت کے لئے نہیں۔ انہیں کپڑے کھول کر غسل دیا جائے گا۔

آپ ﷺ کی تجہیز و تکفین: آپ ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غسل دے رہے تھے حضرت عباس اور ان کے دونوں صاحبزادے فضل اور قثم کروٹیں بدلتے تھے اور اسامہ اور شقران پانی ڈال رہے تھے۔ (اتحاف: ۱۰/۳۰۴)

آپ ﷺ کی وفات جس چارپائی پر ہوئی تھی اسی چارپائی کو ہٹا کر آپ کی قبر کھودی گئی۔ (ابن ماجہ)

آپ ﷺ کے لئے ''لحد'' نما قبر کھودی گئی۔ (ابن ماجہ)

ابن ماجہ میں ہے کہ آپ بدھ کی رات کو وسط شب میں (عشاء کے بعد) دفن کئے

گئے۔ حضرت علی، حضرت عباس، حضرت فضل، حضرت قثم اور شقران آپ کے خادم نے آپ کو قبر میں اتارا۔ (ابن ماجہ)

ابن ماجہ میں ہے کہ تجہیز و تکفین کے بعد لوگ جماعت در جماعت داخل ہوتے رہے اور آپ پر نماز جنازہ پڑھتے رہے آپ کی جنازہ میں کسی نے امامت نہیں کی (یعنی سب نے تنہا اکیلے اکیلے نماز پڑھی)۔ پہلے مردوں نے پھر عورتوں نے اور اس کے بعد بچوں نے۔ (ابن ماجہ)

آپ ﷺ بعینہٖ جسم مبارک کے ساتھ ہیں جسم اطہر میں کوئی تغیر نہیں۔ (ترغیب: ص ۵۰۳)

آپ ﷺ خود سلام کا جواب دیتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے میری قبر کے پاس درود پڑھتا ہے میں خود سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر دور سے درود پڑھا وہ مجھے (فرشتوں کے ذریعے) بتایا جاتا ہے۔ (مشکوۃ ص ۸۷)

آپ قبر اطہر میں زندہ ہیں: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

علامہ عثمانی بھی فتح الملہم میں لکھتے ہیں کہ آپ قبر مبارک میں اذان و اقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ (۳/۴۱۹)

قبر مبارک میں آپ کی حیات ایک خاص قسم کی حیات ہے۔

درود پاک کے چند اہم فضائل

ایک درود دس رحمتِ خدا کے نزول کا باعث:

❶ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو

مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا اس پر خدائے پاک دس رحمتیں نازل فرمائیں گے۔ (مسلم: ۱/۱۹۵)

ایک درود خدا کی ستر رحمتوں اور فرشتوں کی ستر دعا کا باعث:

❷ حضرت ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص آپ ﷺ پر ایک درود پڑھے گا اس پر خدائے پاک کی ستر رحمتیں اور فرشتوں کی ستر دعائیں ہوں گی۔ (ترغیب: ۲/۴۹۷)

دس درود سو رحمت خداوندی کا باعث:

❸ آپ ﷺ نے فرمایا جو مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر سو رحمتیں نازل فرمائیں گے اور جو مجھ پر سو دفعہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر ہزار رحمتیں نازل فرمائیں گے اور جو محبت و شوق سے زائد پڑھے گا میں اس کے لئے قیامت کے دن گواہی دوں گا اور شفاعت کروں گا۔ (القول البدیع: ۳/۹۹)

جو خدا کی ناراضگی سے محفوظ رہنا چاہتا ہے:

❹ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو آپ پر دس مرتبہ درود پڑھے گا وہ خدائے پاک کی ناراضگی اور غضب سے مامون رہے گا۔ (القول: ص ۱۱۸)

پچاس مرتبہ کی فضیلت:

❺ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص دن میں مجھ پر پچاس مرتبہ درود پڑھا کرے گا قیامت کے دن میں اس سے مصافحہ کروں گا۔ (القول البدیع: ص ۱۳۰)

سو مرتبہ درود کی فضیلت:

❻ آپ ﷺ نے فرمایا جو مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھتا ہے خدائے پاک اس کی

پیشانی پر "براءة من النفاق وبراءة من النار" (نفاق اور جہنم سے براءت لکھ دیتے ہیں) اور قیامت کے دن اس کو شہداء کے ساتھ رکھیں گے۔ (القول: ص ۹۹)

ایک ہزار پڑھنے کی فضیلت:

۷ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر ہر دن ایک ہزار مرتبہ درود بھیجے گا تو اس وقت نہ مرے گا جب تک کہ جنت میں اپنا ٹھکانا نہ دیکھ لے گا۔ (الترغیب: ۲/۵۰۱)

جمعہ کے دن عصر کے بعد درود کی فضیلت:

۸ آپ ﷺ سے منقول ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے ۸۰ مرتبہ یہ درود شریف پڑھے تو اس کے ۸۰ سال کے گناہ معاف ہوں گے اور ۸۰ سال کی عبادت کا ثواب اس کے لئے لکھا جائے گا۔

"اللھم صل علی مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا." (القول: ص ۱۸۸)

جمعہ کے دن سو (۱۰۰) مرتبہ درود کی فضیلت:

۹ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن ۱۰۰ مرتبہ درود پڑھے گا وہ قیامت کے دن اس قدر نور کے ساتھ آئے گا کہ اس کا نور تمام مخلوق کو تقسیم کردیا جائے تو کافی ہوجائے۔ (ابونعیم، القول: ص ۱۸۹)

درود پاک لکھنے کا ثواب

جب تک درود باقی تب تک ثواب: آپ ﷺ تسلیما کثیرا نے فرمایا جس نے میری کوئی روایت لکھی اس کے ساتھ درود بھی لکھا تو جب تک وہ کتاب پڑھی جائے گی درود کا ثواب باقی رہے گا۔ (القول البدیع ص ۳۳۸)

صبح وشام فرشتے کی دعائے رحمت: جعفر بن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ سے

مرفوعاً مروی ہے کہ جو شخص کسی کتاب میں نبی پاک ﷺ پر درود لکھ کر مرے گا اس پر فرشتے صبح و شام جب تک اس کتاب میں نام باقی رہے گا رحمت کی دعا کرتے رہیں گے۔ (القول البدیع ص ۳۳۸)

بکثرت درود پاک لکھنے کی وجہ سے جنت: آپ ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو اصحاب حدیث لائے جائیں گے ان کے ہاتھ میں قلم اور دوات ہوگی خدائے تعالیٰ ان سے فرمائے گا۔ تم اصحاب حدیث ہو تم کثرت سے نبی پاک ﷺ تسلیماً کثیراً پر درود لکھا کرتے تھے جاؤ جنت میں۔ (القول طبرانی: ص ۳۳۹)

قیامت تک کی سختی سے محفوظ رہے گا: حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا اے موسیٰ کیا تم قیامت کے دن کی شدت پیاس سے محفوظ رہنا چاہتے ہو انہوں نے کہا ہاں اے اللہ! تو اللہ نے فرمایا محمد ﷺ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ (القول: ص ۱۱۹)

عرش کے سایہ میں: علامہ سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ تین آدمی قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، ایک وہ شخص جو کسی مصیبت زدہ کی مصیبت ہٹائے۔ دوسرا وہ جو میری سنت کو زندہ کرے۔ تیسرا وہ جو میرے اوپر کثرت سے درود پڑھے۔ (فضائل درود: ص ۱۱۶)

درود کا ثواب اُحد پہاڑ کے برابر: آپ ﷺ نے فرمایا جو مجھ پر درود پڑھے گا خدا اسے قیراط کے برابر ثواب دے گا۔ (قیراط احد پہاڑ کے وزن کے برابر ہے)۔ (مسند عبدالرزاق، القول البدیع: ص ۱۱۳)

درود کا ایک پرچہ ترازوِ اعمال کو بھاری کر دے گا: زاد السعید میں مواحب نے نقل کیا ہے کہ قیامت میں کسی مومن کی نیکیاں کم ہو جائیں گی تو رسول اللہ

ﷺ ایک پرچہ سر انگشت کے برابر نکال کر میزان پر رکھ دیں گے۔ جس کی نیکیوں کا پلہ بھاری وزنی ہو جائے گا وہ مومن کہے گا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کون ہیں آپ کی صورت و سیرت کتنی اچھی ہے آپ فرمائیں گے میں تیرا نبی ہوں اور یہ درود ہے جو تو نے مجھ پر پڑھا تھا تیری حاجت کے وقت میں نے اسے ادا کر دیا۔

(زاد السعید، مواہب لدنیہ)

درود اعمال کو بڑھانے اور پاک کرنے والا ہے: آپ ﷺ نے فرمایا مجھ پر درود بھیجو۔ ہمارے اوپر درود بھیجنا تمہاری زکوٰۃ ہے۔ (القول: ص ۱۲۲)

آپ ﷺ نے فرمایا مجھ پر درود بھیجنا تمہاری دعا کو محفوظ (قبول) کرنے والا تمہارے خدا کی خوشنودی کا باعث اور تمہارے اعمال کی زکوٰۃ ہے۔ یعنی بڑھانے والا اور پاک کرنے والا ہے۔ (دیلمی، القول: ص ۱۲۳)

قیامت میں آپ ﷺ سے مصافحہ: نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر پچاس مرتبہ دن میں درود پڑھے گا قیامت کے دن میں اس سے مصافحہ کروں گا۔ (القول البدیع: ص ۱۳۰)

دنیا میں جنت کی بشارت: رسول پاک ﷺ نے فرمایا جو شخص دن میں ایک ہزار مرتبہ مجھ پر درود پڑھے گا اسے اس وقت تک موت نہیں آئے گی جب تک کہ وہ اپنا ٹھکانہ جنت میں نہ دیکھ لے۔ (القول: ص ۱۴۱)

درود کی برکت سے آپ ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان بیٹھنے کا شرف: ابن سبع رحمۃ اللہ تعالیٰ نے شفا میں یہ ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ اور صدیق اکبر کے درمیان کوئی نہ بیٹھتا تھا ایک دن ایک شخص آیا آپ ﷺ نے اسے اپنے اور صدیق اکبر کے درمیان بٹھایا۔ حضرات صحابہ کو حیرت ہوئی جب وہ چلا گیا تو آپ ﷺ نے حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا یہ

شخص مجھ پر اس طرح درود شریف پڑھتا تھا:

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ علی مُحَمَّدٍ کما تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَهٗ."

(شفاء، القول: ص ۱۷)

قیامت میں آپ ﷺ کا قرب: آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن سب سے زیادہ قریب مجھ سے وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ درود پڑھتا ہوگا۔ (الترغیب: ۲/۵۰۰)

نسیان (بھول) کا علاج درود سے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جس کو نسیان اور بھول کا عارضہ زیادہ پیش آتا ہو تو وہ نبی پاک ﷺ پر کثرت سے درود پڑھا کرے۔ (القول: ص ۲۱، ابن بشکوال)

درود شریف کی وجہ سے اونٹ کا گواہی دینا: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی اسی قسم کی ایک روایت ہے کچھ لوگ ایک شخص کو پکڑ کر آپ ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے کہ اس نے اونٹ چرایا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اس نے یہ درود شریف پڑھنا شروع کر دیا:

"اللّٰهم صَلِّ علی مُحَمَّدٍ حتی لا یَبْقٰی من صَلَاتِكَ شَیْءٌ
وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنْ سَلَامِكَ شَیْءٌ
وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ حَتّٰی لَا یَبْقٰی مِنْ بَرَكَاتِكَ شَیْءٌ"

بس اونٹ بولنے لگا۔ اے محمد (ﷺ) یہ شخص میرے چرانے سے بری ہے (یعنی الزام غلط ہے) آپ ﷺ نے فرمایا کون اسے میرے پاس لائے گا چنانچہ مسجد کے ستر آدمیوں نے سبقت کی اور اسے پکڑ کر لے آئے آپ نے اس سے پوچھا ابھی تم نے کیا پڑھا ہے، تم بہت سمجھدار ہو اس نے جو پڑھا آپ کو بتا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسی وجہ سے میں نے دیکھا کہ حضرات ملائکہ مدینہ کی گلیوں میں نازل ہو گئے قریب تھا کہ وہ ہمارے اور تمہارے درمیان حائل ہو جاتے پھر آپ نے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سنتِ حبیب



ناشر

مکتبہ عمرو بن العاصؓ

0315-7833863

Scanned by CamScanner